

یہ کتاب شیعہ لوگوں کے لیے ہر اور نیک لوگ کے لیے

خدا کے فضل سے یہ رسالہ جگانم نامی واسم گرامی

محارہ صفدری

ترجمہ
CHECKED 1995

حکیم حیدری

بہارِ تاریخ ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۳۷۴ھ

مطبع منظر العجائب میں اسٹیم سید عباد کے چھاپنا

عَلَيْهِ السَّلَامُ
ضَرْبَةُ يُونُحَ خُذْ أَفْضَلَ مِنْ رِيبَةٍ لِّثَقَلِيذِ

سنة محمدی

بعون اللہ المتعادلین مان بحبت تو امان حسب اصر
برخور وار نور الابصار بہادر مرزا خان ابن جناب تظاہر
جناب نواب حمید مرزا خان صاحب کین خان صاحب بیرون
نے ترجمہ حملہ حیدری فرمایا ہے



معارف

واسطے فرحت خواطر مومنین اور سرور خاطر منجہ کثرین
سید عابد علی حفظہ اللہ العلوی نے بمقام لکھنؤ محلہ
فراسخانہ وزیر گنج باہتمام تمام اور تصحیح مالا کلام کے
بیچ تاریخ چہ بیستویں ماہ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ بمطابق

۱۳۰۵ھ ماہ مارچ ۱۸۸۵ء
مطبع ظہر اعجاز بیچن بیچن باہتمام عید و کتب

۵۸۷۶	اخلاص نمبر
الف ۲۷	تحریر نمبر
	کتاب نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاس بڑی قیاس واسطے خدا کی نیماہی کہ جس نے انسان ضعیف البیان کو ساتھ خلقت عقل اور دانش بجز اسی الہی جاعل فی الارض خلیفہ کے سائر مخلوقات سے اشرف و ممتاز فرمایا ہے

بنام خداوند بسیار بخش خرد بخش و دین بخش و دینار بخش

اور نعمت خجستہ صفات سید اولاد آدم حضرت مسالمت پناہ محمد مصطفیٰ اصل اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رواہی کہ جنگی شانین فرمان لولا کہ لما خلقت الافلاک جانب نیر و مناسفہ آیہی ملولفہ

خرد گشتہ و ذوات یک کس تمام اگر باشد محمد علیہ السلام

اور درودنا مجد و دوا پر آل اوس رسول مقبول کی پیرہنا چاہئے کہ چادر تطہیر کلائے جنگی سر پہننے والے انسان نر و لیدہ بیا نگو کہمان یار کہ زبان بیج مدحت سرایے ایسے سرور ان دین کو کہولے اور خوبی بیانشہ شنائی ضعیفان فیض البیان انا فیض العرب و المعجم کو بولے الا نظر ثواب کی جانکی او پاس میان پہچانکے حسب اصرار اور فرمایش اکثر احباب علی الخصوص سید فرزند علی صاحب کہ دوست حقیر اور شیعہ دلی اسد اللہ

لغالب علیٰ ابن ابیطالبؑ کے ہیں بخود امیرش تمام ترجمہ حملہ حیدریہ کی شکل شمشیر خان
 نے ترجمہ شائنامہ کا ہے بغیر عبارت آرا سی اور وقت الفاظ کی صاف صاف زبان زمین
 احقر سے چاہا تاکہ فائدہ عام اور نفع تام تمام خلایق عوام الناس کو حاصل ہو اور اصل
 مطلب ذکر محاربہ سے فرو گذاشت نہ ہوئی پس موافق فرمایش اجداد بیچ مدان ناشستہ
 زبان حیدر مرزا خانؒ کی کہ نادان ترین احفاد و اب الفضل حسین خان صاحب بہا
 مرحوم کہ مشہور بخا العلماء و بیچ علوم ادبیہ کے بالخصوص فن ریاضی میں یکتائی زمانہ
 سند ہمت کو اس وادی لوق ووق بیانین دوڑایا اور نگاہی تمام سے حملات حیدر
 حیدر صفدر میں حصول مدعا کو موافق نام لپٹنے کے پایا لہذا عنان کمیت قلم کو میدا
 بیان فارس سے طرف عرصہ گاہ ہند کے پیر امیدوار ناظرین ذہین اور پیر و ان
 دین مبین ختم المرسلین سے ہو کہ جو صاحب سہو یا خطا طرز کلام میں دیکھیں تو اغماض
 نظر اور عیب پوشی فرمائیں اور راہ عفو عظامی کریمانہ سے اصلاح بنائیں
 العذر عند کرام الناس مقبول اور نام رسالہ ہذا کا محاربہ صفدری کہ گایا باشد
 التوفیق والیہ الماب آغاز و استان سید انس و جانکی قبل معبث کے
 اکثر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و دولت سرسی باہر تشریف لیجا کر وہ خرابہ پنہان چشم
 مردمانے ایک غار میں پوشیدہ نظر اغیار سے بیٹھ کر صبح و شام قدرت خداوند کریم کو
 غور و مامل سے عظیم جاکر فکر کرتے تھے اور شنائی صانع قدیم میں تمام روز مشغول رہتے
 تھے جب شام ہوتی تھی پھر گھر تشریف لاتے تھے اسی صورت میں زمانہ نبوت کا جو
 نزدیک آیات نہائی نے مضمون عجیب سنایا جس سنگ و درخت کو دیکھا سلام علیک
 کہتا پایا پھر یہ سب حال شب کو جناب خدیجہ کبریٰ سے فرمایا کہ مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ
 شاید آواز نبی جانکے میری کان میں آتی ہے اور مجھے خوف معلوم ہوتا ہے بانو یہ

محترم نے کہا کہ مقام خوف کا نہیں ہے کس واسطے کہ میں نے راہ ہولنے سے خبر سنی ہے کہ آدم سے تاسع ہر پیغمبر کے وقت میں خبر ہوتی چلی آئی ہے کہ زمین بطحی میں فرشتہ ایک رسول مبعوث ہوگا بحکم خداوند کریم اور جملہ اوطان و ممالک کو مٹا دیا جائے گا

بود حکم و مینش روان تا ابد	بر آن شخص ختم رسالت شود
تو باشی و شکی نباشد در آن	بود این علامات و آثار آن

کیفیت نازل ہونے روح الامیں الغرض جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو ایک دن اسی غار میں رونق افروز ہوا کہ ایک مرد خوش کلام فرخندہ فرم سامنے آیا اور ہنسکر کہا کہ اسی محمدؐ او ہوا اور ہمراہ میری چلو رسول مقرر ہوئے ہیں۔ اوس نیک رفتار کی ہنسی ہمراہ چلے جب قریب حرم کے پہنچے تو دیکھا کہ وہی شخص غفلت اور صورت میں اسطر حکا ہو گیا ہے کہ دوبارہ زور دے کہ کہتا ہے اور بزرگی جسم اور قوت شو شری اور غریب کو گہرا لیا ہے اور ایک طوق یا قوت کا گلے میں ہے پیر زمین میں اور سر آسمان پر ہی حضرت تاجرا دیکھا کہ گہرا لئی اور زبان پر یہ سخن لای کہ میں نے آج تک جہان میں ایسا عظیم الجستہ انسان نہیں دیکھا ہے اس سیکر نیوٹنی سے آواز آئی کہ میں جبریل ہوں تو آدمؑ سے عیسیٰ علیہ السلام ہر پیغمبر کے پاس آتا رہا ہوں اب حکم خدا سے تمہاری پاس آیا ہوں تم احکام الہی خلقت کو پڑھ کر سناؤ حضرت نے فرمایا کہ میں خواندہ نہیں ہوں جبریلؑ نے یہ سنکر دونوں بازوؤں میں ایسا دبا یا کہ حضرت بیہوش ہو گئے پھر دوبارہ روح الامیں نے سورۃ اقراسہ ایک آیت پڑھ کر سنایا اور کہا پڑھو وہی جواب اول پایا پھر اوسط دبا یا پھر حضرت بیہوش ہو گئے مرتبہ سیوم میں جو حضرت کو ہوش آیا تو اپنے تین عقل و کمال میں بے مثال پایا

اوس وقت جبریلؑ نے پیر زمین پر مارا ایک چشمہ نمودار ہوا اور نو صاحبوں نے
 وضو فرمایا اور جبریلؑ کھڑی ہوئی اور حضرت نے اقتدا کیا اور دو رکعت نماز ادا کی
 بعد اوسکے روح الامیں نظر سے غائب ہو گئے انہما کہ زنا سید انبیاء کا صورت
 حال کو خدیجہ کبریٰؑ کی سی اور کہنا خدیجہؑ کا ور قہ بہائیؑ اپنوسے او
 خوش خبری پانا جب حضرت دولت سرین تشریف لای اور یہ حال بانوی محترمہ
 سی بیان کیا حضرت خدیجہ کبریٰؑ نے خوش ہو کے فرمایا کہ میں اس حوال کی خبر اپنے
 چچا زاد بہائی ور قہ نامی سے کہ وہ صاحب علم انجیل اور شناسائی درجات جبریلؑ
 میں بیان کر دے گی پس بانوی محترمہ نے ور قہ سی سب حال کہا اور ہونے کہا کہ تم میرے
 پاس محمدؐ علیہ السلام کو بھیج دو جب حضرت تشریف لیکئے تو زبان مبارک سی سب
 حال سنا اور پیشانی مبارک پر بوسے یا اور کہا کہ تو نے شک باطل کرنے والا ہوا
 موسائیون اور عیسائیون کا ہے لیکن وقت انہما کہنے اسلام کی اہل دیار سے
 محنت و رنج بیشمار دل با افکار پر دیکھئے گا اور افسوس ہم اوس زمانہ میں نہون گئے
 بعد تھوڑی دنونکے حضرت مبعوث ہوئی اور ندا جانب خدا سے آئی کہ پوشیدہ
 انہما کہ اسلام اور دعوت خلق کر و اول خدیجہ کبریٰؑ ایمان لائیں بعد اونکے
 علیؑ ولی سات برس تک پوشیدہ اسلام میں رہے یہاں تک کہ لیکرن ابوطالبؑ
 واسطے کسی کام کے گھر سے نکلے اور طرف گمائی پہاڑ حرم کے چڑھ گئے دیکھا کہ حضرت
 خیر البشتر نماز پڑھتے ہیں اور علیؑ پیچھے اونکے نماز پڑھتے ہیں اور جعفرؑ بیٹے
 بیٹے ابوطالبؑ کے ہمراہ اونکے ساتھ حضرت ابوطالبؑ نے جعفر سے ارشاد کیا کہ تم جو
 مثل بہائی کے نماز پڑھو بعد فراخ نماز کے جناب سالت مات فی جعفر کو دعا دی

کہ خداوند عالم تھکود پر عنایت کر گیا کہ تم بہشت میں طیران رہو گے بعد مدت کے
 زید پسر خوندہ حضرت سلمان ہوی بعد ان کے ابو بکر کہ اسنے کا ہنونسے خبر پائی
 تھی حضرت اسطرح پر دعوت فرماتے رہے چند سال تک پہو چنا حکم خداوند
 ذوالجلال کا اور ظہار دعوت ساتھ اہل ضلال کی ابیات حملہ

بدعوت چو ماور شد مصطفیٰ	بتر سید از اہل جور و جفا
کمر بست بر حکم پروردگار	بیک تن برآمد بچندین ہزار
دلے سوی ہر کس کہ آورد و	لگرو اند روی خود آنگس از و
نکردند قوش ہدایت قبول	ز جان جملہ کشتند خضم رسول

پس حضرت فی بلا اخفا حکم محکم ہر ایک بت پرست کو سنا یا اول سب سی جو عدو
 جانی دعوت مسلمانی میں رسول مقبول کا ہوا وہ ابو لہب تھا چچا حضرت کا کہ
 قتبت یداجسپر گواہ ہے جب کلمات پند اور نصیحت بر ملا مشرکین سے فرمانے لگے
 تب اہل کین نزدیک ابو طالب کو شکایت لائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نے ہکونہایت
 حیران اور پریشان کیا ہے آپ فہمائش کیجئے اور نہیں تو ہم ایذا دینگے جناب
 ابو طالب نے حضرت کو بلایا اور استفسار کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسی چچا جان
 میں بجز ظہار ایمان کے اور کچھ نہیں کہتا ہوں شکایت کرنا قریش کا پاس
 جناب ابو طالب کے حضرت سرور انبیاء سے اور جواب سنا

بگفتند اسی سید نامدار	محمد ز ما بردہ صبر و قرار
بجز طعن او تا دوا صنمام	بجز لعن آیا واجب داد ما
نگوید دگر پیچ حرف و کلام	بود حرمت مانع انتقام

کنون جملہ پیشیت بدو آدمیم	ہم از بہر رفع فساد آدمیم
یہ بیان کفار سنکے جب حضرت ابو طالب علیہ السلام نے جناب رسول خدا کو طلب کر کے ہمائش کی تو حضرت سالت آب نے جواب میں فرمایا مشعاً	
بجز طعن اصنام و وصف آلہ	بجز لعن آبائی گم کردہ راہ
زمن قوم دگر نشنوند	اگر نیک داند و گم بر بند
<p>جب سب قوم نے باعلان یہ سنارنجیدہ ہو کر اوس صحبت سوا و ہتہ کھڑی ہوئے اور کہا کہ ہم دین آبائی سے باہر نہیں آئیں گے اور آپس میں قرار دیا کہ اب ایذا اور رنج انکو دینا چاہئے لیکن جو کہ قدم جناب بو طالب نامور کا درمیان میں تھا کوئی اوس سرور کو ایذا نہ دی سکتا تھا جب طغیانی جو ر و جفا سے نوبت قتل ہوئے پیر عمار کی پہونچی تو البتہ دل مصفائی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ گرد رنج و کد و جرت سے کمزور و غبار آلود ہوا پھر جناب سول خدا کا اصحاب کو طرف حبش اور نکبار کے تب چند اصحاب خیار کو طرف زنگبار کے واسطے دعوت اسلام کے بھیجا اور خود پہ نبض نفیس اکثر آیات قرانی کو تلاوت کر کے کفار روزگار کو سناتے تھے ایک شیطان نے کانین کفار کے یہ بات پہونچائی کہ رسول تعریف بتو کی کرتے ہیں جب حضرت فی بعد تلاوت کے سجدہ کیا اور خوش ہو کر کہا ہکوئی شکایت نہیں ہو</p>	
کہ مارا توقع ہمیں بود از و	کہ اصنام مارا نباشد عدو
<p>جب حضرت کو اس امر کی اطلاع ہوئی رنج ملال چہرہ مبارک پر پیدا ہوا کہ جبریل نے جانب ب جلیل سے آکر کہا کہ آگے تم سے ہی ابلیس لعین نے ایسا ہی کہا ہی تم غیدہ نہو مگر یہ خبر مشہور ہوگی وہ اصحاب جو حبش اور زنگبار کو گئے تھے بغیر حصول مقصد کو واپس</p>	

دوبارہ پہنچا جناب رسول مختار کا اصحاب خیار کو ہمارا جعفر طیار کے
 پہر بجانب دیار نجاشی بادشاہ زنگبار کے بھیجا یہاں مشرکین نے ٹھگدین ہو کر اجتماع کیا
 اور مشورہ میں قرار دیا کہ ایک جماعت کو واسطے پہنچانے نجاشی بادشاہ کے طرف نکلیا
 گئے پھر پچیس ہوس جماعت نے پہونچکر اغوا کیا اسطور پر کہ یہ گروہ مسلمان ہم میں
 ہیں جو کہ دین نیابنا یا ہے اور بتو کو برا کہتے ہیں نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا
 حضرت جعفر طیار نے از روی قوریت کی مناظرہ کیا اور غامیہ لگائی نجاشی اور
 راہبوں نے جو اس وقت موجود تھے اقرار کیا کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کے بیان سے ملتا ہے نجاشی نے حق جانکر کفار کو اپنے محفل سے نکال دیا اور
 مسلمانوں سے کہا کہ تم خوش اور خورم جہان چاہو مقیم ہو کیفیت ایمان
 لائے حضرت کی حیا جناب امیر حمزہ علیہ السلام کے

امیر حمزہ علیہ السلام	امیر حمزہ علیہ السلام
امیر حمزہ علیہ السلام	امیر حمزہ علیہ السلام

حضرت امیر حمزہ علیہ السلام نے جب ابو جہل ملعون
 نے اندر شام کے رسول مختار کو دیکھا تو کلمات نالایق اور یہودہ کہنے لگا اور
 نہایت عناب سے خطاب کیا حضرت نے خوشی سے کچھ جواب نہ دیا اتفاقاً ایک کینز
 خاندان قریش سے یہ ظلم و تعدی اوس ملعون کی دیکھتے تھے اور انھوں نے
 حضرت امیر حمزہ علیہ السلام پر سے لشرف لاکر سوئی حرم جاتے تھے اتفاقاً یہاں
 کینز نے سب کو دیکھا غیر تھے جوش آیا اور ولیمین طیش کش کیا اور زبانی گول پایا
 حال پوچھا جواب میں جناب سو لڈ نے فرمایا کہ کیا خبر اوسکی جو وہ شخص ہے

اور عہد دو گار نہ کرتا ہو حضرت امیر حمزہؓ نے فرمایا ایسا بن عم غم نہ کہا کہ میں آپ
بغیر انتقام لئے آپ طعام نہ کھاؤں گا پس ابو جہل کے پاس گئے دیکھا کہ شر آدمی
ایک جلیبیٹے میں حضرت فی برہا اظہار اسلام کیا اور ابو جہل سے فرمایا کہ اونا پاک
تو اپنی زندگی سے سیر ہوا ہے کہ ایسے کلمہ یہودہ رسول خدا کو کہتا ہے اور اوست
دیتا ہے چاہا اوست کہ جواب دی حضرت فی مثل شیر غضبناک جھپٹ کر کہاں
ابو جہل کے سر ناپاک پر مار دی کہ سر او سکات جگہ سے شق ہو گیا اور باپتے
مشک فرار کر گئے اوس روز سے اسلام کو بڑی قوت ہوئی کیفیت ایمان لانا عمر بن خطابؓ

درآمد بدین رسول آلہ

عمر بعد از ان از پس چند گاہ

ایک دن ابو جہل نے اپنی صحبت میں کہا کہ ہزار اونٹ اوس شخص کو دوں گا جو
رسول خدا کا سر لاوی اور بہت سارے علاوہ اوسکے دوں گا عمر بن خطاب کو طبع
وانگیر ہوئی ابو جہل سے کہنے لگا کہ تو اول قسم کہا کہ میں کسی سے اس بات کو
نہ کہوں گا تو میں جا کر سر مصطفیٰ کو لانا ہوں کہ ایک شخص نے عمر سے کہا کہ ہمیشہ سیر
معلیٰ اپنے شوہر کے دین محمدؐ کی سے مشرف ہوئی اسباگو سنتے ہی اپنی بہن کے
پاس آیا اور دیکھا کہ وہ معلیٰ اپنے شوہر تلاوت قرآن میں مصروف ہیں اوسوقت
اوسکے شوہر کو مانا شروع کیا تب اوسکی بہن نے اگر اپنے شوہر کو بچایا اور کہا کہ
تو کیا کہتا ہے ہنہ بیشک دین محمدؐ کی کو اختیار کیا ہے اسباگو جہاں ہی جائیگے
تو ہم ایمان سے منحرف نہونگے اوسوقت اسنے اوسنے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے تھے عمر کے
ہمیشہ نے جواب دیا کہ آیات قرآنی کو ہم پڑھتے ہیں جو رسول کو خدا نے بھیجے ہیں
اسنے پوچھا کہ کس سے تم نے یہ سیکھا ہے بہن نے اوسکے جواب دیا کہ اگر تو اسکو

ایذا ندی تو میں اپنے استاد کو بلا لاؤں جباؤں سے شرم کہا ٹی ب وہ حیا
نامی اپنے استاد کو سامنے لائی عمر نے آیات قرانی کو سنا تو اوسنی موافق خبر کہ
اسلام کو اختیار کیا اور دولت سرائی جناب رسول خدا پر حاضر ہوا دروازہ کو بند پلایا
آواز دیکر کہلوا یا جانکے ایک اصحاب فی دروازے سے دیکھا اور خدمت بابرکت میں
حاکم عرض کیا کہ عمر بن خطاب نے یہ شمشیر دروازہ پر کھڑا ہے چچا نے حضرت کے
ارشاد فرمایا کہ کچھ مقام تردد کا نہیں ہے دروازہ کھول دو اگر نیک اعتقاد ہے
آتا ہے بہتر ورنہ اوسکی تلوار سے سرو سکا جدا کر دو گا بس دروازہ کھولا گیا اور
یہ سامنے حضرت کو صدامی تنیت او د عادتیا ہوا آیا اور اسلام سے مشرف اور

انا حضرت رسول مختار کا معہ اصحاب خیار کے حرم محترم میں واسطے
نماز پڑھنے کے اور قریش کا جمع ہو کر آنا خدمت میں جناب
حضرت ابی طالب علیہ السلام کے اذروئی قہر اور غضب

بسا طشائے بگیتی بچپن

سبور سبوشیدہ بر شیشہ

بیا ساقی رشک خلد برین

زخم بادہ بے فکر و اندیشہ

اب بیانے جانا عمر اور جملہ اصحاب کا ہمراہ رکاب جناب میدان المسلمین کی طرف
یہ الحرام کے اور کفار نے بھی مجمع کیا تو ایک اونین سے پاس عمر کے آیا
اور کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کس اقرار پر گیا تھا اور کیا تجھے ظہور میں آیا تھا
عمر نے انہما را سلام کیا اور کہا اگر تم میں سے کوئی یاؤں لگے بڑھائے گا تو سر
و سکا اور ادا جاوے گا یہ بات سنکر کفار نادہ پیکار ہوئی اور سب ہوشیار
و سنن بقبضہ ہوئی جب کفار نے یہ دیکھا تو ہراسنے پٹ گئی اور دلیرانہ

مسجد اراہوئی جب حضرت رسالت پناہؐ نے تکبیر کہی یعنی اللہ اکبر کو ادا کیا تب قدرت خدا سے بت ایک دوسری پر گر پڑے اور نماز معہ جماعت اہم کیے ادا کی تمام مشرک جمع ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ خیر اب محمدؐ نے کام بیان تک تو پہنچا یا ہے اب ہتر ہے کہ جناب ابوطالب سی انکو طلب کرنا چاہئے یہ صلاح کر کے خدمت ابوطالب میں حاضر ہو سکی اور عرض کی کہ سات برس سے بیچ اوہ صدقات رسول اور ہجر ایمان اونکے سی برابر ہکو پہنچتے ہیں اب بر ملا برا کہنا بتو کا اور ہکو مشرک کہنا قرار دیا ہے فقط آپکی وجہ سے طرح دیجاتی اور درگد کر تے ہیں مگر اب تین باتوں میں ایک یا تلو اختیار کیجئے اول یہ فہمائش ہوئے کہ ان باتوں سے باز رہیں دوسری یہ کہ جو نہ باز آویں تو ہمار سی حوالہ کیجیے اوکو تاکہ ہم اپنے طور پر اوکو تنبیہ کریں تیسری یہ کہ اگر اس میں تا مل اور تردد ہو تو آماد کارزار ہو جئے اور اسکے جواب سے ہکو سرفراز فرمائی یہ کہ ہکر خدمت حضرت ابوطالبؐ سے اوڑھ گئے اور حضرت انتظار جواب میں تھے ابوطالبؐ نے جناب سولہؐ کو بلایا اور یہ حال سنایا اور فرمایا کہ قریش مثل سورہ یح کے جمعیت رکھتے ہیں اور قسمیہ ہوئی ہیں میری اور تمہار سی قتل پر تو ہمار سی فز و یک مصلحت یہ ہی کہ چند ہی خدا پرستی کو پوشیدہ رکھو اسپر جناب سولہؐ نے فرمایا کہ اے حکم نامدار اب حکم چپانے ایمان کا مجکو نہیں ہے اور میں حکم خدا میں اب تا مل نہیں کر سکتا ہوں اگر آپکو اس میں کچھ خوف ہی تو علیحدہ ہو جائیے اور مجکو خدا پر چھوڑ دے حضرت ابوطالبؐ نے ہنس کر فرمایا کہ شاید مرانگی اور حق پرستی اسکو کہتے ہیں اور میں ہمراہ تمہار سی سردی نیکو موجود ہوں اب یہاں سے طلب کرنا

بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب کو اور مشورہ کرنا چاہیے
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور جانا گہائی بہار میں

ابو طالب آگاہ داندیشہ شد

تبدیر کار آفرین دہشتہ شد

بنی ہاشم و ہم بنی مطلب

برخویش کرد از قبائل مطلب

طلب کرد گمان سوی یوان

برفتند در دم بفرمان او

حسب طلب ابو طالب بزرگان قوم اور سر فرزان عرب حاضر ہوئی تو حضرت
ابو طالب نے کہا کہ اسی بہائیو اگر میں مصطفیٰ کو نہ دنگا تو آخر کار نوبت جنگ اور
قتال کی ہوگی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو فرزند و نسل اپنی زیادہ عزیز ہے میں یہ
چاہتا ہوں کہ کفار سے حفاظت اونکی کر دوں سبھوں نے عرض کیا کہ ہم غنیمت
بردار اور تائبہ دار آپکے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ضرورت ہے کہ دشمن بے شمار ہیں ابو طالب نے
فرمایا کہ میرا مکان ایک شب کوہ میں بطور قلعہ کی بہت مستحکم کہ اس کے چاروں طرف بازار اور
ایک جانب راہ مقابلہ کفار کے لئے خوب ہے سب کو میرا ہی پسند آئی اور سوت حضرت
ابو طالب نے فرمایا کہ یہ راز جو قریش پر ظاہر ہوگا تو تبدیر ہر مشکل ہو جاوے گی
مصلحت یہ ہے کہ جلد سامان آب طعام اور آلات جنگ سو مہیا کر کے چلو سب
ہو جب ارشاد کے اپنا اپنا سامان درست کیا اور ہمراہ جناب ابو طالب مادر کے
معدہ سید ابراہیم بجانب پہاڑ کے روانہ ہوئی روز و شب حفاظت جناب رسول محتار
میں مشغول رہتے تھے آگاہ ہونا قریش کا تبدیر حضرت ابو طالب
علیہ السلام سے اور عہد کرنا باہم ایذا دینے میں جناب سید ابراہیم کے

نشتند یک جا ہم مشرکین

بفکر مکانات باہل دین

منو ند با ہم بدین سان قرار	اگر بر مسلمان تنگ گیرند کار
تمام قریش نے اتفاق کیا کہ کوئی شخص قوم اسلام کے ہاتھ آب و طعام یا قسم کپڑی وغیرہ ضرور یا تسے کیلئے نہ بھیجے اور نہ معاملہ کرے چالیس مہینوں نے جو سردار قوم تھے آپس میں عہد نامہ لکھ کر مہربن کین اور وہ کاغذ مکہ معظمہ لشکار یا جب ایک مدت گزری داند پانی اور ضروریات زندگانی سی اہل اسلام علیہم السلام	
نہ پوشیدنی ماند و نہ خوردنی	نہ کی گشت حال فقیر و غنی
نیک جو بازار د کا شانہ ماند	نہ در خانہ مور یک داند ماند
تب آل بوسی سے زبیر نامی ایک شخص نے کفار سے کہا کہ بنی ہاشم نوبت ہلاکت رکھتے ہیں تمکو غیرت اور مردت باقی نہیں ہے ابو جہل بولا کہ تجکو کیا دخل جو تو عہد اور پیمان بزرگان زمان میں بولتا ہے اسوقت بعض کفار ای زبیر پر کا بند ہو کر آپس میں فکر کرنے لگے اور مفسد اور مصلح ایک جاہم فکر میں تھے کہ نامہ کعبہ شریف سے کیونکر باہر لائیں اور کس جلد سے اتار لائیں	
صلح کرنا قریش کا جناب حضرت ابو طالب علیہ السلام سے	
بصحن حرم قوم جمع آئند	چہ مصلح چہ مفسد یک جا بند
اس اثنائیں ابو طالب نامور مسجد میں تشریف لائے سب تعظیم کو اڑھے اور کہنے لگے کہ یہ نامدار عاجز ہو کر چلا آیا ہے اب محمد کو ہمیں دیدیجئے گا اور صلح ہو جائی گی حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ اسی سرکشان قریش میں ایک خبر کہتا ہوں جسے خدائی جہان آفرین نے بواسطہ جناب روح الامین خاتم المرسلین کو آگاہ کیا ہے اگر وہ سچ ہے تو تم اقرار کر دو ورنہ نامہ پہاڑ ڈالیں گے اور صلح کریں گے اور	

جھوٹ ہو گا تو میں نبی کو تمہاری حوالہ کر دوں گا سب اضمی ہوئی اور کہا کہ تمکو
 منظور ہے اس وقت ابوطالب نے فرمایا کہ وہ کاغذ جو تمہنے آویزاں کیا ہے اس میں
 سو اسی نام اللہ کے اور کچھ نام اصنام سے باقی نہیں ہے سب متعجب ہوئی اور
 جا کر نامہ ستیف کعبہ شریف سے کھولا دیکھا تو قول ابوطالب کا سچا ہے نہایت
 منفعل و شرمندہ ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ تشریف لائی زیر اور قوم اسکی
 ہمراہ ابوطالب کے ہوئی لیکن ابو جہل ملعون اور چند ہمراہی اس کے عہد اپنے پرستار
 رہی زیر نے کہا کہ میں شرط اقرار کو بجالاؤں گا اور عدول قول رسول سے نہ لوں گا
 یہ لکھو نامہ پہاڑ والا ابو جہل کا رنگ زرد ہو گیا اور خاموش رہا تمام قوم
 زیر کی ہمراہ جناب ابوطالب کی خدمت باسعادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 وآلہ میں حاضر ہوئے کہ عذر خواہ ہوا اور حضرت کو شعب جہل سے باہر لائی رحلت کرنا
 حضرت ابوطالب کا دنیاوی ناپاکی دار سے تھوڑے زمانہ کے بعد
 حضرت ابوطالب کو تب شدید ظاہر ہوئی اور حکیم علاج سے عاجز ہوئی حضرت نے
 سب کو اپنے قبائل سے بلایا اور فرمایا کہ کوئی دنیا نہیں نہیں رہا اور نہیں ہو گا
 بس تم لوگ فساد اور بے رحمی کو ترک کرو اور محمد کو نبی اپنا جانو مجھ کو یقین ہے کہ
 عرب سے عجم تک دین خدا اور حکم رسول جاری ہو گا بعد اس کے سب کو رخصت کیا
 جناب رسول خدا بالین پر اویٹے بیٹھے تھے کہ وقت آثار مرگ کا دیکھا ہی دیا اور
 اختصار شروع ہوا بعد اتمثال رسول مقبول نے قلمیقین ٹپے ہی اور بعد اس کے
 جناب امیر علیہ السلام کو تجنیز و تکفین کا حکم فرمایا سب ارشاد حیدر کرار مستعد کار
 ہوئی اور سردار و کافور سے اوپر آمین اسلام کے غسل دیا ترانہ موت میں رکھا

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جنازہ کے تشریف لیکرے اور دفن کیا
رحلت کرنا حضرت خدیجہ کبرا کا دنیا سی فانی سی اور خیر اند و خیر

بعد انتقال حضرت ابوطالب کے ایک عینہ گذرا تھا کہ باقوسی محترم حضرت خدیجہ کبرا
مادر کرامی جناب خیر النساء علیل ہوئیں حضرت رسول خدا کو غم و الم اس حال پر ملاں
سی زیادہ ہوا اور قریب مرگ دن مغلوبہ کو بشارت دی کہ خدا بہشت میں جو رہیں اسطر
تمہاری عنایت کرے گا فوراً چہری پر پیشانی آگئی اور روح انور اون محمد و میرے
طرف عالم جادوانی کے پرواز کر گئی لکھا ہے کہ دسوان برس تہا جو یہ سانچے
پے درپے ہوئے اور حضرت بسبب حزن اور ملال اور اندوہ کے دولت سرسوی
بابہ تشریف نہ لاتے تھے اس واسطے اس سال کا نام عام الحزن رکھا تھا کوچ

کرنا جناب سید ابراہیم کا شدت حزن اور اندوہ اور کثرت
جو روح جفا کردہ کفار سے حرم محترم سے بجانب قبائل کے اوڑ
اور ایمان لانا ایک جماعت جنو کا ساتھ مخبر صادق کے التزم زمان

کفار عداوت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہاں تک کہ سر مبارک حضرت کا زخمی
ہوا اور باہمی مبارک میں بھی زخم پہونچا قبائل سے بھی کوچ کر کے طرف حرم کے
چلے اتنا سی راہ میں ایک باغ دیکھا اور نیچے ایک درخت کر بیٹھے اور ہاتھ دعا کا
درگاہ رب جلیل میں اوٹھایا اور عرض کی کہ میں عبد ذلیل تیرا ہوں اور تیرے
سوا کس سے مدد و طلب کروں تو فیروز می دینے والا ہے اور بعد اویس کے تھوڑے
راہ طے کی اور بطن نخلہ میں پہونچے اویس نگہ سے کعبہ شریف ایک وز کی راہ باقی رہا
اک شب ہو گئی حضرت مشغول طاعت رب ہوئی ایک گروہ جنو کا اویس مکان میں

جمع ہوا اور نبی سے کلام الہی کو شکر کیا کہ ایسا کلام تبت کلیم سی آج تک آفاقیں نہیں بنا سکر

کلام بدین سان منزہ و عیب | کلام الہی ست بزرگ و ربیب

یہ سب اس گفتگو میں تھے کہ حضرت نماز سے فارغ ہوئی اور وہ سب سامنی حضرت کے نمودار ہوئی اور سوالات کرنے لگو اور جوابات پانے لگو جب یقین سالت جناب سید المرسلین کا حاصل ہوا سبہوں نے اسلام قبول کیا اور وداع رسول مقبول کو کیا اور حضرت رخصت ہوئی جب صبح ہوئی حضرت حرم میں داخل ہوئی اور بعد از دینے حجر اسود کو دولت سرا میں تشریف لای سب اہل وفا شاد کام اور خوش دل جمع ہوئی بیان عروج فرمایا کطرف آسمان کو واسطی ملاقات خالق انفس جانکلی شجر

ولی اکثری کاہن کمر سفتہ اند | عروجش بسال وہم گفتہ اند

بعد دس برس کے ایک شب امام ہانی کے گہر میں فرشتہ خواب میں تھے کہ جبریل امین حکم رب العالمین سے آئی اور کہا کہ باہر تشریف لائی اور براق پر سوار ہو جانی ملائکہ فوج بفرج بیت المعمور پر آئی ہیں اور ارواح انبیاء پیشوائی کو جمع ہیں جب حضرت سوار ہوئے پہلے بیت المقدس پر تشریف لیکئے اور روح پیغمبران سلف نے سلام کیا حضرت نے جواب دیا اور سب صفیں باند کر کھڑی ہوئی اور حضرت کو پیشوا کیا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی بعد فراغ نماز کے ہمراہ جبریل کے طرف سنگ صخر کے کہ کلیم اللہ کی واسطی آیا تھا اوپر ٹہر گئے دیکھا کہ آسمان تک ایک زینہ بنا ہے براق و زینہ سی آسمان اول پر گیارہ دروازے بند پائی جبریل نے فرشتہ کو آواز دی کہ دروازے آسمان کو واسطی رسول اللہ کی کمر لہی بعد دروازہ کھولنے کو دیکھا کہ ایک شخص نورانی سامنے آیا جبریل نے کہا کہ ملاقات کیجئے حضرت آدم علیہ السلام ہیں پس جناب آدم نے

اوسیدم پیشانی مبارک کا بوسہ لیا اور وہاں سے ساتویں آسمان تک ہر ایک انبیاء
ملاقات کرتے ہوئے گئی جب ترہ المنتہی کو پاس پہنچے تب ہماری سب جبریل و گئی بقول سعد شاعر

اگر یک سہر ہوئی برتر پر م | فروغ تجلے بسوز دپر م

جب آگے بڑھے تو براق کے دست پاست ہوئی اور سواری کی واسطے رف رف آیا پر حضرت
رف رف پر سواری ہوئی اور بوتیز پر اندازی کر کے تھوڑی عرصہ میں سب حجاب ملی کر گیا اور
کمرہ سی اعلیٰ تک جا پہنچا وہاں یکاکیل آگے آئی مبارک باد کہتے ہوئے عرش معظم پر لگی اور وہاں
علو کا وقاب تو سین میں پہنچ کر سخن سنچ ہوئی اور اوسے شب کو احکام میں جانب بایعین
شکل فرہ اور نماز و رجب اور خمس و زکوٰۃ امت ختم المسلمین پر مقرر ہوئی اور قدرت خدا کے
یہ ماجرا جناب امیر گویا اپنے صحن کاف سے ملاحظہ کرتے تھے یعنی کوئی حجاب درمیان میں نہ تھا
ذکر مراجعت آنحضرت اور بیان فرمانا حقائق عالم کو شاعر

ز بس شاہدین رفت و برگشت رو | چو آمد چنان بسترش گرم بود

اول جناب امیر نے تصدیق اس امر کی اسطر علی کہ گویا ہمراہ تھے اور جمال عربیہ بات
سکے مرتد ہوئی اور زبان امتحان کی کہ مولیٰ اور کہا کہ راہ شام سے بخوبی آگاہ ہیں ہم
پہلے یار شاد فرمائی کہ بیت المقدس میں محراب و مبنی اور دیوار اور درگاہ ہیں اور کیسے
ہیں پروردگار نے چشم مبارک کے سامنے سے پردہائی حجاب کو درمیان سے
اڑھا دیا تاکہ بطور مشاہدہ کے بیان کریں بس کفار ہر چیز کو پوچھتے جاتے تھے اور حضرت
بیان فرماتے تھے یہاں تک دریافت کیا کہ نبی نے خبر دی کاروان فلان جا رہے ہیں
کل وقت طلوع آفتاب یہاں انہی گاسب نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی خبر نہیں ہے کہ
کل صبح کو سیراہ جبل کے بیٹھو اور دیکھو کہ وہ قافلہ آتا ہے یا نہیں بس جب کہ آفتاب

طلوع ہوا تو ایک نے آواز دی کہ دیکھو آفتاب نکلا دو مسری نے چلا کے کہا
وہ قافلہ ہی آتا ہے ہر سبکے رخ زرد ہو گئے ذکر سید امیو نے اعوا نکھا شجر

بیاساقیا تر دما غم بکن * می روشنی درایا غم بکن *

جب بعثت کو دس برس ہو چکے تو قبل ظہور جناب سول خدا کے ایک
بادشاہ تہاتبع نام کہ وہ کعبہ شریف میں حج کو آیا تھا اور وزیر ہوشیار دنا می زنگا
اوسکے ہمراہ تھا اسنے خبر دی کہ اسی بادشاہ مجگو گردش کو اکب سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ زمین بطمی میں ایک نام ملہ ہوگا کہ وہ حجرت کر کے شرب پر قرار لے گا اور سول
مقبول خدا ہوگا اور میں وقت مراجعت کر شرب کو جاؤنگا اور وہیں رہونگا تاکہ
اوسکی امت میں شمار کیا جاؤں بادشاہ نے کہا کہ میری جانب سے ہی ایک نام ملے
اس مضمون کا لکھ کہ بعد میری اولاد ہی جب وہ زمانہ آوی تو پیر دی رسول کی
کریم بس وزیروں اور اراکین سلطنت فی اور بادشاہ نے اوس عہد نامہ پر
صرین کین اور وزیر کو رخصت کیا اوسنے شرب کو اپنا وطن قرار دیا دعوت کینا
جناب سید ابراہیم کا ساکنان شرب کی اور قبول کینا اوس قوم کا سلا
روایت ہی کہ دسویں برس بعد اظہار اسلام جو لوگ کہ بیت الحرام میں آئی ہوئے
عادت کی شاہ دین نے طلب اسلام کیا لیکن انہونے جانکے کچھ نہا نا جب حضرت ایک
جماعت پر پہونچی تو پوچھا کہ تم کائے لوگ ہو انہونے کہا کہ شرب سے امی میں واسطہ
طواف کعبہ کر حضرت نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے بتو کو ترشنا اور امان کو خدا تصور کرنا
عقل سے بعید ہی اس سے تو ایک پہاڑ کو پوجنا چاہئے کہ وہ صورت میں اور جسم میں
اور بہتر ہی پر خبر آسانی اور اعجاز پیغمبران گذشتہ کو بیان کیا تمام اہل شرب کا

معجز فطامہ منکر اور موافق اپنی گناہاں و عہد نامہ کے سوال کرتے تھے اور چوہا
 باصواب پاتے تھے پس صدق یقین سے اون چہ ادمیوں نے کہ اوشے جاز نامو
 ہی تھے سب سے اسلام قبول کیا اور یہ بیان کیا کہ قوم تبع میں جنز آکے ہی اب ہم اوس
 قوم کو خیر دینگے چنانچہ اون شخصوں نے جا کہ قبیلہ خزرج اور نبی اوس سے اخلاق
 اور شفاق رسول کے بیان کئے اکثر اوس قبیلہ کے لوگ آمادہ ہوئی کہ موسم آئندہ
 میں جو بیت الاحرام حلین گئے تو دین خیر الانام کو اختیار کریں گے ذکر احوال سال
 دوم کا اور آنا انصار کا شرب میں اور ہمراہ فرمانا جناب سید ابوبکر
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصعب کو واسطے تعلیم دین کے شعر

سوی کعبۃ اللہ زاد او جنت

از شرب بہ بستند آن قوم خست

دوم اسعد بن زرارہ ہدان

ایکی بود سعد عبادہ اذان

جب شرب سے بارہ آدمی طرف کعبہ شریف کو آئی تو ایک اون میں سے سعد عبادہ
 دوسری اسعد بن زرارہ اور دس رفیق بزرگان اوس قوم سے شاہ دین کے
 پاس حاضر ہوئی حضرت فی الاحکام دین کو تعلیم فرمایا اور مصعب کے کلام خدا خوب یاد
 تھا ہمراہ اون کے کیا تا کلام خدا سنادین اور در باب حفاظت مصعب کے سب سے جواب دیا
 مقبول سے اقرار کیا اور اپنے ہمراہ لے گئے دعوت کرنا مصعب کا اور
 ایمان لانا سعد اور معاذ اور جماعت کثیر کا جب سعد و معاذ کا گزشتہ سال
 پہنچا کہ وہ سردار قوم خبیج اور سب نسب میں ایک تھے اور خالہ زاد بھائی سعد کا اسعد
 نامی نامدار تھا اوشے سے سنا تو پاس مصعب کے آیا اور آئین دریافت کیا سہ اپنی قوم کے
 ایمان لایا ایک شخص نے اوس سے قبیلہ اسعد سے کہا کہ میں سنا ہی کہ تو بھی دین

آبائی سے پھر کہ دین نوین آیا ہے یہ گفتار سعد سکر غضبناک ہوا اور ایک دایرہ
نامی کہ پہلوان اور شیر اوس سے عاجز تھے اوسکو پاس اسعد کے بھیجا اور کہا کہ شہ
دار سی اور پاس خاندان نہوتا تو خون قہر لہا تا وہ کون مغتری کہ ہمراہ تیری حجاز سے
آیا ہے اور اغوا کرتا ہے اگر اوسکو اپنے پاس سے نکال دے تو بہتر والا مادہ کارزار ہو
اسعد نے جواب دیا کہ تو پہلے حال مصعب سے سن لے پھر جو تجھے خوش آوی وہ کرنا
مصعب نے عزت و جلال اور وحدانیت خدا کو بیان کیا اور آیات قرآن کو تلاوت
کیا اسید کے چہرہ پر نور ایمان ظاہر ہوا اور پوچھا کہ کس طرح ہے
ایمان لانا چاہتے ہے اور دل محبت بتو نے دی ہونا چاہتے مصعب نے کہا سکر

بصدق و یقین کر دے باید قبول	کہ اللہ آہ است واحمد رسول
-----------------------------	---------------------------

یہ بات اسید نے پسند کی اور ایمان لایا پھر دو رکعت نماز ادا کی اور پاس اسعد
آیا اور یہ کہا کہ اسعد پر عجب مشکل پڑی ہے کہ قوم بنی حارثہ نے بدیتی سی عہد کو توڑا
اور خون ریزی اسعد پر کرنا بند ہی ہے تجھ کو چاہئے کہ ملک اوسکی کراؤ سنے کہا کہ
باتیں کیوں بناتے شمشیر محکوم دی یہ کام میرا ہے یہ کہ کہ طرف اسعد کے روانہ ہوا
جب سامنی اسعد کے پہونچا تو اسعد نے کہا کہ یہ بزرگ قوم بنی اشمل کا ہے اگر
اسلام لایا تو پھر کوئی اس قوم میں گمراہ نہ رہے گا پس سعد فی اسعد کی طرف
غضبناک ہو کر دیکھا اور غصہ سے کہا تو دین آبا سی سے پر گیا ہو اور جو ابدا

بدو گفت اسعد کہ چندین مجوش	مکن حرف ما اند کی نیز گوش
وز آن پس کنم انچه کوئے بما	مکن اینقدر تند خوئی بس

یہ سنکر دل اسعد کا موم سی ہی نرم ہو گیا اور مسکرا کر باتیں کرنے لگا پھر مصعب

آیات قرآنی سنائی اور وہ مثل اُسید کے ایمان لائی اور اپنی قوم میں جا کر آباد
 بلند چاراکہ اسی مرد و زن سپاہی اپنے مکانوں سے باہر آؤ کہ بجو کار ضروری تھے
 درپیش بنے ہو جیاد کی حکم کے سب جمع ہوئی سعد نے کہا کہ میں تمہاری نزدیکی
 خیر خواہ تمہارا ہوں یا نہیں سب متفق راسی اور ایک زبان ہو کر کہا کہ تو ہمارا شہر
 اور نگہبان ہے اور ہم سب تیری حکم سے باہر نہیں ہیں تب سعد نے کہا سب کہ
 میں نے راہ دین اختیار کی ہے تمہاری سبکی کیا راسی ہے سب نے کہا جو تیری راسی ہے
 وہ بہت بہتر ہے اور انسب ہم سب آپس میں راضی ہیں چنانچہ سعد نے سب کو کلمہ طیبہ

پڑھایا اور سب یقین دلے ایمان لائی

ذکر واقعہ تیسری سال کا اور آٹا انصار کا واسطے زیارت
 قدم مبارک جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ

دریں سال ہفتاد و مرتک

را عیان ان ہر دو قوم بزرگ

ایک سال شتر آدمی شہر سے طرف کعبہ شریف کے آئی جب سرحد بڑے میں پہنچے
 تو ایک شخص نے اونہیں سے جناب رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سب اسطے
 بیعت کے حاضر ہیں بطرح پر حکم ہو بجالاؤ میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بعد طواف
 کعبہ منظمہ کی دوسری شب کو شعب غنیمت میں جمع ہو تو میں شہر ایل بیعت کے لوگ آپس
 جناب رسول خدا معہ جناب عباس چلا اپنے کے اون لوگوں کے پاس گئے اونہوں نے
 پیشوا کی اور اپنے صحبت میں باکرام بنایا جناب عباس نے کہا کہ اسی نامداران شہر
 میں رسول خدا کو جانے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور آج تک مشرکین سے بڑی حفاظت
 میں رکھا ہے اب خدا نے تمکو ہدایت کی ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ کو طریقے

ملک کے لہجہ اور وہاں یہودی بہت ہیں مبادا کوئی بیخ نہ پہنچا سی اس عہد پر تم
قسم کیا کہ ہم حفاظت انکی جان مال سے کرینگے تو میں انکو ہمراہ تمہاری کرتا ہوں +
ذکر گفتگو سعد بن ذرارہ کا ساتھ عم سید کائنات کے

اسد غصہ میں آکر کھڑا ہوا اور کہا کہ جب ہم نے رسول کو برحق جانا اور دین آبائی سے
پہری اور ایسی مشکل کو اپنے اوپر اختیار کیا کہ اپنے عزیز و نسب لڑائی پر آمادہ ہوئے
مگر اس طرح الحرم اور عزیز رسول کے حق گذاری کرتے تو یہ سولہ خدا پر کار و شوار نہ تو اپار
انکے بعد جناب عباس سے کہا کہ اسی سیدنا مار کیا تم سے عہد پیمان چاہتے ہو اگر
سب قوم اور بگائے یاری اور نصرت پر ہوتے تو ہم بگائوں تک کا ہے کو نوبت آتی +

ذکر بیعت کرنے انصار دین کا جناب سید المرسلین سے
اور تاکید کرنا حضرت کاراہ دین میں واسطے جہاد کرنے کے

حضرت نے فرمایا کہ اسی مردان دین تم احکام الہی پر ثابت قدم رہنا سہوں نے قرار
کیا ہے کہ دست بلند کیا ہر ایک بیعت کرتا تھا اختتامی بیعت میں جناب عباس نے
کہا کہ غرض اس سے یہی وقت کارزار کے سر پہچان دین ہی پر فدا کرنا اور ان سب
شرعوین خلاف لکھنا ایک شخص نے اونہیں سے کہا کہ ہماری اور یہودیوں کے
صلح کا اقرار نامہ تھا جب یہ خبر یہودی بے ہنر سنیگے اور آپ پر شریعتی بظلم
کو قدم رنجہ فرمائینگے تب ہماری واسطے بہت دشوار ہوگا حضرت نے فرمایا کہ دشمن
تمہارے دشمن میرا ہے اور مجھ سے بے وفائی نہوگی کہ تم کو ہلاکت میں چورہ دون

آنا ابلیس کا بالاسے گوہ بعد بیعت کے اور آواز دینا
طرف قریش کی اور طیش میں آنا اون سب کا

ابلیس نے قوم قریش میں پیدا دی کہ اہل شرب نے نیا دین اختیار کیا پہلا درجہ
 رسولیٰ نے انصار کو خبر دی کہ شیطان نے اس کو افشا کیا ہے اور سب نے خوش
 کہہ کچھ مقام خوف کا نہیں ہے جہلو حکم ہو تو ہم سب آمادہ کارزار ہوں حضرت نے فرمایا
 کہ ابھی نہیں چنہی صبر کرو حکمِ خدای تعالیٰ نہیں ہے اور اپنے اپنے مکانوں پر جاؤ
 اور حضرت ہی اپنی دولت سراسی پر تشریف لای جب وہ لوگ یثرب پہنچے تو افسانہ
 عرب نے اونپر نفرین کی اور کہا کہ تمہاری عقل پر عجب ہی کہ دین رسول کو اختیار کیا
 جو کہ بزرگانِ یثرب اس واقعہ سے آگاہ تھے اونہوں نے ستم کہا کہ کوئی سفیر ہمارا
 اور تمہاری درمیان میں فساد ڈالتا ہے جیسا وہ نہوئے پسنا تو وہ لوگ خوش و خرم
 پیر گئی بعد توڑی زمانہ کے اعدای دین کو اسلام لانے اور قوم کا یقین حاصل
 ہوا سب انواع انواع طرح کے رنج و مدمات پہنچانے لگے جب جناب حبیبؐ نے
 یہ ستم دیکھا تو اصحاب ہجرت کو پوشیدہ واسطے لکھ و لکھی کے بھیجا فقط تین صاحب
 ایک جناب امیر علیہ السلام اور دوسری ابو بکر امیر تیسری حضرت رہ گئی +
 مصلحت کرنا کفارِ حرم کا واسطے قتل حضرت شفیعؓ کے

کہ رنج غریبی مراشت بغیب
 غریبم علاج دعا غم کہن
 کہ جوشد می معنی از کام من

بیا ساقی امی عیسوی دم
 می وصل اندر ایام غم کہن
 چنان بادہ ریز در جام من

جب اعدای دین کو سفر کرنا اہل یقین کا معلوم ہوا تو ایک مکان تھا کہ نام اوسکا بد
 سب گراو میں جمع ہوئی اور آپس میں کہا کہ ہم نے بہت گزر کیا مگر محمدؐ اپنے کردار سے
 باز نہ آئی سب کو تو شرب کو روانہ کیا ہے اب آپ ہی جانے واسطے ہیں قوم خرد و ج

اونکے مددگاری کرین گے انصار بہت اونکے جمع ہو جاوین گے شہر

بناشد بجز رزم افسانہ

بجز خانہ زین و گھر خانہ

دام از دم تیغ نوشیم آب

بود خون دل بزم مارا شرا

اس گفتگو میں شیطان بصورت انسان مرد پیر بنکے اوسے سکائیں نمودار ہوا
 ہے کہا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ میں اہل نجد سے ہوں اور یہاں ولایت کا
 دل و جان سے بندہ ہوں میں نے خبر سنی ہے کہ تم سب مشورہ کے لئے جمع ہو میں ہے
 کار خیر سمجھ کر شرکت چاہتا ہوں اور مجھ سے یادہ کوئی دشمن محمد کا نہیں ہے ہونے
 کہا کہ ہماری راہی یہ ہے کہ ایک حجرہ میں محمد کو قید کرین تا زیت رہائی نہیں شیطان نے
 کہا کہ یہ راہی درست نہیں ہے بنی ہاشم تاب اس کی نہ لائیں گے بعضوں نے کہا کہ شہر
 نکال دینا بہتر ہے تب اوس پر نے کہا کہ یہ صلاح ہی اچھی نہیں ہے ابو جہل نے کہا کہ
 اسی شیخ میری راہی یہ ہے کہ ہر خاندان سے ایک نامور کمر اوپر تحمل محمد کے باندے
 تاکہ قاتل اوسکا ہوا نا بجائی یہ بات سنکر اوس پر نے آفرین کی اور یہ راہی پسند کی
 آگاہ کرنا جبریل کا جناب سید المرسلین کو اللہ مستر کن سے اور
 ہجرت کرنا حضرت کا اور فرشتہ خواب پر سونا جناب امیر کا حکم خدا سے
 جبریل امین جناب رسول خدا کے پاس جانب بربا لعالمین سے آئی اور حکم سنایا کہ تم
 شرب کی طرف ہجرت کرو اور اپنے فرشتہ خواب پر علی کو سلاؤ پس بموجب حکم جبریل
 جناب امیر بستر پر سوئی اور جناب رسول خدا بموجب کہنے جبریل کے وہاں سے ایک مٹی
 خاک لیکر روانہ ہوئی جب قریب کفار کے پہونچے تو اوس خاک کو دونوں طرف اور دیا
 اور وہ خاک جیسے جیسے سر پر پڑی وہ سرکش جنگ بدر میں مارا گیا پس حضرت ہنسنے

اونکے سامنے روانہ ہوئی اور کسی نے نہ دیکھا پر وہ دگار نے یہ جانفشانی دیکھ کر
 علی مرتضیٰ علیہ السلام کی جبریل و میکائیل سے خطاب فرمایا کہ کوئی بہائی اپنی جان
 اور بیایکی اس طرح فدا نہیں کرنا اب تم جا کر علی مرتضیٰ کی پاسبانی کرو پس فوراً میکائیل سر
 کبیرٹ اور جبریل بائنتی کی جانب اکٹھے ہوئے

تشریف لیجنا حضرت سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ کا طرف شرب
 کے اور آگاہ ہونا کفار و ن کا داخل ہونے حضرت سے

چنین گفت راوی کہ ابلیس بود و گریہ نمود و نادان نمود

کہا ہے کہ ابلیس نے جماعت میں کفار کی کہا کہ کیوں تم سب جمع ہو اور خونوں نے
 کہا تم منتظر ہیں کہ صبح ہووے تو رسول خدا کے اوپر تاخت لائیں اور خون زمین پر
 گرائیں شیطان نے ہنس کر کہا کہ وہ تانگو گئے اور نہا رہے سر و سپہ خاک ڈال گئے
 اور خون نے تعجب سے سر کو چاٹا تو خاک کو سر و سپہ پایا ایک اور زمین سے دوڑا گیا
 اور جا کر خبر لایا کہ وہ اپنے بستر پر چادر اوڑھے ہوئی آرام فرماتے ہیں اپنی قوم کو
 یہ خبر دی جب صبح ہوئی تلواریں کینچے ہوئی دولت سر امین در آئے تو بستر پر سے
 علی مرتضیٰ تلوار لیکر کھڑے ہو گئے کفار نے جو رسول کو نپایا علی سے کہا کہ بتاؤ
 بنی کہاں ہیں نہیں تمکو قتل کرینگے بعضوں نے کہا انکو سزا دوتا بنی کو بتائیں البتہ
 نے کہا کہ ان باتوں سے کیا فائدہ ہے اگر انکے اعضاء زہرہ زہرہ کر دے تو بھی سراغ محمد کا
 نہیں بتائیں گے اس سے بہتر یہ ہے کہ جلدی تعاقب کرو اور منادی کرا دو کہ جو

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ گاہ سواوٹ انعام یا گیا

چنابخاب رسول خدا کا عار میں نظر اغیار سے اور حفاظت

کرنا جناب ایروذ جبار کا آسیب شرارت

راوی کہتا ہے کہ جب سالار دین حفاظت جہان آفرین سے مکان ابو بکر تک پہنچے اور اس بات کی خبر پہلے سے اسکو دیکھ چکے تھے وہ فوراً گھر سے باہر نکل آیا اور ہمراہ ہوا حضرت نے غلبین پاشی مبارک سی اوتار ڈالین اور چلے جب پاشی کا ٹوٹنے زخمی ہو گیا تو شاید کہ ابو بکر نے اپنے دوش پر سوار کیا اور تھوڑے راہ طے کی پھر جابی امن اور پناہ کا تجسس کرنے لگے دیکھا کہ ایک غار ہی جگہ عرب غار شور کہتے تھے اولی ابو بکر اوسمین گیا دیکھا کہ اندرون غار سوراخ مستعدین قبا اپنی بہار کر وزن بند کرتا تھا کیسی روشنی چشم اوس شوخ چشم میں تھی شعر

بغار اندرون شب تیرہ فام | چنان دید سوراخ ہار اتھام

کہ شب تیرہ میں بنو جو تاریکی غار کی روزن دیکھا می دے پر ماتہ جناب سولہ ذاکا پکڑ کر اوتار کناری غار کے ایک درخت خار دار تھا حکم خدا سے اوس درخت نے مومنیہ غار کا ڈھانگ لیا اور مکڑی نے مومنیہ پر غار کے جالا لگایا ایسا کہ سارا مومنیہ اوسکا چپ گیا اور ایک جوڑا کبوتر کا قدرت خدا سے فوراً آیا اور اسی جگہ پر انڈی دی اب سینی جس سوراخ پر ابو بکر پاؤں رکھے تھا اوسمین ایک سانپ تھا اوسنی اسکے پیر میں کاٹا تب یہ شور و غوغا کرنے لگا ہر چند جناب سول مقبول نہالیش کرتے تھے مگر جو نہا تھا تھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اسکا نہ ہر اثر مگر کیا ظلم جمے تاثیر کلام سے اسکو تسکین ہوئی اور چپ ہوا کہ فوراً اعدای دین قریب غار کے آ پہنچے پھر یہ پکارا کہ یا حضرت اعدا پاس آگے حضرت نے فرمایا کہ خاموش ہو خدا انگہبان ہمارا انیس جو کہ صورت مرد پیر ہمراہ اوس گروہ شریک ہو گیا تھا اوسنی دانامی سے

طرف غار کے اشارہ کیا کفار نے کہا کہ یہ شخص بسبب پر کیے بد جو اس ہے کوئی باور
 کر گیا کہ اس میں ابھی کوئی آدمی گیا ہے کس واسطے کہ کیو تر ابھی ہماری پیر کی آہٹ سی او
 ہین اور جالا کٹر پکا بدستور موجود ہے ابو بکر یہ مخمان اعدا سنکر کانپنے لگا اور پھر
 چلا گیا کہ یا حضرت کفار غار کے کنارہ آپہونچی حضرت نے کہا کہ غم نہ کیا اللہ ہمارا
 نگہبان ہے اتنے میں وہ لوگ سب اس کو دھوکے کو چلے گئے جب شب ہوئی تو خراب و خستہ
 ہو کر اپنے اپنے مکانوں کو گئے دوسری دن پھر واسطے تلاش کے نکلے اور کوہ او
 بیابان میں حیران و سرگردان پھر کر اپنے گھر و مین واپس آئی اسی طرح تین روز
 اس غار میں حضرت نے سبر کی اور بنیا ابو بکر کا رات کو آب و طعام اس مقام پر
 چسکے ہوئے پاتا تھا اور خبر کفار کی بھی مفصل کتا تھا دوسری ایک چیر و اہا ماہر نامی
 کہ وہ بھی مشرف اسلام سے ہو چکا تھا رات کو ایک کانہ شیر کا پاس اس بشیر نے
 کے حاضر کیا کرتا تھا حضرت نے ابو بکر کے بیٹے سے فرمایا کہ دو ناقہ تیز رفتار حملہ دار
 سے کہو وہ دین دار دوست ہمارا ہے لاکر صبح کو حاضر کرنا موافق فرمان رسول زانا
 وہ بایمان حملہ دار کے پاس گیا اور حال کہا اوسنی ناقہ حاضر کئی یہ سب وعدہ صبح کو
 معہ دونو ناقہ کی حاضر خدمت میں ہوا کفار کو تین دن کی تلاش میں یقین حاصل ہوا کہ
 اب تک حرم سے رسول اللہ باہر نہیں گئے ہیں انہوں نے اطراف بطعی کو محاصرہ
 کیا اور ہر ایک رئیس اور شریف قوم کو پیام دیا کہ اگر رسول اللہ کو گرفتار نہ کرو گے
 تو تمام بتوں کا اور بت پرستوں کا صفحہ روزگار سے مٹ جائیگا اور دین آباہی باقی

نہ بیگا آئندہ سب کو اختیار ہے

ذکر باہر آنے کا غار سے اور روانہ ہونا حضرت کا جانب

شیرب کا اور چھا کر ناکفار کا اور ظاہر ہونا معجزوں کا راہ میں ہے
 جبکہ کفار بعد سرگردانی بے انتہا کے اپنے شہر اور دیار میں سکونت پذیر ہو ہی نہ
 چارم جناب رسول خدا ابراہیم سے ہوئی اور ایک اونٹ پر آپ سوار ہو کر ہمراہ
 ابو بکر کو لیا اور دوسرے اونٹ پر جملہ دارا و عامر کو سوار کیا اور روانہ طرف شیرب کی ہوئی
 درمیان راہ کوسایہ میں ایک سنگ کے اوتھرا اور قدرے راحت فرمائی ابو بکر بلاشبہ آب
 طعام میں گیا اور بڑی کوشش سے ایک جام دودھ کالا یا حضرت کو اس وقت آرام میں پایا
 جب چشم مبارک کہوئی وہ سیر موجود تھا نوس فرمایا اور روانہ ہوئی جب قریب قبائل قریب
 کے پہونچے تو ایک بزرگ قوم سراقہ نامہ کے پاس ایک دم نانوں کو دیکھ کر ڈر گیا
 اور کہا کہ دو تیر سوار کنا رہے پر دریا کو آج آئی ہیں میں یقین کرتا ہوں محمد علی اللہ علیہ
 واکہ تشریف لائے ہیں سراقہ یہ سنتے ہی نہایت خوش ہوا اور تیغ و سنان ہاتھ میں
 لیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور باد پائنا دوڑا تا ہوا خدمت جناب رسول مقبول
 میں پہونچا ابو بکر دیکھ کر رونے لگا اور کہا کہ یا حضرت دشمن سلاخے آپہونچا جناب رست
 آب نے فرمایا کہ غم نہ کیا قدرت قادر قدر کو یاد کر اور دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اس
 وقت اس کو تسلی ہوئی اور سراقہ کے گھوڑے کے پیر زمین میں زانو تک دبے گئے
 ہر چند ہمیں کیا گھوڑے نے اس قدم جنبش کی سراقہ نہایت پشیمان ہوا اور خوف
 کیا کر عرض کرنے لگا کہ مجھ کو اس بلا سے نجات دیجی میں اپنے قبائل کی جانب جا کر
 جو شخص ادھر آنے کا راہ دے گی گامین پیر دوں گا اور کہوں گا کہ رسول اس طرف نہیں گئے
 میں اور آنے غزو کا حضرت نے دعا کی کہ اسی خداوند کریم اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس کو
 نجات دیجے کہ سچا عقدا رکھتا تھا گھوڑے کو دست پا زمین فرج پور دی ایات

کہ بنی سم حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ اگر آگہ تو دوست ہمارا ہے بریدہ نے الطاف اور
مہربانی رسول خدا پر نظر کیے پائی مبارک کا بوسہ لیا اور کہا کہ اسم مبارک آپ کا کیا ہے
حضرت نے فرمایا محمد میرا نام ہے بریدہ کہہ گا کہ میں جان اور مال سے ذرا ہوں اور دین
ایمان آپ کا رکھتا ہوں اور ہمراہ جناب سالت مآب کے ہوا اور کہا کہ علم دین مجھ کو عنایت کیجیے
آپ کو فرمایا ابھی مصلحت نہیں ہے تب اس نے ایک نیزہ میں لگیڑی اپنی باندھ کر گڑا گڑا ہوا

ذکر داخل ہونے جناب سید عالم صلی اللہ علیہ الہ کا مدنیہ
منورہ میں اور استقبال کرنا انصار کا ساتھ خوشی بے شمار کے

بدہ ساتھی ان روح پرور ایاغ	من خشک لب را بکن ترد ماغ
دماغم بفکر سخن سوخت است	لبم را تفکر بہم دوخت است

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ جناب اہل جور سے رسول خدا شب کو طبعی سے باہر آئے
میں عنقریب ہی کہ داخل اس قیام میں ہوئی ہوں تمامی ساکنان یثرب اس مژدہ کو
شکر بیرون شہر گئے اور دن بھر منتظر رہے اس طرح دوسری دن پہر با فرحت و نشاط
انتظار کرتے تھے کہ ایک شخص نے ندادی کہ جبکا انتظار ہے وہ آپ کو دیکھا تو بریدہ
آگے آگے نیزہ لے ہوئی صدای بلند دیتا ہوا آتا ہے سب دوڑ کر مثل پروانوں کے
باس شمع رسالت کے جمع ہوئی اور آواز مہر جاسے کان و شمنان دین کے کر
ہوئی یہ خبر فرحت اغر گرد و نواح یثرب کے لوگ شکر فوج فوج مثل موج دیا ہوا ہیں بحر
کرامت کے روان ہوئے اسطور پر جس قبیلہ پر گزرا اس قبلہ عالم کا ہوتا تھا وہ
مشہور باسلام ہو کر اطاعت اختیار کرتا تھا جلال بخار میں کہ والدہ جد جناب
کے اس شہر یار کے قوم قبیلہ سے نہیں پہنچے تو ایک شب وہاں مقام کیا اور صبح کو

کو بچ کر کے حی بنی عمر بن عوف میں گئے ایک نامور کلثوم نام کہ سن و عقل میں سب سے زیادہ مرتبہ رکھتا تھا اس کے مکانات میں ہوا ہوئی بعد اس کے قباد کے گھر میں چند مقام فرمائی پھر اپنے مسجد بنانے کو حکم فرمایا جب طیار ہوئی اور سجا پہ اس قدر مقام فرمایا کہ جناب امیر علیہ السلام بیت الحرام سے تشریف خدمت نبی میں لاسی بسبب بچہ راکھ آبلہ پائی مبارک میں بشارت تھی وہ سب عاصی رسول مقبول سے فورا اچھے ہو گئے

سب نے شکر الہی کو زبان پر جاری کیا

دخل ہوا سید انبیاء کا شہر مدینہ میں اور بنا ہوا مسجد اور دولت سرا کا

چنین گفت راوی کہ ادنیہ بود اگر انجا سوی خانہ نہشت نمود

راوی کہتا ہے کہ دن جمعہ کا اور وقت نماز ظہر کا تھا جو حضرت نبی سالم میں پہنچے اور خطبہ فصاحت اور بلاغت سے ادا کیا اور فرمایا کہ دین انبیاء میں سالفین کے اغواء شیاطین سے مٹ گئی اور لوگوں نے خدا پرستی کو ترک کیا اور ماہ کفر اور بت پرستی کی اختیار کی ہے اب میں حکم اہل العالمیت اس سرزمین پر دین متین کو مستحکم کر دینا تم سب ضامی خدائی کہ یہ میں بدل کو شش کر دینے فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور ناقہ پر سوار ہو طرف شہر کے روانہ ہوئی اور چھوٹے اور بڑی سب ہمراہ رکاب پیچے انساب چلے جو التماس اپنے گھر میں اترنے کی کرتا تھا حضرت مہربانی سے فرماتے کہ جس جگہ پر حکم خدا سے یہ ناقہ ٹہرے گا وہاں پر مقام کر دینا بعد ایک ساعت کے میدان میں پہنچے تو دو طفل یتیم ایک اسمہل دوسرا اسمیل نام اوس زمین پر رہتے تھے اور کچھ عمارت نہ تھی جائزہ وہاں پر بیٹھ گیا شرف

بنی گفت اینجا بود جاسے ما اقامت گئے ما و ما داسے ما

غاریہ حضرت نے فرمایا کہ جب تک اس مقام پر دولت سرتیاریاں ہوں گی کہ میں آپ
تشریف لے کر نہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ پھر یہ ناقہ جہان شریک و ہاں میں مقام کرے گا
اور حواء ہوئی ہوئی دور راہ طوی کی تھی کہ ابوب نامے ویندار نے عرض کیا کہ فقیر خانہ
نزدیک ہر اس میں اذیت خود وہاں ٹھہر گیا اور حضرت نے اس کے التماس کو قبول کیا اور
مقام فرمایا اور اس میں اور سبیل سے اس زمین کو قبول لیا اور مسجد بنائی اور دولت
سدا کا حکم فرمایا سب مشغول کار ہوئی علی الخصوص عمارت مٹی اور ٹھانے میں سر
گرم تھے کہ ایک صاحب حجاب سے گفت اور ٹھانے میں تنگ عمارت کہتے تھے عمار اس کے
ساتھ بیٹھتے ہوئے گئے وہ بیہودہ سمجھا کہ مجھ پر غصہ کرتے ہیں آشفہ ہوا اور کہا کہ یہ عصا
جو میرے ہاتھ میں ہے اس سے دانت تیرے توڑ دے گا جناب رسول خدا نے یہ نیکو خیر
کرم و مہربانی سے عمار کو دیکھا اور فرمایا کہ بدترین خلق وہ آدمی ہے جو تیرا قاتل ہوا
گروہ سے جہاڑی سات جہیز میں مسجد اور دولت سرتیاریاں ہوئی اور وہاں مقبرہ ہو

ہاں تک کہ وہاں حضرت کا مدفن بھی ہو

ذکر ایمان لائے عبداللہ بن سلام نامے یہودی کا

پہلا سال ہجرت سے گذرنا کہ حضرت سات اصحاب کے باتو نہیں تھے کہ ایک یہودی
نامہ اس کا عبداللہ بن سلام تھا اور وہ علم و دانش میں شہرۂ آفاق تھا اب اس وقت
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خوبی اطراف کو بیان فرماتے تھے اس یہودی نے
ترتیب خیر کی خبر سو اسی رسول خدا کے کوئی بیان نہیں کر سکتا ہے اگر بیان کچھ کرے
اسی بیان لانا چون حضرت نے ارشاد کیا کہ سوال کرو گے کہ یہ پہلے نشان قیامت
کے تھے کیا ہے جواب دیا حضرت نے کہ یہ وہاں مشرق سے پیدا ہوئے گا

سوال دوسرا اہل بشت اول کی غذا کھا نیگے فرمایا حضرت نے ماہی قیسر سوال کیا کہ پس اکثر صوٹ باکی پاتا ہے اور اکثر صورت مانکی ارشاد ہوا کہ نطفہ سے دونوں کے پیدا ہوتا ہے زیادہ کی جانب میل کرتا ہے یہ سن کر یہودی بن سلام اسلام لایا اور اسی سال زید کہ غلام خواجہ نام تھا اسلام لایا اور حضرت نے واسطے لانے حرم محترم کے روانہ فرمایا تھا اور وہ اہل حرم کو بٹھے سے طرف شرب کے بحفاظت تمام لایا اور عائشہ اسی سال زوجیت میں آئیں اور اسعد دین الاس سال میں بشت بین کو حیات گنجی ذکر عہد کرنے یہود ان شرب کا ساتھ جناب رسول محمد ﷺ

دکر کرد راوی روایت چنان	کہ برگرد شرب ز موسائیان
سہ قوم آن زمان داشتندی تمام	قریضہ نظیر و فقیف ع نام

روایت ہی کہ برگرد شرب کے مخالفوں کی تین قومیں تھیں ایک قریضہ دوسرے نظیر قیسری فقیف ع ہر گروہ سے آدمی پاس جناب رسول مقبول کے آتے تھے اور سوال کرتے تھے کہ وہ کون سے بات ہی کہ حبس طرف تم راہ دیکھاتے ہو حضرت جواب میں فرماتے تھے کہ میں مخالف انس و جان کی طرف رونا ہوں کہ جو دو جہان میں مددگار اور امان دین والا ہے اور پہچان رسول آخر الزماں کے یہی کہ بطحان زمین سے شرب میں آویگا اور دونوں انکسین سنج اور نشان مہربوت کا درمیان دونوں شانوں کے ہوگا اور تلوار اوپر کاٹھی کے ہوگی اور دشمن سے نڈریگا دین اوکا دور تک پہیلے گا وہ پیغمبر میں ہوں یہودیوں کہا کہ اول اقرار ہم کرتے ہیں کہ نہ تمہاری دشمنوں کو مدد دین گے اور نہ تمہاری دوستوں دشمنی رکھیں گے اور اگر اس عہد سے پہرین ہم تو قتل اور مال اور اسباب سب اختیار میں اہل دین کے ہوگا مگر شرط یہ ہی کہ جب تک اسلام اپنی طرح ظاہر نہ ہو کہ اسباب سب تکلیف

مذہب اور اسلام میں تلاوین حضرت نے اس بات کو قبول فرمایا اور یہودی خوش ہو کر
اپنی قوم میں گئے اور کہا کہ یہ بے شک اور بے شبہ رسول کریم ہے مگر
دل اس بات کو گوارہ نہیں کرتا کہ اولاد اسحاق سے پیغمبری اولاد ذبیح میں نہیں

ذکر بات کرنے بہیڑی کا

لکھا ہے کہ ایک چرواہا یہودی گلہ گو سپند کی نگہبانی کرتا تھا کہ بہیڑیا اگر ایک کبریکو
پھلا یہودی نے پیمپا کیا جب چڑایا تو بہیڑی نے کہا کہ میری رزق کو کیوں تو
چھینتا ہے یہودی حیران ہوا اور تعجب کیا بہیڑی نے کہا میری بات سے کیا
تعجب کرتا ہے اور رسول کہ اسے سرزمین پر آئندہ اور گزشتہ کی خبر دیتا ہے
اوسکو قبول نہیں کرتا یہودی اویس وقت خدمت با سعادت جناب رسول میں
آیا اور اسلام قبول کیا اور یہ ماجرا بیان کیا تب حضرت نے فرمایا کہ اتنا رقیامت

قریب ہیں کہ جانور کلام کرتے ہیں

ذکر ظاہر ہونے بیماری کا شرب میں اور دفع ہونا
اوس مرض کا دعا سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
لکھا ہے کہ شرب میں بیماری دبا کی بہت شدت سے تھی اور اصحاب حضرت کے
غمگین جدائی بطنے امین رہ تے تھے حضرت نے یہ شکر خداوند کریم سے دعا کی

براوردست دعا مصطفیٰ

بدرگاہ حق در سوال شفا

کہ پروردگار اب ہوا مدینہ کی اچھی ہو جائی او دبا کو طرف جحفہ گاؤں کے بھیج دی کہ پیام بھیج
ہیں نوراحضرت کی دعا سے اب ہوا مدینہ منورہ کی خوب خوب ہو گئی ابیات

خداوند عالم دعائی رسول

ہما ند م نمود از عنایت قبول

حجۃ
نہام

سوئی جعفر رفت آن تیغ آن با	مدینہ ارم شد در لطف ہوا
ذکر حقیقت حال سلمان فارسی کا	
سنائے کہ ملک فارس میں ایک نامور دیہاتی آتش پرست تھا اور ایک بیٹا رکھتا تھا کہ اسکو اپنی جان سے زیادہ عزیز جان تا ماتحت محبت تھی	
میر نعیم چہانش تمام	ولے یک پسر داشت سلمان نام
جب صبح کو گشت کا ریکو جاتا تھا تو اوپر اس آگ کے مقرر کو جاتا تھا کہ ایک روز وہ سکاٹھین رہا اور بیٹے کو واسطے گشت کا ریکے بھیجا جب وہ باہر گیا تو اشخاصی راہ میں عبادت خانہ راہوں کا دیکھا اور آواز انجیل کی سنکر اندر اسکے گیا دیکھا کہ وہ خازنہ ہتھے ہیں اور اہل کتاب ہیں اسنے پوچھا کہ تم کسکی عبادت کرتے ہو اونہونے کہا جو پیدا کرنے والا ہے ساتون آسمان اور زمین کا اور عیسیٰ کو ساتھ انجیل کو واسطے ہدایت خلافت کے بھیجے ہیں ہم اسکی عبادت کرتے ہیں تب اسکا آتش پرستی سے دل سڑ ہوا اور دین عیسیٰ کو قبول کیا اور پوچھا کہ کوئی جگہ ایسی بھی ہے کہ جہاں تماریسے اہل دین جمع ہوں عیسائیوں نے کہا کہ معمورہ شام ہے اسنے کہا کہ اب جو قافلہ واسطے کو جاؤ گی تو جھکوی او سکے ہمراہ کر دینا یہ کہا اور تمام دن وہاں موجود رہا وقت شام اپنے مکان پر آیا باپ او کا خوش ہوا اور کہا کہ آج بڑی شقت تو نے کی کہتی کے کیا خبر ہے	
اسنے کہا کہ گشت دین کا حال مجھے سن اور دیہاتی میری دیکھ	
ذکر دین میں آنے حضرت عیسیٰ کے جناب سلمان کا او	
غضب ہونا باپ کا او پر او کے ساتھ زو و کو ب کے	
پس گرفت از آن گشت آگہ نیم	نہ آنجا رسیدہ است ہرگز پسیم

چوتھیندا زو این حکایت پدر
پر آگندہ دل شد سراسیمہ سر
بر آشفٹ و گفتش کہ امی شرت خوبی
کیا بودی امروز با من بگو سیٹھ

باب نے جب دین نصرانی اختیار کرنے کا حال سنا نہایت برہم ہوا اور کہا کہ
کس شیطان نے تجھ کو یہ سکھا یا ہے اسنے کہا کہ اب تو میں دل سے ہمراہ یزدان پر
ہوں اور سوقت باپنے جناب سلما نکو ایک آہنی زنجیر میں باندھ کر مارا کئی روز یہ
اسی طرح بندھے رہے ایک روز عیسائیوں نے انکو خبر بھیجے کہ کل قافلہ جاوگا
دن بہرہ اسے فکر میں رہے کہ کیونکر رہائی ہو جب آدھی رات گزری تو
انہو نے رو کر درگاہ خدا میں دعا کی فوراً زنجیر ٹوٹ گئی اور یہ رہا ہوئی پھر ہاتھ
بھاگے اور پاس عیسائیوں کے آئی وہ بہت خوش ہوئے انکو پھر قافلہ سالار کے کیسے ملتے

جو در شہر یزدان پرستان سید
اسجان خدمت رہی برگزید

اور اوس سے طریقہ بندگی کو سیکھا اور جب تک وہ جیا اوسکی خدمت میں رہا
اسی طرح ساتھ لہو نیکے خدمت میں باری باری رہے جب موصول میں ساتوین آئے
کا زمانہ مرگ کا قریب آیا تو اوسنے انکو خبر دی کہ ملک عرب کے دامن کو وہ میں یہودی
بہت ہیں اور وہاں درخت خرمے کے بیشمار ہیں اوس سرزمین پر ختم المرسلین ظاہر
ہونیکے اور پہچان انکے یہ ہے کہ صدقے کو پیر و نیکے اور نہ کہانیکے اور ہدیہ قبول
کریں گے اور صریح نبوت در میان دو نو شانوں کے ہوگی تم اوسکی خدمت میں رہنا او
میری طرف سے درود اور سلام ہو نچا تا بعد چند عرصہ کے اوسنے قضا کی حضرت سلمان
ہمراہ ایک کاروان کے وادی قرا میں پہونچے سالار کاروان نے انکو ایک یہودی
کے ہاتھ بیچ ڈالا جب یہ چندری وہاں رہے تو وہ درخت اور مکان یہودیوں کے

پہچان نے اور اطاعت میں بسر کی بعد ایک مدت کے اتفاق سے ایک بہائی
انکا شرب سے آیا اور انکو پہچانا اور یہودی سے مول لیا اور شرب کو لے گیا
ایک مدت انتظار ظہور قدم مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آکر کر رہا

کیفیت اسلام لانے جناب سلمان فارسی کی

برادر زادہ خواجہ سلمان نے انکرا اپنے مقام پر بیان کیا کہ کعبہ شریف سے ایک مرد
مقام قبائین آیا ہے کہ وہ دعویٰ پیڑ کا کرتا ہے سلمان با ایمان یہ بیان سکر
نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اسی خواجہ پر بیان کر اس خبر کو اوسنے غصہ ہو کر
دیکھا اور ایک طمانچہ مارا کہ تجھ کو کیا ہے تو اپنا کام کر جناب سلمان چپ ہو رہی او
شکو ایک خوان کہانے کا لیکر قبائین جناب رسول خدا کی خدمت میں آئی او
دلیں خیال کیا کہ میں امتحان کروں یہ سوچ کر طعام حضرت کے آگے رکھا
اور کہا یہ نقد ہے جناب رسول خدا نے لطف و شفقت سے لے لیا لیکن نتو
آپ تناول فرمایا اور نہ علی شیر خدا علیہ السلام کو نوش کرنے دیا اور لوگوں کو
تقسیم کر دیا جب تو دلیں حضرت سلمان کے محبت ایمان کی اور پہچان ہمیشہ آخر الزما کی
زیادہ ہوئی دوسری دن چند خرمی باخوشی اور خورمی خدمت با سعادت
جناب رسول امین لای اور کہا کہ یہ بد یہ فقیر کا ہے اوسے حضرت نے قبول فرمایا
اور صبح جناب بتول کے ہمراہ نوش فرمایا پر تو جناب سلمان فارسی کا ایمان او
یقین کامل ہو گیا تیسری دن پر آئی اور پشت کی جانب حضرت کے آکڑی ہوئے
اور چاہا کہ زیارت ہر نبوت کی کروں حضرت نے رد ا پشت سے ہٹا دی جب
بے تحاشہ دوڑ کر سلمان نے بوسہ لیا اور مطلق شک و شبہ باقی نہ رہا پر حضرت نے

فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو مسلمانان نے سب سرگزشت بیان کی او سو وقت جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم اپنے کو خواجہ اپنے سے مولو قیمت بن ادا کرونگا او سو وقت سلمان شاد شاد اپنے خواجہ کے پاس آئی اور قیمت پوچھے او سنئے کہا کہ میں ہزار دخت خرمی کے اور چالیس وقیہ طلا کے دی تو قیمت پوچھی جان مسلمان یہ سنکر حیران اور پریشان حضرت کے پاس آئی اور عرض کیا پیغمبر خدا نے اصحاب کو حکم فرمایا کہ عقیق سو گشتلیان خرمی کی جمع کرو اور مسلمان سنئے کہا کہ انکو بوجھنے خبر کرو مسلمان گئے اور بویا قدرت خدا سے دخت تیار ہوئی اور پہل لاسی حضرت نے مسلمان سنئے کہا کہ اپنے خواجہ کو دی اور کہنا کہ وقت زردینے کا بھی آتا ہے جب حکم جہاد ہوگا غنیمت سے طلا ادا ہوگا ضرور الغرض حضرت سلمان آزاد ہوئے

زما غنیمت رسول خدا شنیدم کہ در وزن کم بوز نبی گردان را بسلام عطا	بفرمود آن وجہ را ہم ادا بر آن زر بگرداند خیر البشر نمودش ز بند یودی رہا
--	---

آغاز داستان دوسری سال کی ہجرت سی اور بدلنا قبلہ کا بیت المقدس سے طرف بیت الحرام کے

بدہ ساتی آن جام گلشن نگار کہ تا غل کلکم نہاید رستم	وماغ مرا بشکھان چون بہار ز رو داو ہجرت بسال دوم
---	--

ہجرت کے دوسری برس حکم خدا واسطے روزہ رکھنے اور فطرہ دینے کے جاری ہوا اور دفعہ ہجرت میں گامز جانب بیت المقدس کے حضرت نے پڑھائے اس بابگو یودیوں نے دیکھ کر کہا کہ اگر دین ہمارا باطل ہے تو ہماری قبلہ گھٹ

کیون نماز پڑھتے ہیں حضرت نے محراب اطاعت میں دعا کی دوسری رکعت میں
تھے کہ جبریلؑ حکم رب جلیل آئی اور حضرت کو خبر دی کہ کعبہ کی طرف نماز پڑھیں
اوس دن کعبہ شریف قبلہ گاہ حاضر جمع عام ہوا اور تاقیامت ہو گیا

خطبہ ہونا جناب شاہ اولیا کا ساتھ حضرت خیر النسا کے
جب جناب سیدہ حسن تمیز کو پہنچی تو ایک روز ابو بکرؓ پاس نہی گئے آیا اور خواستگار
چاہی حضرت نے فرمایا کہ اس امر کا اختیار خدا کو ہو ابوبکرؓ امیر ہوا عمرؓ نے بیعت اور خلیفہ ہوا

عمرؓ رفت و گفت آن سخن یا نبیؐ
شہید آنچہ بشہیدہ پور دان کی

اس سے ہی حضرت نے اوس طرح فرمایا یہ بھی نا امید ہوا جب تھوڑی سی دن گزرے
تو یاروں نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا کہ آپ خواستگار
کیجئے جناب امیرؓ نے فرمایا کہ دو امر مانع ہیں ایک شرم دوسرے تنگدستی سب نے
کہا آپ کا خیال نفرائین تشریف لیجائیں بس حضرت گئے اور خاموش رہے
جناب رسولؐ خدا کے بیٹے رہے اور شرم سے کچھ نہ فرمایا

آنا جبریلؑ امین کا حکم رب العالمین سے خدمت میں جناب
سید المرسلینؐ کے واسطے نکاح کرنے جناب فاطمہؓ ہزار سیدۃ
النساء العالمین کے ساتھ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے

ایک دن حضرت جبریلؑ ابجد درود و سلام کے جناب خیر الانام کو حکم خدا سنایا کہ بیت
المعمور پر ایک منبر نور کا آراستہ کیا گیا ہے اور قدسیوں نے خطبہ علیؓ کا ساتھ
فاطمہؓ زہرا کے پڑھا ہے اور طبق ہائی پر گوہر حورون نے نثار کئے ہیں اور مجھ کو
حکم ہوا ہے کہ تھوڑی سی سے موتی واسطے عینیت کی ایجا و مبارک با دنی نیا کو نکالہ پیش

بہیم بے سیر برین +	ہم عقد آن ہر ذور شین
نو ہم بر زمین عقد ایشان بند	بدہ این گہرا بان ارجمند
<p>تم ہی زمین پر عقدان دو نو نکا کر داور وہ موتی آگے نبی کے جبریل نے یہ کہے کہ اسی درمیان میں جناب علی علیہ السلام آئی اور رسول خدا نے دیکھا اور ہنسکر فرمایا کہ کچھ حاجت رکھتے ہو حضرت امیر نے کہا کہ ہاں جناب رسول خدا نے اقرار خطبہ کا فرمایا اور وہ مردہ جو کہ روح الامیں لائی تھے سنایا پھر فرمایا جناب رسول خدا نے کہ واسطے ہر کے کچھ زر رکھتے ہو امیر المؤمنین علیہ السلام نے عرض کی کہ حالات ظاہر ہے کہ ایک زرہ اور ایک تیغ کے سوا اور کچھ مال دنیا سے میں نہیں رکھتا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لو اس وقت کا ہزار بکا ہوتے تھے اور زرہ کو تم فروخت کر دینا اسکی قیمت میرے پاس لاؤ لمولفہ</p>	
جگمکش روان شد بر مرقی	نبی رفت آن گہ بدولت سلا
زبر خویش خیر النساء را بخواند	نوازش بفرمود پیش نشان
<p>آگاہ کرنا جناب خیر النساء کو ساتھ نکاح ہوئے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور معین کرنا مہر کا بد</p>	
<p>جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب خاتون جنت کو فرمایا</p>	
تراسن بفرمان پروردگار	بدست کسے مید ہم اختیار
نباشد چو او کس بُرنی مین	بود سید اہل دنیا و دین +
خدا را ولی و نبی را وصی	پسر عم و نور دو چشم علی
<p>جناب سیدہ یہ سنکر خاموش رہیں جواب نہ دیا اور حضرت یہ سکرت کا عام</p>	

دیکھ کر تیم رضا سمجھ اوشکر سی ہوئی اور بسبب ہونے اونکی والدہ کے آہ سرہ
 دل پر درد سے کسینچے اور وہاں جناب امیر کے ہاتھ میں زرہ عثمان نے
 دیکھ کر قیمت پوچھے اور پانچ سو روپیہ کو خرید کی اور بعضے راوی کہتے ہیں کہ
 حضرت جبریلؑ بشکل اعرابی آئی اور زرہ کو مول لیا اور جناب رسولؐ خدا کے
 پاس پہونچا دی توڑی دیر میں جناب امیر تشریف لایا اور روپیہ سائے
 حضرت کے رکھا جناب رسولؐ خدا نے پوچھا کہ خریدار کو پہچانا علی مرتضیٰ نے کہا کہ
 خدا و رسول بہتر جانتے ہیں حضرت نے زرہ طلب کی اور جناب امیرؑ کو دی
 اور فرمایا کہ خریدار اسکے روح الامیں تھے پر حضرت نے اس روپیہ کے حصہ
 کئی دو حصوں میں شک اور عود خرید اور باقی کو جہیز میں صرف کیا اور اوکو
 نے نقد اور مجلس اور خرما وغیرہ بطور ہدیہ کے خدمت میں حضرت کے پیش کیا
 حال عقد ہونے جناب سیدہ خیر النساء علیہ السلام کا سنا
 جناب امیر سید اولیا علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ہو
 جناب پیغمبر خدا نے بلال کو حکم فرمایا کہ بالاسی مسجد جا کر تین مرتبہ آواز بلند
 ندا کر کہ سب انصار اور اہل ہجرت محل کتھانی علی مرتضیٰ میں حاضر ہوں
 کہانا کہا دین سب ارشاد بلال نے ندا کے تمام لوگ نزدیک اور دور کے خدمت
 نبیؐ میں حاضر ہوئی اور کہانا موافق دس آدمیوں کے تعجب حضرت رسولؐ خدا
 نے تقسیم کیا تو بרכת خدا سب سیر ہو گئے بعد اسکے حکم نبیؐ سی علیؑ نے خطبہ پڑھا

ایک خطبہ سر کر دے شیخ خدا
 چنان خطبہ شنیدہ بواز ملک

وز آن پس حکم شد انبیاء
 ادا کر نوے کہ گوش فلک

بعد اسکے جناب رسول خدا نے عقد او سے قیمت پر کہ زرہ جس قدر روپیہ کو فروخت ہوئی تھی یعنی پانچ سو دینار پر یا ندا اور رخصت کیا شکوہ پاس علی المرتضیٰ کے گئے اور ایک طرف من پانے لیکر خطاب دہن او سین والا اور کئی دعائیں او سپر تلاوت کیں اور ایک چلو بہر کر جناب امیر پر چہرہ کا اور دوسرا چلو جناب سیدہ پر زور دعا فرمائی اور سمجھایا کہ علی کے برابر قدر و منزلت میں نزدیک خدا کے کوئی کفو تمہارا نہ تھا اور اسکی بعد جناب امیر کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ خداوند خالق انس و جان نے تمکو وہ زوجہ دی کہ سردار زمانہ جان کی ہے عزیز اور گرامی رکنا علی علیہ السلام نے دست قبول آنکھوں پر رکھا پر حضرت رسول خدا دولت سرا کو تشریف لیکے بعد دو تین روز کے جناب سیدہ کی گھر جہان ہوئے جناب سیدہ خوشی سے حضرت کے لپٹ گئیں حضرت و احوال پوچھا سیدہ نے عرض کیا کہ کوئی امر سچ کا نہیں ہے مگر شکوہ زمین آپ کے ابن عم سے باتیں کرتی ہے مجھ کو خوف معلوم ہوتا ہے حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ کچھ مقام خوف کا نہیں بلکہ مقام شکر ہے کہ جناب باری نے تمہاری شوہر کو یہ مرتبہ عنایت کیا ہے کہ زمین

اپنی سب سرگزشت بیان کرتی ہے

ذکر حکم ہونے کا درگاہ خدا اسی جمیبت خدا کو واسطے جہاد کے مولفہ

بیاری ہی بزم ظفر الترام	کہ آمد برون تیغ دین از نیام
چنین گفت راوی کہ چون جبند	بدعوت نبی کر دیرون ز حد

جب کوشش سے جناب رسول خدا کے دل مشرکین میں اشرہوا اور انصار دین ہی جناب ختم المرسلین کے پاس جمع ہوئے تب سالار دین نے کراؤ پر

جہاد کے باندھی اور منتظر اس بات کے ہوئی کہ کس طرف سے مشرکین نمودار ہونگی

ذکر بیچنے عبد اللہ حبش کو سر راہ کاروان کے طرف
بطن نخلہ کے اوس فتح یاب ہو کر پہنچا اوس مرد دین کا شعا

بپرداخت چون از غار عشا

طلب کرد عبد اللہ حبش را

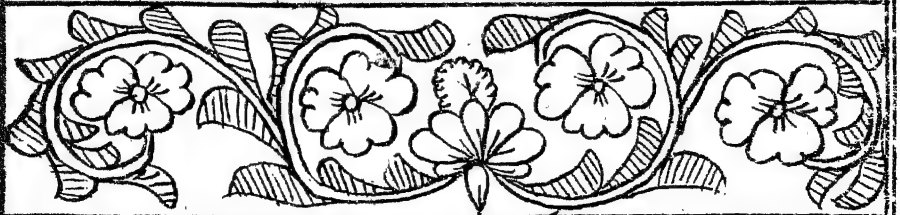
کہ بودش سپہر عم آن نامدار

بفرمان مطیع و بدین اوستوار

عبد اللہ حبش کہ پہونچا رادی بہائی حضرت کے تھے اونکو حکم دیا کہ معینا
سفر صبح کو کر باندھ کر آؤ حسبے ان وہ بایمان جب حاضر ہوئی بارہ آویسے
مسلمان معہ ایک فرمان سرستہ کے اونکے حوالہ کئے اور فرمایا کہ انکا امیر تلو کیا
اور اب تم تاہید خدا سے طرف نجد کے جاؤ اور اس نامہ کو بعد دوروز کے
کہولنا عبد اللہ نے نامہ کو لیکر بوسہ دیا اور سر پر رکھ کر روانہ ہوئی بعد دو
تیسری روز وہ نامہ کہولنا تو نام الہی اور نام رسالت پناہی کو دیکھا اور یہ
مضمون پایا کہ جب بطن نخلہ میں پہونچو گے تو چند آدمی کاروان قریش سے
جنس تجارت رکھتے ہونگے تم اوس قوم سے فائدہ مند ہو گے لیکن ہمارے ہونے
تم راہ میں رضا مند می دیکھنا جو ناخوش ہوا و سکو چوڑ دینا پس عبد اللہ
ہمراہ ہونے لگا کہ جو شوق شہادت رکھتا ہو وہ ہمراہ رہی ورنہ اپنے وطن کو
واپس جاوی سبھون نے عرض کیا کہ ہم غلام حکم جناب خیر الانام کے ہیں
جب تک جان تنہیں ہماری ہے اوس وقت تک آپکے ہمراہ رہیں گے ہر طرف
نخلہ کے چلے اسطرح سے یہ پہونچے اور او دہر سے وہ سردار کاروان عمر بن حفص
کہ ہمراہ اس کے تین شخص اور وہ بھی کئی اوشتر بارگراٹے ملو رکھتے تھے

جب اصحاب دین پر نظر اداں مشرکین کے پڑی خوشے جلد سی راہی کرنے لگے عبداللہ نادر نے اضطراب اوکا دیکھ کر جانا کہ کفار منزل اور مقام کر نیکی پر اوس سردار نے ایک آدمی سے کہا کہ بال اپنے سر کے تراش کے آگے ان لوگوں کے جانا کہ یہ لوگ جاہن کہ یہ واسطے عمرہ حج کے طرف حرم محترم جاتے ہیں اوسنی ایسا ہی کیا کفار نے دیکھ کر جانا کہ یہ قوم جہار رہزن نہیں ہے طرف حرم کے جاتی ہے تب اونہونے بے خوف ہو کر کہا کہ صبح سے ہم اور جانور ہمارے سب خستہ ہو رہے ہیں یمن پر منزل کرو اور بار کھو لو عبداللہ بن حبش یہ دیکھ کر شکر خدا بجالائی بعد اسکے ایک رفیق نے ایک تیر سنبہ عمر خرمی سپر پرایا لگا یا کہ جان اوسکے طرف آسمان کے روانہ ہوئی پراہل دین دوڑ کر دو مشرکین کو باندھا ایک یمن اوسن سے ہاگ گیا اب وہ نادر غنیمت بشمار اور دونو اسیر ونگو لیکر ساتھ بیچے و فیروزی طرف یثرب کے روانہ ہو کر خدمت میں سالار دینکے حاضر ہوئی حضرت نہایت خوش و خرم ہوئی اور یہ خبر قتل

تاریخ کی کفار کو پہونچی غم و فکر اذکون یا وہ ہوگا



آغاز و استان غزوہ بدر کی اور خبر پانا جناب رسول خدا کا ارادہ مشرکین سے طرف شام کے اور نقب کرنا حضرت کا اور آگاہ ہونا ابوسفیان کا اس حال سے اور بیچنا قاصد

پاس اہل ضلال کے اور مدد چاہنا اون سب سی لموالفہ

کنون سامعان را خبر میکنم	کہ من غزوہ بدر سے میکنم
چنین گوید آن مرد تاریخ دان	کہ گشتند فیروز چون مومنان

تاریخ سے معلوم ہوا کہ جب فتح فیروز سی مومنین کو حاصل ہوئی تو اوسوی مانیہ
 یہ خبر آئی شرب میں کہ ایک قافلہ بڑا عبس ہائی گراں سے ساکنان حرم بارہ کے
 طرف شام کے جاتے ہیں اور امیر اؤ کا ابوسفیان ہے یہ خبر جناب خیر الشیر نے
 سکر لشکر آراستہ کیا اور حکم دیا کہ راہ میں مشرکین کو گمیر جو جب کے منزل گئے
 تو خبر لائی کہ اعدا سرحد سے گزر گئے اور دور پہنچے جب تعقب کرنا اؤ کا حضر
 مسلتی نہجنا تو اپنے مقام پر خود ٹہر گئے اور دو آدمی ہوشیار کو واسطے دریافت
 کرنے حال کاروان کے طرف شام کے روانہ کیا اور فرمایا کہ تم دونوں سہمی بخار
 تبار میں جاؤ جب یہ دونوں آدمی وہاں پہنچے تو بخار سے ملاقات کی اور سب
 کیفیت بیان کی بخار کہ ہمان نواز تھا اوسنے انکو بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے
 مکان میں رکھا لیکن ابوسفیان کو خبر اراؤ اہل ایما کی بخوبی معلوم ہوئی فائدہ
 اور نقص انکو اپنے نزدیک خرید و فروخت کرنے لگا اور ایک آدمی چالاک ضمضم
 نام کو حرم کی جانب روانہ کیا کہ بزرگان آل لوی سے خبر کی کہ محمد اؤ پر قتل اؤ
 تاراج ہمارے کرنا بند ہی ہے ہمکو پیرنا یا اسنے محال معلوم ہوتا ہے ہم میں سے
 کوئی شخص زندہ نہ رہو بخانی کا ضمضم یہ سنتے ہی روانہ ہوا اور بت جلدی اہل کرتانا

کیفیت خواب دیکھنے کی حالت کہ ہو ہی جناب سرور انبیاء کے اور
 پھر چنا ضمضم و اعدا ابوسفیان کا اور سرانجام دنیا بزرگان اؤ

سرداران قریش کا مددگار بنی کاروان میں ابیات

کہ بدعہ سرور انبیا	کیے خواب دید و در آمد نہ جا
از آن خواب پریم و سواس شد	بروز دیگر نزد عباس شد
بگفتای برادر سحر گاہ دوش	کیے خواب دیدم کہ رفتم ز ہوش

عائکہ نے خواب دیکھا اور بہت خوف ناک ہوئی صبح کو اپنے بھائی عباس کے پاس آکر بیان کیا کہ عالم رویا میں نے دیکھا ہے کہ ایک شتر سوار زمین بٹھامین آیا اور آواز میب سے تین بار پکارا کہ اسی قریش اپنے قتل گاہ سے آگاہ ہو بعد اوسکے ایک گروہ اوسکے ہمراہ بالائی بام بیت الحرام کے آیا اور تین بار پیراویٹر جسے پکارا اور اوپر بوقییس کے کڑا ہوا اور پرتین بار وہی آواز بلند کی اور ایک پتھر بڑا بالائی کوہ سے نیچے لڑو کا یا کہ اوس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سارا شہر د ب جاو گیا جب وہ زمین پر آیا پتھر تو پارہ پارہ ہوا اور سواسی خاندان بنی ہاشم سب کے مکا نہیں ایک ایک ریزہ گیا بس اس حال سے یہ ہول دلمین میرے پیدا ہوا ہے اور مجھ کو معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس شہر پر کوئی بلا آنے والی ہے عباس کو چونکہ محبت بہت تھی انہوں نے اوس انکو اٹھار نہ کیا اور ممانعت کی کہ اسکو کسی کے رو برو بیان نہ کرنا ولید نے اپنے باپ عتبہ کو صاحب رتبہ جانکر یہ حال کہہ دیا جب ابو جہل نے یہ سنا بغیر ہو کر پاس عباس کے گیا دل میں کتنا ہوا کہ جو ملاقات ہوئی تو کون کہ عورتیں تمہاری دعوی بغیر پکار کہتے ہیں غرض ہو چکا اور بیان کیا جو چاہتا عباس نے کہا کہ تجھ کو اس بیوہ کوئی سے کیا حاصل یا جو چاہیے یا دل نے کہا

کہ تجاہل اور بہانہ نکر وہ خواب صاف صاف مجھ سے بیان کرو تین روز تک
 صداقت اس خواب میں منتظر کرتا ہوں والا سبکو لکھ لکھ کر نامہ
 پیام سے آگاہ ہی دوں گا جناب عباس ناراض ہو کر اس صحبت سے اونٹنی
 اتفاقاً صبح کو منضم نامہ سوار الغیث کی آواز دیتا ہوا داخل ہوا کہ اسی دن
 قریش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نے راہ کار و انکی بند کی ہے اور ہاتھ تاج پر لگا
 جو تم لوگ جلد مدد گار کیونہ پہنچو گے تو ایک شخص زندہ کاروان کا رہے گا
 اور ایک جبہ مال سے نہ پاؤ گے یہ خبر منضم سے سن کر تمام قوم مثل سیلاب و مانی
 بے آب کی طرح بقیار ہوئے اور اپنے گروئے باہر آئے اور قیامت قائم ہوئے
 سبکے گروئین ماتم پڑ گیا ابو جہل نے سب سے پہلے کہا نہ ہی اوکھا کہ سو اسی ایک
 ایک آدمی کے اور کوئی گروئین باقی نہ رہے اور سب مل کر واسطے مدد کار و
 چلین ابو لباس سفر میں ہمراہ نہوا اور عقبہ اور شبیبہ ہی ساتھ جانے پر رضی
 نہوی جب ابو جہل کو یہ معلوم ہوا کہ فلان فلان شخص تامل کرتے ہیں تب یہ خود
 سبکے پاس گیا اور طعنہ دیا اور آتش افزہ می کی تب چار و ناچار وہ سب

موجود ہو کر سرگرم کارزار ہوئے

روانہ ہونا قریش کا حرم سے واسطے مدد گار یکاروان
 کے اور جانا ابو جہل کا طرف شام کے ابیات

دیران پہچاہ کم از ہزار

برفتہ سنجیدہ کارزار

در عشرت و عیش کردند

چو از خانہ بیرون نہادند

جب سب اپنے اپنے مکاناتے اکرم جمع ہوئے تو نو شو پچاس آدمی تھے ہمراہ

کہ تجاہل اور بہانہ نکر وہ خواب صاف صاف مجھ سے بیان کرو تین روز تک
 صداقت اس خواب میں میں انتظار کرتا ہوں والا سبکو لکھ لکھ کر نامہ اور
 پیام سے آگاہ ہی دوں گا جناب عباس ناراض ہو کر اوس صحبت سے لڑینگے
 اتفاقاً صبح کو منضم نامہ سوار الغیث کی آواز دیتا ہوا داخل ہوا کہ امی سران
 قریش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نے راہ کار وانکی بند کی ہے اور ہاتھ نالچ کر پڑا
 جو تم لوگ جلد مدد گار کیونہ پونچو گے تو ایک شخص زندہ کاروان کا نر ہے گا
 اور ایک جبہ مال سے نہ پاؤ گے یہ خبر منضم سے سن کر تمام قوم مثل سیلاب و مابی
 بے آب کی طرح بقیار ہوئے اور اپنے گروئے باہر آنے اور قیامت قائم ہوئے
 سبکے گروئین ماتم پڑ گیا ابو جہل نے سب سے پہلے کہا کہ ہی اوکھا کہ سوای ایک
 ایک آدمی کے اور کوئی گروئین باقی نہ ہے اور سب مل کر واسطے مدد کار و
 چلین ابو لباس سفر میں ہمراہ نہوا اور عتبہ اور شیبہ ہی ساتھ جانے پر رضی
 نبوی جب ابو جہل کو یہ معلوم ہوا کہ فلان فلان شخص تامل کرتے ہیں تب یہ خود
 سبکے پاس گیا اور طعنہ دیا اور آتش افروزی کی تب چار و ناچار وہ سب

موجود ہو کر سرگرم کارزار ہوئے

روانہ ہونا قریش کا حرم سے واسطے مدد گار یکاروان
 کے اور جانا ابو جہل کا طرف شام کے ابیات

دیران پہنچا کہم از ہزار

برفتہ سنجیدہ کارزار

دعشرت و عیش کردند

چراغ خانہ بیرون نہادند

جب سب اپنے اپنے مکاناتے اکرم جمع ہوئے تو نوشو پچاس آدمی تھے ہمراہ

ابو جہل کے آگے منزل بمنزل دف و چنگ بجاتے ہوئے اور ایک شخص انہیں سے
رسد یعنی غلہ وغیرہ کا سرانجام کرنا ہوا ساتھ عیش و نشاط کے راہ طے کرتے
چلے جاتے تھے اور وہاں ابوسفیان نے خرید و فروخت سے فراغت حاصل
کر کے جملہ اسباب اونٹوں پر بار کیا اور ملک شام سے روانہ ہو کر بخیراگان میں
مقام کیا وہ دونو آدمی جو بخیراگان گئے تھے انکو ارباب نے اپنے مکانین پوشیدہ
کر دیا جب ابوسفیان ارباب کے مکانین مہمان ہوا اور پوچھنے لگا کہ محمد کی کیا خبر ہے
میں نے سنا ہے کہ دو جاسوس ان کے یہاں آئے ہیں ارباب نے کہا
کہ یہ خبر سوائی تیرے اور کسی سے نہیں سنی ہرگز اسباب کا یقین نہیں ہے
ابوسفیان کے دلو یقین ہوا اور اپنے خیمہ میں پر گیا تو اون دونو شخصوں نے
ارباب پر تحسین آفرین کی اور رخصت ہو کر طرف یثرب کے روانہ ہوئی تاکہ یہ

خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو پہنچا دیوین

کو بیچ فرمانا اشرف انبیاء جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
مدینہ منورہ سے طرف کاروان مشرکین کے لشعار

دے پیشتر انکہ ایشان رسد	حبیب خداوند پست و بلند
بالہام کردید آگہ از آن	کہ از شام آمد بر دن کاروان

قبل پہنچنے سے جاسوسوں کے حضرت نے از روئی الہام حکم فرمایا کہ اہل دیں غار
کرنے مشرکین پر کمر باندھ کر اداہ سفر ہوں اسل شان میں جاسوس بھیجے
لیکر حاضر ہوئے اور حضرت خود بھی سوار ہوئی اور آگے جناب حمید کرار تھے

پیش روان شہر یثرب	حامل کیے تیغ و رایت کعبہ
-------------------	--------------------------

اور پہلو میں حمزہ نامدار گرد و پیش اور دلاوران جبار چلے جاتے تھے کہ باہن
 بطحا و شرب کے ایک مقام تہا بدر نام جب وہاں پہونچے تو فرمایا کہ شمار کرو کس قدر
 سپاہ ہمراہ ہماری موجود ہے معلوم ہوا کہ تین سو تیرہ آدمی سب ہیں اوچھین
 آئہ شخص کم سن تھے اور اونین سی شان کو واسطے حفاظت اون کم سنوں کے پیش رہا تھا

وگرنہ دلاوران پر خاش جو بناورد دسٹمن نہادندروہ

اور جملہ اسباب کارزار میں بستر اونٹ اور آٹھ تلوارین اور تین گھوڑی اور

چھتہ زہرہ یہ سب حساب میں شمار ہوا تھا

حبیب خدائی زمین زمان سر انجام لشکر چو دید آن چنان

جب جناب حبیب خدائی نے یہ حال دیکھا تو ہاتھ دعا کا ساتھ کر یہ و زار یکے
 در گاہ ربالغرت میں بلند کیا اور عرض کی کہ اسی سامان بخش نے واسلے
 بے سامانوں کی اور پیار و نیکے تو فتح کا سامان مہیا کر دی ہے فرمایا کہ مردان
 دین باری باری سے سواری پر سوار ہوں اور اپنی سواری پر جناب حیدر
 کرار نے زید کو سوار کیا اور خود پیادہ ہمراہ ہوئی جب نزدیک بدر کے پہونچے
 تو دو آدمی حضرت نے روانہ کئے واسطے خبر کے یعنی مشرکین کی خبر لاوین چنانچہ
 وہ اوپر چاہ بدر کے پہونچے اور دیکھا کہ دو کینزین پانی اوسی چاہ سے بہرہی ہیں
 آپس میں یہ کہتی ہیں کہ کل یقین ہے قافلہ اس مقام پر آپونچے گا ان دو نوٹے
 جو یہ خبر پائی تو با طرف لشکر گاہ اپنے کے پر آئی

خبر پانا ابوسفیان کا تشریف لانے جناب سید مرسلین سے
 واسطے لڑائی کے اور پر جانا اوسکا طرف ساحل کے اور پیام

بہینا سرکشان قریش اور پھر اوزکا ازروئی قہر و غضب شعاع

وزان سو سی سفیان غزل	ز بس داشت در سینه ہول و ہراس
بدرآمد از کاروان بیشتر	اکہ گیر و زخا ہنشمہ دین خبر

ایک بیشہ در نجد سی نام اوس منزل میں مقام رکھتا تھا ابو سفیان کا یہ بیشہ آگے بڑھ کر آیا اور اوس پر چھا کہ کوئی جاسوس محمد کا بیان آیا تھا اوسنی کہا کہ اور میں نہیں جاننا مگر دو شتر سوار یہاں تو ٹوٹی دیر نہ رہی پھر روانہ ہو گئے اوسنے اوس جگہ جاکر نشان اونٹ کے باؤں کے دیکھے اور تھوڑی ٹینگنی اوٹھا کر لے گیا اور اونکو دھویا تو اوسمیں خرمی کی گھنٹے لگی تھیں تب یہ ذرا کہ جنگ یہ شیر کے آدمی سے کہ اونکے اونٹوں کی خود اک یہی ہے بس مثل جرس کے آواز دیتا طرف کاروائی کیا اور کہا کہ جلد ساحل پر چلو یہ مقام ٹرنے کا نہیں ہے اور ایک شخص کو طرف کعبہ شریف کے روانہ کیا اور کہا کہ جو لوگ مدد کو آتے ہیں اوسے کہنا کہ تائید سے لات و ہبل کے ہم بخیریت آتے ہیں تم بھی وطن کو پہر چلو جب اون شخصوں نے آکر ابو جہل سے سب کیفیت بیان کی اوسنے کہا کہ میں راہ بدر میں تین رات و دن تمام کر دنگا اور خوب کباب و شراب سے ہمراہیوں کو سیراب کر دنگا اور شور و غوغا سے دل دشمنوں کا پریشان کر دنگا اس راہی پر کئی جاہل ابو جہل کے ساتھ ہم زبان دھوئی اور قاصدینے جو یہ حال ابو جہل کا دیکھا نا امید ہو کر ابو سفیان کے طرف پر راہ دنگا کہ وہ مرد جاہل کچھ نہیں سنتا اور وہاں اوسنی تین مقام کئے ہیں پر ابو سفیان نے کہا کہ قافلہ کو اپنے مقام پہنچاؤن

تو پر میں اوسکا شہر یک ہو گیا

ذکر پر آنے اُغس بن زہرہ کار فاقیت سے اہل ضلال سی

ایک شخص اُغس نامی مرد ہوشیار اور دانشمند اور سردار قوم بنی زہرہ کا تھا
اوسنے کہا کہ یہ نادان واسطے مددگاری کاروانکے آئے تھے اور اب کاروان
صحیح وسلامت پہونچا اب دشمنی اور عداوت سے ہٹکا کہ کرنا خلاف عقل ہے
پہر اوسکی قوم نے کہا کہ جو تھنے بیان کیا سرسری بہتر اور انسب ہی لیکن بے سبب
جنگ سے پہرنا بہادری میں بٹالگانا اور پہلوانو نہیں ننگ و عار ہی اُغس نے
کہا کہ میں ایک بہانہ کر دیکھا اس طرح کہ جب بستہ خواب پر لیٹو گا تو غل مچاؤ گا
کہ مجھ کو سانپ نے کاٹا اور تم آہ و فغاں کے ساتھ سب جمع ہو کر کہنا کہ شیخ سالار کا
ہی ہم اسکو لئے جاتے ہیں خدا جانے کہ یہ شفا پادسی بارحلت کر جائی بس اس
حیلہ کے سبب بیچ و غم اور بدنامی سے نجات پائیں گے غرض دوسرے روز ایسے
کیا اور سب یار اسکو ہمراہ لیکر اپنے دیار کو چلے گئے

خبر پانچاب اشرف المرسلین کا پہونچنے اہل ضلال سے
ساتھ ارادہ جنگ و قتال کے اور مشورہ کرنا حضرت رسول
مقبول کا اصحاب دین سے بیچ لڑا می مشرکین کے اشعار

وز آن سورسول خدا با سپاہ	بتائید حق می بریدند راہ +
چو آمد بر آنجا شہ انبیاء	نماز عشا کر د آنجا ادا + +
شدش چونکہ حاصل فراغ از نما	طلب کرد حاجت ز روی نیاز

بعد اسکے آگے بڑھے تو سنا کہ جو لوگ واسطے مددکاروان کے کعبہ سے باہر گئے
تھے وہ اس طرف آتے ہیں اور کاروان راہ ساحل سے طرف حرم کے پہونچ گیا

لیکن یہ گروہ شقاوت پر تو وہ سبب کمر و غرور کے کمر باندھ ہی ہوئی جنگ جہان
 طرف پھر کے چلا آتا ہے یہ خبر سنکر حضرت نے ایک صحبت اصحاب دین کی قرار دی اور
 سب سے پوچھا کہ صلاح تمہاری کیا ہے بس پہلے اپنی جگہ سے ابوبکر اٹھا اور بعد
 اوسکے عمران دونوں کے کہا کہ آپ آگے قدم بڑھائی پر دیکھئے ہم کس طرح میدان کارنا
 میں جان آپ پر نثار کرتے ہیں انکے بعد مقداد کہہ رہے ہوئی اور کہا کہ آپ سوار ہو
 ہم ہمراہ رکاب نظر آتے ہیں اس بات سے حضرت بہت خوش ہوئی اور دعا
 خیر واسطے انکے فرمائی بعد اسکے انصار سے پوچھا سعد معاذ و نکر سامنے آئی او
 عرض کی کہ امی سرور انبیائے میں جب سے بیعت کی ہے آپسے اپنی جان مال سے موجود ہیں شعر

سر و مال و فرزند و خویش تبار	ہمان روز کہ دیم بر تو نثار
------------------------------	----------------------------

بس اس وقت خوش ہو کر حضرت نے بشارت دی کہ مجھے وعدہ فتح ہونے
 اس جنگ کا جناب رب قدیر نے اوپر اس جم غفیر کے فرمایا ہے شعر

بمیر وئی ایزد بسندید بار	کہ فیروز ی ازمان است در کار
--------------------------	-----------------------------

یہ فرما کر وہاں سے سوار ہوئی اور راہ بدر کی لی جب نزدیک چاہ کے پہنچے تو
 حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ بیان بڑیا کر دو اور سب بار اونٹوں سے اوتار لو

جانا جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کا حکم سے حضرت خیر البشر علی
 سعد علیہ وآلہ کے اور قید کر لانا اپنے لشکر میں دو ہشتون کا اشعا

کیے جانی وادش نشان شاہین	کہ بد چاہ آہ در آن سر زمین
کسی را کہ اہل بطحے و دیار	در آنجا بسینے بگیرد بیار

پھر حضرت نے ازبوسی لطف و کرم علی ابن ابی طالب کو پاس لینے بلایا اور

رفیق ہمراہ کئے اور نہیں ایک زبیر اور دوسری سعد تھے اور ایک نشان بتایا کہ اس مکان پر جو مردان بطحا سے نکلے اور سے گرفتار کر لائے جب جناب امیر نشان پر پہنچے تو دیکھا چند شقی چاہ پرین ہمارے ہونکو حکم دیا کہ انکو گرفتار کرو وہ ڈر کر فرار ہوئی اور اصحاب نے حضرت کے تعقب کیا تو دو آدمی اور نہیں سے ہاتھ آئی انکو جناب امیر خدمت پیشینہ فرمایا یہ بین لیکر حاضر ہوئی شاہدین نے اونے پوچھا کہ مشرکین کس مقام پر مکین ہیں اسیروں نے عرض کیا کہ ایک پشتہ کے پیچھے اور ترمی ہیں حضرت نے فرمایا کس قدر ہونگے قیدیوں نے کہا کہ ہم شمار سے اونکے نہیں آتے مگر بہت ہیں پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ افسر اونکے کون کون ہیں اسیروں نے عرض کیا کہ ابو جہل اور عتبہ اور شعیبہ و لہیعہ اور ثعلبہ و حکیم اور طعیمہ اور ابن عدسی اور سہیل اور اویشہ اور دو مرد لہیر اور ہیں اور بنیہ شیر اور حارث اور عمر بن عبدلہ کہ اپنا ہم آور دنیا میں نہیں گئے حضرت امیر نے نظیر یہ سنکر مسکرائی اور فرمایا کہ زمین کعبہ نے بسکو مثل گلہ گو سپند کے اس طرف ہٹا دیا پر استفسار فرمایا کہ کوئی تمہاری فوج سے آزر ہو کر پہر ہی گیا ہے اسیروں نے عرض کیا خدمت میں کہ خنہ بنی زہر ہٹا گیا مشورہ کرنا حضرت کا اصحاب سے درباب تقریر زمین میدان جنگ کی

کہ بد طلبم مشورت یا جناب

کہ چاہستہ در آخر حد بدر

بفرمود سالار دین در جواب

چنین گفت آن مرد بے مکر و خد

بس حضرت رسول نے فرمایا کہ اسی مقام پر قیام کرنا چاہئے یہ بات سنکر جناب امیر نے حضرت کے اسی اور عرض کیا کہ اسی سرور دین اس سرزمین پر اگر حکم خدا

آپ کو قیام و قرار منظور ہے تو بندہ مجبور ہے اور نہیں تو بیان نثر نامناسب نہیں
 قوی دور پر آگے کہنا ان سے سرحد پر بدر کے پانی اور سکا نہایت شیریں اور
 میدان ہموار ہے اگر حکم ہو تو خیمہ برپا کیا جادی اور واسطے سپاہ کے ایک
 حوض بنایا جاسی تاکہ وقت کارزار حیرانی ہو پانی کی جناب رسول خدا نے یہ بات
 شکر انتظار وحی خدا کا کیا کہ روح الامین جانب رب العالمین سے پا حضرت
 ختم المرسلین کے آئی اور کہا کہ یہ راسی بہتر ہے پر رسول خدا نے موٹے طرف اول
 سمت کے کیا اور فوج ظفر موج ہمراہ رکاب چلی اوس منزل میں بالواسطہ
 تھی کہ پاؤں دھنسنے جاتے تھے اور تمازت آفتاب سے آبلہ پاؤں میں پڑتے تھے
 اور دل کباب ہوتے تھے اصحاب بسبب نایابی آب کے بیتاب تھے غسل و وضو
 کیونکر ہو سکتا جب ایک قطرہ بھی واسطے حلق میں ٹپکانے کے نایاب تھا بس
 سبب اعتقاد آپس میں کہنے لگے کہ ہم ناحق اس دشت پر آفت میں آئی اور
 جو لوگ بالیقین تھے ان کو اس منج و مٹال کا کچھ خیال ہی نہ تھا کہ ناکھان ایک
 ابر رحمت نمودار ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ ہر طرف نہر جاری ہوئی اور
 سب کے دل و نئے خیال بدیکا دھو گیا اور نخل یقین سے پھر ہو گیا اور زمین وہ
 رنگتیں مثل تھمتہ سنگ کے ہو گئی دل بہادر و نیکے او منگ پر اور لب
 شجا و نیکے حرف جنگ پر گویا ہوئی ایک جگہ نزدیک چاہ کے بہت رغبت و چاہ
 پسند کی اور فریدین سمند سے اترے اور رزم گاہ میں تشریف لای اور
 اصحاب کو جائی قتل کفار و کون کی نشان بتائی اس بات پر وہ سب خوش ہوئے
 اور کمر مستحکم جنگ پر بلند بھی اور جہان جہان حضرت رسول خدا نے نشان قبل

کفاروں کے ارشاد فراموشی تھے بعد لڑائی کے اسی گناہ کو کوشش کیا اپنا
 آگاہ ہونا اشفاقا کا آنے سے شیر خدا کے اوپر چاہ کے او
 دستگیر کرنا مستحق کا اور سو اہلو کرما وہ ہونا لشکر کفار کا استعمار

چنین گفت راوی کہ شیر خدا	چو آمد بفرزودہ مصطفیٰ
بر آن چاہ آن ہر دین را بست	دگر تا کہ جستند از زیر دست

اب راوی کہتا ہے کہ وہ بہاگے جوئی سقی بھی جب آپہنچے اپنے لشکر میں تو
 باوازن بلند پکارتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے آپہنچے
 اور ہم میں سے اصحاب ان کے دو آدمی گرفتار کر لے گئے یہ بات سن کر کفار نے
 چہری زرد ہو گئے اور دل میں ہول پیدا ہوا حکیم عتبہ کے پاس آیا اور کہا کہ
 ہم واسطے مدد کار وانکے آئی تھے سو کاروان سلامت پہونچا اب خیران او
 سرگردان پر نے کا نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ شب خون ماری گئے او
 ہم سب مفت ماری جانیکے تب عتبہ نے کہا کہ میں ہی اسی فکر میں ہوں کیا
 ابو جہل نے نہ بدستی ہم کو ہلاکت میں ڈالا ہے اتنے میں ابو جہل بھی ہاں
 پر آپہنچا اور یہ باتیں سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ کیا تم کو ایسی گزند پہونچے
 جو ایسی نامردی پر مکر باندھی ہے فقط دوست ہمارے پکڑی گئے ہیں کفار کو
 اس بات سے کسی قدر تشفی ہوئی اور اپنے اپنے خیمہ میں آرام لیا قضا اور سی
 راٹگو ابن سعود اور عمار کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور
 جاسوسی لشکر خلاص یعنی کفار میں بھیجا کہ خبر وہاں کی لاویں اشعاع

رفتند آن ہر دین را بست	در آن تیرہ شب دست او بست
------------------------	--------------------------

شدید آگہ از کم و کیف سپاہ

بکشتہ بزرگ و آن خیمہ گاہ

اور واپس آکر خدمت جناب سید المرسلینؐ میں عرض کیا کہ اون سہونکے
دلیمن ایسا خوف تارسی ہوا ہے کہ اگر کوئی جانور بھی بولتا ہے تو اسکو مار کر چپ
کرتے ہیں اور زبان پر شرکین کے نفرین اور پرابو جہل کے جاری ہے پھر
شکر سب اصحاب دین بہت خوش ہوئی بعد اسکے صبح کو مشرکین نے جو
نشان پائی غیر کے دیکھے تو نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ سوا می عمار
مسعود کے اور کسی کے یہ پیر کے نشان نہیں ہیں پھر آپس میں کفار کی یہ
صلاح ہوئی کہ جو لوگ ہجرت کر کے مصطفیٰ کے ساتھ آئے ہیں اونکو پابزنجیر کر کے
حرم کو لے چلیں گے اور باقی انصار کو زیر تیغ بے دریغ کرنا چاہئے

سوی اہل اسلام کر دندرو

ہمہ کشتہ مغرور زین گفتگو

ذکر ہو چکا کفار کا اور خیمہ سے باہر تشریف لانا حضرت
سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ کا واسطے دیکھنے فوج کے اور
دعا کرنا جناب اقدس الہی میں واسطے فتح ہونے جنگ کے

پہلے سے زمرہ نامی پہلوان تھاسر سے پاتک غرق آہن یعنی لوہے میں سمند
سوار قمر بوس پر گمر باز و پر کند کر میں تیغ نیزہ کھنڈ فیل مست آگے
صف کے ہے اور پیچھے بیٹا اسکا اور اسکے پیچھے افسران سپاہ اور بعد
انکے عتہ عذار اونٹ پر سوار پیچھے اسکے ابو جہل بد کردار غرور شان اور
جو شان کلاہ و قبا سیاہی زینت بدن کئے ہوئی بعد اسکے عقبہ کہ یہ
سب زیادہ عقبی سے ہزار یعنی حضرت رسول خدا کا نہایت عدو تھاسا

لشکر گاہ حضرت کے اگر نہیں نسب کیے حضرت نے ہاتھ داسے ساتھ ساتھ لکھ لکھ
کئے اور عرض کیا جناب باریہ میں کہ سوانحی تیری کوئی مددگار میرا نہیں ہے
اوسوقت بعد معاذ سانسے آئی اور عرض کیا کہ با آکا جنگ دوسرے وار د
اسوجہ سے میری دل میں ہے کہ ایک نیمہ علیحدہ واسطے حضور کے نسب
کہ دن اور چند آدمی واسطے پاسبانی کے مقرر ہیں اگر تیرے ہی تو تیرے
انہیں لوگوں کو آپ اپنے ہمراہ ایک طرف شرب کے تشریف لے جائیں گے
اپنی شرب یہ آپ کی تیرے گاہ کر تیرے شرب کے تیرے شرب کے تیرے شرب کے

بہیچنا حبیب خدا کا نزدیک سسر داران قریش کے عمر
ابن خطاب کو اور بے حصول مطلب ہر آکا اور سکا
بعد اسکے جناب رسول خدا نے عمر ابن خطاب کو بلایا اور فرمایا کہ تم شرب
پاس جاؤ اور کہو کہ تمکو لڑا استور نہیں ہے تم اپنی جگہ پر ہر ہر حکیم
قریش سے کہہ کہ محمد نے اس مقدمہ میں انصاف کیا ہے اب تمکو اپنے
عناد بچا ہے اس بات سے ابو جہل حکیم سے بہت آزر دہ ہوا اور کہہ کہ محمد کی
باکجا جواب سوا ہی تیغ کے اور کچھ نہیں ہے اور ہم واسطے انتقام لینے کے آئے
ہیں نہ واسطے پیام و سلام کے ہم اون لوگوں سے کہ جنہوں نے کاروان کو تاراج
جیتا انتقام نہ لیونیکے ہرگز واپس بچائیں گے عمر ابن خطاب بعد مکرار کے
پرا اور اون لوگوں نے صلح کی

بہیچنا اعدا کا وہب کو واسطے اطلاع لشکر اسلام کے شہر

عمیر وہب نام مردی ابوس

پس آن خبر و مردم کینہ کوش

سو بچتا تھا کہ اصحاب دین ایسا نہ کہ اوپر ہماری فوج کے دوڑے دین بس

اسی خیال میں چاروں طرف دیکھتا پرتا تھا
پہر آنا وہب کا ساتھ حکیم کے اور کتنا احوال کا اور گنگو حکیم
ساتھ عبتہ کے اور قبول اگر ناعبتہ کا خون بہا عمر حشر می

کو اور تاوان مال کا

پرسیداز و چون بزدل سید

مختش حکیم دلاور بدید

بجز راستی راہ دیگر مجوسی

کو دیدی چسان اہل دین گبوسی

حکیم نے جب عمر کو آتے دیکھا تو آگے بڑھ کر پوچھنے لگا کہ اس قدر فوج ہمارے
رسول خدا کے ہے عمر نے کہا کہ تین سو آدمی ہونگے لیکن لڑنے میں ہر ہر
تیس ہزار کے ہیں اور گفتار سے ان کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرے پیارے اور
مشاق ہیں شمشیر آبدار کے یہ بات حکیم سنکر بہت پریشان ہوا اور عبتہ کو پاس
ایا اور کہا کہ اسی نامدار اس قدر ہوشیار ہو کر ایسا غفلت شعار ہو گیا ہے
کیا اس ہنگام کارزار میں اپنے یثین ذلیل و خوار کر لیا ابھی تو اختیار ہے کہ
رسول خدا تیری خاندان و تبار سے ہیں خون بہا پر صلح کر لے اور جب کار
ہاتھ سے باہر ہو جائیگا سو اسی پشیمانی کے اور کچھ ہاتھ نہ آویں گے پھر اس کے
پوچھا کہ غمخوار رسول مختار کے کیسے کلہوہ جنگ و کارزار ہونے لگے ہیں اور
گفتار ابو جہل عذار کے اعتبار نہ کر سو اسطے کہ خون بہا عمر بن حشر می اور
تاوان مال قبول کرنا اور با فراغت بال و خوشحال اپنے ملک کو ہر ما بہتر ہے
بہیچنا عبتہ کا یا اس ابو جہل کے حکیم کو واسطے دریافت کرنے

صلح کے ساتھ اہل دین کے اور آنا خود اسکا بیچ لشکر کے
واسطے قبول کرنے خون بہا اور تادان مال کے اشعار

اگر بہت ازین طیش جنگ و جدال	عرض کینہ عمر و تادان مال
مردم قبول آنکہ سازم ادا	ہم آن قیمت جمن آن خون بہا
بکشم ہا دم حکیم خزام	بشد نزد بو جہل و برو آن چایم

عبتہ اور حکیم یہ دونوں پاس ابو جہل کے آئی اور فحاشی کی اس سکار نے کہا
عبتہ سے کہ لشکر میں جا کر نہ دینا شہر و ع کرے جو وہ راضی ہوں تو ہجو
کیا عذر ہے بس عبتہ لشکر میں خود آیا اور باواز بلند پکا کہ اگر خون بہا اور
تادان مال لینے پر تم سب راضی ہو تو صلح ہوتی ہے ابو جہل نے یہ مانگنے لگا
حکیم ہی یہی پیام لیکر آیا اور تمام لشکر خاموشی نیم رضا کے موافق رضامند معلوم
ہوا اور وقت ابو جہل بر آشفہ اور غضب ناک ہو کر یہ جواب دینے لگا کہ عبتہ اگر
بزرگ ہی تو اپنے قوم کا ہے ہم اس ہانگو اسکی ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتے
آزردہ ہونا ابو جہل کا پیام عبتہ سے اور بہکانا عاھر برادر محمد
واسطے طلب کرنے خون برادر اپنے کے اور جانا ابو جہل کا

واسطے مناظرہ کے خیمہ عبتہ میں

ابو جہل نے عام کو سکھایا کہ تور و نا ہو اگر دھپا دے پہ اور کہہ کہ میں طالب
عوض لینے خون کا ہوں اور خود عبتہ سے جہالت کرنے لگا عبتہ آشفہ ہوا اور
کہا کہ اسی شیطان تجھ کو سوامی خون ریزی اور فساد اور بغض اور عناد کے
اور کچھ نہیں آتا اسی جہالت سے تیرا نام ابو جہل رکھا گیا میں چاہتا ہوں کہ

فریش میں خون ریزی ہو کہ ہم سب ایک ہی خانہ افسے میں جت ملو اور چلے
 ترو نور فاضل کے آدمی تلف ہو جاؤ گئے ابھی یہ بات غصہ کی زبان پر تھی کہ عامر زتا
 اور فریاد کر مڑا اور گر بیان چاک کئے ہوئے آیا اور عمامہ ساٹھ چیک پٹکا
 اٹا ہمارے ساتھ نو جوانی کے طلب خون میں اپنے ہمراہ
 کے اور سوار بھونا لشکر کا بقصد جنگ با اہل اسلام
 غرض کہ وہ ماں پریشان سے کہتا تھا کہ اسی بہادر و شکوہ بیہیانی چھائی ہے
 کہ میری زخم دل پر کوئی مرہم نہیں رکھتا ہی اشعار

سپیش آمد اکنون کہ روز صفا	کجا رفت آن طیش و لاف و کرا
بناشد در این مردان روا	اک مرد انچه گوید نیار و بجا

اس بیان سے دل دشمنوں کا جوش میں آیا اور آمادہ کارزار ہوئی عتبہ نے
 ہر چند سہما یا کسی نے نہایت لاچار ہو کر اہل اسلام سے لڑنے پر کراہی
 آنا اسود کا واسطے خراب کرنے حوض جو کہ اہل دین کی گودہ تھا
 اسود نامی ایک دلیر قسم کا کر شکر کفار سے چلا کہ میں اس حوض کو جو جناب
 کو وہ ہے خراب کر دوں گا دیکھو تو کون مجبور و کتاب ہے یہ کھنڈل باد صر
 کے تیغ کیچے ہوئی آیا جناب امیر حمزہ کو دیکھ کر تاب نہ آئی مانند شیر غضب ناک کے
 اگر سہ راہ ہوئی اسود نے تلوار کا دار کیا جناب امیر حمزہ نے رد کر کے ایسا
 ایک دار لگا یا کہ یہ ملعون کا قلم ہو گیا تب وہ چھاتی کے بھل چلا اور چاہا کہ افوق
 ضم اپنی کہ پانی حوض سے چوں جناب امیر حمزہ نے یہ دیکھ کر ایسا وار لگا یا کہ
 تاسینہ پر کھنڈ ہو گیا اور وہ ناپاک اگر نہ اپنی کو خاک میں سیسے گیا

صف کشی لشکر اسلام کے سامنے قریش کی اور دعا
کرنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا واسطے فتح و انتقام

بیا ساقی اکنون بدہ جام می

بد و چند جامی پیایہ مرا

نہین می کہ رخصت بدیم کند

انراں می کہ مست بقیم کند

جب لشکر مشرکین خروشان و جوشان ہو کر سامنے آیات حضرت تمام کر دیں
نے بھی اپنے لشکر کی صفیں جانیں اور حکم فرمایا کہ جب وہ نزدیک آئیں
تو ہم دور سے تیر لگانا مگر تلوار بے میر ہی حکم کے نیام سے نہ نکالنا یہ فرمایا کہ
اپنے خیمہ میں تشریف فرما ہوئی اور درگاہ باری میں ہاتھ واسطے دعا کے
بلند کیے اور عرض کرتے تھے کہ اسی مددگار ناتوانوں کے اور اسی فریاد رس
بیکسو کیے اس لڑائی میں جو کو فتح یاب کرے کہ کمر مبارک سجدہ میں رکھا اور
بے ہوش ہو گئے اچھن صف دشمنوں کے قریب پہنچی حضرت کے اور بسبب
اور غبار اور فگہوڑ و مٹی پاؤں سے ہر شیار ہوئی جناب رسول خدا اشجار
ہوئی تو اس وقت ابو بکر پاس حضرت نبی کے بیٹھا تھا اس نے عرض کیا کہ اعدا

قریب آ گئے یہ حضرت خیمہ سے باہر تشریف لائی

آنا ملا کہ کا آسمان سے واسطے مدد جناب پیدائش جان کے اشجار

ہما ندیم بحکم جہان آفرین

یہل بستہ افواج کردو بیان

برائی مدد کردن شاہ دین

رسید غار کشور آسمان

پھر یکایک ایک ہوا تند چلتی دیکھی حضرت نے سب کہا کہ یہ آمد جبریل سے آ

رب جلیل کہ واسطے امداد میری کے ایک ہزار فرشتے لیکر دست راست پر
آئی ہیں دوبارہ پر ہوا تیز چلے فرمایا کہ یہ آمد یکایکل ہے کہ زمین با جانب ہزار
فرشتوں نے آئی ہیں تیسری بار پر جب ہوا چلی تو فرمایا یہ سرفیل آئی ہیں ہزار
انکے ہی ہزار فرشتے ہیں کہ سامنے میری ٹھہری ہیں اور او دہر سے سپاہ عہد
غرق آہن صیغین باندھی بڑھتی آتی ہے اور نشان ابو جہل ہاتھ میں لپی ہوئے
خورسند اور شاد تھا اور دونوں جانب سے نظر آویں کی اس پر ہتی کہ کون پہلے

الکب گار جنگ ہوتا ہے

روانہ ہونا عتبہ کا میدان جنگ میں یا دمنع کرنا حکیم کا اور نہ اس کا
پہلے جس نے ارادہ جنگ کا کیا وہ عتبہ تھا اور ہمراہ اس کے شیبہ اور ولید دو شخص
اور ایک بنائی اور سکا تھا و سرایتا یہ حال دیکھا کہ حکیم آگے آیا اور بہت بھجایا کہ تو
سردار ہماری قوم کا ہے اگر اور لوگ کشتہ ہوینگے تو خیر کچھ باک نہیں ہے مگر
تیرے ماری جانے میں تو بہرہ دہی ہے اس نے کہا کہ اب میں میدان جنگ میں
قدم رکھ چکا اب ہر ناتنگ و عار ہے جو کہ طعنے ابو جہل سے دل اس کا پک گیا تھا

ہاتھ جانیے دیہوی ہوئی تھا کچھ نہا

آنا عتبہ اور شیبہ اور ولید کا اور ہیجنا حضرت رسول صلی
اللہ علیہ وآلہ کا جناب امیر حمزہ اور علی اور عبیدہ کو مقابلہ میں

جب عتبہ مع اپنے ہمراہیوں کے آگے پہنچا تو ابو جہل کو دیکھا کہ سوار آگے سپاہ کے
کھڑا ہے عتبہ نے غضب ہو کر کہا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ دونوں فونکی بیچ میں
سوار کہ اسے آل لومی کہ شوکت میں ممتاز ہے زیادہ اور میدان میں سپاہ میں

تو گھوڑی پر چڑھا ہوا ہے یہ گھمراہیت ملو اور گھوڑی کے ہاتھ پر ایسی ماری کہ
گھوڑا سنہ کے بہل گر پڑا اور وہ مثل چیل سنت کے مبارز طلب کرتا ملو اس لئے
شاہ دین کے آیا حضرت نے اصحاب دین سے تین آدمی واسطے جنگ کے بھیجے
جب وہ نیک اعتقاد سامنے آئے نامزدونکے گئے تو عقبہ نے نام و نسب پوچھا

بلفقہ انصار و دنیسم ماہر | زمرہ ان شیرب زمینیسم ماہر

اوسنی جواب میں کہہ کہ تم پہر عباؤ تیسے لڑنا ہم کو جنگ و عالم ہے ہمارے
تھا بلکہ کو کوئی برابر والہ بیہو جناب رسول خدا نے اپنے چچا امیہ حمزہ اور علی مرتضیٰ

اور عیدہ کو اس کے مقابلہ کے بھیجا

معارفہ عقبہ کا ساتھ حضرت امیر حمزہ کا اور فتح یاب امیرنا حضرت کا اشعار

ہز بر شایان ابر شمشیر دار | عم مصطفیٰ حمزہ نامدار
در آمد علم کرد شمشیر کین | ابر آوردہ دست اجل استین

جب جناب امیر حمزہ شمشیر نے ہوئی مثل شیر غضب ناک اور عقبہ کے چٹے اور
اودھ سے وہ گرگ بھی کہیں گاہ میں آیا بعد از دو بدل بسیار کے حضرت امیر نے
کبیر کیلئے ایسی تلوار اس کے گردن پر مار لی کہ سر قلعہ جدا ہو گیا جناب رسول خدا
نے صدقہ مار نفرة کبیر لہذا کیا اور روح اس کے طرفہ و وزخ کے پرواز کر گئے

بنگن لہذا کی ساتھ امیر المؤمنین کا اور غالب نام حضرت کا اشعار

پس آمد بناور و شیر خدا | ریزد لا اور چو تندر تار دیا
چو شیر خدا باز می مصطفیٰ | در آندہ عمر و مر حبیب یا

و لہذا تار دے کے او پر شیر خدا کے آیا اور حملہ در ہوا لہذا سر مبارک کے

تلوار لگائی علی مرتضیٰ نے وار خالی دیا پر چاہا اور سنہ کہ دوسرا وار کر رہا ہے کہ حضرت نے نعرہ اٹھا کر کہہ کر ایسا وار کیا کہ سر سے پاؤں تک دو ٹکڑی برابر ہو گیا چونکہ وارکاری تھا تو بت ترسینے کی بھی نہ آئی بہت شرم و اعلیٰ ہوا پھر لڑا اسی شبیہ کی ساتھ عبید کی اور شہید ہونا اذکار اشعار

از آن نامداران سویم شبیہ بُو
کہ سوی عبیدہ دیکین رونمُو

عبیدہ در آند بنگش و لیر
بذ شوق شهادت زبان گشتہ

شبیہ یہ طرف عبیدہ کے حملہ آور ہوا اور طرفین سے رو دو بل بہت ہوی تو شبیہ نے قریب سے کہا کہ میرا بچاؤ انہوں نے میرے سر پر کی اور اس نے پیر پر ایسی تلوار لگائی کہ اوتھو ان رنگ قلم ہو گیا اور سو وقت یہ گرس جب عبیدہ کو اس نے یہ حال دیکھا

بسرعت تمام پاس عبیدہ کے پیونچے اشعار

دلہا چون نگاہ کرد شیر حشا
کہ شبیہ در اور داوان پا

بہ سانیخو در اباد و اکمان
سد چون تو نامی کہ از آسمان

اور شبیہ کہ ایک ایسی تلوار مار سی کر رہا کہ وہ گری و سیاہ ہو گیا اور خاکش خون اسکا ملا یا بعد اسکے حضرت امیر حمزہ اور علی ابن ابی طالب نے سراوان تیرہ تھوڑے کھ کے کاٹ لئے اور اپنے مجروح کو پشت پر لیکر خیرات رسول میں بنایا ہوئی اور سب دیکھ کر تیرہ قدم ڈال دیا لیکن عبیدہ کو دیکھ کر جناب رسول تھوڑے انگھار ہوئے اور سب دیکھ کر نے انگھین کو میں اور عرض کیا کہ مجھ ایسے سو بہادر

تیرہ سے بھی شمار ہوں تو کیا غم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم و اماں خاتون منان میں نہ تھا
و کہ لڑنے عزیزان عتبہ کا ابو جہل سے اور یہاں سے بھاگ کر

عزیزوں نے عتبہ کے ابو جہل کو گیر اور بہت سخت دست کما آخر کار عبید اللہ بن
 منذر نے زرداوس بھار سے لے کر اوسپہنوار اور اشترنگرتی تھی پہنچ کر میدان
 آیا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اوسکو ابو جہل سمجھا کر گئے اور ایک دوا
 تلواری کا ایسا اوسیکے گردن پر لٹکایا کہ سرداوسکا شل گئیں کے دور جا کر گر اویکیا
 تو ابو جہل نہتا لیکن یہ بھی ضلالت میں اوس سے کھنٹھا اور ساتھ فتح و غیرہ خبیث
 آپ اپنے لشکر میں آئی اور اوس کشتہ کے بدن سے زرداوس بھار نے اوار
 پہنے اور میدان میں آیا اسپر حضرت امیر حمزہ کو گمان ابو جہل کا ہوا فوراً ساتھ
 ایسا ایک دوا تلواری کا کیا کہ وہ جہنم وصل ہوا پراوس زرداوس کو حملہ نہ پنا
 اور روبرو آیا ایک ضربت حیدر سے سزگون ہوا پراوس زرداوس کو کینے نہ پنا
 جہنم میں جانا ابو جہل بد کردار کا تلواری معوذ و معاذ سے اشعار

ابن سہر بنوتم زان می خوشگوار

بیاسا قی کنو دو جامی بیار

ابو جہل را می کشم رہیمان

کہ من کار دارم درین داستان

جب ابو جہل آگے صف کے اونٹ پر سوار تیغ ابدار ہاتھ میں لئے ہوئی کھنٹھا
 کہ اسی نامداران بطحا ان دو شخصوں نے دل تیار نہو ہم کو فتح و ظفر بے گمان ہو
 یہی کہتا ہوا پہلوانوں کو آگے بڑھاتا ہوا چلا آتا تھا اور دوا نصار دین کہ نام
 معوذ و معاذ رکھتے تھے اور پر قتل اس ملعون کے قسم کھائی ہوئی تھے بس یہی بھار
 یہ قدر دیکھ کر دیکھ کر زرداوس نے اوس سے آگے بڑھے اور دوڑ کر ایک تلواری معاذ
 دلاور نے اوپر ران اس بے ایمان کے لگائی کہ ران اس کے جدا ہو گئی اور
 یہ پشت اوشر سے خاک پر گر ا معوذ دلاور نے پاس جا کر ایک ایسا دوا کیا کہ

شانے سے پہلو تک وہ ملعون شگافستہ یعنی چاک ہو گیا پد شعر
بغل طیف فرعون امت بخاک
جہان گشت ازان شوم ناپاک
ضرب لگانا عکرمہ بیٹے ابو جہل کا اوپر بازو معاذ دلاور کے شعر
دلی عکرمہ زادہ آن لپیہ
چو اوڑ بھواری چنان گشتہ دین

عکرمہ نے جب اپنے ایک واس حال سے کشتہ دیکھا غصہ سے شعلہ آگ کا دلیہ بن
 بڑ کا بائیں جانب کو آیا اور ایک تیغ بے دریغ بازو پر معاذ نامور کے ایسی لگا
 کہ بڑ سی تک گٹ کر ہاتھ جھول گیا تب وہ اپنے لشکر میں ہاگام معاذ دلاور نے
 بے عیبا کیا وہ مکار ہاتھ نہ آیا معاذ کو اپنے دست بریدہ کا کچھ خیال نہ تھا خوش
 خورم و نو بہائی پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے آسمی اور مبارک
 دمی اور عرض کیا کہ ابو جہل و اصل جہنم ہوا مگر ان دونوں ہائیو نہیں تکرار تھے
 یعنی یہ کہتا تھا کہ میں مارا اور وہ کہتا تھا کہ میں مارا تب حضرت شام نے دونوں کی تلواروں
 لیکر دیکھیں اور ارشاد کیا کہ معاذ کا ہاتھ پیشتر پڑا ہی اسباب قتل کا وہ لیو ہے

حملہ کرنا فوج اسلام کا اوپر کفار و کفر کے اور لڑا اپنے
 ہونا و نو لشکروں میں ساتھ نیزہ و تیغ و تہر کے
 عاصم نے کہا پکار کر کہ اسی دلیران بھار میں کہتے ہا تو کو آستین میں لے کر
 اس کہنے سے تمام لشکر جوش میں آیا اور تلوار میں نیام سے لیکر آگے بڑھ
 کہ دجانبہ دار نے آگے بڑھ کر عاصم پر ایسی تیغ خارا شکان لگائی کہ سر سے
 لبت تک دو ہو گیا پھر تو قضا نے ایک ساعت ہی امان مذہبی پر برائی انتقام
 مسجد نے دجانبہ پر پشت سے ایک تیغ لگائی اگرچہ کارگر انکے نبوی لیکن صحت

مومنہ کے بھل زمین پر گر پڑے پر انہوں نے سنبھل کر ایک جست کر کے معبد پر ایک تیغ لگائی مگر اوسپر بھی کاہ گر ہوئی اسوجہ سے کہ دوزرہ فولادی ہے تھا بعد اسکے دونوں طرف سے وار تلواریں لگے ہوئی اور معبد آخر کار ہبا گئے کا ارا کیا انہوں نے گریبان اوسکا پیر کر ایسا جشکا دیا کہ وہ گر پڑا اور اوسکے سینہ پر وار ہوئی

قدم بر نہادند در دشت کین	چہ ارباب کفر و چہ اصحابین
--------------------------	---------------------------

پہر دونوں لشکر مثل بجز متواج کے جوش میں آئی اور مشتہ کین اور اہل دین میں جنگ مغلوبہ ہو گئی اور آواز غرہ دلیر دے دل شیر و نیکے پانی ہوئی اور پہلوانان جنگے دونوں طرف کے خون سے اپنے مومنہ دھو تے تھے

ز سر کوفتی گرز ہائی گران	شدہ دشت بازار آہنگران
--------------------------	-----------------------

ذکر قتل ہونے ایک جماعت کا درمیان لڑائی کے تلواریں حید کر ارا

عین گرمی ہنگامہ میں ز معہ معہ بیٹے اپنے کے سامنے کرا غیر فرار کے آیا اور شیر آتھی نے شکار پایا جب قدم حضرت نے آگے بڑھایا دیکھنے والوں نے درمیان دو تلواریں کے پایا حضرت نے ایک ہی ہاتھ سے دونوں کو فرمایا

قدم پیش بگذاشت ضعیف دلیر	در آمد میان دو شیر شیر
برا فراخت شمشیر زد گیم تو	یکے را بگردن یکے را بسید
سراو برید و تن این درید	قتل دند بر خاک ہر دو بلید

بعد قتل کرنے ان دونوں کفار و غدار کے کبھی داپٹے اور کیسے بائیں حملات مروانہ اور جنگ دلیرانہ سے تمام لشکر کو خیران اور تنگ کر کے کہا تھا کہ دفعہ بیاباوسفیان کا خنجر کف سامنی حضرت کے آیا چاہتا تھا کہ وار کری کہ

حضرت نے ایک قبضہ شمشیر اور ایک سرخ بس پر ایسا زور سے لگایا کہ کائنات سر
اوسکا دو نو آنکھوں کے پاس سے ٹوٹ کر گر پڑا حضرت پریشون صفدری ہوا
اور پھر مقتول آپ کے ہاتھ سے اور مجروح بہت ہوئی کہ آگاہ چشم مبارک یا امی
نوفل پر پڑا کہ وہ چچا طلحہ وزیر کا تھا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے آئندہ بہت تینے جیسے بہت سرعت سے پاسل و سکی پہنچ کر

بگفت اسی عدوئی خداونہی

بگیر این پلا رنگ ز دست علیؑ

یہ کہہ کر پر ایک تیغ بے دریغ ایسی لگائی کہ دو نیم ہو کر آدھا اور آدھا
اور ہر گر پڑا اور دوسری طرف سے حمزہ نامدار اور شیر کردگار سر ہائے
کفار کو تیغ ابدار سے کاٹنے داخل دار لبوار کرتے تھے دو نوحضرات

ذکر دلاوری و جان فشانی اصحاب با وفا کے ❖

سعود دلاور نے اکثر اہل عناد کو واصل جہنم کر کے خود ہی داخل فردوس
بریں ہوئی اور معاذ نامدار ایک ایک ہاتھ سے اکثر اہل مشرکین کو
زیر زمین کرتے تھے جب ہاتھ کٹا ہوا وبال ہوا تو سر دست یہ تدبیر کیے
کہ پیر سے ہاتھ بریدہ کو دبایا اور کاش کر ہینک دیا کچھ خیال دیکھ کچھ
خوف جنگ کا تھا اور ہاتھ میں اس دلاور کے تلوار دجانہ کی تھی اسی حالت
سی خدمت جناب رسول عثمانؓ میں حاضر ہوئی اور شکایت تلوار کی کی کہ
اس تیغ نے ہاتھ میرا بیکار کر دیا ہے حضرت نے ایک لکڑی اونکے ہاتھ میں
دسی جب دیکھا انہوں نے تو ایک تیغ ابدار تھی دل انکا مثل شیر کے ہو گیا اور

اور بہت سی مشرکین کو افضل اسانغین میں بھیجا

ذکر جنگ ملائکہ کا ساتھ اشقیاء کے

رسوئی و گمراہی آسمان بر آوردہ گردان زمین زمان

ایک جانب سے لشکر ملائکہ کا بصورت انسان ابلق رنگ گھوڑ و پیہر سوار
منوہوار ہوئے اور سب سے سرد پیہر عامہ سبز اور قبائی زر و پج بر کے تین مانند
باد صرصہ کے آکر میدان میں جلوہ گم ہوئی تاکہ مشرکین کو جماعت اہل دین کے
زمین پر بہت دیکھائی دے اور دوسرے جگہ فی اہل اسلام سے دشمن کے
ہاتھ سے عاجز اور مغلوب ہوتا تھا تو ایک اون ملائکہ سے مدد کو جاتا تھا اور

دشمن کو اس کے ایک ضرب سو فی النار کرتا تھا

پیر یا ہر آنا جناب سید انبیاء کا خیمہ سے اور لشکر نری سے
پہنکنا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا طرف لشکر
اشقیاء کے اور بہا گناہ اس گروہ کا اور پہنا لشکر اسلام

کا ساتھ فتح و ظفر کے

جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے دعا پڑھ کر لشکر نری اس لشکر
پہنکے فوراً منہ افسران قریش کے اوپر فرار کے ہوئی اور غیرت و حمیت
سب بہول گئے اور ان کے کانوں میں آواز تیر و کمان کے زیادہ آنے لگی سرسیمہ
ہو کر سب بہا گئے لگے جب دلیان اسلام و شیران لشکر خیر الانام نے یہ حال
دیکھا تو ہاتھ قتل کرنے سے کھینچا اور گزرتا کر کے مشکین باندین بیان
کہ شتر آدمی کو اسیر و دستگیر کیا اور شتر آدمی کفار کی کشتہ ہوئی دشمن کو

بضرب علی سسی و شش نامدار

از آنجملہ رفعتہ بدار البوارث

چشمیں آدمی ضربت تیغ حیدر کمرار غیر فرار علیہ السلام سے واصل جہنم ہوئے
اور باقی ماندہ شرمندہ طرف حرم کے زرد و روہ بدخواہ سرودن پر دست
ہرتے روانہ ہوئی اور اسباب و سامان جو کچھ اونکا تناسب ضیضے میں اکثر اہل
دین پر تقسیم ہوا پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ درگاہ باری تعالیٰ
میں سجدہ شکر بجالائی اور بعد فراغ مناجات کے اہل دین پر شائبش
اور آفرین فرمانے لگے اور سر ہا ہی بریدہ اشتیاق کے دیکھ کر پوچھا کہ سرورِ اکھم کا نظر نہ لگتا

خبر پوچھنا جناب سید عالم کا احوال ابو جہل کا اور دوسرے
جاننا ابن مسعود کا بیچ میدان کے اور پانا اسکو غلطان
خاک اور خون میں اور کاٹ لانا سر کو اس کے اشعار

کہ خواہم کسے کار و این خبر	کہ ابو جہل دو نراچ آمد مسیر
شیدا بن مسعود از و این کلام	ہما ندم سوی دشت بگذشت گام

جب ابن مسعود یہ کلام معجز نظام سنکر دشت قتال میں پہونچے تو جستجو سے
ابو جہل کو ایک پیر کٹا ہوا اور تمام بدن زخمی نیم جان پایا مسعود نے کہا
کہ آخر غرور و جہالت نے یہ حال تیرا پہونچایا اور محبت لات و میل نے کچھ
کام نہ بنایا اور اس فضیحت اور دلت کو پہونچایا ابو جہل نے یہ جواب سنایا کہ قتل
اور خواری اپنی سے کچھ رنج نہیں رکھتا پہلے یہ کہو کہ فتح و نصرت کسکے ہو
ابن مسعود نے کہا الحمد للہ بفضل باری تعالیٰ نصرت نہی لگی اور ہمار
ہی اور دیکھ یہ تیغ تیری گردن پر تیری جاری ہے اور خاک و خون میں
غلطان سپاہ تیری ساری ہے اور باقی سب فرار ہی سے یہ کہمکر تلوار

کمر سے لی اور دیکھا ہی کہ اونارہی یہ تیغ بیدریغ تیری تیری گردن پر
جاری ہوتے ہوئے اور سر تیرا جدا کر کے خدمت جناب پیغمبر خدا صلی
علیہ وآلہ میں لجاؤنگا پس جب سر لگئے تو جناب غیر اللہ نے خوشی ہو تکیا داکلی اور شکر الہی کیا لا
آنا جناب سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ کا رزم گاہ سے بافتح
وفیروز ی اور تقسیم کرنا مال غنیمت کا اوپر اہل دین کے
اور جنر یہ مستدر کرنا قیدیوں کا شعر ۴

بفرمود کہ اصحاب اقبال مند | تن گشت کا نرا بچا و انگشت

اصحاب اقبال مند کو جناب رسول مقبول نے حکم فرمایا کہ قیدی اور اعدا
دین کا مال جو پراگندہ دشت کین میں جا بجا پڑا ہے اسکو ایک جا کر یکے
نکبانی کرو اور ان قیدیوں میں عباس چچا جناب رسول خدا کے قیدی تھے
صدمہ سخت قید سے درمند تھے اور غم و رنج سے آہ و فزا و کمان تھے پس
جناب رسول خدا نے اس شب بتیابی سے خواب کیا ایک شخص نے
اصحاب سے عرض کی کہ کیا باعث ہے جو حضرت خواب و آرام نہیں کرتے بچا
فرمایا کہ عباس چچا کے آہ و فزا نے دل طپان ہے کسی نے جا کر مشکین
و بیلے کر دین اور کہا کہ خاموش رہو تمہاری آواز دردناک سی جتا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہمیں ہوتے ہیں عباس چپ ہوئی اور
مہب آواز نہ آئی تو حضرت نے پوچھا اس شخص نے عرض کی کہ میں نے یہی
کہا کہ وہی اس سبب یہ خاموش ہوئی ہیں سبح کو حضرت نے قیدیوں کو
سنا ہے ابا پاپا اور اپنے خیرہ اور پالداروں کے مقرر کیا اور میں عباس پر ہے

مقرر کیا عباس نے کہا کہ میں نے تو سپر تہرہ کیا تھا لیکن فوج زیر دست
 مجھ کو لے آئے حضرت نے فرمایا کہ عقیل اور نوفل دونوں بیٹوں کا اور حنف
 بن عتبہ یہ چار شخصوں کا جزیہ دینا پڑے گا مگر عباس گریہ و زاری کرنے لگے
 اور کہا کہ میں اس قدر روپیہ کہاں رکھتا ہوں کہ ادا کروں گا جناب رسول خدا
 نے فرمایا کہ وہ روپیہ جو وقت چلنے کے اپنی زوجہ پاس رکھ دیا تھا کہ
 اتنا تم لینا اور اتنا میری اولاد کو دینا عباس نے تعجب سے کہا کہ اس سے ان کی
 خبر حضرت نکو کیونکر ہوئی نبی نے ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ خبر دینے والا ہے
 اس وقت عباس صدق اعتقاد سے ایمان لایا اور کلمہ پڑھا تب جناب
 رسول خدا کو نہایت خوشی حاصل ہوئی پھر ان کے بعد عقیل بھی مسلمان ہو گیا
 بعد ان کے اور قیدیوں کو بلایا اور ہر ایک سے دریافت کیا جو جس کام کو جانتا
 اس کو اس کام پر معین کیا لیکن دو قیدی ایک نصر اور دوسرا عتبہ کہ یہ
 دونوں بڑی سرکش تھے کسی طرح ایمان نہ لایا اور عتبہ نے عقبی کا کچھ
 خیال کیا حضرت نے انکو قتل کا حکم دیا اور اسباب غنیمت کا اصحاب پر تقسیم کروا دیا

وزان پس بجکم الہ و دود	غنیمت براصحاب قسمت نمود
------------------------	-------------------------

آنا سرور عالم کا اوپر چاہ کے کہ حسین لاشین مشرکین
 والی گئی تھیں اور خطاب کرنا راوا حوشے اور یہ بھیجا زید کا
 مدینہ کو واسطے خوش خبری دینے اہل اسلام کے
 حضرت چاہ پر شریف لائی اور نام اون کے لے لے کے فرمایا کہ عذاب اور پھر
 اتنی کو دیکھا تھے اب تا ابد عذاب سی فرصت نہاؤ گے عمر نے اور کسی اصحاب

عرض کیا کہ آپ مُرد و نہایتیں کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ شل تمہارے یہ
 ہی سنتے ہیں اور زید کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ مدینہ میں جا کر خوش خبری
 فتح کی سناؤ پس وہ نامور موافق حکم جناب رسول خدا کے روانہ ہوئے
 خبر پانا اہل حرم کا بہانے سپاہ قریش سے اوماتم برپا کرنا اہل حرم کا
 اب یہاں سے حال اون مشرکین کا لکھا جاتا ہے یعنی جو بہانے کہ بحال تباہ
 طرف بیت الحرام کے جاتے تھے جب خبر اس شکست کی اہل حرم نے سنی
 کہ کچھ قتل ہوئے اور کچھ قید ہیں اور باقی ماندہ مشرک ہمارے آگے آئے ہیں
 یقین ہے کہ دو تین روز میں آگے پیچھے آکر بیان پہنچیں گے اول تو سبب
 کبر و غور کے باور نکلیا جب متواتر خبر آئی اور وہ لوگ بھی سراسیمہ اور حال
 پریشان نظر آئی پھر تو ہر گھر میں ماتم اور گریہ اور زاری برپا ہو گئی

پہونچنا زید کا مدینہ طیبہ میں اور دینا خوش خبری کا اہل
 شہر یعنی رہنے والوں کو وہاں کے آگاہ کیا * *

جب سرزمین شرب میں پہونچا تو ابو جہل اور عتبہ و شیبہ وغیرہ اور نامور دنیا
 نام لے لیکر بیان کرنا شروع کیا کہ یہ سب ماری گئے اور کہا کہ جناب سید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وآلہ معہ اصحاب دین بعد دوزخ کے یہاں داخل ہونگے یہ کہتا ہوا
 اونٹ پر جاتا تھا اور آگے لڑکے خوشی سے یہ کہتے ہوئے کہ ابو جہل مار گیا

اور تا بیان بجاتے ہوئے چلے جاتے تھے
 اب ذکر پہونچنے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 معہ اصحاب دین کے بافتح و فیروز سی کے کعبہ شریف

میں اور استقبال کو آنا وہاں کے لوگوں کا لموا لہ

کنون گوش کن حال آنشکین	کہ رفتند دل خستہ از دشت کین
نہ اسب نہ سبابہ نہ بارگاہ	سرو پا برہنہ بجال تباد

جب لشکر ظفر پیکر قریب شہر آپونچا تو سب چوٹے اور بڑے واسطے پیشوائی کے آئے اور آگے آگے سرفرازان دین جلوہ افروز گھوڑوں پر زمین پر ساتھ فتح و نصرت کے چلے آتے تھے اور وہاں کے لوگ رکاب بنتا کو بوسہ دیکر زیارت سے مشرف و ممتاز ہو کر تھے اس سطر جسے داخل دولت سر امویہ

و ذکر شعلہ کیمینے یهودان بنی قینقاع کا او تو زنا عہد کا خیر النام

راوی کہتا ہے کہ بعد فتح جنگ بدر کے جب یہ خبر مشہور ہو کر روم تک پہونچی تو مشرکین کے ہوش اڑ گئے اکثر نصرانیوں میں چرچا ہونے لگا کہ بیشک یہ خاتم الانبیاء ہیں اس بات سے یہودی آزرده ہوئی اور یہودہ کوئی کرنے لگے اور کہتے تھے کہ قریش جنگ کو کیا جانیں جس وقت ہماری تیغ و بازو کو دیکھیں تب معلوم ہوگا حضرت نے یہ گفتگو سنکر بزرگان یہودان کو بلا کر فرمایا کہ تمہاری ہماری ہی قول و قرار تھا اور حضرت موسیٰ نے کیا خبر نہیں دیے ہی ہمارے دین کی اونہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم کو شل قریش کے نہ سمجھے گا وہ چند سوداگر تھے شمشیر بازی کیا جانے یہ کہہ کر اونہ کے اپنے اپنے مکان کو چلے گئے اور لکھا ہے کہ اون یہودیوں نے ایک قلعہ بڑا مستحکم تیار کیا تھا او سین جا کر مقیم ہوئی اور جناب رسول خدا طرف آسمان کے دیکر منتظر وحی کے ہوئے

سوار ہونا جناب سید مختار کا حکم خدائی جبار سے واسطے
دفعہ کرنے یہودیوں قیقاع کو اور نکالنا ان کا ملک شہر

جسدم جبریل امین پاس سالار دین کے جانب رب العالمین سے حکم جنگ
لائی حضرت نے دولت سسر یا ہر اگر حکم دیا کہ تمام اصحاب ہجرت انصار و
خانہ زین پر اوستوار ہو کر ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلین و نشان
فوج کا جناب شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السلام کو عنایت فرمایا اور
کوئی کیا جب زیر قلعہ پہونچے تو وہ نامرد اسپین طغہ زنی کر ڈکھا

درین گفتگو باہم آن اہل غد	کہ برہم زن صف میدان بد
نمایان شد از دو چون آفتاب	ظفر در عنان دوش در کباب

غرض کہ قریب قلعہ کے پہونچکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
حکم دیا کہ قلعہ کو چار طرف سے گیر لو اور راہ آمد و رفت کی بند کر دو
بوجب حکم کے اہل دین نے چار طرف سے گیر کر راہ آمد و رفت کی
بند کر دی بعد دو ہفتہ کے تنگ ہو کر یہودیوں نے پیغام بھیجا
کہ اگر حکم حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ ہو تو ہم قلعہ خالی کر کے
اور جانب کو چلے جا دین حضرت نے فرمایا کہ اس شرط سے باہر جانا
لیگا کہ جو حکم میں دونوں کو تم قبول کرو چاروں چار اس شرط پر
ہوئی اور دروازہ قلعہ کا کھولا لکھا ہی کہ سات سو آدمی اوسمیں تھو جناب
رسول مختار نے منذر نامی ایک اصحاب کو حکم دیا کہ تم ایک ایک یہودی کے
مشیکم باندہ ہو منذر نے موافق فرمان حضرت کی عمل کیا عبد اللہ ابن ابی

اچھی کہ انصاریان الفدا سے تھے اور انہوں نے مندر سے کہا کہ ہاتھ بیو دیوں گے
 کہولد اور انہوں نے جواب دیا کہ ہرگز خلاف حکم کے نکرہ دنگا پر عبد اللہ حضرت
 رسولؐ میں حاضر ہوئی اور دامن پکڑ کر لجا جت سے عرض کیا کہ یہ بیو پر
 فرمائی فرمائی میری اونکے اسباب کا عہد ہی حضرت نے مومنہ پیر لیا
 دوبارہ انہوں نے پھر عرض کیا پھر حضرت نے مومنہ پیر لیا پھر تیسری بار انہوں نے
 بہت عجز اور انکساری سے عرض کیا کہ میں دامن حضرت کا چھوڑ دنگا جب تک
 انکو بخشوانہ لوں گا جناب رسولؐ خدا نے پیاس خاطر اونکے حکم اخراج کا دیا
 اور عبادہ کو اوپر اس کام کے مقرر کیا کہ تین روز انکو ہمت دیا اور پھر
 چوتھے روز مال و اسباب سب چھین لینا اور انکو شریعہ کو نہ بات نہ کال دینا

ذکر جنگ عروہ ستویں شعر

چنین گفت راوی کہ چون اہل عہد | با تخیال رفتند از جنگ بدر

ابوسفیان نے جس روز سے کہ خبر فتح جنگ بدر کی سنی تھی قسم کھائی تھی
 کہ جب تک میں انتقام نہ لوں گا تب تک اپنی بی بی کے پاس نہ جاؤں گا اور دلیران
 بطحا سے دو سو آدمی چیدہ اور چندہ لیکر نکل رہے تھے شریب کبیضہ و
 سوار اور شبکو آل نظیر بیو دیونین رہا اور صبح کو وہاں سے سوار ہوا اور موضع
 عریض میں آیا راوی کہتا ہے کہ اس موضع میں ایک انصاری حضرت کا
 تھا اور رات کو بھی وہیں رہتا تھا قضا را ابوسفیان کا گذر وہاں پر
 ہوا دشمنی سے اس مرد دیندار کو شہید کیا اور کئی دخت خرمی کے کاٹ ڈالے
 اور اس بات کو فتح اپنی جانکر بدلا قسم کا اوتارا اور اپنے وطن کو پہنچا جب چٹا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ خبر ہوئی تو حضرت نے سالانہ بینہ امینین کو معہ صحابہ کے تعقب میں شریکین کے بھیجا اور نکاحا تو پتانہ لگا مگر گھڑیاں آٹے کی رائیں پڑی ہوئی نلین کردہ بوجہ سمجھ کر ہینک گئے تھے اسی وجہ سے جنگ

سویق نام اسکا لکھا ہے

ذکر وقائع سال تیسرے کا ہجرت سے جنگ قرقرۃ الکدور اشعار

چو گلشن بیار ایکے انجمن

بیاسا قی ای گلرخ سیم تن

مستے کف خویش بر کف زند

بمطرب بگو دست بردن زند

گردش فلکی سے تیسرے برس حضرت خیر البشر کے پاس خبر آئی کہ ایک جماعت عطفان اور آل سلیم سے زمین کدور پر یا نند چورونکے جمع ہو گئے ہیں بس یہ سنتے ہی حضرت معہ دلیران دین کے سوار ہوئی اور مثل ہوا کے استقام پر جا کر تالاش اوٹکی بہت کی مگر پتا اوٹکانہ لگا فقط چند اونٹ معہ ساریاں ایک جانب دیکھا کی دی حضرت نے حکم فرمایا کہ انکو حاضر کرو بس چند پہلوان لگے اور شتر مانو انکو گرفتار کر کے مع اونٹ خدمت میں لا حضرت نے وہ سب صحابہ کو تعظیم کر دے

ذکر جنگ انمار کا

بعد کتنے دنوں کے خبر آئی کہ ثعلبیہ سے ایک لشکر پیشانہ دیکر نجد کے کوہ ساریاں جمع ہوا ہے اور سپہ سالار اوٹکا دعشور نامی ہے کہ تلوار اوٹکی گہبی میاٹین نہیں رہی ہے اور ارادہ لوٹنے یثرب کا رکھتے ہیں جب یہ سنا تو حضرت نے حکم دیا کہ دلیران دین شریکین سے آگے اوٹطرف کو کمر باندھ کر ہمراہ رکاب سالار کے روانہ ہوں غرض قریب پانچ سو سوار کے روانہ ہوئی تھیں

وہاں پہنچے تو ایک شخص اونہیں سے گرفتار ہوا جناب رسول خداؐ نے
اوس سے پوچھا کہ دلیمن وہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہیں اوس دست بستہ
عرض کیا کہ آگے خوف سے تاب لڑائی کی نہیں رکھتے لیکن یہ ارادہ ہے
کہ جب فوج نیچے کوہ کے آوی تو اوپر سے پتھر برسائیں حضرت فی یہ شکر
فوج کو طرف کوہ کے روانہ کیا جب لشکر وہاں پہنچا تو وہ لوگ پہاڑ کی
چوٹی پر چڑھ گئے یہ لوگ وہاں جانے سے عاجز رہ گئے حکم خدا سے ایک
ابر نمودار ہوا اور اسقدر بارش ہوئی کہ سب اہل اسلام تر ہو گئے اور
حضرت کے بھی کپڑے تر ہو گئے تب آپ نے ایک درخت کے پہاڑ کے نیچے
اوپر کپڑی پہیلائی اور خود سایہ میں اوسکے آرام فرمایا دیشور سے اوسکے
قوم نے کہا کہ ایسا وقت فرصت کا کہنا ہاتھ آگیا کہ محمدؐ تنہا درخت کے
نیچے بین کام اٹھا تمام کمر بس یہ سنتے ہی وہ تلوار ہاتھ میں لیکر قریب
حضرت کے آگئے اور تلوار اوشامی اور کہا کہ اب تباؤ تمہارا پناہ دینے
والا کون ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ ہی خداوند کریم میرا بچانے
والا ہے فوراً اوسنے چاہا کہ حضرت کو تلوار لگائے کہ جبریلؑ نے ایک
ہاتھ اوسکی چاتی پر ایسا مارا کہ وہ چٹ گرنیڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر
دور جا کر گر پڑی حضرت نے فوراً دوڑ کر تلوار اوسکی اوشامی اور اوسکے
سر پر آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب کہہ سیرا بدن سے
جدا کروں پس وہ عجز کرنے لگا اور عرض کی کہ بیشک آپ رسول
خدا کے ہیں اور میں ایمان لاتا ہوں حضرت نے تلوار روک لی اور اسکو

اسلام میں لائی وہ بصدق دل مسلمان ہوا اور تمام قوم کو اپنی ہدایت اسلام کی
کر کے مسلمان کیا حضرت مہانسی مراجعت فرما کر اپنی دولت سرا پر تشریف لائے



آغازِ آسان جنگِ حدکی و کیفیتِ جمع ہونی اوس گمراہ کی و اس جنگ

بدہ ساقی آن ساغرِ لالہ گون کہ آید ز رنگِ میشش بوی خون

راوی کہتا ہے کہ جب ایک زمانہ جنگ بدر کو گذرا اور باقی ماندہ
کفار اس فکر میں رہے کہ انتقام اسکا لینا چاہیے لہذا الفہ

یکی بود صفوان از آن سرکشان زکین بد جانِ دلِ خون چکان

امیتہ کہ شد کشتہ زور و غا پدر بود صفوان بد بخت را

صفوان کہ باپ اسکا امیتہ جنگ بدر میں مارا گیا تھا اور عکرمہ بیٹا ابوجہل کا
اور وارثون نے مقتولوں کے آپس میں صلاح کی کہ سب یہ لڑائی ابوسفیان
مال پر ہوئی تھی ابوسفیان کے پاس جمع ہوئے اور اس سے بیان کیا
اونے کہا کہ میں دل و جان سے اور حظلہ بیٹا میرا شرکت کو موجود ہیں
لیکن جب تک کہ تمام قوم ایک دل نہ ہونگے مضبوطی اسکا کم کی نہ ہوگے
تم سب کو جمع کرو اور اس مال کو صرف کرو غرض کہ وہ مال فروخت
کیا اور پچاس ہزار اشرفی اور ہزار اونٹ جمع کئے اور چار شہنشاہوں کو

کہ او نہیں سے ایک فحیل نامی بڑا چرب زبان اور بکافے میں مثل شیطان کے
تھا اسے سطر حصے وہ تینو آدمی بہت سے غرض چارہ دیکو چار طرف واسطے جمع کرنے
ہر قوم کے روانہ کیا جب پیغام انکا کفار و نہیں پہونچا سب آمادہ پیکار ہوئے
مثل ہشام اور خالد اور طلحہ غرض کہ نو ہزار آدمی ابوسفیان کے پاس اکڑ جمع ہوئے
اور ابوسفیان یہ گرم بازاری دیکھ کر شیطان کی طرح حیلہ دیکر سے کہنے لگا
کہ اگر چند عورتیں ہمراہ لشکر بھیجے صف کو ڈف لیکر کھڑی ہوں اور وقت لڑائی کے

ڈف بجا کر غیرت و لاوین فوج کو

روانہ ہونا لشکر کفار کا طرف دیار شرب کے اور امیدوار
کرنا ہندہ زن ابوسفیان کا وحشے وحشے کو ساتھ مال دینے
اوسکو اور واسطے قتل ایک کو تین نامدار و نشی

موافق رای ابوسفیان کے پندرہ حودج پر عورتوں کو سوار کر کے ہمراہ لشکر کے
لے چلے او نہیں ایک غلام وحشے نام کہ وقت لڑائی کے بہت چالاک اور حربہ
ادسکا خالی نجاتا تھا اوسکو زین ابوسفیان نے کہ بیٹی عتبہ کی ہندہ نام
رکھتی تھی اپنے پاس بلایا اور روکر کہا کہ تو جانتا ہے جو مجھ پر آفت گزرتی ہے
کہ باپ اور بہائی اور چچا تین آدمی میری پوچھنے والے جنگ بدر میں مار گئے
میری آنکھو بغین زمانہ سیاہ ہے اگر تو محمد یا حمزہ یا علی ان تینو نہیں سے ایک
بھی نہ لادیگا تو تجکو مول لیکر آئے ادکر ونگی اور اسقدر مال دونگی کہ ہر کہی
تو محتاج نہوگا وحشی نے جواب میں کہا کہ محمد تک گذر میرا نہوگا اور حمزہ کو
تو خواب سے ہی نہیں جگا سکتا ہوں مگر علی تم رضی پر ایک وار لگاؤنگا یہ

اقرار کر کے ہمراہ اونکے ہو گیا

نامہ لکھتا عباس کا جناب سید انبیا کو ارادہ اشتیاق سے
عباس چچا حضرت کے جو اون روز وین کعبہ شریف میں تھے وہاں سے
نامہ اس مضمون کا لکھ کر روانہ کیا کہ اس قدر فوج اور فلاح فلاح سہو
اور وہ طرف شرب کے آتے ہیں یہ نامہ پر حیر کر کے دیا اور کہا جلد اسکو
محر کے پاس پہنچا دی وہ تین رات دینیں راہ طی کر کے خدمت میں
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ کے حاضر ہوا اور وہ نامہ پیش کیا
حضرت نے نامہ پڑھو کر سنا ارادہ مشتہر کہیں سے آگاہ ہوئی اشعار

چو مضمون آن نامہ مشہر جلوہ گر
بسمع ہمایون خیر البشیر
پوشید آن راز از ہمکنان
نیاد و دبا ہیج کس بیان

بہیجا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا جناب
پس منذر کو واسطے خبر لانے لشکر کفار بدکردار کے

جب جناب رسول خدا نے مضمون نامہ کا سنا تو مکاتین سعد بریم کے تشریف
رکھتے تھے اور سے فرمایا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا لیکن نہ وہ سعد کے
پشت دیوار سے سنتی تھی اوسنی اس راز کو سب پر آشکارہ کر دیا جب
جناب پیغمبر خوش کردار نے سنا تو جناب کو شتاب طلب کیا اور حکم دیا
کہ جلد جا کر لشکر کفار میں دیکھو آؤ کہ کس قدر لوگ ہیں اور کون کون ہیں پس
حسب الحکم وہ گیا اور سب کو دریافت کیا اور سب لشکر کو بخوبی دیکھا اور آپ
آ کر خدمت حضرت میں سب حال مفصل بیان کیا کہ اس قدر مرد اور اتنی

عورتیں اور اس قدر ہتیار اور اتنی بار بار بر داری ہمراہ لشکر کفار کے ہتے

خواب دیکھنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا اور
بیان کرنا رد بر و اصحاب نامور کے اور مشورہ کرنا
اونسے واسطے جنگ کے

شب کو حضرت نے بعد نماز کے جو آرام فرمایا تو خواب دیکھا اور صبح کو منبر پر
جلوہ افروز ہوئے اور سب اصحاب نے یر بنبر بیٹے اول خطبہ ساتھ فصاحت
اور بلاغت کے ارشاد فرمایا اور بعد اسکے خواب بیان فرمایا کہ ایک
مین پہنے ہوں اور تلوار مین میری سوراخ ہو گیا ہے اور سامنے میرے
ایک سر گائیکا کٹ کے آئے ہے سہون نے پوچھا کہ تعبیر اسکی کیا ہے حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ مراد کہ سے شہر ہمارا ہے اور سوراخ تلوار سے مراد رنج
پونچنے میر کی ہے اور مراد سر کٹے ہوئی گائی سے قتل ہونا ظلم کا کہ
اوسکو کبیتہ بھی کہتے ہیں یہ فرمایا پر حضرت نے صلاح دی کہ شہر سے باہر
کوئی بنادھی اور دروازہ شہر پناہ کا بند کر کے قلعہ گیر ہو جاوین لیکن
جان فدا کرنے والوں جو خاص تھے عرض کیا کہ ہم روز جنگ کو عید
سمجھتے ہیں اور آپ کے اطاعت سے باہر نہیں ہیں جیسا ارشاد ہوگا ویسا
عمل میں لاوین گے بعد اسکے شب کو حضرت پر مسجد میں مشغول تھے
موسیٰ اور ساتھ گریہ و زاری کے تمام شب درگاہ باری تعالیٰ میں بیجا
فرمائی جب آفتاب عالم تاب نکلا تو وہ خورشید رسالت باہر جلوہ افروز
ہوئی اور حکم محکم مکر بند ہی کا فرمایا

ہتیار آراستہ کرنا جناب اشرف انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ
کاساتہ ارادہ جنگا شتیاس کے اور باہر آنا دوست سرتے شہر

یہ خبر جو پیشیاں آہیں قبا شد از شک اور درنگ طلا

جب حضرت زہرہ زینب بدن کہ یکے اور ہتیار آراستہ فرما کر غیمہ سے باہر شہر
لائی تو سعد معاذ آگے آئی اور عرض کیا کہ کہنے آج رہائی میدا نہیں جانے کی
دی ہے کل کی صلا کے خلاف ہے مگر مرضی خدا و رسول میں ہیکو دخل نہیں
فصول ہے حضرت نے فرمایا کہ مگر اس مصلحت کی کیا خبر ہے جیسا حکم خدا
عز وجل ہو ویسا عمل میں لا دلس سب اس بات سے منع فعل ہوئی پر حضرت نے
فرمایا کہ میں زہرہ پہن چکا ہوں بغیر حصول مطلب کے میں نہ ہوں گا اور دیکھنا

انشا اللہ تعالیٰ فتح ہماری ہوگی

ذکر آراستہ کرنے ریاات ظفر آیات کا لشکر اسلام میں

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک نشان نبی اوس میں سعد
کو مرحمت کیا اور دوسرا نشان قبیلہ خدیج میں جناب کو کہ اصحاب اوس
جناب کے تھے عنایت کیا اور تیسرا نشان کہ اوپر اوس کے نقاشی تھی اپنے ہاتھ
یہ سب اصحاب کو ملنا اور اشتیاق ہوا کہ دیکھنے کس کو یہ رایت عنایت ہوتی
کہ بعد تھوڑی دیر کے حبیب خدا نے علی مرتضیٰ کو طلب فرمایا اور اس نشان
ذیشان کو حوالہ کیا اوس کے بعد اس کو بلایا اور اوس کو پسند و نصیحت کیا
اور شہر یشرب کے سرداری اوس کے سپرد کی اور آپ پشت مرکب پر سوار ہو
اور ہمراہ رکاب ایک غلام اقبال نام تھا اور چپ و راست یلان نادر ایشل حالہ

ماہ کے گیری ہوئے چلے جاتے تھے کہ جناب سید المرسلین نے حکم فرمایا کہ
 واسطے مقام کے کوئی جگہ ایسی مقرر کی جاوے کہ شہر کی خبر بھی ملتی رہے موقتاً
 ارشاد کے دلیران دین نے ایک مسلح زمین پسند کر کے خیمہ کھڑا کیا اور وہیں
 حضرت رونق افروز ہوئی اور سب اصحاب دعا کرنے لگے کہ اس نقل مکان کو
 اللہ تعالیٰ ایسا مبارک کرے کہ فتح و ظفر ہماری ہو کہ اس عین گفتگو
 میں ارشاد ہوا کہ شمار کرو جمعیت لشکر کی کس قدر ہے غرض ایک ہزار سو
 گنے آزمودہ کار تھے اور باقی تمام روز شمار میں گذر ا قریب مغرب کے جتا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ عبادت میں مصروف رہتے تھے

سوار ہونا حضرت کا معہ اصحاب دین کے بارادہ جنگ
 اور اسخواف کرنا عبد اللہ ابن ابی کا ہمراہی سے

بعد نماز صبح کے حضرت نے فرمایا کہ تمام دلیران دین کمر باندھیں اور خود بھی
 جناب سید المرسلین نے ہتھیار و کمزور و فاقہ و بیچارے آپ کمر میں لگائی اور
 مرکب پر سوار ہوئی آگے صف دلیر و فاقہ چلی کہ اشناسی راہ میں خبر ہو چکی
 کہ عبد اللہ بن ابی معین سو سوار کے لشکر سے جدا ہو کر اپنے وطن کو پلٹ
 جاتا ہے ابن عمر اوسکے سمجھانے کو گیا اور جا کر کہا کہ ابلیس نے تجھ کو بہکایا،
 جو تو خدا و رسول سے منحرف ہوتا ہے اور کیوں نام اپنا پہلو انہیں نہ بوتا،
 تب اوسنی جواب دیا کہ حضرت جو ہم کو وعدہ جانتے تھے تو شہر کے باہر کیوں نکلے
 اب جسکے صلح سے نکلے ہیں وہ ہمہ دگاری بھی کر گیا ہم اپنے شہر کو جاتے ہیں
 ابن عمر نے غضب ناک ہو کر بت سخت کہا کہ ادب و کیش و سیاہ رویہ بات نہ کہو

کناکب لائق ہے اگر میدان جنگ میں تو نوگا تو کیا اور بہادر دئے کام
 نوگا بسکہ حکم حضرت کا نہیں ہے اس سے ناچار ہوں نہیں تو ابھی نوک نیزہ
 تیری سینہ پر کہینے کے پار کرتا یہ کہہ کر ابن عمر طرف اپنے لشکر کے پر گیا
 احوال آنے عمر اخرج کا میدان جنگ میں باوجود لنگ کے

لکھا ہے کہ انصار دین سے ایک نامور عراج مشہور تھا اور چار بیٹے اور ایک
 زوجہ رکھتا تھا اور چاروں بیٹے اوسکے مثل شیر و گئے دلیر جیسے شہادت پر
 کمر باندھ کر گئے تھے اور اس نامدار نے بھی شوق بہشت میں ہتھیار ادا پر بدر
 آراستہ کر کے اونقان و خیزان چلا کہ اوسکی قوم نے کہا اوس سے گھر
 مطلب تجھے اجر سے ہی تو چار فرزند تیرے تو خدمت جناب سید المرسلین
 میں واسطے دفع کرنے اعدای دین کے گئے ہیں اب تجھے تکلیف کرنا
 کیا ضرور ہے اوس مرد بہتر اندیش نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ منظور نہیں ہے کہ
 اولاد میری تو بہشت برین میں جاے اور میں اس خرابے میں پڑا رہوں چچے
 یہ چاہتا ہے کہ میں پہلے بہشت میں آگے ہوں اور پچھے فرزند میری خرامان
 خرامان یعنی سیر کرتے ہوں یہ کہ کمر ہلا زود جانے اوسوقت کہا اوس سے
 کہ جانا تیرا بکار ہے کیونکہ تو لائق پیکار نہیں ہے جنگ میں تو کیونکر قرار
 کریگا آخر پر گھر کو واپس آئے گا غرض یہ آئندہ ہو کر زندہ ہوا اثنائی راہ میں
 مناجات کرتا تھا کہ اسی پروردگار اب مجھ کو تو گھر کی طرف نہ پھیرنا یہ دعا کرتا ہوا
 پاس نبی کے پہونچا حضرت نے فرمایا کہ کوشش تمہاری قبول ہے لیکن
 جہاد تم کو معاف ہے تم اپنے مکان کو چلے جاؤ انہو نے جواب میں عرض کیا

کہ حکم آپکا بجا ہے لیکن میں خواہش بہشت کی رکھتا ہوں امید دار ہوں کہ
حکم جہاد کا فرمایا حضرت نے اجازت دیکر اصحابوں نے کہا کہ اب ہرگز کوئی
انکو نہ دے اب انکو انکے حال پر سب چھوڑ دو پھر جو خدا کو منظور ہوگا وہ ہوگا
ذکر صف بند می کارزار اور جگہ مقرر کرنا مردان کار کا

نزدیک کوہ احد کے ایک میدان بہت وسیع تھا وہاں پھر لشکر حضرت خیر البشر
کا پہونچا تو عکاشہ کو داہنے طرف مردان کار از مودہ کو ہمراہ کر کے روانہ
کیا اور بائیں جانب ابوسلمہ کو مع چند دلاوران کے مقرر کیا اور پشت
پر سپاہ مقداد کو رکھا اور آگے لشکر کے سعد کو حکم ہوا اور قلب لشکر میں جو
حضرت رونق افروز ہوئی جب اس طرح سے فوج کو آراستہ و پیراستہ کر چکے
تو چاروں طرف غور سے نگاہ کی تو دیکھا کہ جانب چپ ایک درہ ہے نہایت
حول ناک ہے ابن زبیر کو پچاس جوان کماندار ہمراہ کر کے واسطے نگاہبان
درہ کے مقرر کیا اور حکم فرمایا کہ اگر ادھر سے کوئی مخالف آنے کا ارادہ کرے
تو تم تیر و سنے روکنا اور اس طرف سفیان نے سفین آراستہ کین عورتوں کو
آگے صف کے معہ باجہ دف و طنبور وغیرہ کے مقرر کیا اور داہنی طرف خالد
اور بائیں طرف بٹیا ابو جہل کا نشان لے ہوئی اور قلب لشکر میں خود وہ سپاہ
اور آگے طلحہ نشان لے ہوئی سپاہ کو بڑی آتا تھا

ذکر جنگ طلحہ کا ساتھ جناب حیدر کرار کو قتل ہونا اور اس کا فر کا

جب سانسداد و نو لشکر دکھایا تو طلحہ مانند پہاڑ کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور سپاہ
کیا کہنے خوف سے خواب نہ دیا جب دوبارہ آواز سنوئی حیدر کرار خندت رسول غمناک

<p>بیدار عدو خیرگی میکنند اجازت دہد گرسول خدا</p>	<p>چشم جهان تیرگی میکنند بر آرم بن و بیج لافش ز جا</p>
<p>پس جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایسی خواہش دیکھی تو اجازت میدان کارزار کی دی جناب علی مرتضیٰ شہ سوار معرکہ فتنی علیہ السلام مقابلہ پراو کی آئی تو پوچھا اسی کہ نام و نسب بیان کرو حضرت نے جواب یہ شہر</p>	
<p>کہ ہم رزم تو شاہ مردان علیست</p>	<p>ترا بر سر خویش باید گریست</p>
<p>جب نام سے وہ گمراہ آگاہ ہوا تو دل اوسکا کاہنے لگا چار و ناچار گھوڑا بڑھا کر حملہ آور ہوا اور بزور تمام سر پر اوس جناب کے ضربت لگائی آپ نے سر زیر سپر کر کے دار اوسکی تلوار کا رد کیا جب فوجت ضربت شاہ ولایت کی آئی اور اوسنے محافظت سر کی چاہی تو حضرت نے نعرہ تکبیر کہہ کر ایسی شمشیر لگائی کہ سب تاناف او تر آئی اور خون کی ندی میدانین بہائی اور نشان مشرکین زمین پر گرایا اور رایت ایمان طرف آسمان کے بلند ہوا اس معرکہ سے چہری اونکے زرد اور دل پر درد ہوئے اور سر آلودہ گرد ہوئے</p>	
<p>ذکر جنگ کرنے عن زین ان طلحہ کا ساتھ جناب شیر خدا کے</p>	
<p>دو شخص خیمہ بکف دہتے ہوئے میدانین آئی ایک نے علم اوٹھایا دوسرا پر جناب شیر خدا کے آیا یعنی سامنے اور بیہودگی سے زبان کہولی جواب میں حضرت نے ایک ایسی تیغ بیدریغ لگائی کہ سر تن سے اوڑ گیا پھر علمدار کی طرف حضرت نے ایسا وار لگایا کہ وہ بھی دو ہو کر گر پڑا بعد اسکے حضرت اپنے مقام پر آگرمی ہو گویا کہیں گئے نہ تھے اون زخم ہائے قیامت نشان سے دل سفیانوں کے</p>	

پتھر مردہ ہو گئے اور پہر کوئی واسطے نشان علامات ارمان اوٹھانے کے آیا
ذکر لڑائی عثمان برادر طلحہ کا ساتھ حضرت امیر حمزہؓ کے

عثمان نے جب دار امان پہنچی اپنے کا اوس میدان میں دیکھا تو آتش غضب دلیں
بھڑکی اور ہمت سے گھوڑا اوٹھایا اور سامنے اگر مبارز طلب کیا جناب امیر حمزہؓ
نامور واسطے مقابلہ کے گئے چاہا اوٹھنے کہ اپنے تلواریں لگائی حضرت نے چالاکئی
بائیں طرف سے یا علیؑ لکھ کر ایسا ہاتھ مارا کہ شانہ سے سینہ تک ہاتھ معہ نشان علیؑ
جا کر گرا پر تو سپاہ عدو میں صدائی احست بلند ہوئی اور پر مقابلہ پر کوئی نہ آیا

حضرت دیر تک کھڑی رہے آخر اپنی جگہ پر آئے

ذکر قتل ہو لڑا ایک جماعت کا اور نشان اوٹھانے کے

بیٹے نے طلحہ کے جب چچا و باپ کو کشتہ دیکھا تو سوز و لے جو شس آیا اور نہیں
اگر علم اوپر دوشش کے اوٹھایا کہ فوراً سعد بن وقاص نے ایک ضرب سے
اوس کو خاک پر گر لایا اس طرح نو آدمی ایک در سدی کے بعد اکرا وٹھاتے تھے
اور ضربت حیدری سے عدم کو جاتے تھے پر تو کسی کو ہوش جنگ کی باقی
نہ رہے دل اہل اسلام کے اونکے نہ لڑنے سے تنگ ہوئی اور ایک بار گئی بیٹے
گھوڑی اوٹھائی اور دشمنوں پر جا کر گریے دو دریائی آتش شعلہ
ہوئی اور دو بجلیاں ابر سیاہ سپر دیکے در میان میں کوند نے لگیں اشعا

چو صحرائی محشر شدہ امین

زلزل سوزان سر اس زمین

شدہ رشک لالستان شت کین

زخون دلیران بطراز میں

اور جہل فک کہ شیر خداحملہ کرتے تھے شعلہ شمشیر مثل خس و خاشاک کے خرمن

ہستے کفار کو جلا دیتا تھا اسبطرحے اور دیندار ہی نام و نشان مشرکین کو
صفحہ ہستی سے مٹاتے تھے اور ایک جانب حضرت امیر حمزہؓ نامدار شیر کرد
خون کفار بہاتے تھے آحنہ کار سیاہ و غذا رنہ ارہوئے *

ذکر خلافت کرنے پھر اہیون عبداللہ بن جبیر کا
کہ واسطے نگہبانی درہ کے بھیج گئے تھے ***

جب لشکر کفار نے فرار کیا دلیران دین نے واسطے تاراج کرنے اسباب
مشرکین کے ہاتھ دراز کیا وہ لوگ کہ جو ہمراہی عبداللہ بن جبیر میں تھے
طبع نے اذکو بقرار کیا اور ادھونے ہمراہی سے واسطے لوٹنے مال کے
فرار کیا اور نصیحت عبداللہ سے انکار کیا سات آدمی نے ہمراہی کا اقرار کیا

ذکر آنے خالد بن ولید کا درہ پہاڑ سے پہاڑ پر اور
شہادت عبداللہ ابن جبیر کی معہ ہمراہیان المتوالفہ

کہ چون بشتہ دامان خیر
نمازند باؤ مکر ہفت کس

کہ آن درہ یاران ابن جبیر
برفتہ دینال صرص ہوس

جب ہمراہی عبداللہ بن جبیر کے کل سات آدمی چھوڑ کر واسطے لوٹنے کے
چلے آئے تھے تو خالد اور عکرمہ بہاگے ہوئی معہ اپنے لشکر کے اوش
کی طرف آئی تو دیکھا کہ عبداللہ معہ سات آدمیوں کے سدا راہ ہیں عکرمہ نے
اپنے ہمراہیوں نے خوش ہو کر کہا کہ اب اسوقت مردانہ و اسکار زار کرنا
چاہئے یہ کمر گور می طرف اون دیندار دیکھے اوشائی عبداللہ ابن جبیر
ہمراہیوں نے کہا کہ نقد شہادت حاصل کر کے طرف خلد برین کے چلو اور

تاجیات مستعار رفتار رسول مختار سے سر نہ پیر و یہ کہ مکر مشغول
کارزار ہوئے جب تک وہ ساتون شخص شہید نہ ہوئے پیر کسی کافر کا آگے نہ بڑھتا
دیا جب وہ سب شہید ہوئے تو ابن ولید درہ سے فوج اپنی لیکر طرف جنا
رسول خدا کے حملہ در ہوا دیکھا کہ حضرت بیچ میں چند ناداروں کے کھریچے
اور دہنے بائیں کی سپاہ تاراج اور لوٹ میں مشغول ہے خالد فرخوش
ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ لات و بیل نے ہماری کسی مدد کی کہ حبکو
تم چاہتے تھے وہ باسانی ہاتھ آئیگی یہ کہ مکر گھوڑی اوٹھائی اور ختم المہرین
کو چار طرف سے مشرکین نے گیر لیا اور ایک جانب سے سفیان بد بخت
ہی اپنی فوج لیکر آہو پچاپس جس جگہ جو دلاور تھا اپنے دشمن پر حملہ آور
تھا اور اسقدر فرصت نہ ملتی تھی کہ جو ایک دوسری کی خبر لے اور اعدا
دین غالب اور بی ہر اس سبتر میں تھے اور وہ وحشت اور دہشت میں
میں مشرکین کی چٹائی تھی کہ قلم شرح اوسکی نہیں رقم کر سکتا ہے
تو کراٹے خالد اور ولید کا ساتھ جماعت مشرکین کے
اور متفرق ہونا اصحاب دین کا پاس سے حضرت خیر المصلین کی

بیکبارہ اسپان برانگیختہ نہا | باصحاب ملت درآمیختہ نہا

راوی کہتا ہے کہ جب درہ پہاڑ سے باہر آئی ایک بارگی گھوڑی دوڑا
اور مسلمانوں پر آئی اور وہ میاں سے تیغ نہ لینے پائی تھے کہ کفار نے ہاتھ
تسل پر بڑھائی بہت مسلمانوں سے لوگ ماری گئے اور سست اعتقاد چپے
راست سے دور دور بہاگ گئے کوئی پاس جناب رسول مختار کے سوا کسی

انصار کے نہاد وہب اور حارث اور ایک عورت نسیمہ نام کہ مشک لیے ہوئی اصحاب کو ہر ثواب پانی پلاتی تھی جب دیکھا کہ مشک لیکن بڑے چلے آتے ہیں مشک پسینہ کر پاس نہیں آئے اکثر سی ہوئی اور دو بیٹے اور شوہر اور سکا ہی سینہ پر حضرت کے سامنے ہوئے جو کہ وہ عورت سپر زکتنہ زخمی ہو گئی اسی ہنگام میں ایک صاحبہ بھو اب ہجرت سے کہ کلمہ یاری اور دعویٰ وفاداری کا کہتے تھے پہلے بہاگے اور رسول خدا صلی علیہ وآلہ نے اس بگوڑی سے فرمایا کہ سپر اپنی اس عورت کو دیتا جا بس وہ بزدل سپر سینک کر بہاگ گیا اور نسیمہ دوڑ کر اونٹالی اور سینہ پر سنا حضرت کے ہوئی اور دوسری عمر اس عرج کہ پائی لنگ رکھتے تھے معہ برادر وں اور ایک سپر کے میدان میں سامنے رسول زمانے شہید ہوئے ذکر لڑائی وہب اور حارث کا ساتھ کفار کے اور شہادت

دو فوجوں کے

جب فوج اشقیاء کی آگے بڑھی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ کون ہے جو مشرکین کو بڑھنے ندی وہب نے کہا کہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھوئی ہوں یہ کہہ کر گھوڑا بڑھایا اور نیزہ شمشیر اور سرکشوں کو ہٹایا حبیت

تو چنداں آن تیرہ بخان گنڈا

ور آن قوم برداشت خود زخم چند

اور آپ بھی زخمی ہو کر پاس نیکی کے آئی اتنی میں پہر اشقیاء نے بڑھنے کا ارادہ کیا حضرت نے دوبارہ آواز ندی پر وہب نے گھوڑا اوٹھایا اور اکت تیر کے فاصلہ تک اونکو مار کر مٹایا پس جناب رسول خدا کے آیا اتنے میں وہ اشقیاء

ہجوم کر کے نزدیک حضرت کے آگے حضرت نے آواز دی وہب لبیک کہیے
 سامنے آئی ابکی بار جناب رسول خدا نے خبر بشت او کو سنائی یہ بہت خوش ہو کر
 کا زار کرنے لگے اشقیاء نے نرغہ کمر کے اونکو گمیر کر زخمی کیا جب طاقت نہ رہی
 گویا ریسے گر کر بیہوش ہو گئے اور اعزاز اور اکرام سے روح او کی فرشتے
 آسمان پر لی گئے جب حادث نامور نے یہ سعادت و اقبال مندی اپنی چچا
 دیکھی تو دل بقرار ہو گیا اور حملہ آور ہوئے چند اشقیاء کو جہنم واصل کیا اور
 آپ ہی شہید ہوئی تب حضرت نے اونکے حق میں دعا فرمائی

ذکر جنگ عمر اسرج اور شہادت او کی
 عمر اسرج نے اکثر کفار دارالبوارین پہنچے آخر کار معہ ہمراہیوں کے شہید ہوئے
 اس وقت جناب رسول خدا نے او کی زوجہ ہندہ سے کہا کہ سعی اور محنت
 تیری شوہر کی مقبول ہوئی اسنے عرض کی کہ میری واسطے یہی دعا کیجئے
 تاکہ میں بھی ہمراہیوں میں ہوں اور ہمراہ او کے بشت میں پہنچوں اور
 کچھ غم او کی شہادت کا نہیں ہے

ذکر جنگ نسیمہ کا معہ شوہر اور دو فرزندوں کے شہر
 نسیمہ گردبان سے مرد کہ جان بر رسول اللہ شہید کرد

نسیمہ اور تین مرد مانند پروانوں کے گرد شمع رسالت کے سینہ سپر کئے ہوئے
 لڑتی تھیں ایک لڑکا ہاتھ سے ایک کافر کے زخمی ہو کر اس عورت نے
 دوڑ کر زخم باندھے اور دست شفقتہ پھیرا اور کہا کہ یہ وقت آرام کا نہیں
 ہے جا اور جان اپنی نبی پر خدا کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے

یہ بات سنکر ادیسر آفرین کے اوسنے عرض کی کہ آپ دعا فرمائی کہ ہم فردوس
برین میں آپ کے رفیق ہوں حضرت نے دعا کی وہ عورت اور دونو بیٹے
اوسکے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا ہوئی اور داخل بہشت ہوئے
ذکر پر آنے ابوسفیان کا راہ گریز سے اور شہاد

حضرت امیر حمزہ کی میت

عظیم مصطفیٰ ابو دوشیر خدا

سر رہ گرفت آنکہ بر اشتقیا

راوی کہتا ہے کہ سفیان نے جو سنکر شاہدین پر ولید غلبہ کر رہا ہی
اپنے مقام سے معہ فوج بیاکانہ بمقابلہ جناب رسول مختار آیا اوسوقت
حضرت امیر حمزہؑ اور جناب شیر خداؑ دونو صاحب واسطے ہٹانے اوس گرو
کے حملہ آور ہوئی لیکن بسبب انبوه و کثرت مشرکین کی حضرت امیر المؤمنینؑ
اور طرف اور جناب حمزہؑ نامدار اور طرف گھر گئے اوسی گرمی ہنگامہ میں
وحشے جت و جوئی علی مرتضیٰ امین دیوانہ وار پرتا تھا جب اسنے دیکھا
کہ حضرت دہنے بائیں سے بہت ہوشیار مشرکین پر مثل شیر غضبا کے
حملہ کر رہے ہیں یہ خدا زوہان سے پر کر طرف حضرت امیر حمزہؑ کے آیا اور دیکھا
کہ سب سے مشغول کارزار ہیں یہ ایک پتھر کے نیچے چپ ہا جب حضرت قرہ
اوسکے پونچے تو ایک پتھر اڑھا کر ایسا مارا کہ پہلو حضرت کا مخرج ہو گیا اور
حضرت بسبب ضعف اور جراحت کے گھوڑی سے گری اور بے ہوش
ہو گئے جسوقت یہ نابکار پاس حضرت امیر حمزہؑ کے پہونچا دیکھا اسنے کہ
حر بہ میرا کار گر ہوا خوشی سے خنجر نکال کر پاس آ کے سبقت حضرت کا

چاک کر کے کلیجہ نکال لیا اور خوشی خوشی پاس ہندہ کے پہنچا اور وہ
کلیجہ اوسکو دیکر کہا کہ وعدہ اپنا وفا کر اوسنے فوراً تمام زیور اپنا جو پہنے
تھی اوتا دیا اور علاوہ یوں کہ بتلایا اور کلیجہ کو حضرت کو کچا خوب خوشامبیت

زبس حالش از بغض دیکین و سید | سیدل گرفت آن جگر را کمید +

ذکر تنہا رہنے جناب رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ کا
میدان جنگ میں اور گہر لینا دشمنوں کا اور ٹوٹنا دندان

مبارک کا

راوی کہتا ہے کہ اعدائے دین سے چار آدمیوں نے عہد دیا کیا
کہ سید المرسلین کو شہید کریں ایک انہیں عبداللہ بن شہاب تھا اور
دوسرا ابی خلف قیس عتبہ بن وقاص اور چوتھا مکنان حمیرہ اور سنان
اس شقی کے کوئی زیادہ نبی کا دشمن تھا جب پاس جناب سید المرسلین
سکے چند انصار مثل نسیمہ اور شوہر اور فرزند اسکے جو جان نثار سے
کر رہے تھے باقی رہے دشمنوں نے وقت فرمتے غنیمت جا کر ہر جہاں
طرف سے تیردسنگ برسائی لگے اسوقت حضرت بھی اپنے دست مبارک سے
تیر مارتے تھے اور چار آدمیوں نے عتبہ نے بڑھ کر ایک پتھر پیشانی پر
مبارک پر ایسا مارا کہ دو دندان مبارک شہید ہوئی اسوقت لرزہ
عرش بریں کو اور زلزلہ زمین پر پیدا ہوا اور دریائے قمر الہی جو زمین
آیا اور علی ولی کی آنکھوں میں خون اتر آیا ٹوٹا مثل ننگ شناور غرق
بحر جنگ ہوئی اور جناب رسول خدا ریش مبارک سے خون پونچھتے تھے

اور بخشش است کی دعا کرتے تھے اور سوار جنگی بڑھے آتے تھے کہ لپیڑ
شوہر اور فرزند اوسکے نے خوب جان فشانی کر کے اور مجروح ہو کر
جان اپنی حضرت پر صدق کی بعد انکے ماری جانے کے غصہ سے
ابن قتیہ سبکے آگے بڑھا اور ایک تیغ جناب رسول خدا پر لگائی بیت

بفظ جان داورداد گر | نشد تیغ آن سنگدل کار گر

بجوہر کمر ناکفار کا اوپر سید ابرار کے اور گریہ حضرت کا
پشت زمین سے اوپر زمین کے اور آواز دینا ابلیس
یعین کا شہادت کی حضرت کے اور پہچنا جناب علی
مرقضی کا پاس حضرت رسول خدا کی

اوس ضرب سے کہ بن قتیہ نے لگائی اگر چہ تلوار نے اشر نہیں کیا اور
کوئی زخم ہی نہیں پہونچا مگر زحمت اور صدمہ ایسا ہوا کہ آپکو غش آگیا اور
زمین مرکب سے وہ مسند نشین عرش بہرین جلوہ دہ رہی زمین ہو
اوس وقت خداوند جان آفرین نے ملائکہ کو دین کو واسطے دس سالہ نیکے
بیجا اور حکم دیا کہ تم حفاظت میں رسول امین کے رہو اور دیکھتے رہو کہ
شیر خدا ساتھ اون سگان ناپاک کے کیا کرتا ہے جب کہ شیطان اس نے
نذاہت کی کہ اسی نامداران بطحا زمین محمد دشت کین میں ہاتھ مٹی شریک
ماری گئے یہ سنکر لو نہیں دہشت تمام مہاجر اور انصار دین کے پر گئی
اور ایک بار گئی راہ صدق و یقین سے پہر کہ ہاگے اشعار

رسول خدا ماند بہ شیر خدا | وگر کس نبود از دلیران بجا

چمکرو چمکرو چمکرو چمکرو	شدند از نظر در زمان ناپدید
نہ کس از مہاجر نہ انصار نہ	علی تانہ عیالتیغ خونبار ماند

جب شیر خدا نے آواز شیطان کی سنی ناگاہ ناگاہ طرف قلب گاہ لشکر کے کی دیکھا کہ کوئی انصار نہیں ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بھی نظر نہیں آتے ہیں اوسوقت دلیمن شیر خدا فکر کرتے تھے کہ شاید یونانی کافروں نے مثل علیؑ کے آسمان پر چلے گئے یا راہ خدا میں فدا ہوئی یہ سوچکر کہا کہ قلب گاہ تک شمشیر زنی سے راہ کر لون اور دیکھوں کہ کیا حال ہے یہ دل میں کہہ کر غصہ سے وار لگانے لگے اور لاش پر لاش کفار و نکلی گرانے لگے جب قلب لشکر تک پہنچے اور لاشیں شہداء پر نظر کی تو سالار دین کو ادنیٰ نہ پایا توڑا ارام و نکو آیا ہر چار ڈھونڈنے لگے دیکھا کہ ایک جگہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بیٹھے ہیں جب نظر حضرت پر پڑی تو دوڑ کر کہا کہ روحی خداک اور سمجھے کہ خداوند جہان نے چشم دشمنان سے پنهان رکھا ہے نبیؐ نے جو علیؑ کو دیکھا تو اشکبار ہوئی اور فرمایا کہ اسی مہربان دیکھا کہ ہمارے بیوں نے کیا بے وفائی کی جناب امیر نے عرض کیا کہ جان نثار اس لڑائی کو یافتہ کرتا ہے یا راہ خدا میں سہ دیتا ہے حضورؐ تماشا دیکھیں یہ کہہ کر ایک ناکہ پر حضرت کو سوار کیا اور خود اپنے گھوڑی پر سوار ہو کر بمقابلہ تین ہزار

سوار کے مشغول پیکار ہو گئے	آغاز داستان جنگ حیدر کرار کی
	دشت کین میں تہہ آمدی نیلے

ہوئے مکون وقت خیر کے خوش قسمت | کہ میدان بدست علی ولایت

اہل خرو کی ظاہر ہے کہ شکست واسطے امتحان کے ہو کر چونکہ جنگ بدر میں پی ہوئے
فتح حاصل ہوئے تھی تو یار و نکی زبان او پر اس بیان کے کہلی تھی کہ ہننے جان دینے
ہیں ساتھ رسول خدا کے سیطر ج و زین نہیں ہم سب یکساں ہیں از و یک خداوند
جہان کے اس واسطے جنگ اجد کو پروردگار نے سنگ امتحان بنایا

ذکر جنگ امیر المؤمنین ساتھ شام کے

شام دلاوردوان پیش صف | یلی نیزہ آتش افشان بکف

در میان اوس لشکر نے پایاں کے شام نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے آگے صف کے
بڑا ہوا چلا آتا تھا رسول خدا نے حکم دیا کہ یا علی ان کتوں کو مجھ سے و در و جہاں
امیر نے آگے بڑھ کر اوسکو روکا کہ وہ بتیجا عقبہ کا تھا اوسنے پہلے وار نیزہ کا کیا
حضرت نے تیغ سے نیزہ تلک کر کے ایسا وار لگایا کہ گھر سے مورزہ دو ٹکڑے ہو کر
اگر پڑا ہر حضرت قلب سپاہ میں در اے اور بہت سے کفار خاک خوین میں ملا
اور باقی گریزان ہوئے یہ پہر کر نبی کے پاس آئے

ذکر جنگ حیدر کرار کا ساتھ اشرا کے اور قتل کرنا عمر سردار لشکر کو
معہ ایک عجت اور ملنا ذوالفقار کا سپہاں سے ہڈ ہڈ
تھوڑی دیر کے بعد آواز سم آسپان کے آئے لگے دیکھا تو عمر نامی سپہ سالار
فوج اپنے لیے ہوئے بباک طرف رسول پاک کے ٹھہرا آتا ہے شاہ دیج
او حق فخر زمان و زمین نے کہا کہ یا علی نکہداری کردا کی شر سے میرے بہشتی ہی
عصف نے گھوڑا اودھایا اور پہلے سمت عمر پہنچ کر چلا گیا کہ اوس شقی نے جالا کی سے

شمشاد پر شرف مبارک کے لگائی اپنی سپر پر ہوگ کر وارادہ سکارو کیا اور کہا کہ
 بکیر یہ کہتے ایسی حضرت سرخس برادری کہ تازین داد ہو کر زمین پر گرایہ تو کسی کا پانی
 غبات جنگ پر بانی زبا اور بہاگ کے لیکن قتل کرنے میں تخیل او پس شمسو و مسکر لایا
 کے نوٹ گئی تھی ناچار قبضہ ہاتھ میں لیے ہوئے پاس نبی کے آکر عرض ہی ہوئی
 رسول مختار نے وہ تلوار کہ جبریل خداوند جلیل کے جانب سے لائے تھی اور
 نام ذوالفقار تھا شیر خدا کو رحمت کے شعر

چو آن تیغ آمد علی را بدست شد
 بگفت آرام کنون برآمد شکست

ذکر جنگ حیدر محمد ربا خالد بن سفیان

اوسی وقت ایک گروہ سواروں کا کہ زیادہ بچاس سے نہونگے لیکن سب اولاد عجب
 میں تھی اور ایک ایک سوار مثل ایک ایک فوج کے تھا اوس میں سے اوس سوار
 نے سفیان بن عوفین کے کہ آپس میں ہم زبان ہو کر اور خالد علم لیکر ایک بار گئی تو
 طرف نبی کے ڈالے حیدر کرار نے اوس علمدار کو مسہ سہارا ان کے جوڑے سے دو کیا تو
 اسکی طرف اوٹھا دیا اور اوسنے میں اپنا گھوڑا بڑھا کر ایک تیغ بیدر میں جھنڈت
 کے لگائی کہ وہ اوپر چودہ مبارک کے پڑھی کہ کچھ کا مگر نہوئی تب حضرت نے فرمایا
 کہ اسے ولیر تلوار لگاتا مجھے سیکر یہ کہ کر نعرہ اشد اکبر کر کے ایسی تیغ سرخس اوس
 لمعوں پر لگائی کہ تاناف وہ ہو کر گر پڑا بعد اوسکے اور ونکے مہانی کرتے گلے اور
 ذوالفقار سے اوز شترکان موت کو سیر کرتے تھے جب وہ دسوں بہاخی کہ مشہور
 عرب تھے وینا سے گذر گئے تو اور دن نے راہ گریز اختیار کی لیکن حضرت جب
 رسول خدا کی پاس تشریف لادیں ایک گروہ اور اعدا کامیران میں ہوتا بلکہ

ذکر جنگ شیر خدا سا تہہ گردہ اشتیاق کے سردار اور کلا بشر تھا
 اوسی اثنائیں ایک گردہ ہمراہ بشر کے کہ بہ بزرگ قوم بنی عامر کا تھا مثل اشک
 تند و تیز جیسا ہو پاس شاہ نجف کے آیا اور ایک تیغ بیدریغ سر پر شہر یا بھٹا
 اس زور سے لگا کہ قابل تحریر کے نہیں ہو لیکن وہ مزید کچھ شیر خدا پر کا اگر ہوئی تو
 حضرت نے انہی تکبیر کہا ایسے ضرب اوس کے سر پر لگائی کہ سرتن سے جدا ہو کر علیحدہ
 جا کر گیا پھر حضرت اوس کے لشکر میں شہرانیہ در آئے بہت سے اذن و بارہ و بارہ
 جہنم واصل کیا اور وقت جبریل نے رسول امین سے متعجب ہو کر ایسا ہی اڑا
 اور جو ان دروے جو طے نے ادا کیا کسی سے نہیں ہو سکتا ہر رسول مقبول نے
 فرمایا کہ علی تجھے ہے احمد بن علی سے ہوں جبریل نے کہا کہ میں آپ سے اور اپنے
 دو نو سے ہوں ایسی اثنائیں شیر خدا فوج کو پس پا کر کے پھر حضرت کے کشت

بین ماہض ہوئے

ذکر ابوسفیان کا اور بھینجا فوج کثیر کا ہمراہ کنانہ کے واسطے لڑنی شیر خدا

اگر ختم علی را کہ از اہن است و سہ آنکہ آخر ہمیں یک تن است

ابوسفیان اپنی فوج سے خطا ہو کر کہنے لگا کہ اسے نامرد وہ کیا بے ہمتی ہو مقرر
 آتی کہ ایک آدمی سے تم اتنی لوگ بہاگ آتی ہو اور آج ہکو ہیل نے مدد دی

شعر کہ نزد محمد درین واد رہے نا اندارت دیگر کے خبر سے ملے

ایسے بین کوشش کر مار علی کو مار لو گے تو محمد خود دستگیر ہو جائیگا اور راج
 کے دن یہ سختی ہو اور کنانہ سے کہا کہ تیرے برابر کوئی دلیر اس گردہ میں نہیں ہے
 تو علم نے اور سہ داری اس فوج کے تیرے تمام مقرر کی گئے ہو اور ہمیشہ سے

تو آرزو جنگ کے ساتھ علی کے رکتا ہوا سوت مراد تیرے برائی کہ یک وتنہا ہیں
اس ٹرائی بین نام تیرا لبتد ہوگا اور دلیر و نہیں تو اور جند ہوگا پھر ہو حکم دیا کہ تم
سب اطاعت کنانہ کے کرو اور کنانہ علی پر عمل کرے تو تم ہر چار طرف سے حربہ کرنا
اس بات پر تمام اہل لشکر و امان کوہ سے مثل مور و بلخ کے سامنے نکل آئے اور
گردوغبار میدان بین ایسا نمودار ہوا کہ روز روشن تیرہ و تار ہو گیا اور
مانند شکار و نکلے چلتے تھے

شعر

قضا را بغضل جهان آفرین و رآن دم سپاری ز انصاریں
چند انصار پاس رسول مختار کے شرمندہ اپنی کردار سے آئے اوس بین و جان
اور سہل اور مہم اور چوتھی طلحہ پاس رسول نامدار کے آئے حضرت نے
دیکھا تو نہایت لطف اور مہربانی فرمائی تاکہ خجالت او کی باقی نہ رہی چاروں
شخصوں نے نگہبانی رسول ربانی کے اور جناب امیر کو رسول خدا کی طرف سے
خاطر جمع ہوئے ۴

ذکر جنگ سید کرار کا اور آواز دینا حضرت جبریل کا اس آواز سے
کہ

شعر

درآمد غنفر بدشت نبرد اسم اسپں افشاں بد جریخ کرد

کنانہ نے گوڑا حبیب اطرف شاہ دلدل سوار کے بڑا کرنیزہ کا وار کیا آپ نے نیزہ
کو پکڑ لیا اور اس شقی نے ایسا زور کیا ناخونوں نے او سکے خون ٹپکنے کا شہر

شیر مردان نے اوس نیزہ کو ایسے تکان دے کہ کمال تک پتیل کی اوس
ملعون کے نکل آئی حضرت نے نیزہ کو ایک طرف پینک دیا اور گھوڑے کو بڑھا کر
کمر بند اوسکا پکڑ کر طرف آسمان کے پیشکاب وہ زمین پر آنے لگا ایک ذوالفقار
ایسی لگائی کہ دایمان سے دو ہو کر گر پڑا بس دیکھتے ہی اس حال کے دل کو
سپاہ کا پریشان ہو گیا لیکن ہر چار طرف سے عمارتوں کے شاہ مردان بھی
سراور کسی کے کمر اور کسی کی گردن پر وار لگا کر کفار کو راہ عدم دیکھاتے تھے اور
حور و ملک و ریچہ فلک سے نظارہ اس جنگ کا کرتے تھے

شعر

بگفت چنین و مبدم جبرئیل
جوان چون علی تیغ چون ذوالفقار

یہ ہمارے ساتی سبیل
ندید و نہ بیند و گر روزگار

اسی گرمی ہنگام میں شہسوار معرکہ لافنا دیکھتا ز عرصہ گاہ ہل اتی چار بار گوریے
زمین پر آئے اور ہر بار ایک مرد خوش کردار نمودار ہو کر اٹھاتا تھا اور
خاک و خون رخ گلگون سے پونچھ کر کتا تھا کہ یا علی نصرت کرو رسول کے کہ
کفار و یب آئے جاتے ہیں فوراً آپ مشغول جنگ ہو جاتے تھے کشتوں سے پستہ
ہو جاتے تھے اور ساتھ برق ذوالفقار سے سر و کامیدان میں منہ پرستاتا
اور آخر تکیر سے صحرا اڑتا تھا وہ مکارا پس میں یہ گفتار کرتے تھے کہ کسے کے تن پر
سراسر زار میں باقی نہ رہیگا سوا سے خوار کے طرف کو ہمارے اون نابکار
کہ اے چار اٹھو سکا یہ شیر و نان تیغ خون چکان لیے ہوئے پاس زمان کے
آگہ بے ہونے

منصور و مصنف مراجعت کرنا شیر خدا کا اور عنایت و مہربانی
فرمانا محمد مصطفیٰ کا

جب رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو دیکھا تو گلے سے لگایا اور بوسے پیشانی کے
لیئے لگا اور فرمایا کہ یا علی کہ یا علی ثنا و تعریف تمہارے جبریل جانب رحیل
سے کرتے ہیں حضرت کے اس خوشخبر می سے رشک چہرہ مبارک پر جاری ہو
اور پائے نبی پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ جو عنایت خداے کریم کے اور پاس
عبد ذلیل کے ہوتی ہے بخیل حضور کے ہے اور یا رسول اللہ چار مرتبہ سبب
شدت مزب و عجب ہے کہ میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر رہا ہوں ایک مرد
غیب سے آکر بازو پکڑ کر اوٹھاتا تھا اور مجھ کو فوت زیادہ ہو جاتے تھے پھر میں
سوار ہو کر مشغول کارزار ہوتا تھا نبی نے فرمایا کہ پیچا تے یا علی او نکو جاب
کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے ہیں مگر بصورت و کے پیشانی نورانی تھی رسول
نے فرمایا کہ وہ روح الامین جانب رب العالمین سے نکھانی کرتے تھے چنگ
پہر رشک چہرہ مبارک پر جاری ہوئے اور شکر الہی بجالائے اور سدہ ہوا
نوح اہل اسلام کے پاس رسول انام کے آکر پہنچ گئی اور لشکر کفار شمر
و خوار نزدیک اپنے سردار کے پہنچا

ش

ز غلبت باغند سرار پیش از ان شرم و شان کیش

لنگو کرنا ابو سفیان کا سپاہ اپنے سے

جب ہانگے ہوئے سپاہ ابو سفیان کے پہنچے تو ادسنے طعنہ سے کہا کرتے

جیت ہے اس نیر و کمان باندہ سے مور تو کھانکھا اچھا کام آتا ہے ایسے
فرصت کے وقت مقابلہ سے ایک بہادر کے چہ ہزار سوار بار بار ہلکے آئے اور
چہ ہونے کا اس بیان سے دل سپاہ قریش کے جویش میں آئی اور اڑھائی
کہ اگر بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ ہے نہیں دیکھا تو نے کہ آل سنہان ابن عوف
اور کیسی کیسی بہادر میدان جنگ میں کشتہ ہوئے ہیں اور کوئی بات کو شتر
اور جان دینے میں اور ٹانہ نہیں رکھتے تو ہی نیر و کمان اور شمشیر چمکاتا
پتا نام پہلوان نہیں رکھلی گویا ہیکو شہم و مار نہیں ہے علی کے مقابلہ میں
جیسا کہ فرخ جنگ تو کہ یہ جواب دندان شکن شکر شرمندگی سے چپ ہو گیا
انارکی خائف کا بیچ میدان سے اور طلب کرنا واسطے جنگ کے
رسول خدا کو اور قتل جوں ملو کا

اور سوقت انی خلف نہ ایسے سنہان سے کہ کہ قسم کما ہوں سے میں باقی ہوں
اب واسطے اور کرنے اپنے قسم کہ تھا ہارا ہوں نہیں اور مقابلہ پر اپنے رسول
خدا کو طلب کر دو گاؤں پکھون کہ آپ دو دیر مقابلہ آئے ہیں یا اور کہیک واسطے
جنگ کے بیچے ہیں اگر تھا آئیے گا کہ کب نہیں امان پائیے کہ نہ لکڑا کر سے پر ہوا
ہوا اور سامنے اگر کیا کہ اسے دھڑا ہوا خاص تھا را طلب گام ہوں اصحاب نے
اور کو بیباک آئے دیکھ کہ چاہا کہ ہم ہائے حضرت نے منع فرمایا اور آپ جنگ
کو گھوڑا اٹھرایا اور سخاں نہ پیر کہ ہاتھ سے ملے اور اوپر ہاتھ تیر شہا
پہنکر داریں گردن اور سکی جیل سے کی لیکیں تمام بدن میں اور کھلے آگ سے
لگے نہیں مارتا ہوا اپنے لشکر کے جانب بہا کا اور ہاتھ بسا ہلی زمین پر

رہنے لگا شہ کین نے دیکھا کہ اے نامور ظاہر مین تو کوئی زخم نہیں ہے
 نہ گردن چمکی ہے اتنی میقاری کیوں کرتا ہو رو کر کہنے لگا کہ زخم ظاہر ہے تو
 نہیں ہے مگر سب رگ و پے آگ لگی ہے تین دن تک شور مچاتا رہا چوتھی
 دن جنم مین گیا

مشہور ہونا خیر شہادت حضرت کا مدینہ مین اور بیقراری و ہانکے
 رہنے والوں کے

شعر

رسول خدا شد میدان شہید | ادا از آن حال گشتن مانا امید

جب اشقیانے رسول خدا کو گمیر لیا تھا اور ابلیس نے آواز دی تھی کہ رسول
 خدا شہید ہوئے اور اصحاب جنگ سے بہاگ کر مدینہ کو گئی تھی یہ خبر خانہ بجانہ
 مشہور ہوئے وہ انصار کہ جو نگہبانی مکان کو چھوڑ آئے تھے وہ سہ سہیلہ
 ہو کر دروازہ پر حضرت خیر النساء کے جمع ہوئے

ذکر روانہ ہونے انس انصار مین کا مدینہ سے طرف اُحد کے

انس اس خبر سے جانب کوہ اُحد کے بچشم گریان دل بریان جلی جاتی تھی
 اشنا سے راہ مین دیکھا کہ عمر ساتھ بہت سے آدمیوں کے ایک مقام پر بیٹھیں
 اور نہونے خیر البشر کے پہنچی اور سننے ہی بیان کیا اور سوقت اور نہونے اُرد
 ہو کر کہا کہ اگر یہ بات راست ہے تو تمکو اور سب مسلمانو کو کفار کے ہاتھ سے لان
 نہ لے گے اور تو دعویٰ بڑا رفاقت کا کرتا تھا یہ جیسے ویوفا نہ تھے ظہور مین
 آئے کہ حضرت کو چھوڑ کر تنہا بہاگ آیا اور سسٹ اعتقاد نے کہ جو ابنہ دنیا

سید کا لایہ وہاں سے روانہ ہو کر جب دانان کوہ میں پہنچے تو رسول خدا کو سلام
باکرامت پایا چہرہ او کا خوشی سے مانند گل ترکے تازہ ہو گیا اور شکر خدا بجا آوا
پیشیر خدا کو دیکھا کہ تنہا کار میں مصروف ہیں بیابانہ کوڑا بڑا ملا تھا
میں سے میدان میں جنگ کرنے لگے اور بہت مشرکین داخل جنگ ہوئے
اور آپ بھی اسی زخم کھاکے زمین پر گرے اور روح او کی طرف فروکش ہو گئی

روانہ ہونا حضرت خیر النساء کا حالات (سید بن) چاشبہ احمد
خیر خیریت حضرت کے پانا

خیر النساء یہ حال سن کر گریان و نالہ کنان معہ چند زبان عدینہ کے طرف
احد کے چلین اٹھائے راہ میں ہندہ اپنے کشتہ لگاوا و شتر و غیرہ لکھے ہوئے
طرف مدینہ کے لاتے تھے جب نزدیک بنارس سیدہ کے پہنچے تو اس نے لکھا
کہ آپ روتے کیوں ہیں سیدہ نے جو خبر سنی تھی وہ سب کہی ہندہ نے
عرض کیا کہ خاک او کے مونہ میں جو ایسی جھوٹ خبر بیان کرتے ہیں حضرت
خیر البشر صبح و سلامت میدان کارزار میں موجود ہیں اور چند افرین آپ کے
شوہر پر کہ رسول خدا انکے کے کو اس وقت تک آنے نہیں دیا اور
بہت سے کافرون کو زیر تیغ کیا اور کر رہے ہیں آپ اپنے خوف اپنے والد
بزرگ و ارباب اس تشریف لیجائے سیدہ نے پوچھا کہ اونٹ پر کیا ہے
اوس شیر زن نے کہا کہ تین لاشیں بہائی اور شوہر اور بیٹے کے اپنے
میدان سے لاتے ہوں اور خوش نصیب اون لوگوں کے کہ جو او پر
دین کے تصدیق ہوئے غارتوں جنت سے او سپر افرین کے اور بخیر

سُن کر جانبِ رسولِ زندہ مہدین لیکن دلِ دندانِ مبارک کے ٹوٹنے
سے بولی رکتے تھیں

شعر

چو پروانہ آمد بسوئے دیدن ہمیں خواست تا گردِ دُش گردِ سر
حبِ وقتِ سانے رسولِ خدا کے پوچھین حضرت نے دیکھتے ہی اپنے پارہ جگر کو
دوڑ کر آغوشِ دین لیا اور رونے لگے فرمایا کہ شکرِ خدا بجالانا چاہئے
کہ جھکوتے زندہ پایا

شعر

کہ قلمِ شہید و شہادتے ۛ مرا زندہ از فضلِ او بافتے
اوس وقتِ سیدہ نے پانی طلب کیا واسطے دہانے روئے پاکِ رسول
مقبول کے توجیبِ ابیرِ سپرین بہر لائی سیدہ نے روئے پاک سے
خون دھویا اور ریشِ مبارک کو صاف کیا بعد اسکے حضرت نے
جنابِ سیدہ کو طرفِ دولتِ سرا کے رخصت کیا اور خود حجِ انصار
میں تشریف فرما ہوئے دیکھا کہ وہ سب شہرِ مندی سے سہرہ گائے
ہوئے اور عندِ خماہ بہن

اب ذکرِ وعدہ کرنے ابو سفیان کا واسطے جنگ کے سال
آئندہ میں

راوی کہتا ہے کہ میدانِ جنگ سے سالارِ دینِ رحمۃِ انصار راو پر پہاڑ کے
گئے سفیان نے میدانِ خالی دیکھا ہر طرف نگاہ کرتا تھا جب لاشیں

شہدا کو دیکھا تو غم لڑائی بدرگادلی سے بھولا اور فل مچایا کہ اعلیٰ الہی ہے
 جسے مدد ہمارے کی حضرت نے اصحاب کو حکم دیا کہ تم کو اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے
 عمر نے آواز دی اور کہا کہ یہی رسم و راہ لڑائی کے ہے گہنی ضعف اور
 کہنی قوت ہوتی ہے کہ ایک نے اصحاب و یمن سے اور آواز دی کہ ابو بکر
 کیا تو اس لڑائی پر ناز کرتا ہے نہیں دیکھتا تو نے کہ ایک دیر سے کیا حال
 تمہارا ہے بوجہ کہ بہاگ کر دامن کوہ میں قرار لیا اب رسول مختار واسطے
 ایک مصلحت کے اوپر ایک پہاڑ کے آئے ہیں اور میدان تو نے خالی پایا یہ شکر
 ابوسفیان نے کہا کہ اب نہ ہم لوگوں میں تو ناٹائی جنگ کی ہے اور تم لوگ
 بنی خستہ پریشان ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ سال آئندہ میدان بدر میں ہمارا
 تمہارے مقابلہ ہو گا یہ اقرار اس کا حضرت نے منظور کیا فوراً وہ مع اپنے ہمراہ
 طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا

ذکر جانے ابوسفیان کا اور دفن کرنا رسول کا شہیدوں کو

میدان قتال میں

شعر

نظر کرد و در مشہد مسلمان

حبیب خدا سید المرسلین

حبیب خدا نے جب نظر کرد و مسلمان پر کی تو حیرت و تادار کو نہ دیکھا علی مرتضیٰ
 سے فرمایا کہ ہر چار طرف جستجو اذکی کر و جب شیر خدا نے لاشہ اذکا دیکھا
 گریان ہو کر خدمت حضرت میں آکر حال اذکا عرض کیا فوراً رسول خدا علیہ
 اذکی پر گئے اور بہت روتے اور فرمایا کہ سب شہدا کی لاشے جمع کرو لکھا

کہ سب شہر لاشین جمع ہوئیں حضرت نے نماز پڑھ کر بغیر غسل و فن کیا اور
 خود صبح انصار اپنے شہر کو روانہ ہوئے جب شہر میں پہنچے تو ہر مکان سے آواز
 گریہ و بکا کی آتی تھی جب مکان حضرت امیر حمزہ پر پہنچے تو دروازہ بند پایا اور
 کوئی رونے والا نہ دیکھا حضرت بہت روئے جب اپنی مکانوں میں گئے تو معاذ
 نامدار نے اپنے عورتوں کو واسطے ماتم داری کے مکان حضرت امیر حمزہ پر بھیجا
 مہر تو سب انصاروں کے عورتیں آئیں اور نالہ و شیون بلند ہوا یہاں تک
 کہ رسول خدا خواب سے بیدار ہو گئے اور پوچھا کہ یہ گریہ و زاری کہاں ہو چکی
 لوگوں نے عرض کیا کہ سب انصار دین کے عورتیں حمزہ نامدار کی ماتم دین
 گریہ و زاری کر رہی ہیں حضرت نے اونکی واسطے دعا فرمائی

شعر

نبرد احد شد در اینجا تمام کنون بیشتر میگذاریم گام بہ

نادم ہونا کفار کا اپنے پہرے سے اور پہرا دہ کرنا مدینہ اور
 صفوان کا منع کرنا

شعر

چنین گفت راوی کاہل ستم جو گشتند را بے بسوئے حرم

راوی کہتا ہے کہ جب کفار طرف حرم کے جاتے تھے ایک منزل میں پہن
 کہنے لگے کہ کیا نادانی ہے ہوسے جو اس قدر روپیہ خرچ کیا اور ایسا موقع پر
 جنگ کو موقع اور پر سال آئندہ کے رکھا دوبارہ ایسی سپاہ بھجوانا
 نہایت دشوار ہوگا سب سے زیادہ فکر مستعد ہو کہ پہن جنگ دوبارہ

صفوان جو کہ ہوشیار تھا اوس نے کہا کہ کیوں رنج کرتے ہو اس بات
 کہ مومنہ سے نہ لگا لو اس وقت سے زیادہ کونسا وقت ہوگا کہ محمدؐ تنہا
 رہ گئے تھے اور فقط علیؑ اکیلے اڑتے تھے تم سب عاجز ہو کر ہباگ
 گئے ابنوا انصار ہباگے ہوئے پہر سب جمع ہو گئے ہیں وہ شرمندگی سے
 جان دینے میں اب کمی ندرنگیے تدبیر تم لوگوں کے خلاف قتل ہے ۴

شبہ وار ہونا رسول خدا کا ایذا دہ مشہد کین سے
 اور بیسجا انصار دین کا واسطے مقابلہ کے اور قرار
 کرنا اونکا

بیت

کہ افتادہ اعدائے دین را بر سر
 او کر بارہ سولائے آشوب ہاشر

رسول خدا کو معلوم ہوا کہ مشہد کین طرف سرب کے آئے ہیں حضرت بنے
 منادی کر اذی کہ سب اصحاب دین گھوڑوں پر زین رکھ کر واسطے
 جنگ مشہد کین کے موافق حکم رب العالمین کے چلیں اور جو لوگ اول طرائق
 میں تھے وہ ہی ہوں پس زخمیوں کو یہی خبر ہوئی اسی حالت زخم ایل
 کمر این باندہ کر آگے رسول مقبول کے کھڑے ہوئے پس حضرت معاذ
 را نہ طرف کفار کے ہوئے یہ خبر کفار سن کر پتہ رار ہوئے اور یہ
 فوج کو لیکر طرف حرم کے فرار کیا رسول خدا نے راہ میں یہ خبر سن کر
 شکر خدا ادا کیا اور معاذ اصحاب طرف اپنے شہر کے مراجعت فرماۓ
 و کر واقعہ سال چہارم اور عتج پانا اصحاب دین کا

شہر

سرایم بہت انجہ سپنہ کیوہ | اہمال چہارم زہجرت مندو

روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا دولت مدین شریف رکھتے تھے کہ ناکھان پہن کر آئی کہ دو آدمیوں نے بے اسد سے کہ نام اونکا سلا اور طلوع ہے اونہونے ایک لشکر کثیر جمع کیا ہے اور ارادہ ہمارے شہر تافت لانے کا رکھتے ہن حضرت نے لشکر ابو سلمہ کو طلب فرمایا اور پانچ سو سوار ہمراہ کر کے حکم دیا کہ اوس شہر میں جہاں لشکر کین کا مجمع ہے پوشیدہ جا کر اوس جماعت کو پریشان کر دو جو مقابلہ برآوے اوسیکو قتل کرنا اور باقی جوئے اوسکو گرفتار کر لینا حسب الحکم رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے جب اوسر دشمن کے پہونچے تو ایک بار گئی گھوڑے اون پر ڈالے مشہد کین یک بیک فوج اہل دین دیکھ کر پریشان ہو گئے اور ثابت قدمی کر کے اور راہ فرار اختیار کی اہل دین بعد قتل و غارت کے غنیمت اور قیدیوں کو بکر خدمت سالار دین میں حاضر ہوئے حضرت نے خیمہ ج آفرین کر کے وہ اسبات بالیقین پر تقسیم کر دیا

بیت

غنیمت برصاحب بس بخش کر دے | برآورد ز اندیشہ ختم کر دے
 فکر حیلہ کرنے سفیان خالہ تاسے کا | اور کچھ محتاج نہ
 یا شخص کو اپنی قوم سے خدمت حضرت میں | اور لیا باء اجہم کا
 لکھا ہے کہ جب اہل بی دہ لشکر داخل ہوا | اور اطراف شہر میں اپنی فتح شہر کے

دور دور سے مژدہ دینے کو لوگ آتے تھے اور محسن عرم میں جمع ہو کر شہر
 کیا کرتے تھے اور انہیں سے سفیان خالذ کہ شیطان مجسم تھا اونے جو سنا کر طلوع علی
 ہاتھ سے اور دو بیٹے سلامہ کے عاصم کی تیغ سے مار گئے اور سلامہ نے کہا کہ جو
 کوئی عاصم کا سر لائیگا تو میں سواونٹ اوس کو دوں گا یہ ملعون طبع سے بتایا
 ہو کر فکر کرتا تھا کہ کس طرح سے عاصم کا سر کاٹنا وین آخر کار اوس مکان
 یہ تدبیر کی کہ ساتھ آدمی اپنی قوم کے چنگر شیرب میں ہیجا اور املن آدمیوں
 مکان عاصم کا تالاش کر کے اونے ملاقات کی اور کہا کہ ہم بتوں سے
 انکار رکھتے ہیں تم رسول مقبول کے پاس لیلو تاکہ ہم ایمان لائیں اور
 کوئی شخص ہمراہ ہمارے وہ کہ دین تناسب قوم کو معہ سردار ایمان بتائے
 غرض کہ وہ سات آدمی اس ارادہ مکان پر عاصم کے آئے اور اونکو پکارا
 اور اس طرح بیان کیا وہ ہمراہ اپنے لیکر خدمت مابکت سے بنی میں گئے
 سردار دین نے یہ حال سنکر عاصم کو حکم دیا کہ دس آدمی اہل دین سے
 اور اپنے ساتھ لے جاؤ

شعر

انہیہا کے عاصم نامدار

نبی داود ہمراہ شان وہ سوار

جانا عاصم کا معہ رفیقان اور ظاہر کرنا سفیان کا حیلہ کو

جب عاصم معہ ہمار ایمان کے قبلہ سفیان و خالذ تک پہنچے تو ایک اونہیں سے
 آگے بڑھ گیا ملعون خبر دی اور سننے اپنے قوم سے دو سوم و مرار کو حکم دیا کہ
 سلاح ہلایا ساتھ کر کے ہمراہ میرے چلو حسب حکم اوس مردود کے وہ ناواغ ہو کر ہمار

ہوئے اور اون و پنداروں کو گہرا تب و دو دیندار ایک پہاڑ کو اڑا کر آدھ
جنگ ہوئے مشبان ملعون نے کہا کہ اب تم ہتھیار اپنے دید کہ تم چند شخصوں سے
لیا ہوئے کامفت مارے جاو گے عاصم نے کہا کہ روئیدہ نجت مکار تو نامر حیل
جیتا ہے ہم لوگ اہل دین ہیں ہمارے خوف و ہراس نہیں بھگو خوف
چاہئے کہ تیرا مقام جہنم ہے

شعر

مرانیست پاکی نہ گشتہ شدن | کہ جام بود در بہشت عدن

جنگ عاصم ساتھ اہل ضلال کے اور شہید ہونا اور سر کو خالق اکبر کو سپرد کرنا
بجز جواب دینے کے عاصم نہ ادا کرنے تیر و کمان لیکر پہلے اوس شتی کو جو او کو غوثی کے
پاس لایا تھا ایسا تیر مارا کہ زمین پر وہ شریہ گر پڑا اسی طرح تیر سے اکثر بے پیر گرا
بے زکسر خالی ہوا تو نیزہ لیکر اوسے گروہ در آئے اور بہت سے آدمیوں کو خاک و
خون میں ڈال دیا اسی کثرت زخم سے عاصم جہنم لگا جو ہو گیا تھا یہی خانہ زنج زین پر اور دعا
کو پور و کار عالم میں تیر می راہ بین جان دے ہے تو میرے سر کو اپنے خائف میں رکھنا

ذکر جنگ کرنے رفقائے عاصم کا

جب عاصم دنیا سے گذر گئے تو ہر اہل یگانہ چہ آدمی تیغ بکف اوس گروہ نابکار پر اگر کسی
سے دو شخص ایک جیسے روئے زینت لوز کہنے پائی تھی کہ دستگیر کوئی اور باقی دلاور و جنگ بیا شہید

ارادہ کرنا شہر کین کا واسطے سر کاٹنے عاصم کے

پہراون لوگوں نے ارادہ کیا کہ عاصم کا سر کاٹ کر پاس سلاو کے بچلین
اور اوس سے سوانٹ لیوین جب یہ آگے بڑھا اور چاہا کہ سکاٹین

قدرت خدا سے کہی نہ نور غور وار ہوئی اور ادسنے نشیں مار نہ شروع
کیا یہاں تک کہ انکو اپنی جان بچانہ دشوار ہو گئی تب آپس میں مصلح کی کہ
وہ ہر صبر کرنا چاہئے انکو سر کاٹ لیوین گے حکم خدا سے پہلے سے
پانی ایسا جاری ہوا کہ تمام صحرا پر آب ہو گیا اور لاش عام کی اسی پانی میں
ہلکے اور یہ کف افسوس بکھر رہ گئے

حال حبیب اور زندی کے کہنے کا اور پہاڑ نے پانا اونکا +
جب سفیان و خالد ان اسیر و نکو لیکر بیت الحرام میں آیا تو انس لڑنے کو
اپنی فتح جانکر فخر کرتا تھا لیکن بوجہ نکلنے سر کے اور دیکھنے اونکو
نامرادی سے دل غمگین تھا تب ہی اسنے جلکریہ فکر کی کہ ان دونوں کو پیچ کر
پکڑ روپیہ لئے پٹانہ قریش کے ہاتھ فروخت کیا اوہونے ماہ حرام سمجھ کر
تامل کیا اور بہت سمجھایا کہ تم دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے پہر جاؤ اور
دین آبائی میں آؤ تو قتل سے امان پاؤ گے ورنہ بعد اس ماہ کے قتل کے جاؤ
جب وہ عہد گذر اتواں دو شخصوں میں سے ایک کو ترمیم پہانے کے
لائی اور اد نکو سر چند سمجھایا اوہونے جواب دیا کہ اگر ایک ایک ریزہ ہمارا جدا
کر دے گئے تو بھی ہم دین محمدی سے نہ پہر نیگے یہ کہہ کر وہ کھڑے نماز پڑھنے بعد
افراغ نماز ان مشرکین نے اد نکو پہانے دیدیا پہر سعادت مند سے
وہونے طرف آسمان کے سر اوٹھا کہ کہا کہ اس آنوہ میں کوئی ایسا نہیں ہے
سلام میرا میرے حبیب کو پہونچا دی یارب تو سلام میرا پہونچانا یہ کہتے تھے
یک شتی ز تیرہ اوپر سے انکو کے مارا اور وار پر کسچ دیا اسی طرح زید کو بھی بد قتل کا شہید کیا

خبر ہو چنانچہ حضرت روح الامینؑ کا جناب سید المرسلینؐ کو
احوال اصحاب دین سے

راوی کہتا ہے کہ جناب رسول خداؐ مسجد میں رونق افروز تھے کہ انکار و
ظاہر ہوئی اور حضرت نے فرمایا کہ سلام میرا ہی اوپر اُنکے ہو پھر اصحاب
فرمایا کہ جیسے اسدم پہاڑ سے پائی اور جبریلؑ حکم رب جلیل سے سلام کا
پاس میری لائی بن سبھون نے رحمت خدا اوپر اُنکے بھیجے +
بہینچا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا عبداللہ بن
انیس کو داسے لینے انتقام کے سفیان خلد سے
راوی کہتا ہے کہ جب سفیان خالد نے یہ دعا کی تو دل اوسکا خائف ہو کہ جناب
رسول خدا انتقام اسکا ضرور مجھ سے لوین گے اس خیال سے اوسنی ایک
شکر جمع کیا اور جب حضرت کو یہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت نے عبادت نامی مٹی کو
بلایا اور فرمایا کہ تم جا کر عاصم کا انتقام سفیان خالد سے لو اہو نے عرض کیا
کہ ہو جب ارشاد حضور کے فدوی اس وقت جانے پر مستعد ہی مگر عجیبو دلی
شناخت میں تامل ہے کوئی نشان اوسکا بتا دیجئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
جب تم اوسکو دیکھو گے تو شیطان یا داویگا اور اگر اجازت ہو تو کوئی کلمہ پر وقت
مقابلہ کے میں اوس سے کہوں حضرت نے اجازت دی یہ نہایت خوش فحوا
روانہ ہو دو بعد توڑی عرصہ کے اوس قبیلہ میں پہونچے اثنائی راہ میں
اوس شقی سے ملاقات ہوئی یہ اوس کے پاس گئے تو پیشانی کی نشان سے اوسکو
پچانا اور سامنے جا کر سلام کیا سفیان نے کہا کہ تو کون ہے میری آشناؤ نے

نہیں ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں ہوں قوم خزاہ سے ایک مرد سپاہی
 کہ رات دن جو یا سی جنگ رہتا ہوں اب کو جانتا ہوں میں سنا ہی کہ تو لڑائی
 جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے آمادہ ہے میں شوق جنگ میں تیری پہا
 آیا ہوں تا ہمراہ رکاب ہو کر دشمنوں سے لڑوں سفیان اس بیباکوں شکر نہایت
 خوش ہوا اور کہا مر جانا خوب ہو کہ تم آگئے یہ کمر ہمراہ اپنے لئے گیا اور
 بروز لطف و مہربانی زیادہ کرتا تھا اور جو کچھ کینہ دل میں جناب رسول خدا سے
 رکھتا تھا سب اس نے بیان کیا انہوں نے ہی لپٹا عہدہ جنگ جیسا چاہئے تھا کیا
 بیان کیا وہ نہایت اسے خوش رہتا تھا اور ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا اس پر
 چند ہی بسر کی ایک شب کو جو وہ سویا اور پاس بان بھی سب غافل ہوئی اور وقت
 انہوں نے ارادہ سرکاشنے کا کیا

ذکر سرکانٹے سفیان سے کاؤ لانا بخیر و سکا خدمت رسول خدا میں
 جس وقت سفیان غافل ہو کر سویا اور پاس بان بھی غافل ہوئی اور وقت
 عبد اللہ تلوار میاں سے لیکر اڑھے اور بالین پڑا و سکے آئی اور سر و سکا کا
 ماتہ میں لیا اور شبان شبانہ ہو کر نیچے ایک پہاڑ کے پہونچے وہاں ایک غار
 نہایت تنگ و تاریک آیا انہوں نے اس کو واسطے پناہ کے غنیمت جانا اور وہیں
 جا کر چپ سے بخوف قوم سفیان کے قدرت خدا سے اس غار کے منہ پر کڑی
 جالا لگا دیا اب یہاں سے حال سفیان کو لکھا جاتا ہے جب صبح ہوئی اور لوگ
 اپنے اپنے خواب گاہ سے اڑھے اور امیر سے مکان کو خالی پایا تو خواب گاہ میں
 اس کے جا کر دیکھا کہ تن میں پڑا ہے اور خونیں سب بستر تر رہی نو حرم و ماتم کرتے

تنگے سرتالاش تاتل میں طرف بیا بانگی چلے اور داہنے بائیں ڈبوئے ہتھے
 ہوئی غار پر پہنچے تو دیکھا کہ موہنہ پر غار کے جالا لگا ہے یہ دیکھ کر وہاں سے
 اپنے اپنے مکان کو پھری جب یہ سب لوگ چلے گئے اور شب ہوئی تو عبد اللہ
 غار سے نکل کر روانہ طرف یثرب کے ہوئی اس طر حے منزلیں طے کرتے
 ہوئی خدمت جناب رسول مقبولؐ میں حاضر ہو کر سرخس اور سکا زہر قدم
 حضرت کے ڈال دیا حضرت اوسکے سر کو دیکھ کر شکر خدا بجالائی اور عبد اللہ
 کو تحسین دآفرین کی

ذکر آنے بوبراء عامر کا خدمت سید لطیف میں اور طلب کرنا اصحاب کا
 واسطے ہدایت کرنے اسلام قوم اپنی کے اور بھیجا جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا مندر کو معہ شتر آدمیوں کے
 راوی کہتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ دولت سر میں مجمع اصحاب
 میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک شخص عجمی بوبراء نام بزرگ قوم بنی عامر کا سامنے
 حضرت کے حاضر ہو کر آداب بجالایا حضرت نے جواب سلام دیا اور سننے عرض کیا
 کہ اب رسول خدا بیشک ہیں مجھ کو یقین ہے لیکن خوشی میری یہ ہی کہ پہلے
 اپنی قوم کو اسلام قبول کراؤں اور خود بھی ایمان لاؤں امید دار اس بات کا
 ہوں کہ آپ مجھ ایک نامہ کے چند اصحاب میری ہمراہ بھیجے تاکہ اوس قوم کو
 ہدایت کریں پیغمبرؐ نے فرمایا کہ قوم تیری جمالت بہت رکھتے ہیں ایسا نہ کہ اصحاب
 میری اونکے ہاتھ سے رنج اور ہمدین اور سننے عرض کیا کہ تمہارا اور ہتھیار
 اوس قوم کا سردار ہے کسی طرح خلاف ہماری وہ قوم نہیں کر سکتی ہے پس

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نامہ لکھوایا اور منذر نامے اصحاب کو معہ ستر
 آرمیوں کے ہمراہ اوسکے روانہ کیا جب منذر نزدیک اوس قوم کے پہنچی بیت
 چو آمد بنزدیک آن حی ریان سالار پر سپید نام و نشان
 یہی منذر کا خرم کو پاس عامر کے اور شہید ہونا اونکا
 منذر نے اوس قوم سے پوچھا کہ سالار کا کیا نام ہے لوگوں نے دیا مکے کہا
 عامر نام ہے اور فلان مقام پر رہتا ہے خزام نامی ہمراہی اپنے کو منذر نے
 پاس عامر کے بھیجا و سنئے آئین اسلام سے اوسکو سلام کیا اور نامہ حضرت کا
 اوسکو دیا اور سنئے پڑھا تو دعوت اسلام دیکھ کر افر دختہ ہوا اور واسطے قتل
 کرنے نامہ ہر کے حکم دیا فوراً خزام قتل کئے گئے پھر اوس قوم کو جمع کیا
 تاکہ منذر کو معہ ہمراہیائے قتل کریں جواب میں اوس قوم نے کہا کہ اگر اسلام
 لانا تھو منظور تھا تو اپنی کا قتل کرنا کیا ضرورت تھی کہ مکہ دہ اپنے اپنے مکانوں کو
 چلے گئے پھر اپنے غریب و کمو جمع کیا اور اہل دین پر تاخت لایا اور وقت
 اہل دین آگاہ ہوئی اور سواری تیغ کینچے کے اور چار اندیکھا اور مشرکین سے
 کارزار میں مشغول ہوئی اور سب نے اور گاہ رہا لعالمین میں ہاتھ اٹھا کر دعا
 کہ سلام ہمارا جناب رسول مقبول کو تو ہی پہنچانے والا ہے بعد اسکے نے
 خوب جنگ کی اور ہنگہ کفار و اصل جہنم کے آخر کاریہ سب شہید راہ خدا میں ہوئے
 آگاہ ہونا عمر امیہ اور حاث طمہ کا اور بیان شہادت اہل دین
 سے اور شہید ہونا حارث کا اور رہا ہونا عمر اور امیہ کا
 قبل روئی کے دو آدمی ادنیٰ لیکر واسطے چرنے کے طرف صحرا کے گئے ہوئے

جب وہاں سے پری تو لشکر گاہ میں نلاطم دیکھا تب ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئی
 اور وہاں سے بغور دیکھا کہ انصار دین سب کام آچکے ہیں تب عمر نے حارث سے
 کہا کہ اب صلح یہ ہے کہ یثرب کو پر حلیں حارث نے جواب دیا کہ جناب رسول خدا کو
 کیا مونہ دیکھا دینگے یہ بعید مروت سے ہی کہ ہم اہی سباری جاوین اور ہم
 یثرب کو پر جاوین یہ کمر حارث اور عمرو کو کفار دین در آئی اور حارث
 بہت سے مشرکین کو جہنم میں پہونچا کر شہید ہوئی اور عمرو دستگیر ہوئے
 اور رہائی پانا عمر کا قید کفار اور روانہ ہونا طرف یثرب کے
 اور اتنا ہی راہ میں دو شخص بنی عامر کو قتل کرنا کہ بنی خلیفہ ظہیر بن عمرو
 جب عمر گرفتار ہو کر پاس مسودہ راہ رس قوم کے پہونچا اسنی حکم دیا کہ ہاتھ اسکو
 کھولہ داد کہہ کہ تو جا کر عبد مناف کے بیٹے سے کہدیے جو حال تو نے دیکھا ہے
 انھوں نے بہت خوش ہو کر کہا کہ میں اس آیت اب سمجھ گیا کہ ہر کوئی اللہ
 اور ہر کارادہ نکر گیا اس اقرار پر انکو رہا کیا یہ فوراً انکی نظروں سے غائب ہو گئے اور
 ہمارے اشارہ میں شبکو ایک منزل میں مقام کیا اتفاقاً دادمی قوم بنی عامر سے
 اسی جگہ پر آئے تھری اور پہلے جناب رسول سے امان اونکو دی گئی تھی ایتھا
 آگاہ ہنملہ انکو اونکو غافل پاکر دو نو کے سرکات کر لشکر خدا بجالایا کہ میں نے شتر
 آدمیوں کی خون کا عوض لیا لیکن قبل پہونچنے اسکے کے جبرئیل امین نے حسب حکم
 رب العالمین کے حضرت کو اس حال عامر سے آگاہ کیا حضرت نے عامر کو بد دعا کی
 کہ وہ طاعون سے ہلاک ہو کر جہنم میں پہونچا دوسری اور برائے نے ابی اس حدیث سے
 جان دی بعد اسکے عمر خدمت حضرت میں آکر پہونچے اور سب حال مفصل بیان

کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے اون دونوں آدمیوں کا حال شکر اس سے کر دیا ہو بہت
 چینی گفت رادی کہ ان کشمکشوں کے بوجھ سے شاہ دین و دہان
 انا حضرت سید عالم کا پاس یہودان بنی نظیر کے اور غدر
 کرنا کر دار عمر امتیہ سے اور عذر کرنا حضرت امیہ
 رادی کہتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اور چنانچہ اصحاب کے عند خدی
 کو پاس ہی اخطب کے کہ سردار یہودیوں کا تھا تشریف لیکے وہ استقبال کو آیا
 اور بہت تعظیم و تکریم سے اپنے مکان میں لے گیا اور عرض کیا کہ کیا سبب قدم بجز فرما گیا
 حضرت نے کہ وہ اس عمر کو بیان فرمایا اور کہا کہ خوں بہا جو تم تجویز کر دہ ہم دیوین تو
 اوسنی یہ عرض کیا کہ جو رائی آپکی ہو وہ بہتر ہے اور آپ میری مہمان ہیں دعوت
 میری قبول فرمائی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے قبول کیا اور ایک دیوار
 بلند اس کے مکان میں تھی اس کے سایہ میں رونق افروز ہوئی اور وہ واسطے سامان
 ضیافت کے باہر گیا اور اپنی قوم میں جا کر خبر دی کہ ایسا وقت پر ہاتھ نہ آدی گا
 اس واسطے کہ محمد خید انصار سے میری مکان میں نیچے ایک دیوار بلند کیے بیٹھیں
 تم میں سے کوئی زیر دست پہلوان ایک بڑا بہتر دیوار پر سے اُن کے سر پر پٹکدیا
 چنانچہ ان میں سے ایک برا پہلوان کہ نام اس کا ملام تھا اس نے ہی اخطب سے کہا
 کہ ری تیرے چہ نہیں اسوجہ سے کہ جبریل ان کو خبر دیوینا اور سوائی عہد اور
 پیمانے کرنے کے اور کچھ فائدہ ہوگا بلکہ رہنا شرب میں دشوار ہوگا لیکن ان سب
 ظالموں نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ایک بڑا بہتر دیوار کے لیجانے کا ارادہ کیا
 آگاہ کرنا خبر شیل کا جانب رب حلیل سے جناب رسول دین

اور باہر آنا حضرت کا اور حکم دنیا جلائی وطن کا یہودیوں کو
حضرت تنہا دوائے اپنے ملاکوردانہ ہوی اصحاب انتظار میں تھوڑی دیر وہاں
بیٹھے رہے جب عرصہ ہوا تو تنہا باہر علیہ السلام نے ہر ایسے کما کہ دریافت
کرنا چاہیے کہ حضرت کہاں ہیں غرض تلاش کرتے ہوئے مکان پر پہنچے
تو دیکھا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں سب صحابہ نے کیا کیا کر آپ کیون ان کیلئے چلے آئی
اور ہم لوگوں نے کچھ نہ پایا اسکا کیا باعث ہے حضرت نے اوسس راز کو بیان کیا
اور ایک صحابہ کو حکم دیا کہ تم ہوسائو نے پیام دو کہ میں صفائی سے خون ہوا
دنیکو تمہارے پاس گیا تھا اور تم نے خلاف عہد و پیمان کے میرے قتل کی تدبیر کی اور
ایک پتھر اور پر اوس بلند دیوار کے لجا کر چاہتے تھے کہ گرا دیں خیر اب دس روز سے
مملکت تمکو دیجاتی ہے کہ تم اپنی جان اور مال لیکر اس شہر سے نکل جاؤ اور اگر
اسمیں تامل کرو گے تو بعد دس روز کے خون اور مال تمہارا مسلمانوں پر حلال
ہو گا دیان یہودیوں نے بعد جانے حضرت خیر البشر کے کنانہ نے سردار اپنے
قوم سے کہا کہ محمد کیون جلدی چلے گئے وہ نہو نے کہا نہ سبکو کچھ خبر ہے اور تم کو
معلوم ہے کنانہ نے کہا کہ تم نے خلاف عہد جو کیا خدا نے او تکو اس بات کی خبر دی و
بیشک رسول میں اگرچہ ہم اولاد اسحاق سے چاہتے تھے کہ کوئی نبی ہو لیکن
مرضی خدا میں کیا اختیار ہے تم دشمنی سے دست بردار ہو ادن سیاہ دلوں نے
کہا کہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تورات سے با تہ او ٹھانیں اگر سب ہی کٹ جائیں تو کہہ
غم نہیں ہے کنانہ نے کہا کہ اب یقین ہے کہ تمکو جلا وطن کا ہو گا کہ اسنی
درمیان میں وہ اصحاب پیام لیکر آہو نچے سہوں نے یہ سنکر کہا کہ اچھا ہم دس

خالی کر دیونگے یہ ہو قبول ہے بس یہاں سے یہ اصحاب خدمت حضرت بن

پر کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضرت کا بیٹا نے منگو کیا

پیغام پہنچا عبد اللہ بن ابی کا پاس یہودیونگے اور سرکشی

کرنا یہودیونگے حکم رسول سے اور استیصال کرنا اذکار اشعار

ولی آنکہ عبد اللہ بن ابی گزین پیشتر نیر شدہ ذکر دی

زلفنی کہ بود پیش خیر اللہ نام فرستاد نزد یهودان پیام

عبد اللہ بن ابی کہ ہمیشہ حضرت سے عناد و دشمنی رکھتا تھا اوستے یہودیونے

کہلا بیجا کہ تم ہرگز اس حکم کو رسول کے نانا اور مکان میں نہیں بیٹھے رہو نیک

دو ہزار آدمیوں نے تمہاری لگ کر دنگا جب حمی بن اخطب نے یہ پیام سنا خوشی

چہرہ اساسخ ہو گیا اور اس لگ پر مغرور ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ سے کہلا بیجا کہ ہو علانی وطن کرنا دشوا ہے آپسے جو کچھ ہو سکے

وہ ہماری واسطے کیجئے جناب رسول مقبول نے نعرہ نکیر بلند کیا اور انصار کہ

حکم لڑائی کا دیا اور جواب میں ارشاد فرمایا کہ اوس کے کناہم عقرب آئے ہیں

تم پھوٹیاں نہ رہو بس یہ سنکر وہ گیا اور اونسے یہ جمل بیان کیا پہلے دروازہ

خوف سے قلعہ کا بند کیا اور برجہ پتر قلعہ کے تیر و کان دہتر لیکر آنا وہ جنگ سے

اسطرف سے جناب رسول خدا ساتھ سپاہ اپنی کے روانہ ہو کر قریب شام غمی قلعہ کے پہنچے

ذکر محاصرہ کرنے قلعہ کا اور فتح کر کے غنیمت تقسیم کرنا اہل اسلام کو

جب نزدیک قلعہ کے پہنچے تو اصحاب نے پہلے خیمہ حضرت کا استادہ کیا حضرت نے

اوسین رونق فرمایا کہ جناب امیر کو حکم دیا کہ ہر چار طرف سے قلعہ کو گھیر لو یہودیونے

اوپر سے تیر اور پھر برسا نا شروع کئے کہ ٹرنا ادا سکے نیچے دشوار تھا غار انا
ایک یہودی تھا کہ تیرا دسکا پانچ سو قدم پر کام کرتا تھا اوسنی حضرت کو خیمہ پہ
تیرا نا شروع کئے اصحاب نے یہ دیکھ کر خیمہ حضرت کا اور مقام پر برپا کیا
جب نماز عشا کا وقت آیا تو دلیران دین نے ساتھ جناب حتم المرسلین کے قلعہ کو
چوڑ کر نماز جماعت ادا کی بعد فراغ نماز کے پھر اسی طرح سے قلعہ کو گیر لیا
پوشیدہ ہونا جناب حیدر کراڑ کا عین کارزار جنگ میں اور
ہٹا گئے ہوئے جنگ احد سے ایک شخص نے جناب رسول
خدا کو یہ خبر دی اور فوراً حضرت امیر مودار ہوئے بیت
شفیدم کہ شیر خدا زان میان یکایک شد از چشم مردم نہان

جب جناب حیدر کراڑ میدان کارزار میں نظر انصار سے نہان ہوئی ایک نے
ہلکے ہوئے احد سے مثل اپنے سمجھ کے بطور شکایت جناب رسول خدا سے
بیان کیا عرصہ ہوا ہے کہ حملے لشکر سے غائب ہو گئے ہیں ہر چند تلاش کیا
بتہ کہیں نہیں لکھا حضرت نے فرمایا خاطر جمع رکھو علی میدان جنگ ہو بیٹی کو
نگ جاننے میں کوئی اور ضرورت میں ہونگے اس ماہین دیکھا کہ وہ شیر پیشہ
دلاوری اور معرکہ آزمائی عرصہ بہاوری ایک سرخون آلودہ اپنے پنجہ خونگامین
لے ہوئی خدمت بابرکت جناب رسالت مآب میں تشریف لائی حضرت نے فعال
پوچھا عرض کیا کہ یہ وہ شقی ہے جو تیر خیمہ جناب پر لگاتا تھا اور اپنی زور و بازو
پر نماز رکھتا تھا جب تاریکی شب زیادہ ہوئی مجھ کو خیال آیا کہ شقی اپنی قوت پہ
غار انا ہو کر شاید باہر نکل آوی میں قریب دروازہ حصار کے گیا دیکھا کہ

اوس وقت یہ گمراہ ثو آدمی اور اپنے ہمراہ لیکر باہر قلعہ کے آیا میں نے پچان کے
ایک ہی حملہ میں سسر کا کاٹ لیا اور ہمراہیوں کا تعاقب نہیں کیا اب اگر حکم ہو
تو اونکو بھی جا کر زیر تیغ کروں جناب رسول خدا یہ شکرت خوش ہو
اور آئہ آدمی جزار ساتھ علیٰ نادار کے مقرر فرما کے روانہ کیا جب مردان
دین تلوار میں کینچے ہوئے اونکے سر و سر پہونچے اون تیرہ بختونکو نہ یارائی
ستیز اور نہ پاسے گریز باقی رہا سر حوالہ شمشیر تیز کے کیا دلیران دین بعد
کاٹنے سر ہائی مشرکین کے حاضر ہوئی حضرت شکرت خدا بجالائی اور حکم دیا
کہ ان سر و دختون بلند میں لٹکا دو تاکہ یہودی اپنی مددگاروں کا
حال دیکھیں موافق حکم کے ہر ایک درخت میں ایک ایک سر لٹکا دیا جب
صبح ہوئی یہودیوں نے سامنے سے جو سر لٹکے ہوئے دیکھے کہہ میں
خون او تر آیا تیرا در پتھر او پر سے مارنے لگے اس سطر جسے کئی روز امید میں
ابن امی کی ملک لانی میں گذری بت

نیاری وہی ازوی آمد پدید نسودانہ قریطہ نہ عطفان رسید

عاجزی کرنا یہودی ابن نظیر کا اور معاف کرنا حضرت کا
خون مشرکین کو اور احراج کرنا اونکا شرب سے
جب موسائی ملک گئے سے نا امید ہوئے اپنے کردار بد سے پشیمان ہوئے
پاس جناب پیغمبر خدا کے عذر خواہ امی اور کہا کہ ہم نے جہالت اور حماقت
سے حکم اچکا نہ مانا ویسی سزا کو پہونچے اب آپ اپنی مہربانی اور عنایت سے
جان اور مال ہمارا بخشے اور جہان ارشاد کیجئے وہاں چلے جاوین

جب یہ پیام حضرت خیرالائمانؑ نے سنا تو فرمایا کہ عوض میں اس نافرمان کے قتل و غارت کرنا چاہئے تھا لیکن خیراب جو عاجزی کرتے ہیں ان کے کرم کے قتل و قمع سے آزاد کیا مینے ہتیار اور جو کچھ اسباب اور ہتھیار ہو سکے لہذا دین اس شرط کو اگر منظور کریں تو قلعہ سے باہر آویں وہ شخص حضرت سے جواب لیکر پاس یہودیوں تکے گیا اور یہ سب حال بیان کیا تب وہ آپسین صلاح کرنے لگے آخر کار چار و ناچار ان شرط کو اختیار کیا لکھا ہے کہ چہ نحو آؤنٹ مال و اسباب کے بار کر کے باہر قلعہ کے باحال تباہ کل کر یاہ مسافرت کی اختیار کی کوئی کردہ خیر کو اور کوئی شام کو چلا گیا جناب رسول خداؐ نے قلعہ میں تشریف فرما ہو کر مال اور زمین بزراعت و باغات ضبط کر کے اصحاب پر تقسیم کیا اور بھونچ و فیروزی کے اپنی دولت سر اکبر اجیت فرمائی

ذکر جانے حضرت کا طرف بدر کے موافق وعدہ اشقیاء کے اور نہ آنا اؤ نکا اور واپس آنا حضرت کی رادی کتاب ہے کہ اُحدین سفیان نے کہا تھا کہ سال آئندہ میرا جنگ ہوگی اور حضرت نے بھی اس وعدہ کو قبول فرمایا تھا بیست چوبیس گام آن وعدہ آمد فرماں بفرمات شکر رزم ساز

سب وعدہ شکر آراستہ کر کے علم لٹا پتیرہ دو عالم کو عنایت فرمایا کہ ہوا ہوئی جب مقام بدر میں پہنچے تو خیمہ حضرت کا برپا ہوا اور جس سے انتظار کیا کہ طارون کے آنے کا لکھا ہے کہ سفیان کے ساتھ دو ہزار آدمی

کعبہ شریف سے دو منزل آگے آئے تھے کہ افتران قریش نے آپسین کہا
 کہ اچھے سال گرانے بہت ہے اور سامان جنگ کچھ نہیا نہیں ہوا ہے اسوقت
 لڑائی ہمسے تو سکے گی اسال موقوف رکھنا دلی ہے یہ صلاح کر کے اپنے
 مکان کو پر گئے جت خیر حضرت کو پہونچی تو آپ ہی وہاں سے روانہ ہو کر دلت سر کو تشریف لگئے
 ذکر واقعہ سال تحم کا ہجرت سے اویسان جنگ و قلعہ الجندل قلعہ سرحدوم کا
 ایک حصار بت مستحکم سرحدوم پر اشقیانے تیار کیا ہے اس ارادہ سے کہ جناب
 رسول خدا پر تاخت لا دیں یہ خبر حضرت خیر البشر نے سنکر حکم دیا کہ اہل دین
 واسطے جنگ اوں مشگین کے کمر باغین ایک لشکر جبار تیار کر کے رات کو رات
 طے کرتے ہوئی قریب قلعہ کے پہونچے اور خبرداروں نے عرض کیا کہ او شتر
 اور کاغی اور گوسفند اس جنگل میں کہ جہ چراگاہ اذکا ہے اگر آپ حکم فرما دیں تو ہم
 اذکو کمر کر لے آویں جناب رسول مختار نے اصحاب سے اشارہ کیا کہ مواشی کو اذ
 فرما موافق حکم کے دلیران دین مواشی مشگین کو گھیر کر معہ ایک پاسانکے
 رو برد لائی جناب سید خیر البشر نے اوس قہدیسے پوچھا کہ کفار کس قدر قلعہ میں
 جمع ہیں اذ کوں صورتے اوستوار کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ کفار نے جسوقت
 آمد لشکر حضرت کی سنی ہے قلعہ چوڑ کر طرف صوا کے بے سرد سامان ہاگ گہریں
 حضرت یہ حال سنکر شکر خدا بجالائی اور اصحاب دین کو حکم دیا کہ مال و سامان
 مشگین کا سب ایک جگہ جمع کریں موافق حکم کے سب سباب جمع ہوا اور حضرت
 چند ہی مقیم ہے اور اذ سباب اصحاب کو تقسیم فرما کر دلت سر کو تشریف فرما ہوئے
 پہونچنا خبر نبی مطلق کا اور ہیمنابریدہ کو حضرت خیر البشر

واسطے دریافت کرنے اس خبر کے

بعد چند روز کے خبر آئی کہ ایک دلیر حارث نام بسبب غرور کے فکر خام سے سراخجام لشکر کا کر رہا ہے تاکہ شہر جناب رسول انام پر تاخت لائی جناب رسول خدا نے بریدہ نامی اصحاب کو طلب فرما کر ارشاد کیا کہ تو اس قوم میں جا کر مثل شیر اور شکر کے لمبا اور حال اونکا دریافت کر بریدہ رخصت ہو کر چند روز میں اس گروہ میں جا پہنچے سالار سے ملاقات کیے اور سنی پوچھا کہ تم کون ہو اور کہا نے آئی ہو کچھ محمد سے ہی خبر رکھتے ہو بریدہ نے جواب دیا کہ مجھے کیا واسطہ محمد سے میں تو محبت صنم میں مبتلا ہوں اور میں تو ارادہ محمد سے جنگ کا رکھتا ہوں واسطے شراکت تیر کیے آیا ہوں یہ سنکر حارث بہت خوش ہوا اور اپنے پاس مہربانی سے بٹھایا اور سب حال کہہ سنایا بریدہ نے کہا کہ میں تمنا اس ارادہ پر نہیں آیا ہوں بلکہ ایک نامور معہ اپنی قوم کے ہمراہ میرے آئی گا اور میں ہر قبیلہ سے دوستی بہت رکھتا ہوں سپاہ گریان فراہم کر کے پاس تیری آؤنگا حارث یہ بات سنکر بہت خندان ہوا اور کہا کہ جلد جا کر تم اسکا سر انجام کر دے بریدہ نے کہا کہ تم تیاری کر کے چلو میں اثنائی راہ میں لمبا دن گا یہ اس سے کہہ کر روانہ طرف یشرب کے ہوئے خبر لا تا بریدہ کا اور گرفتار ہونا ایک جاسوس کا اثنائی راہ میں بریدہ جب پاس جناب رسول خدا کے حاضر ہوئی تو سب ہانکا حال بیان کیا حضرت نے اصحاب کو حکم دیا کہ سامان جنگ جہیا کر کے آمادہ سفر ہوں دوسری دن علی الصبح انصار دین سامنے حضرت ختم المرسلین کے

کمر بستہ حاضر ہوئی اور ناقہ خاص سوار یکا ہی حاضر ہوا و نشان فوج کے
 مرتب کر کے ایک جناب امیر علیہ السلام کو دیا اور دوسرا سعد عبادہ کو عنایت
 فرمایا اور عمر کو مع ایک گروہ انصار کے آگے لشکر کے چلنے کا حکم دیا اور ابو سلمہ
 ساتھ ایک گروہ کے جانب دست راست اور عکاشہ مع ایک گروہ جانب چپ
 اسطرح سے لشکر کو آراستہ کر کے روانہ ہوئی جب قریب بنی مصطلق کے
 پہنچے تو راہ میں ایک اعرابی کو ہمارا ہیمن عمر سے ایک شخص نے دیکھا کہ
 دیوانہ کے مانند دہنے اور بائیں لشکر کو دیکھتا چلا آتا ہے اوس مرد
 دین دار نے لشکر کے باہر گھوڑا دوڑا کر پاس اوسکے آیا اور اوسکو
 گرفتار کر کے پاس عمر کے لایا اوس قیدی سے عمر نے پوچھا کہ تو کون ہے
 اور یہاں تیرا کیا کام ہے اور کہا نہ آیا ہے اور کہا انکو جا دیگا اوسنے
 جواب میں باتیں بے ربط دیوانہ کے مانند کہیں عمر نے غصہ سے قبضہ پر آ
 رکھا اور کہا کہ سچ کہو اور نہیں تو قسم ہے خدائی عظیم اور رسول کریم کی
 کہ تیری تین اس تیغ بیدریغ سے دو نیم گردنگا قیدی بیچارہ خوفِ نیم
 سے کانپنے لگا اور صداقت سے کہنے لگا کہ میں فرستادہ حاشاکا ہوں
 تاکہ حال لشکر ظفر پیکر کا دریافت کروں کہ کس قدر پیادہ دئی اور سوار ہیں جبکہ
 یہ حکایت سنی پاس جناب رسول خدا کے لیکر حاضر ہوا حضرت خیر البشر نے
 سب حال اوس سے پوچھا وہی سب حال اونی بیان کیا حضرت نے دعوتِ اسلام
 طلب فرمائی اوس جاہل نے راہ غیرت اور ہمت سے پائانکو قبول نہ کیا اسوقت
 حضرت نے عمر کو حکم دیا کہ تم گردن اسکی تنہ جد کر دو موافق فرمان میرا

ایک تلوار ایسی لگائی کہ سرادسکا بدن سے جدا ہو گیا یہ خبر اوسس گروہ جنگ
 پر وہ کو جو پہونچی کہ جاسوسس مانا گیا ایسا رعب دلوں پر چایا کہ سوائے
 گردن کی طرف ہاگنے کے کچھ نہ بن آیا اونکو
 ذکر جنگ کرنے اہل اسلام کا ساتھ بنی مطلق کے
 اور فتح یاب ہونا شیران دین کا ***
 دوسری دن جب لشکر قریب جا پہونچا تو اعدائی دین چار دنا چار سطلی
 جنگ کے ساتھ دھمائی ٹمکیں کے باہر قلعہ کے آئی اوسس قوم سو صفوں
 نامی بہادر نشان لیکر آگے صف کے سر رہا اور وقت حکم خدائی جان آفرین
 فوج ملائکہ میدان میں نمودار ہوئی جب کفار نے کثرت فوج خطر سوج کی صحرا میں
 دیکھی دل اندیش سے اونکے پانی ہو گئے شاہ دین نے عمر کو حکم دیا کہ آگے جا کر
 فوج مخالفین میں ندا کر کہ جو تم میں سے ایمان لاویگا تو جان و مال سے
 امان پاویگا عمر نے برہ کر یہ ندادی کفار نے انکار کیا عمر نے پھر حضرت سے
 یہ حال عرض کیا جناب رسول خدا نے حکم فرمایا کہ ایک بارگی دلیران دین اوپر
 مشرکین کے حملہ کریں پس بوجہ حکم شاہ دین کے بہادران ارجمند شہادت میں
 جنگ کرنے لگے عین ہنگامہ جنگ میں بوقباوہ نامی ایک اہل دین نے اپنی تین
 نشان بردار مشرکین تک پہونچایا اور ایسی تلوار لگائی کہ سرادسکا زمین پر
 آریا جب علامہ اراغی اشار کا مارا گیا تو موند اون سبکے طرف فرار کے ہوئے
 انصار دین نے قدم آگے کو بڑھائی اور ولس آدمی مار کر زمین پر گر گئی پھر
 سب مشرکین ہاگ گئے اور اہل دین مل جل کر مرد و عورت جوان و پیر سب

دست گیر کر کے خدمت جناب رسالت اب علی اللہ علیہ قالہ میں حاضر لایا
 ذکر اسلام لانے پر ہر بنت حارث کا کہ سردار اپنے
 قوم بنی مصطلق کا تھا اور شرف ہونا زوجیت حضرت سے
 جناب رسول خدا نے وہ مال سب انصار پر تقسیم کیا اور دو دختر حارث ثابت نامی
 مرد و نیکار کے حصہ میں آئی ادنیٰ کہ تواسقدر روپیہ دی تو میں بچے
 آزاد کروں برہ روپیہ کے دینے میں عاجز ہو کر خدمت بابرکت حضرت میں
 حاضر ہوئی اور کہا کہ ثابت اسقدر روپیہ طلب کرتا ہے کہ سراسر انجام او کا مجھے
 نہیں ہو سکتا آپ حاجت روائی دو عالم میں یہ مشکل میری آسان کیجئے اور
 ذلت دخواستی کینیزی سے مجھ کو آزاد کرو دیجئے حضرت نے ارشاد فرمایا
 کہ تو نے جو اسلام اختیار کیا ہے اب غم نہ کھانا بت کو میں روپیہ دیکر مجھ کو
 آزاد کروادو گھا اور جو تو رہا مند ہو تو میں اپنی نکاح میں لاؤں یہ بات
 سنکر وہ نہایت خوش ہوئی اور عرض کیا کہ خوش نصیب میرے
 جو حضور کی کینیزوں میں داخل ہوں بس حضرت نے روپیہ نکالت کا
 ادا کیا اور اپنے عقد میں لائی اور نام جویریہ رکھا پھر جتنے اصحاب تھے
 ہر ایک نے اپنے اپنے قیدیوں کو بخیل پاس داری حضرت رسول
 مقبول نے آزاد کیا اور چندی بعد اصحاب دین عدلت میں اسلام لایا

جو بڑیہ کردار کرم نام او

مجھو عقد بستش آئین خویش

سرخ ارساندار شرفیہ

وز آن پس سوی بڑہ آور درو

فداور داور بکایین خویش

چرا داری و حرم داد جانی

آغاز داستان جنگ اجڑا اور جانا یہود یونکا خیر سے
 پاس ابوسفیان کے اور شکایت کرنا حضرت خیر الانام کی
 اور تسلی دینا اوسکا واسطے انتقام کے
 ایک گروہ نے یہودان خیر سے جا کر مالہ وزاری سے فریاد کی اور ہونے
 آپس میں مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ہم سب مل کر حرم میں پاس ابوسفیان کے
 کہ وہ بزرگ قوم کہے یہ ماجرا بیان کریں اور موافق صلاح اوسکی کے
 سامان جنگ کریں یہ صلاح کر کے ایک گروہ بلحا میں پاس ابوسفیان کے
 آیا اور کہا کہ محمد کے ہاتھ سے ایسے تنگ آئی ہیں کہ زندگی ہمکو دشوار ہے
 اور تمام قوم ہماری ادنیٰ نظر دینیں ذلیل و خوار ہے اور نہ سوائی
 تیری کوئی یاد دہندہ گار ہے پریشانی سے تنگ صحرا کوہ سار وطن ہے
 اوسے جواب میں کہا کہ جو عہد داد نکاہے اوسپر جان میری نثار ہی تم کچھ
 نہ دہنے کو زمانہ راحت و سرور کا عنقریب پہونچا ہے میں کعبہ شریف
 میں جا کر سواران قوم سے غزا کی قسم لیکر گردلال و کرد و تلو اب تیغ
 جنگ و جلال سے دہون گا
 جمع کرنا ابوسفیان کا بزرگان قریش کو کعبہ شریف میں

اور قسم کھانا انتقام لینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے بیت

چو سفیان مرا نقوم باجمع دید تخت آہ سپید از بگر بکشد

ابو سفیان نے بزرگان بظلم کو پیام پہنچایا کہ تم سب کعبہ میں جمع ہو مجھ کو کچھ راز بیان کرنا ہے جب سب جمع ہوئی اس نے موسائیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ محمد کے ہاتھ سے یہ تباہ و برباد ہو کر فریاد کو آئی میں اگر تم سب لوگ انکی مدد نہ کرے گے تو سال آئندہ ہمارا تمہارا ہی یہی حال ہو گا سبھوں نے کہا کہ ہم سب جمع ہو دیں جو راستہ تمہاری ہوگی وہ کریں گے ابو سفیان نے کہا چلے تم سب منہم کہاؤ سبھوں نے اپنے اپنے کپڑے اتار کر لات و غرا سے سینہ لگا کر قسم کھائی کہ ہم اس کا رزار سے جب تک کہ شرب کو خالی نہ کر لیں گے اس عہد و پیمان سے نہ پرینگے جب موسائیوں نے اس طرح آمادہ دیکھا نہایت خوش و خرم ہوئے

جانا یہودیوں کا صلاح ابو سفیان نے جانب قبائل کے جمع کرنا لشکر بشار کا واسطے جنگ کرنے کے حضرت سید ابراہیم سہون نے سفیان سے کہا کہ جب تک آپ سامان جنگ جیسا کہ مجھے ہم لشکر و زخم کر کے جلد آتے ہیں یہ کہہ کر طرف حمی عطفان کہ بزرگ قوم عقبہ نام تھا پاس اس کے جا کر حال عہد و پیمان کا بیان کیا اول یہ کہ سب اہل حرم مجھے آندہ ہند میں دوسری یہ کہ لات مجھے رازی ہونگے تیسرے ہنران حرم احسان مند ہونگے چوتھے بعد فتح کے غنیمت طرح طرح کے ہتھ آوی گے پانچویں سال ہر کا خرماتام خیبر کا تحکو دیونگے عتہ نے یہ سکر دام حرمین

مگر قتل ہو کر کنا او کا قبول کیا سہوں نے کہا کہ آپ تیار سی کیجئے تب تک
ہم اور قوم کو بھی آمادہ اور ہموار کریں یہ کھر سب قوم حتیٰ فیروزہ کی پاس
آئی کہ سردار اونکا حارت تھا بعد گفتگو بسیار کے او سکوبھی خرمی کا
لاچ دیکر راضی کیا اور وہاں سے قوم حمی آل اسد کے پاس گئے کہ افسر اوسکا
طلیحہ تھا او سکوبھی ایسے قول و قرار پر راضی کیا پر وہاں سے می کنا تین
گئی کہ سپہدار اوس قوم کا معبد نام تھا او سکوبھی اسطر سے ہموار کیا بیت
سپہار حمی بود معبد بنام کشیدند اور اہم آخر بدام
پہنچا سپاہ قبائل کا اور ملنا لشکر سفیان کا اور
آپس میں تہیمہ ہو کر روانہ ہونا طرف میثرب کے
بس یہ چار شخص افسران یہودی سے لشکر کران میا کر کے آگے آگے
لشکر کے عمر ابن عبدود ایک گز نہاتہ میں لئے ہوئے مانند فیل مست کے
چلا آتا تھا اور پیچھے اوسکے طلحہ باب عثمان کا کہ جنگ اُحد میں ہاتھ سے جناب شیر
مار کیا تھا اور قلب لشکر میں سفیان بڑی شان و سامان سے ساتھ فوج گرا
کے چلا آتا تھا اور ایک طرف سے سپاہ قبائل آپونچی اور دونوں طرف کے افسران
فوج بغل گیر ہوئی اور ایک میدان وسیع میں دوڑ تک خیمہ پائے اور سفیان نے
اپنے خیمہ میں موسائیوں کو جمع کر کے کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ کعبہ میں ایام حج میں
ادشتر قربانی کرتا ہوں اور ہوں کو زرق دیتا ہوں اور پیاسوں کو پانی
پلاتے ہیں ہم اور بتوں کو خدا جانتے ہیں اگر چہ اونکو اپنے ہاتھ سے تراشا ہے
اور محمد کہتے ہیں کہ خدا نہ ہاتھ رکھتا ہے نہ آنکھ نہ کان نہ کہا تا ہے نہ میتا ہے

اور سب کو زرق دینے والا بے حساب تھی اور نہ زمین پر ہے نہ آسمان پر اور
 تم بھی صاحب کتاب ہو تمہاری عقل میں بھی یہ بات آتی ہے ان دلائل سے
 نیا مذہب نکالا ہے اور ہلو گون زندہ کو شقی اور ہماری مرد و نکو و درخی
 کہتے ہیں جب ہم ان کے قریب میں نہ آئی تو بشر میں جا کر خبیث مفلسو کو تو قہم
 اور اوسل اپنے قریب میں لائی ہیں اور مال اور اسباب ہمارا حلال جانکر
 کراہ پر تاراج کی کے باندہی ہے اپنی اس بات پر یعنی عہد اپنے پر مضبوط ہو چاہے
 کہ جب تک محمدؐ ہاتھ نہ آویں تب تک کوئی اپنے مکان کو بخائی اس بات پر ہر
 قسمیہ ہوئی اور وہاں سے آگے کو بڑھے

متفق ہونا یہودیوں کا ساتھ کفار مکہ کی او آنا مقابلہ کو اہل اسلام کے
 جب آنا لشکر کا سرور دین نے سنا تو اہل اسلام کو پاس اپنے بلایا اور اس
 راز سے اطلاع دی اور فرمایا کہ سپاہ ادنکی دس ہزار سے زیادہ معلوم
 ہوتی ہے تمہاری صلاح کیا ہے کس طرح سے ان سے جنگ کر دے عبداللہ بن
 ابی نے عرض کیا کہ شہر سے توڑی دور پڑ چل کر خیمہ بربا کرنا چاہی تاکہ شہر
 اپنی پشت پر رہے سبھوں نے اس راہی کو پسند کیا حضرت نے مردان
 دین کو حکم دیا کہ مکر باندہ کر دامن سلح میں مقام کرین حسب حکم دین ان
 دین سامنے جناب ختم المرسلین کے مکر باندہ کر حاضر ہوئی اور حضرت
 خود ہی سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر روی زمین پر رونق افرا
 ہوئی اور عرف خیمہ گاہ کے اس طرح سے تشریف لیچے کہ آگے آگے جناب
 شاہ دلدل سوار اور داہنے بائیں اور نامدار حمید و کار قریب تین ہزار

الغبار منزل گاہ پر پہنچ کر خیمہ استادہ گردائی اور دیکھا کہ سامنے میدان
مہوار ہے اصحاب سوار شاو کیا کہ اس طرف بھی کچھ آؤ ہونا چاہئے تاکہ دشمن
دفعۃً حملہ نہ کر سکیں

ذکر کہو نے خندق کا گرد لشکر کے اور ظاہر ہونا
معجزہ کا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بیت
چنین گفت آگاہ سلمان باد کہ خصم ترا بادایز عدد و

عرض کیا کہ ایرانیوں رسم ہے جب لشکر بمبار گرد شہر حلقہ زن ہوتا ہے
اور اپنے کو کمزور پاتے ہیں تو زمین کو کہو دکر مانند غار کے حصار بنا دیتے
اور اسکو خندق کہتے ہیں حضرت سیدنا نام نے یہ کلام پسند کیا اور
اہل اسلام کو حکم فرمایا کہ خندق کے کہو دنے میں کوشش کریں بعد
حدین مقرر کر کے چالیس چالیس گزدس آدمیوں میں تقسیم کر دی لکھا ہی
کہ جناب سلمان تنہا مثل دس آدمیوں کے کام کرتے تھے اور حضرت ہی
اکثر شریک ہو جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ کہو دنے میں ایک پتھر سخت
نمودار ہوا کہ سو ضرب میں برابر ایک پیرنگس کے نہ کٹا جب لوگ تنگ ہو
اور لوہا کار گر نہوا تو اصحاب نے آکر حضرت خیر البشر سے خبر کی اور وہ
میں قحط ایسا تھا کہ تین شبہ روز سے حضرت نے صوت طعام کی نہ دیکھی
اسوجہ سے ایک پتھر اپنے اپنے شکم مبارک پر باندھا تھا اس فاقہ میں
اپنے دست مبارک میں تیشہ لیکر نام خدا زبانی جاری کیا اور ایک ضرب
لگائی کہ ایک کو نہا دو سکا لٹا اور ایک برقی او میں سے ایسی چمکی کہ نام

صحراروشن ہو گیا پر حضرت نے تکبیر کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو دوسرا
 کو نہ ٹوٹا اور اسی طرح سے روشنی ہوئی پیر اسی طرح سے حضرت نے تیسری ضرب
 جو ضرب لگائی اسی طرح سے روشنی ظاہر ہوئی اور وہ سنگ ریزہ نیزہ
 ہو گیا سلمان نے عرض کیا کہ ایسی روشنی پتھر سے نکلتے تھی دیکھئے مجھے اسکا
 تعبیر تو فرمائی اور تکبیر کیوں کہی اپنے حضرت نے ارشاد کیا کہ پہلی روشنی میں
 ایوان کسری جگہ دیکھا دیا اور دوسرے میں قصر دم اور تیسرے میں
 اور جبریلؑ نے کہا کہ بعد میرے انصار دین ان ملکوں پر مسلط ہونگے
 سب یہ مژدہ سن کر خوش و خرم ہوئی اور مشغول کہو دے خندق کے
 ہوئی چھ روز میں خندق آراستہ ہوئی ساتویں روز خبر آئی کہ لشکر کفار
 ایک منزل کے فاصلہ پر آگیا ہے جناب رسول مقبولؐ نے یہ خبر سن کر سب کو حکم
 دیا کہ تم ذات باری پر توکل کر کے کنارے خندق کے بیٹھو اور جو کوئے
 مشرکین سے آگے بڑھی اوسکو سنگ و تیر سوڑو کہ وہ ان دین جلیلہ میں مشرکین کے بندہ کہو بیٹھے
 بیٹھنا اوسفیا کا حمی اخطب کو واسطے توڑنے عہد بنی قریظہ
 کے جو جناب پیغمبر خداؐ سے تھا

جب قریب یثرب کے پہنچی تو ابوسفیان حمی اخطب پر خا ہوا اور کہا کہ تمہارا
 کہنے سے ہم لڑنے پر آمادہ ہوئی ہیں اور تمہیں سے قوم بنی قریظہ ساتھ محمدؐ
 کے عہد رکھتے ہیں کہ ہم وقت جنگ بھی تم سے پر خاش نہ کریں گے تو انکو جا کر
 سمجھا کہ عہد توڑ کر ہماری شریک ہوں حمی اخطب نے کہا کہ صلاح تمہاری
 بہتر ہے میں کعبہ سد کے پاس جا کر یہ حال بیان کرتا ہوں اور جواب

لاتا ہوں غرض کہ یہ شبکو کعبہ سد کے مکا پر گیا اور اسنے دروازہ کھولا
 لگاؤ اسنے دروازہ نہ کھولا پراسنے آواز دی اور کہا کہ یہ ہم عرب سے
 بہت بعید ہے کہ ایک روٹی کے واسطے کسی مہمان کو اپنے مکان میں
 نہ آنے دی یہ طعنہ دینا چاہو کر کعبہ نے دروازہ کھولا مگر مکان میں بلایا
 ذکر تکرار کرنے کی خطب کا ساتھ کعبہ سد کے اور بعد
 گفتگو بسیار کے عہد توڑنا دس کا منہ کا +
 کعبہ سو پہلے تو شکوہ کیا اور کہا کہ ایسا لشکر کہ زیادہ دس ہزار شہسوار
 ہو گا فرام کر کے یثرب پر ہم آئی ہیں تو کس واسطے چکا بیٹھا ہے کعبہ نے
 کہا کہ جب سے عہد ہوا ہے کوئی بیوفائی محمد کی نہیں دیکھتا ہوں تو اس
 لشکر پر ناگزیر اور ہم کو خراب نکر خطب نے شیطان کی طرح اسکو بگایا اور
 کہا کہ ابکی مرتبہ فتح ہماری میں کوئی شک نہیں ہے یہ عہد تمہارا ہمارا تو خوف
 اور کمزوری سے تھلا ہے کہہ کر تو ریت بفل سے نکال کر سامنے رکھی اور کہا کہ
 بہر حال میں تیرا شریک رہوں گا پرتو کعبہ نے وہ عہد نامہ کہ جو جناب رسول
 سے ہوا تھا منگوا کر سامنے اسکے غصہ سے پہاڑ کر چنک دیا جب تو یہ خوشی
 سے اٹھا اور کہا کہ تم تیار رہو میں سفیان کے پاس جاتا ہوں جب ہمارا خیمہ
 قریب یثرب کے نصب ہو گا تو تم ہی سب آکر لیانا
 آگاہ ہونا حضرت کا توڑنے عہد بنی قریش سے اور
 بیچنا چند انصار کا واسطے نصیحت کے +
 جب اصحاب دین کو یہ خبر پہنچے تو اپنے دلوں میں بہت حیران و متحیر

ہو کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ او دہر سے وہ فوج گران اور ادھر
 سے یہ قوم دشمن جان حضرت نے تعجب سے کہا کہ کعب سے ایسا گمان نہ تھا
 پر حضرت نے انصار دین سے سعد عبادہ اور سعد معاذ اور چند
 اصحاب کو بلا کر جو قسم لینے میں شریک او سوقت تھے پاس کعب کے بھیجا
 جب یہ سب اوسکے مکان پر پہنچے تو یہ تعظیم کو باہر آیا اور بہت خاطر دار ہے
 اپنے مکان میں بٹھایا سعد معاذ نے کہا کہ اسی نامور تیری عقل سے بعید
 کہ غمہ و پھانسی تو زاجواب میں اوسنے کہا کہ کتنا تمہارا درست ہی لیکن یہ
 عہد و پیمان لاچار سی سے تھا اور دین تمہارا اختیار کرنا ہمکو منظور نہیں
 پر آخر ایک روز یہی ہوتا جو وقت راہ غرور سے اوسنے یہ باتیں کہیں تو
 جہان انگلی آگھو نہیں تیرا ہوتا رہ گیا اور یہ آزر دہ ہو کر رہا جسے وہ ہم سے
 آزر دہ ہونا سعد معاذ کا گفتار بد کردار کعب سے اونا پاس ہوا تھا
 سعد آزر دہ ہو کر اوٹھ کھڑا ہوئی اور کہا کہ او بیہودہ یہ تیری دل تیرا دیکھنے کا
 ہی کچھ کام نہ آدیا اور تیری تین تھوڑی عرصہ میں رسن بستہ خدمت
 حضرت میں حاضر کرینگے اور پر تو انان نہ پاؤ گا کعب یہ سنگر بیہودہ کوئی کرے نہ لگا
 او سوقت سعد معاذ نے کہا کہ مجھ کو حکم سوامی نصیحت کے اور نہیں ہے ورنہ
 تجھ کو ابھی دیکھا دیتا یہ کہہ کر خدمت حضرت میں حاضر ہو کر سب حال مفصل
 عرض کیا حضرت نے بجز حسنا اللہ و نعم الوکیل کے اور کچھ نفرمایا نصیحت
 فرمود پھر آن رسول جلیل بجز حسنا اللہ و نعم الوکیل
 پہنچنا سپاہ کفار کا اور نکھبانی کرنا اصحاب جناب

سید ابراہیم کا کفار خندق سے

انہاں سپاہ کفار مانند اہل تیرہ و تار کے نمودار ہوئی اور آواز گونجنے
تمام صحرا گونج نے لگا اور لشکر اسد اور فرازہ اور سپاہ عطفان یہ تین گروہ
باری باری آکر میدان میں خیمہ استادہ کرنے لگے اور فوج المجرم اور فوج
یہودیوں کی ساتھ جاہ و چشم کے آکر اسی میدان میں جمع ہوئی اور نعرہ سے
پہلوانوں کے دل مسلمانوں کے کانپنے لگے اس فکر و تدبیر میں مسلمان تھے کہ اس طرح
سے کیونکر نجات پاویں گے حضرت نے خندق پر آکر ہر ایک کو جگہ مناسب تجویز
کر کے مقرر کیا اور حکم دیا کہ جو واسطے آنے کا ارادہ کرے تم تیر اور تیر سے
ارنا اور شبانہ روز ہوشیار رہنا کہتے ہیں کہ بیچ میدان خندق کو دشمنوں کے
چلے آئیں گے ایک جگہ بہت آسان تھے وہ جگہ حضرت نے اپنے واسطے مقرر کی اور
حضرت علیؓ کو چننا انصار دین حوالہ کہنے تاکہ نگہبانی شہر اور خندق کی کرتی رہیں
کہ اگر خضم خواہد ز خندق گذر میند دسراہ آن شیر ستر

فکر گیر فی کفار کا اہل اسلام کو اوطا ہر یونہی معجزہ کا حضرت سے سالک
ہادی کتاب ہے اور سطر فی جب دشمن سامنے خندق کے آئی تعجب بہت کرتے
تھے کہ انہوں نے کسی ایسے خندق اور اسطر حکلی لڑائی نہیں دیکھی تھی اور خندق
سے اتنے فاصلہ پر اترتے تھے کہ تیر اہل اسلام کا نہیں پہونچتا تھا اور وقت
بے وقت کنارہ خندق کے آتے تھے اور چاہتے تھے کہ جب وقت موقع پادین
کس آوین لیکن اہل دین ہوشیار رہتے تھے کفار کو موقع نہ ملتا تھا اور
اہل دین چار طرف سے گھر جاتے تھے اور اہل دین پر کسی طرح کی تکلیف ہوئی

چنانچہ ایک یہ کہ اوس سال قحط سالی نہایت تھی اور دوسرے آمد و رفت پر چڑھ
 کی بند تھی اور دو روز کا فاقہ ہوتا تھا اور تیسری سردی نہایت تھی کہ ہاتھ
 پاؤں شدت سردیسی جکڑے جاتے تھے ایک روز جابر نے جو چہرہ جناب
 رسالت مآب کو مر جایا مثل گل کے پایا دل غمگین بہر آیا گہرین جا کر ایک بچہ
 بکری کا ذبح کیا اور قریب تین تیسیر گہیون کے سپوا کر آتا تیار کر دایا اور اپنی زوجہ
 کہا کہ تو شور بہ اور روئی پکا یہ کہہ کر خدمت جناب رسول خدا میں حاضر ہو کر
 عرض کی کہ ایک کالہ شور بہ اور روئی حاضر ہی جہاں ارشاد ہو وہاں
 موجود کروں حضرت نے مقدار پونچھ جابر نے جو مقدار دے سکی تھی وہ
 بیان کی اپنے فرمایا کہ بہت ہی اور تم آگے جاؤ دیکھو کو چولے پر اور خمیر کو طشت میں
 رہنے دو مگر تاناے میری کوئی اوسمین ہاتھ نہ لگاؤ سی یہ سنکر جابر دہانے
 روانہ ہوئی اور حضرت نے تمام لشکر اسلام کو ندادی کہ آج دعوت تمہاری
 سبکی جابر نے کی ہے سو تم سب چل کر جابر کے مکان پر کمانا کھاؤ مگر اس قدر
 کہ آدھے آدمی مورچہ پر رہیں اور آدھے چلین جب وہ آلیوں تب دوسرے
 جاوین یہ آواز حضرت کی جابر کے بھی کان میں پہونچی جابر بہت گہری
 اور اپنی بی بی سے یہ سب حال جا کر بیان کیا اوسنی کہا کہ تمہیں مقدار حضرت سے
 بیان کر دی تھی انہوں نے کہا کہ سب کہہ دیا ہے تب انکی بی بی نے کہا کہ کچھ
 مقام تردد کا نہیں ہے حضرت کے نزدیک امین کچھ مصلحت ہوگی یہ وہ وہ
 انہیں باتو نہیں تھے کہ حضرت معہ نصف لشکر کے اوسکے مکان پر آئی اور آواز
 دئی جابر سب کو دیکھ کر گہرائی حضرت اندر مکان کے آئی اور دیکھ میں لعاب

ڈالا اور اسی طرح سے خمیر میں بھی لعاب دہن ڈال دیا اور فرمایا کہ رونی تیار کر کے دونوں کا مونہ کسی کپڑے سے چھاد دو جابر نے ویسا ہی کیا پھر رزوحہ جابر نے روئے خمیری طیار کر کے حضرت کے سامنے لا کر رکھے حضرت نے ارشاد کیا نکال نکال کر دو جابر نے مسم کہا کہ کہا کہ دش ہزار آدمی تھے جو سیر ہو گئے اسی طرح سے تمام لشکر اسلام نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا اور علاوہ لشکر کے تمام اپنے عزیز و نکو کہلایا اور اہل محلہ کو تقسیم کیا مگر برکت لعاب دہن حضرت سے پروردہ و گپہ شور بہ کا اسی طرح بہرا تھا اور طشت بھی خمیر کا اسی طرح سے بہرا تھا پھر حضرت نے جابر کی واسطے دعا کی اور وہاں سے لشکر گاہ میں آئی جو ضعیف اعتقاد تھے وہ یہ کہتے تھے کہ تمام شہر کو لشکر کفار نے گیر لیا یہی ایسا نہو کہ ہمارا مال و اسباب غارت ہو جاوی اور کوئی ہمارے مکانوں کی نگہبان نہ کرے نہ کوئین ہیں اگر حضرت فرما دیں تو ہم اپنے اپنے مکانوں کی حفاظت کو جاویں ایسا نہو کہ دشمن شب خون ماریں یہ وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ حضرت جبریلؑ از جانب رب جلیل ایک آیت اس مضمون کی لائی کہ یہ لوگ قریب سو ارادہ بنا گئے کار کہتے ہیں جناب رسول خدا اس راز نہاں سے آگاہ ہو گئے دل تنگ ہونا عمر بن عبدود کا طول محاصرہ سے او پاس آنا ابو سفیان کے اور قرار دینا جنگ کا جب جنگ میں عرصہ ہوا تو عمر ابن عبدود پاس ابو سفیان کے آیا اور کہا کہ تین ہفتہ گزری ہیں آج تک لشکر دس ہزار آدمیوں کا لئے پڑا ہے کیا تو نے عمر سے ساز کیا ہے کہ جنگ میں تامل کرتا ہے اوسے کہا کہ اسی پہلوان مجھے

بلگان ٹھوین اویسٹر جسے دشمن جان اہل ایمانکا ہون تجکو اتنی تیزی اور
 تلخ گوئی نہیں چاہئے اور میں اس تدبیر میں ہوں کہ راہ خندق کو روکے
 رہوں وہ لوگ بے آئے غذا ہو کر پریشان باہر نکلیں گے اور سوت مراد
 ہماری حاصل ہوگی عمر ابن عبدود نے کہا کہ یہ حیلہ اور مکر کی باتیں غوثو
 زیباہیں ہم جنگ کے طلب گار ہیں خندق کا کیا اور ہے راہ خندق کی ہمکو
 دی کہ کشتونے پاٹ دوں گا اور سوت سفیان نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ کل
 صبح کو سب کمر باندھ کر آمادہ جنگ ہوں اور سوت عمر ابن عبدود خوش ہو کر
 اپنے خیمہ میں گیا اور تلوار کو خوب آبدار کیا اور سبتیادہ سکتے اور شیکو سو رہا
 سوار ہونا فوج کفار کا ساتھ امنسری عمر بن عبدود کے
 او آنا میدان کارزار میں واسطے مقابلہ جناب سید ابراہار کی میت
 چو آمد میدان حیرج آفتاب سر مرد میدان درآمد خواب

جب آفتاب نکلا تو یہ سرکش بستر خواب سے اٹھا اور سمند اپنا طلب کیا
 اور ہتھیار اپنے جسم پر آراستہ کر کے مثل کوہ بلند کے گھوڑی پر سوار ہو کر میدان
 نمودار ہوا اور گرز قرنوس پر ایسا رکھے تھا کہ پہاڑ گویا پہلو میں پہاڑ کے تھا
 گھوڑا بڑھائی ہوئی آگے آگے سپاہ کے کنارہ خندق کے آہو بچا اور سوت
 اصحاب دین نے تیر اور پتر سے روکنا چاہا لیکن اوسنے کچھ خوف نہ کیا اور کنارہ
 خندق کے ایک جگہ تالاش کر کے کہ جہاں سے گھوڑا جست کر کے خندق کے
 پار جا سکے فوراً گھوڑا کو پسند کر پا کر خندق کے گیا ہمراہ اس کے چار آدمی پہلو
 ایک ضرار ابن خطاب کہ ہم رزم اور سکاکم یاب تھا اور دوسرا عکرمہ بن ابوجہل

اور تیسرا بیبر اور چوتھا نوافل اسطرح سے گھوڑی پسند کر پاؤ خندق کے پہونچنے
اور سب سپاہ کینہ خواہ کنارہ پر خندق کے کھڑی ہوئی جب جناب رسول خدا
نے یہ صف آرائی دیکھی مشرکین کی تو خود منزل گاہ سے میدان میں آ کر
صف آرا ہوئی اور آگے دلیران میں کے کھڑی ہوئے

اتنا عمر ابن عبدود کا میدان کارزار میں اور مبارز طلب کرنا
اور عاجز ہونا مردان کار کا سوا سنی جناب حیدر کے ارکے
عمر ابن عبدود جب طلب گار اہل اسلام سے جنگ کا ہوا تو پکارا کہ کون
بہادریا ہے کہ سامنے میرے آوی اور آگے دو نو لشکر دیکھے تیغ آزمائے
کرے جناب رسول خدا نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا کہ کون دلاور وسطی
مقابلہ کے جاویگا سب نے سر جھکا لئے جواب نہ دیا مگر جناب حیدر کے ار غیر فرار
روبر و حضرت کے آئی اور عرض کیا کہ میں ہوں مقابلہ پراؤ سکے تیا حضرت
فرمایا کہ یہ عمر ابن عبدود ہے اس سے شیر مقابل نہیں ہو سکتا جناب
خیر خدا نے عرض کیا کہ میں شیر خدا علی ابن ابی طالب ہوں اگر حکم رسول ہو
تو جاکو حضرت نے اصحاب کی طرف موندہ کر کے کہا کہ تم میں سے کون ہے
جو راہ اس اثر ہے کی رو کے اور مزار ہر شمشیر آبدار کا چکھائے فاروق نے
عرض کیا کہ اسی شہر یار اسکا ہم آور دو روز گار میں نہیں ہے مجھ کو ایک
داستان اسکی یاد ہے کہ راہ شام میں ہم سفر اسکا تھا میں کہ منزل تیرہ
تار میں ڈاکہ زن ہزار آئی اور کاروان کو چاما کہ لوٹ لین کسیکو جرت
نہوئی اس شخص نے اونٹ کو اٹھا کر سپر بنایا اور شمشیر کینچکر جھپٹا نام سے

اسکے ڈر کر ہلاک کئے اسکا ہم رزم کوئی روزگار میں نہیں ہے اس درمیان میں
دو شفیق پر پکارا کہ اتنی دیر کیوں ہوئی کیا تمہیں کوئی مرد نبرد نہیں ہے حضرت
امیر عرب یہ آواز سن کر بے قرار ہو گئے اور سامنے جناب رسول خدا کی آئیے
اور عرض کیا کہ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا حکم ہو تو میں میدان میں مقابلہ کو جاؤں وغیرہ اسکا مناد

گرو میری نیست در خورد او بہ نیروی ایزد منسم مرد او
و عاونیا حضرت کا اور سلاح باند ہنا جناب سدا اللہ الغالب کا
بچشمے بروی علی بنگرست بچشمے بسوی سپرد گریست

پھر طرقت آسمان کے حضرت نے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کنندہ زمین و زمان اور اسی
نائبان النسخ جان تو قادر اور توانا ہے بغیر حکم تیرے کیے کار و خلق اسماعیل پر
کار گر نہ ہوئی اور آتش خلیل پر گلزار ہو گئی علی مقابلہ دشمن کو جاتا ہے اور
راہ میں تیری ہر دم سرد و نیکو موجود رہتا ہے حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے
اور عبیدہ بدر میں اب بدو گار سوائی ذات تیرے کوئی میرا نہیں ہے تھے تو خطا
اور قوت بازو میرے کیونچے جدا تکرنا یہ فرما کر دست حق پرست سے عمامہ پریر
باندھا اور ذوالاد کی نہپائی اور ذوالفقار مکر میں باندھی اور خستہ طرف میل کر گیا

علی را چو بندد محمد مکر بود گر فلک خشمش اید بر

اوس روز اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام پیادہ جنگ کو میدان
سامنے ایسے سرکش جوان کے جو تشریف لائے تو اوہ نا بکار انکو دیکھ کر ہٹا
اور کہا کہ کیا نام تمہارا ہے پیادہ میرے مقابلہ میں آنا ایسا ت
پیادہ برای چکار آمدی ہانا پی زنیہار آمدی +

بنو داز چنین لشکر نادر سزا دار میدان سن یک سو

جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ سوار و کھوہاری لشکر کے تجسّس جنگ کر نہیں تنگ نما معلوم ہوتا ہے جب پیادہ و توانا پاکیگا اور زندہ پیگات ہو اطلب کرنا

ستیزندہ آید پیادہ جنگ

چمی پرسی اندام من ای سوا

گر نیندہ جوید کیت و سزگ

مرا شیر خود بخندہ پروردگار

پیر ابن عبد دیون کہنے لگا کہ ای دلاور تیری جوانی پر اندوہس مجھ کو آتا ہے تیرے خاندان میں زیادہ سنسکے تو کئی نامدار ہیں ابو بکر یا عمر کو ہی محمد داہر تم پر جاؤ و تین شہسپین جو کہ وقت آخر مقتول سے دریافت کرتے ہیں مجھے سوال کر ایک سخن کو قبول کر دو گامین جناب سر دنا دلیانے کہا کہ پہلے خواہش میری یہ ہے کہ تو اسلام میں اگر شریک ہو جواب میں کہا اے سنسکے یہ خواب میں ہی نہیں دیکھتا اور حاجت بیان کر و جناب شیر خدا نے فرمایا دوسری یہ بات ہے کہ شمشیر نیام سے لیے اور وار کر دو تیرہ دل بنسا اور کہا یہ آرزو کسی نے مجھے نہیں طلب کی اور میں اس حاجت کے بولانے میں دیر کرتا ہوں لیکن مجھ کو ابوطالب سے دوستی کمال درجہ کی تھی اور مثل بہایوں کے عزیز مجھ کو کہتے تھے اے سوقت اس خیال مجھ کو تم پر رحم آتا ہے یہ سنکر جناب شیر خدا کو قہر اور غضب آیا اور فرمایا کہ مجھ کو تیرا خون بہانہ زمین پر حکومت روم اور چین سے بہتر معلوم ہوتا ہے یہ شکر وہ شمن دین اپنے گھوڑے کے زین سے زمین پر کود پڑا اور ایک قرب تلوار سے پیر گھوڑے کے کمرے کے کہ وہ تازی ایک بارگی زمین پر گر پڑا اور خشم گین مثل پیا مست کے اور جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کے چلا +

و اگر جنگ حضرت صاحب ذوالفقار کا ساتھ ہی عمر بن عبد و
 نامدار کے اور تائید پر و روگار سے قتل ہونا اوس عمار کے
 عمر بن عبد و نے پہلے امیر عرب بشیر بن خنیس پر دار کیا ہر چند اپنے سپر پر و کا لیکن
 سپر نہ کمر سیدر عامہ ہی کہ گیا پر تو جناب کل غالب علی ابن ابی طالب نے
 ذوالفقار دیا جسے کھینچا اوس بد کردار پر لگائی مگر وہ بادیہ صحر کی طرح تلوار کے
 نیچے سے نکل گیا اس طرح طرفین سے از صبح تا ظہر تلوار چلے اور سپر بن خنیس
 کاڑھے اور تلوار بن آری ہو گئیں مقرر وار و دبدل میں تلوار کے ہر می جناب بشیر
 خدا نے غصہ سے اوپر اوسکے آئینہ ڈال کر انکے وار ذوالفقار کا ایسا لگا کہ سر
 اوسکا سو قدم پر جا کر گرا اور آواز احست اور مر جا کی ملائکہ ارض رسا نے
 بلند ہوئی اور انفرہ تکیر حضرت امیر کا حضرت حبیب خدا اسکر نہایت خوش ہوئی
 بد است شاہنشاہ نہایا کہ کہ دید فیروز شیر خدا
 اور تلا وہی تکبیر ادا فرمائی اور سر و گاہ باریں انور دی خاکساری زمین پر کھنا
 اور حمد الہی بجا لائے حضرت
 حملہ کرنا جناب بشیر خدا کا اوپر فقہائی عمر ابن عبد و ذکر اور نہجیا
 آنا خدمت جناب رسالت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ میں ایسیا
 چنین گفت راوی کہ شیر خدا در آور و چون ان طعنے رانہ پا
 فرار و بہرہ از ان چارہ برد برا نگیند ست ہر منبر
 اب راوی کہتا ہے کہ جب جناب بشیر خدا اوس شعی بودا گل جنم کر چکے تو رفیق
 اوسکے سزاوارہ اور ہیرہ اور مکر مہ گوئی برہا کر سناٹے آئی شمشیر آبدار اور چشم

خونخوار جناب حیدر کرار کی دیکھ کر فرار کر گئے لیکن ہسیرہ مقابلہ کو کچھ آگے بڑھا
اور پردہ دین ڈرا اور گھوڑا بگا کر ہنگوڑی طرح پر اسے طرح نفل ہی بھاگا اور
جناب شیر خدائے تعجب انکا کیا جب کنارہ پر خندق کے پونچے تو گھوڑے
اڑا کر اور توکل گئے لیکن نفل کا گھوڑا ہو کر کہا کر خندق میں گرا اور سر و سکا
کیل گیا اسلٹنا میں حضرت پونچھے اور سر و سکا کاٹ لیا پر خندق سے باہر
تشریف لائی اور میدان سے سردار بن عبد ود کا بھی اونٹ لیا اور لشکر کی طرف
یہ فرماتے ہوئی آئی کہ پرستار محمد کے خدا کا میں ہوں اور یہ سربت پرستون کے
ہیں وہ سر قد مونہ حضرت کے والد ہی جناب رسول مقبول نے علی مرتضیٰ کی پیشانی
کے بوسے لئے اور ابو بکر دہشتے طرف اور عمر با من طرف اور اسے طرح اور انصار
آگے پیچھے آکر صفت و ثنا جناب میر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کر فرمائی

بوصف علی قدسیان تر زبان

پراز تہیت بودا لا مکان

نمود گہرا و دمیدم آفرین

نگارندہ آسمان وزمین

آگاہ ہونا ابو سفیان اور لشکر کفار کا قتل عمر ابن عبد ود
اور بھاگنا اور پیر رغبت دلانا یہودیوں کا اذن شکر گین

جو کہ لشکر ابو سفیان کو امید فتح کی قوی تھی اور دفعہ تینونامہ مذہبہاگ کر پونچھ
اور حال قتل ہونے عمر کا بیان کیا ابو سفیان اور تمام لشکر کو اس کے اسی
دہشت اور وحشت دلیں سمائی کہ سوائے گریز کے اور کچھ نہ بن آئی خوشی
اہل دین کے پیچھے پر کر نہ کیا مقام عتیق کہ وہ وہاں سے چار فرسنگ تہا چاکر
بھری اور جہاں دین سے پیچھے آئے کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا تو اپنے اوپر

نفرین کی پچھے سے ایک کر وہ موسائیون کا یہ کہتا ہوا پوچھا کہ عمر ابن عبدود
جہالت ہوئی کہ بار خندق کے جا کر اپنے تین ہلاک کر آیا اور ہم کو یہ بچا ہئی تھا
کہ ایک آدمی کے گم ہونے سے تمام لشکر مونہ پیر کر ہاگا اور اس بات پر غور
کرنا چاہئے کہ تم کس قدر ہواور وہ کہتے ہیں اگر روز جنگ ایک ایک تیر و سنگ مارو
و تمام لشکر بجا دیگا تم آپس میں پر قسمیہ ہو کر جنگ پر آمادہ ہو کل صبح کو
جب آفتاب نکلے تو چل کر خندق کو گھیر لو۔

ذکر جنگ کرنے قریش و یہود کا ساتھ لشکر جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور پیرنا اونکا بے حصول مطلب کے
جب چاند چھا اور آفتاب نکلا تمام لشکر آراستہ ہو کر طرف اہل اسلام کے
دہل بجاتے ہوئے چلے جب آواز سیم اسپان و دہل کی حضرت سید المرسلینؐ نے
سنی تو اصحاب دین کو حکم دیا کہ چار طرف سے خندق کے گھبانی کر دو تیر و
کمان وغیرہ سے ہوشیار رہو اتنے میں لشکر مخالف نے سامنے آکر تیر و
پتھر مارنا شروع کیا اور ادھر سے بھی جواب ملنا شروع ہوا مگر سبب کثرت
امداد کی ہمت مردان دین کو بات کرنے کی غلطی تھی اور سر و پیر تیر و پتھر کے
چہت بند ہی ہوئی تھی لیکن ہمارے خوف سے نزدیک خندق کے نہ آتے تھے اگر
اتنا میں ایک کافر کے ہاتھ سے ایک تیر سعد بن معاذ کے ایسا آکر لگا کہ رگ جا
کا مونہ کھل گیا اور فوارہ ہو کا بننے لگا سعد نے دعا کی کہ اسی پر درد گاہ خوش
میرا کہ تیری راہ میں شہید ہوں لیکن یہ آرزو رکھتا ہوں کہ جب یہودیوں کو
بتا دیکھ لوں تب خاک میں نشان ہوں مگر و اس دعا کے خون اوس

بند ہو گیا مگر پانچ آدمی اہل دین بالیتین سے شہید ہوئی اور کفار و ناپسند
 عثمان و اہل نمار ہوا صبح سے عشا تک لڑائی ہوئی نماز ظہر اور عصر اہل جنگی
 قضا ہوئی جناب سالار دین نے فوط ہونے باز سے نفرین اور مشرکین پر
 کی جیتا رہی شب ہوئی تو کفار نے ہاتھ کارزار سے کینچا جناب رسول خدا
 مودون کو حکم فرمایا کہ اذان کو پھر مع انصار غار لاد و قضا کو پڑھا اور بعد
 سجدہ لشکر کے اصحاب جمع ہو کر آپس میں گفت و شنید مقدمہ جنگ میں کرتی تھے
 ذکر ایمان لانے نعیم ابن مسعود کا اور فتنہ اوٹھانا دوسرا
 اشقیاء کے بموجب ارشاد حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
 نعیم ابن مسعود لشکر اشقیاء سے شکوہ پاس جناب رسول خدا کے حاضر ہوئے اور
 تسلیم بحال لای عرض کیا کہ آپ بیشک رسول برحق ہیں میں حضرت نے دعوت اسلام
 سے اوسکو سرفراز کیا اوس مرد دین دار نے قبول کیا اور مسلمان ہوا بعد اسکے
 عرض کیا کہ گروہ کفار میں کوئی میری ایمان لانے سے آگاہ نہیں ہے اگر حضرت
 ارشاد فرمائیں تو میں جا کر اُنکو متفرق کروں حضرت نے فرمایا جو چاہو کرو ہمارے
 اجازت ہے بس یہ رخصت ہو کر لشکر میں کعب ابن اسد کے پاس گئے اور
 اوسے باکرام بٹایا اور پوچھا کہ لاکھو آنے کا کیا باعث ہے نعیم نے کہا کہ میں
 قوم عطفائے ہوں لاکھو اپنی قوم سمجھ کر ایک راز کہنے کو آیا ہوں وہ یہ ہے کہ مردان
 قریش آپس میں کہتے ہیں کہ ہم ایک لڑائی لڑ کر چلے جا دیں گے اور تمہیں جانا
 رسول خدا سے عہد شکنی کی ہے بعد جانے ان لوگوں کے تمہارا کیا حال ہو گا
 اسکا انجام سوچنا ضرور ہے کعب نے جو یہ گفتگو سنی تو گویا خواب میں بیدار ہوا

اور کہا کہ اسی بہائی تو نے تو شرط و فادار کیا لیکن اب سیکر خوش اور
 حواس بجائیں میں جو صلاح تمہاری ہو وہ عمل میں لاؤں نعیم نے کہا کہ
 ابوسفیان جو تیری پاس پیام جنگ کا بھیجے تو صاف صاف کہلا بیٹھا کہ یہ علم
 توڑ کے تمہارے کہنے سے اس ہلاکت میں پڑے ہیں اگر تم موندہ پر اگر لڑائی
 اپنے وطن کو چلے گئے تو ہیکو کس طرح قوت باقی رہے گی اور ہماری کون کمک
 کریگا چاہتے ہیں کہ باغ چار سردار بزرگ اپنی قوم کے ہماری پاس رہیں تاکہ
 بیاس خاطر ان کے چار ونا چار تھو شرکت کرنا پڑے گی یہ سنکر کعب نعیم کے قدموں پر
 سر جھکا کر کہنے لگا کہ تو تو خضر راہ میرا ہے اگر یہ صلاح تو نہ دیتا تو میں گمراہ تھا
 بہت خراب ہوتا اب تو سن لینا کہ سفیالگو میں ہی جواب بیجوں گا نعیم نے جانا کہ
 بات میری اشر کر گئے بت یہ خوش ہو کر نہ مانے اوسنے اور ابوسفیان کے

خیمہ کی طرف روانہ ہوئے

ذکر آنے نعیم کا پاس ابوسفیان کے اوبد گمان گزرا اوسکا بیوہ یونے
 راوی کہتا ہے کہ جب نعیم پاس ابوسفیان کے گئے تو دیکھا کہ ساتھ چند آدمیوں کے
 بیٹھا ہوا کہتا ہے کہ سفیر پر فتح کیونکر ہو انکو دیکھ کر کہا کہ مر جا اسوقت کہ ہر
 نعیم نے کہا جواب میں کہ اسی نامور خبر بہت مطلب کی میری پاس ہے مگر میں
 یہ چاہتا ہوں کہ تھکے میں تجھے بیاکرون اوسنے اسے کہا کہ آگے آؤ اور میرے
 پاس بیٹھو اور جو راز ہو وہ مجھے کہو سب طرح سے خاطر جمع رکھو انشا ہونے
 پاؤں گا نعیم نے کہا کہ ان دولہا میونسے دل موسا میون کا تنگ ہو رہا ہے اور اپنے
 عہد و پیمان توڑنے پر نہایت ایشیاں ہیں اور مجھ کے پاس پیام بھیجا ہے

کہ اے یس نے ہلکو ہلکایا تھا نداشت سے دل خستہ اور عذر خواہی پر کمر بستہ
 اگر مرہانی اور عنایت سے ہلکو کو نکی خطا معاف فرمائی جاوی تو ہم قریش سے
 کہیں کہ تمہاری کہنے سے عہد ہمنے توڑا اور صاف یہ ہے کہ تم بعلی کے ہشتنگ
 ہو اور ہم شیریں رہتے ہیں نبی سے اگر لڑائی فتح نہ ہوئی اور تم بیان سے اپنے
 وطن کو چلے گئے تو ہم مال و اسباب الملوک لیکر کہاں جاوین گے اس واسطے
 ہم چاہتے ہیں کہ چند بزرگ قوم ہمارے پاس آئیں کہ وہ انکے وجہ سے تم
 ملک لایا لا کر دے اور اس بات کو جناب رسولؐ نے قبول کیا ہے بلکہ اتفاق
 سے میں یہودیوں میں اس وقت بیٹھا تھا جب یہ گفتگو ہوئی ہے یہ سننے سے
 سفیان نے انکو خوب گلے سے لگایا اور شاہی ویکر کہا کہ شد و محبت تھی
 جو تم سے ظہور میں آئی ہے پر نعیم نے کہا کہ اس راز کی خبر محلو اپنے رئیس عتبہ سے
 کہنا ضرور ہے وہاں سے اگر انہوں نے سالار عطفانیوں سے کہا
 پیغام بھیجا ابو سفیان کا پاس کعب بن اسد غصہ سے اور برہم ہونا
 سفیان نے شب گزرنے کا بھی انتظار نہ کیا کعب کے پاس پیغام بھیجا کہ خط سارے
 سے جاؤ رہماری ہلاک ہوئی جاتے ہیں کل صبح کو ہم آمادہ کارزار ہو گئے
 تم ہی تیار ہو کہ میدان جنگ میں آؤ اے ابو سفیان کعب پاس کعب کے پہنچا
 تو یہ پیغام کعب کو دیا کعب نے تیوری چڑھا کر جواب دیا کہ تمکو عقل سوہرہ
 نہیں ہے ہم کل ہفتہ کو ہرگز تیار نہ بنائے ہیں گے کل دن عبادت کا ہے
 عبادت کریں گے اور آپکے جنگ ہم اس اقرار پر کریں گے کہ تم چند بزرگ
 قوم اپنی کے ہمارے پاس گرہ کرو ورنہ ہم محمدؐ سے ہرگز نہیں لڑیں گی یہ جو

ایلیہ سے سنکر سفیان آتش غضب سے جل کر کہنے لگا کہ تمہاری ایسی حقیقت
 نہیں ہے جو ہم اپنے بزرگ تیری پاس رہیں کریں ایک بال بھی اگر تو
 چاہے گا تو ہم گرد و نہیں کہیں گے اگر تو جنگ کو کل میدانیں اور گاتو بہتر
 در نہ ہم اپنے ملک کی راہ لیویں گے جسوقت یہ خبر کعب کو ایچی نے دی کعب
 غضب ناک ہو کر کہنے لگا کہ کونسا کہی پیشوا نامردوں کے مجھ پر تو پہلے ہی سے
 نامردی تیری ظاہر تھی ہمارے خطا ہے کہ ہمنے جی اخطب کو کہنے سے محمدؐ
 سے عہد شکنی کر کے تمہارے ساتھ ہوئی اب بغیر گردے ہو ہی بزرگان قوم
 تمہارے ایک قدم ہم آگے نہ بڑھائی گے یہ سنکر سفیان کو یقین نہم کے
 کہنے کا بت ہو گیا اور جانا کہ یو دے مجھے ہر گے
 مستجاب ہونا جناب رسول خدا کی دعا کا اور ہاگنا کفا کا شکر
 دعا کے بموجب ایک ہوا ایسی تندہی اور تیز چلی کہ بند باند ہنا قبا کے دشوار
 اور سردی سے تمام بدن مانند سیاب کے پیچ افسطراب کے ہر ایک کا ہوتا
 طرفہ یہ کہ آک بھی اوس سے بچھ جاتی تھی اور ملا کہ اوس ہتھ
 نطر سے پنہان اون کافرون کو سنگ باران کرتی تھی بیت
 ہمہ دشت پر شور و آشوب ہو اتیرہ و سنگ مرکوب ہو
 غرض کہ خمیہ و خرگاہ اونکا بنے سرد سامان ہو گیا اور تین روز یہ
 شدت ہوا کی رہی اور کسی کو قرار کا یاہ اسوای فرار کے باقی نہ رہا
 یہی جناب سید انبیا کا خدیفہ کو واسطو دریافت کرنے حال لشکر کفا
 آدمی رات کو حضرت نے اصحاب کو آواز دی کہ جو کوئی خبر لشکر اہل شر سے

لاوی گا وہ عشرتین جنت میں گمراہیگا سب مومنین نے اس کلمہ کو سنا
مگر سدی کے اور ہوک کے وجہ سے کسی نے جواب نہ یاد دہا رہ پر
حضرت نے اس طرح ارشاد فرمایا مگر کسی کو جرات نہوی جواب دینے کی
پر حضرت نے خذیفہ کو نام لیکر پکارا یہ لبیک کہتے ہوئے بستر خواجے
اپنے لحاف سے اٹھ کر سامنے حضرت کے آئے اور عجب ہی سر جھکائی
حضرت نے پوچھا کہ پہلے کیوں نہ جواب دیا انہوں نے عرض کیا کہ ہو کر اے
سردی سے تاب جواب دینے کی تھی مگر جب حضرت نے میرا نام لیکر خطاب
فرمایا حضرت رسولؐ اور خدا کے عقاب ہی خدا کر عتاب چلا آیا حضرت نے
انکے دہنے ہاتھ پر چند دعائیں پڑھ کر دم کین اور مسکی برکت سے تمام بدن
انکا گرم ہو گیا اور یہ لشکر کفار میں جا کر ایک درخت کے آٹ سے ٹیکنے لگی
تو معلوم ہوا کہ سردی سے کسی میں ہوش حواس نہیں ہیں اور سفیان
اپنے اونٹ پر اس بدحواسی سے سوار ہوا کہ پیراؤنٹ کا جو بندھا تھا وہ
کو لائیں عکرمہ نے دیکھ کر اوس سے کہا کہ تو سردار ہو کر بہا کہتے ہیں ایسا
مضطرب ہے کہ پیراؤنٹ کا نہیں کو لائیں سفیان کہتے ہو عکرمہ کے شرمندہ ہوا
اور پیراؤنٹ کا کہلا اور ندا کی سب لوگ سوار ہوں ہم اپنے گزار سے شرم
ہو کر اپنے دیار کو جاتے ہیں خذیفہ انکا جاننا دیکھ کر شکر خدا کرتے ہوئے
خدمت حضرت میں حاضر ہوئی حضرت اوس وقت دو رکعت نماز تہجد کے
ایک رکعت ہے ہوئے پرہتے تھے یہ شدت سرما سے کانپتا تھا نیچے
رہا کے حضرت کے سر جھکا کر بیٹھ گیا بعد فراغ نماز کے حضرت نے دیکھا

حکم لانا حضرت جبریلؑ کا واسطے نکالنے یو دیونیکے اور یوحنا
 حضرت سالار دین کا جناب امیر المؤمنینؑ کو طرف حصار کے
 حضرت جبریلؑ نے جناب ختم المرسلینؑ سے از جانب رب العالمین حکم پہنچایا
 کہ ملائکہ ابھی تک جنگ پر تیغ بکف ہیں اور بال و پر سے ابھی گرد زمین چھڑکے
 آپ علیؑ کو نشان فوج عنایت فرمائی اور تمام انصار دین کو حکم دیجئے کہ نماز
 عصر حصار میں آج جا کر پڑھیں جناب ختم المرسلینؑ نے یہ سنکر بلاں کو حکم فرمایا
 کہ نذا کر طرف مؤمنان کے کہ جلد اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر طرف حصار
 روانہ ہوں مگر تجھے سارے کے رہیں اور جناب امیرؑ کو حکم دیا کہ جو تمکو راہ میں
 اہل دین ملے ادا سکولے لینا اور جو حاضر تھے انکو ہمراہ کیا اور رخصت فرمایا
 پھر جو انصار دین سے مستأ تھا وہ روانہ ہوتا تھا یہ خبر جب یو دیون نے سنی
 دل اونکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سر اسیمہ ہو کر کوئی حسی اخطب کو برا کہتا تھا اور
 کوئی اپنی اولاد سے وداع ہوتا تھا اور کوئی سامان جنگ درست کرتا تھا کہ
 یکایک غبار لشکر ظفر پیکر نمودار ہوا انکیافون نے رایت بکف جناب حیدرؑ
 کو دیکھ کر ندادی کہ قتل کرنے والا عمر ابن عبدود کا آپہنچا اور آواز غیب بھائی کی بعیت
 علیؑ کردار زینہاں آشکار علیؑ ساخت بنیاد دین استوار

جبوقت جناب امیر قلعہ کے نیچے پہنچے تو علم کوزین میں گاڑا وہ ایک گز زمین
 میں رہا اور آپ معہ اصحاب باوقار انتظار میں جناب رسولؐ غنار کے نیچے علم کو گڑی میں
 سوار ہونا جناب رسولؐ خدا کا اوگہر بنا قلعہ کا یو دیون کے
 جب حضرتؑ نے صلاح بدن برآراستہ کر کے مرکب خوش خرام پر سوار ہوئے

اور روانہ ہو کر قریب قلعہ پہنچے تو جناب امیر علیہ السلام نے آگے بڑھ کر کانٹا
 طفر اعتساب کو بوسہ دیا حضرت نے حکم دیا کہ ولیران دین چار طرف سے قلعہ کو گھیریں
 اور تیران کریں اور کار اوپر شکرین کے تنگ کیا اہل دین نے موافق
 ارشاد جناب رسولؐ دین کے جنگ شروع کی اور دروازہ اُحصات تک جا پہنچے
 اوسید ملا دین نے قلب لشکر سے گھوڑا بڑا بایا اور قریب وہ دروازہ کے جا کر ایک
 آواز لگائی کہ اسی یودیون رو باہ کے مانند کیوں گھر دین چپے ہو دروازہ
 کھول کر یا ہر آو یودیون نے پشت دیا اسے کہا کہ اسی بہادر تیر ہی الفت
 اور محبت سے بعید ہے کہ خلاف رسم دروازہ کے ہی یہ باتیں کرتے ہو تا اوسید
 نے جواب میں کہا کہ جب میں اسلام لایا ہوں مشرک ہو دوستی نہیں کرتا ہوں
 اور رسم ہی وہ حمد دینی کے وجہ سے تمہارے جناب رسول خداؐ کے حکم پر
 کی لیکن تمہیں سفیان کے کہنے پر عمل کیا اور عہد توڑا اس وقت موسیٰؑ
 برا کہنے لگے اور بالاسی حصار سے تیر و پھر مارنا شروع کیا ولیران دین بھی قلعہ
 کے نیچے سے تیر و پھر مارتے تھے کہ یہودی سربراہ نکال سکتے تھے کنگورہ قلعہ سے
 دو نو جانب سے شام تک خوب جنگ ہوئی جب تاہی ہوئی تو جناب رسولؐ
 مقبول نے اپنے خیمہ میں جا کر آرام فرمایا اور اہل دین چار طرف سے حصار
 گھیری رہی دوسری روز پھر اوسید حصے لڑائی دہی بیان تک کہ تیر و پھر
 گذری تو یودیون نے عاجز ہو کر یہ صلاح کی کہ اب کوئی فرج ہے عاجز ہے
 کر کے اس حصار تنگ سی اور کسی ملک میں کل چلا جا ہوں پھر دانتے اور
 کوئی تدبیر کر کے لڑائی کریں گے

پیام بھیجا یہودیوں کا پاس حضرت خیر الانام کے ساتھ
گریہ و زاری کیے اور جواب سی نا امید سی پانا اور درخوا
کرنا بولبا بہ الضاری کا

ساتھ عجز کے پیام یہودیوں نے پاس جناب رسول انام کے بھیجا کہ ہم قصود
از حد ہیں لیکن آپ کے کرم اور بخشش سے امید دار ہیں کہ تنی مہربانی جو
یہودیوں پر فرمائی تھی ہم پر بھی فرمائی تاکہ اپنے جانور لیکر سرحد سے آپ کے ملک کے
طرف صحرائے کل جاویں جب حضرت نے یہ سنا تو ہنس کر ارشاد فرمایا کہ
عہد تو تم سے ہی تھا اب نہ کوئی قول ہی اور نہ قرار دروازہ کھول کر نکل آؤ جیسا
مناسب ہو گا ویسا حکم دیا جاوے گا ایلیچی نا امید ہو کر پاس یہودیوں کے گیا اور
بیان کیا دوبارہ پر یہودیوں نے ایلیچی کو خدمت میں حضرت کے بھیجا اور عرض
کر دیا کہ کل مال و جنس ہمارے لیے ہے اور ہماری جاگی فقط امان دیدہ بھی حضرت
جواب دیا کہ حکم میں مجھے اختیار نہیں ہے ایلیچی ناچار ہو کر پہر آیا اور یہ جواب
اؤ کو دیا اؤ وقت یہودیوں نے بخوف اپنی جان کے گریہ و زاری کرنا شروع کیا
اپنی مرتبہ بولبا بہ یہودی کہ اصحاب خیر الانام میں با احترام تھے اؤ کو بلوایا اور
بعد مشورہ کے اس پیام کو حضرت نے قبول کیا اور بولبا یہ کو بھیجا یہودیوں
بہت اکرام سے اؤ کی پیشوائی کی اور دروازہ کھول کر اندر لے گئے اور تمام
مرد و عورتیں بولبا یہ کے پیروں پر گرین اور رونے لگیں اور جو کہ مرد و شہساز تھے
ایک ہاتھ لڑکے کا اور ایک ہاتھ اپنی عورت کا پکڑ کر سامنے آئی اور کہا کہ مری
مہربان یہ بھی امیر اور یہ عورتیں قیدی ہو جاویں گی تم اس میں کیا صلاح دیتے ہو

ہم باہر آدین نہ رہا تھے تو انہوں نے کہا کہ باہر آنا موجب حکم جناب رسول خدا کے
بہت انسب ہے مگر اشاریے اپنی گردن پر اونگھنے پیر کر تیا گیا کہ سب سے گئے جاؤ گے
جواب دینا ابو لبایہ کا اور گریہ کرنا بسبب ہونے خیانت کے
اور قبول ہونا توبہ کا اسکے

اشارہ کرنا ابو لبایہ کا موسائونین موسائیوں نے جو دیکھا تو دلیں سمجھ
کہ ہم میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا جو ان و پیر و صغیر و کبیر سب گریہ و زاری
کرتے گئے ابو لبایہ بھی جسے زیادہ روئی کعب سد نے پوچھا کہ اسی عزیز تنکو
کیا ہوا جو اس قدر گریہ کرتے ہو اس مرد فیدار نے کہا کہ مجھے خدا اور
کے کام میں جانت واقع ہوئی ہے تم کیا جانو یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہوئے
مگر پاس جناب رسول مقبول کے نہیں آئے اور مسجد میں سرنگون چلے گئے
اور اپنے تین ستون مسجد میں باندھا اور مومنوں نے کہا کہ مجھے برسی خطا ہوئی
ہی جب رقت نماز آؤی تو کہو لہذا اور بعد فراغ نماز کے پہر باندھ دیا کہ جب جناب
رسول خدا نے یہ خبر سنی فرمایا اگر پہلے میری پاس آتا تو میں اس کے واسطے
دعا کرتا اسطرح سے دو ہفتہ گذری ناگاہ درگاہ رب جلیل سے جبریل امین
پاس جناب ختم المرسلین کے وحی لائی کہ تم اپنے ہاتھ سے ابو لبایہ کو کہو لہذا
اور توبہ اس کی قبول بارگاہ ہوئی

جمع کرنا کعب سد کا یہودیوں کو اور مشورہ کرنا بیچ کام اپنے کے
جب حال یہودیوں کا سنا چاہتے جب ابو لبایہ چلے آئے تو کعب سد خوش
کامیابی لگے اور بزرگان قوم کو جمع کیا اور کہا کہ سچ جانو تم اس بات کو کہ ہم

اہل دین سے سربرہمنوں کے اور اس قلعہ کا بند رہتا اچھا نہیں ہے اور
 جناب رسول خدا بغیر خون ریزی ہماری کئے راضی نہ ہونگے دیکھتا ہے کہ
 ابولہابیہ نے کیا راز کہا اب ایک فکر یہ ہے کہ ہم تم متفق ہو کر تین باتوں میں
 ایک بات اختیار کریں پہلے یہ کہ ہماری تو ریت میں تعریف محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ کے بہت ہی اور بیشک یہ وہی محمد ہے جسکو تم جہنم جانتے ہو اپنے کردار
 پشیمان ہو اور ایمان لاؤ سبہوں نے کہا کہ ہم جان مال سے درگزر
 کر اپنے دین کو بچوڑیں گے اور سوائی مومنا کے رسول خدا کو نہ مانے گے
 جب کعبہ سد نے یہ جواب سنا تو کہا کہ اگر دین چھوڑنا تم کو گوارہ نہیں ہے
 تو اپنے اپنی جان سے دست بردار ہو اور زن و فرزند کو قتل کر کے دروازہ قلعہ کا
 کھول کر لشکر اہل اسلام پر باہر دے دے کہ کون ایسا سنگ دل ہے کہ جو زن و
 فرزند کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں یہ کہنے کے کہا کہ ایک بات اور ہے آج سقتہ کی شجہ
 اور اہل اسلام جانتے ہیں کہ ہلوگ عبادت میں مشغول ہونگے شکوہ بیکر شہاب خون
 مار آتا کہ یہ قصہ پاک ہو سہونے کہا کہ یہی جیسے ہوگا اتنی تو تپانہ میں نہ سکتے
 ہر تو کعب نے سر جھکا لیا اور کوئی تدبیر ذہن میں نہ آئی

باہر آنا یہودیوں کا حصار سے اور درخواست کرنا انصار کا
 واسطے بخشائے گناہ اور مشرکین کے جناب رسول آئین
 صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور حکم دینا حضرت کا سعد معاذ کو
 آخر کار یہودی ناچار عاجز ہو کر باہر حصار کے آئی اور گریہ و زاری کرتا ہوا
 یہ کہتے تھے کہ ہم مال و اسباب ہی درگزر ہی جانکی امان پادین جناب رسول

خدا فی یہ سنکر اصحاب کو حکم دیا کہ سبکے مشکین باندہ لو اور مال و اسباب کو ضبط کر اصحاب اپنے حسابہ شاد سبکی مشکین باندہ لین موسای جانے نا امید ہو اور سردار اوس کی اپنی سفار میں چاہی اور تمہیہ ہونے کا پتہ دریافت بنی اوس خدمت حضرت میں واسطے سفارش کے حاضر ہوئی اور عرض کیا کیا کہ اسی حجت کردگار و اسی سردار نامدار آپ تو شفاعت کرنے والے گناہ گار و کئے تیار میں ہونگے اگر انکے گناہ اور قصور معاف فرمائی تو ہلو کو کبر کمال احسان و پرورش و عزت افزائی ہونگے اور یہ ہمیشہ شاد منی غم میں ہماری شریک ہوتے رہے ہن اور جیسا کہ ابن ابی اور قتیبہ کا کوہر بانی سی رہا فرمایا ہے انکی بھی عفو و تقصیر فرمائی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی سبب خلق کے کچھ جواب نہ دیا جب حد سے زیادہ بنی اوس کی کہ کی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک شخص کو انصار سے مقرر کر دوں اگر او کو کہنے پر تم سب ارضی ہو اور اوس کے کہنے سے انکار نہ کرو اس بات پر سب ارضی ہو حضرت نے سعد معاذ کو حکم دیا کہ جو انکے مقدمہ میں تم تجویر کرو وہ سب منظور کریں اوس کے خلاف نہ کریں اگرچہ سعد معاذ بسبب تیر کہانے کے ضعیف ناتوانی سے اپنے بستر سے اٹھ نہ سکتے تھے لیکن حکم پیغمبر سے گور تھی سوار ہو کر نکلتے چلے اثناسی راہ میں بنی اوس کی گہیر کہ عذر خواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ تمپر موقوف قصور کا عفو کرو تا کہ تم چاہو گے تو رہا سے انکی ہو جاوے گی ہر ایک کے بات یہ سنتے تھے مگر کسی کا جواب یہ تو تھا جب حد سے زیادہ یاروں نے خوش آمد کی آدو سوقت سعد نے کہا کہ میرا اب

وہ وقت باقی نہیں ہے کہ میں ملاست اہل اسلام سے اپنے اوپر ان
 پر سنکر سبکے دل کاٹنے لگے اور روزِ شراکتے رافضیہ یا معلوم ہوئے
 حکم کرنا سعد معاذ کا بیچ مقدمہ یہودیوں کے اور حکم جناب
 رسولؐ سے جنتم واصل کرنا اور ان اشتیاق کو جناب امیرؓ کا
 جب قریب دولت سرانے حضرت کے معاذ پہنچے تو پیادہ ہو کر خدمت فیض
 درجت جناب رسول خداؐ میں حاضر ہوئی اور وقت جناب رسول خداؐ نے
 قوم بنی اوسکو حکم دیا کہ سب تعظیم کو کھڑے ہوں اور بیچ میں اصحاب معاذ کو
 ساتھ تکریم کے بٹھایا بنی اوس نے معاذ سے کہا کہ امی نامور نکو بھی چاہئے
 کہ اپنے حریم غصے دگر کر دجیا کہ ابن اُدی کے ساتھ کیا گستاخ معاذ
 جواب میں کہا کہ تم سب راضی ہو چکے ہو اس پر کہ جو میں کہوں اس سے و گز
 نکر و بہوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں تمہاری حکم پر اور وقت معاذ نے حکم دیا
 کہ ان سب کے سر کاٹے جاویں اور سب مال و اسباب انکا ضبط ہو یہ سنکر جناب
 رسالتؐ نے فرمایا کہ خدشا نصیب تیری اسے سعادت مند کہ یہ حکم تو زمین پر
 آسمان سے جناب باری نے بھیجا ہے جو تم نے دیا ہے بعد اسکے جناب امیرؓ کو
 حکم دیا کہ زبیر کو ہمراہ لیکر ان سب کو قتل کر د اور مال و اسباب و کالان کو
 تقسیم کر د جناب شیر خداؐ نے بموجب حکم کے ارشاد حضرت کا بجالائے
 رحلت کرنا سعد معاذ کا دنیا سے

راوی کتاب ہے کہ جب حد محفل شریف سے مکان اپنے پر پہنچے اور بستر پر
 نے نے و خون زخم سے روان ہوا اور سوئے زخم کا اہل گیا لوگوں نے

یہ باجر اجاب حبیب خدا سے بیان کیا حضرت بالین پراو سکے تشریف
 لیگے اور شفقت سے اونکے سونہ پر ہاتھ پیرتے تھے اور سراسر
 سقید کا اپنے زانو پر رکھ کر دعا کرتے لگے کہ اسی پر درگاہ روح اسٹنڈ
 نیک کی اسطر حصے قبض ہو کہ جسطر حصے خالصان خدا کی ہوتی ہے اسٹنڈ
 قالب بھان معاذ میں جان آگئے اور عرض کیا کہ بیشک آپ رسول خدا ہیں
 اسبائی گواہی دیتا ہوں یہ کہہ کر پر ہیوش ہو گئے جناب رسول خدا وہاں
 دولت سر کو تشریف کو لائے تھوڑ دیر کے بعد حضرت خربل پاس جناب
 رسول جلیل کے آئے اور سنس کر کہا کہ آج کون ہوسن نیا سے طرف جنت
 گیا ہے کہ جسکے ماتم میں عرش کا پنا اور سٹنڈس کا بہشت میں فرش ہوا
 اسی اثنا میں خبر فوت ہونے کی معاذ کے آئی اور خود حضرت معصیاب
 تشریف لیگے اور تجنیز تکفین کے اور نماز جنازہ کی بڑھی یہاں سے جنگ خراج
 ذکر بیچنے ابوسفیان کا ایک اعرابی کو واسطے قتل حضرت سید المرسلین کے
 راوی کہتا ہے کہ سفیان و نرات اپنے مکا میں ہر ایک سی یہ کہتا تھا کہ جیتک
 محمد دنیا میں ہیں مجھ کو زندگی تلخ ہے ایک آدمی بین ایسا چاہتا ہوں کہ جو محمد
 کے قتل پر آمادہ ہو جسقدر مال چاہے گا بین او سکود ونگا یہ خبر سنکر ایک
 اعرابی کہ حرص سے بیتابی رکھتا تھا پاس اسکے آیا اور کہا کہ یہ آرزو تیرے
 میں بر لاؤنگا اور میں خمر تیر رکھتا ہوں اور آمادہ ستیز ہوں مگر اتنا چاہتا
 کہ کچھ زاد راہ اور سدا ری مجھ کو دی یہ سنکر سفیان نے او سکو گلے سے لگایا
 اور خوش بہنو کر بوسے او سکے لئے اور ایک ناقہ اور زاد راہ حوالہ او سکے

کیا اور کہا کہ ایک ساعت اب نہ بھر جو وقت یہ کام کر کے آویگا جو مانگے گا وہ
پاویگا غرض یہ وہاں سے روانہ ہو کر چند روز کے بعد کنارہ شرب کو پہنچا
اور ایک مکان میں باہر شہر کے ناقہ اپنا باندھا اور اندر شہر کے جا کر دولت سرا
حضرت میں پہنچا وہاں حضرت کو نپایا پوچھا لوگوں نے کہا کہ محلہ سنی عبد
اشمل میں تشریف لے گئے ہیں یہ اوسط فکو چلا وہاں ایک مسجد تھی کہ حضرت

وہاں اصحابوں نے احکام اسلام بیان فرماتے تھے

آنا ایک اعرابی کا واسطے قتل حضرت کے اور گرفتار ہونا
ہاتھ سے ایک اصحاب کی اور قرار کرنا مکر ابو سفیان اور
ارادہ اپنے کا

جب اعرابی مسجد کے اندر آیا آنکہ جناب رسالت مآب کے اوپر بیڑی فرمایا کہ
یہ اپنی مراد کو نہ پہنچے گا یہ فرمایا کہ اوسنی اصحاب کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں
بیٹا عبد المطلب کا کون ہے حضرت نے فرمایا کہ میں ہوں جناب رسول خدا کا
بس یہ کہنا کہ حضرت کی طرف شیر چلا لوگوں نے جانا کہ کچھ کائنات پوشیدہ
عرض کر گیا لیکن گستاخی اوسکی دیکھ کر اوسیدہ لا اور نے مثل شیر کا سہجہ
دونہا تھے پکڑ لیا اور کہا کہ اوبے ادب نبی سے دور رہ قضا را ہاتھ انکا
قبضہ خنجر پر پڑا کہ جو زیر قبا اوسکے تھا اوس وقت انہوں نے خوب زور سے
دبایا اور کہا کہ اسی ملعون خنجر سے تیرا کیا تھا جب حال اوسکا تنگ ہوا تو
کہ یہ وزاری کر کے الامان کہنے لگا جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تو
سچ کہہ گا تو امان دوں گا ورنہ میں خود تیرا حال سب سے کہوں گا اور پیرامان نہ دوں گا

اوسنے سوای سچ کہنے کے جب کوئی چارہ نہ دیکھا تب سب حال مفصل بیان کیا
 حضرت نے جاگلی امان دیکر قید کیا چوتھے روز قید سے اوسکو طلب کیا اور فرمایا
 کہ تو قید سے آزاد ہوا جہان تیرا ہی چاہے وہاں جا اوسنے عرض کیا کہ آج
 مجھ کو راہ نیک بتائی حضرت نے فرمایا کہ خدا کو برحق جان اور مجھ کو رسول برگزیدہ
 سمجھ وہ اعرابی صدق دل سے مسلمان ہوا اور کہا کہ خدا برحق ہے اور آپ رسول
 بیشک ہیں اور قسم کہا کہ عرض کیا کہ میں جس روز سے ہوشیار ہوا اور سن تمیز کو
 پہونچا شیر کو میں پشہر سے کمتر جانتا تھا اور کسی سے کہی خوف نہیں کہا با مگر
 جسوقت جلال جہان آرا پر نظر پڑی تو رادل میرا مثل بید کے کانپنے لگا اور
 دوسری یہ کہ اس راز کو سوای ابوسفیقہ نے یا میرے دوسرا نہیں جانتا تھا
 اوسکو اپنے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا اب تمھو کسیدر حکاشک ہی یا نہیں
 احکام دین تعلیم فرمایو حضرت نے اوسکو ایمان تلقین کیا پھر خاصیت کیا پھر اسکا حال معلوم ہوا
 بیچنا حضرت کا عمر امتیہ وسلمہ انصاری کو واسطے تلافی احکام کے
 پاس ابوسفیقہ کے اور قتل کرنا امیہ کا مالک کو بعوض اوسکے
 بعد اس ماجر کے دو شخص کو اہل دین سے ایک سلمہ دوسرے عمر امیہ کو تائب
 ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ نے واسطے عوض لینے اس بات کے طرف حرم کے
 بیجا چند روز کے بعد وہ شہر بطحائین پہونچے اول یہ دونوں طرف حرم کو گئے
 ایک نے قریش سے عمر امتیہ کو دیکھ کر سچا پانا اور شور مچایا کہ نہیں دیکھ کر کھل راہ سے
 بیان آیا ہے سب خبر دار وہ ہوشیار ہو جاؤ یہ آواز سلمہ اور عمر امتیہ نے بھی
 سنی اور آپس میں صلاح کی کہ یہ راز افشا ہو گیا اب بیان ٹھہرنا بہتر نہیں ہے

اس اثنائ میں اگر کفار نے گھیر لیا لیکن سلمہ چالاکی سے اپنے اونٹ تک پہنچ گئے اور سوار ہو کر موہنہ طرف پشرب کے کیا اور عمر امیہ ایک جگہ تنگ میں گمری کہ موقع جنگ کا نہ لگتا تھا ایک شخص عثمان مالک نام سردار بیت الحرام قریب انکے آگیا یہ دلمین خوشش ہو کر شکر خدا بجالا دیا کہ یہ بھی شقی سفیہ کم ہنیں ہے زحم خنجر اسکے لگا کر آبر و اپنی روبرو بنی کے بڑا دن غرض کے انہوں نے دوڑ کر اسکے ایک خنجر لگایا کہ اسکی ضرب سے یہ شقی اوپر زمین کے گرا بس کفار اسکے اوٹھانے میں مصروف ہوئی انہوں نے جو فرصت پائی تو مثل آہو کے رم کیا اور طرف بوقبیس پیاد کے روانہ ہوئے بچانا عمر امیہ کا ہاتھ سے کفار کے اور چھپا ایک غار میں اور مارنا چرواہے کو

جب عمر امیہ دامن کوہ من گئے تو اثنائ میں ایک غار دیکھائی دیا جو کفار و نیکے یہ اوس میں چپے اور توڑی دیر آسائش کی قریب اس غار کے کوہ سار میں ایک چرواہا رہتا تھا دوپہر کو شدت گرمی سے اس غار میں آکر بیٹھا کرتا تھا قضا اور سوز و جد وہ آیا تو بیٹھ کر بتونکی تعریف انکے سامنے کرنے لگا اور اہل اسلام کو برا کہنے لگا دل انکا اس گفتار سے جلا لیکن جب بیان تک کہ جب وہ سویا تب انہوں نے سر اسکا کاٹ لیا اور شکر خدا ادا کیا اور ایک شب دروازہ سی غار میں چپے رہے

باہر آنا عمر امیہ کا غار سے اور قتل کرنا ایک کافر کا کہ پچھا انکا اوشے لیا تھا اور پوچھنا انکا خدمت رسول خدا میں

دوسرے دن جب آفتاب طلوع ہونے لگا تو یہ غار سے نکل کر چلے وہ
لوگ جو انکی تالاش میں تھے اتفاق سے وہاں آنکے اور انکے بھائی کر
دوڑے اور یہ ہمارے لکین انہوں نے تیر چلے کمانے جوڑا اور ایک بارگی
نفرۃ العزاکر کہہ کر ایک شقی کے سینہ پر مارا کہ وہ گرا اور یہ روانہ ہوئی اور جو
اوسکے ساتھ تھا وہ ہاگایہ جب آگے بڑھے تو راہ میں سلمہ سے انہوں نے
اوسے پوچھا ان پر وہ سب حال جو گذرتا بیان کیا وہ بہت خوش ہوئے
اور مرزا اور شاہباش کما اور دو نو ملکر خدمت جناب رسول مقبول میں حاضر
ہوئی حضرت نے بہت آفرین اور پریم رایتہ کے کی اوس روز سے سفیان مار
دے کے اپنے مکان سے باہر نہ آتا تھا اور اگر کبھی مکاشفے نکلتا تو کئی آدمی آتے
ہمراہ واسطے حفاظت کے لے لیتا تھا

خبر ہو پختا حضرت سید عالم کو ارادہ فساد بنی سعدیہ
اور بیہیجا جناب علی مرتضیٰ کو واسطے قتل کرنے اوس کو روکے
راوی کہتا ہے کہ ایک روز یہ خبر حضرت کو پہونچی کہ سببت بہت قوم بنی اس
ساتھ اہل خیبر کے متفق ہوئی ہیں اور قرار دیا ہے کہ باغ فدک میں سب جمع
ہو کر طرف اس شہر کے آویں حضرت نے یہ سنکر جناب علی مرتضیٰ کو طلب فرمایا
اور کہا کہ تم سوار ہو کر معہ انصار دین کے باغ فدک کو جاؤ اور اس جماعت کو
پریشان کر دو اور اصحاب سے فلان فلان شخص کو ہمراہ ہو بموجب ارشاد
جناب سید او صلیا ساتھ سپاہ کے روانہ ہوئی رات کو چلتے تھے اور دن کو قیام
کرتے تھے جب نزدیک مقام اشتیاء کے پہونچی تو سر راہ ایک شخص کھڑا تھا

حکم دیا کہ اسکو پکڑ لاؤ حسب ارشاد وہ پکڑ آیا جناب امیر علیہ السلام نے اس سے
 فرمایا کہ اگر سچ کہے گا تو جان کی امان دوں گا ورنہ ستر اجداد کو دنگا او سنے
 خوف سے عرض کیا کہ اگر مجھ کو جانکی امان دیجے گا تو میں ایسی راہ سے آپکو پہنچاؤں
 کہ ان کے سر پہ پہونچاؤں دنگا اسی شرط پر اسکو امان دی گئی اور وہ ہمراہ لشکر
 حضرت لکیر حلاشبکو ملی ہوئی صبح کیوقت مشرکین کو خبر ہوئی کہ فوج یثرب سے آپکو پہونچو بیت
 سپہ دار صاحب لوا حیدر کہ شمشیرش از برق اسولان تترت
 یہ خبر شکر سب پریشان و حیران ہوئے اور سرو پا برہنہ با حال خراب اوسے
 مال و اسباب وغیرہ سب چھوڑ کر ہٹا گئے صبح کو حضرت نے جو دیکھا کہ مال
 اسباب اور تیرہ بختو دنگا و سیطرح مکانوں میں پڑا ہے مگر انکا نشان نہیں
 ہر چند تالاش کیا نہ پایا اصحابو کو حکم دیا کہ سب مال جمع کرو جب مال سب جمع
 ہوا تو پانچواں حصہ واسطے جناب رسول خدا کے لکھ لیا اور باقی اسی بکو تقسیم
 فرمایا واقعہ سال ششم کا ہجرت سے اسی سال آغاز دہستان
 صلح حیدر ہنہ کے اور زمانہ ہونا حضرت کا واسطے عمرہ کو طرف حرم کے
 راوی لکھتا ہے کہ بعد چھ برس کے ہجرت سے جناب رسول خدا نے خواب
 میں کہا کہ کنعان کعبہ شریف کی میری مائتہ میں ہیں اور ساتھ رفیقوں کے مائتہ
 کعبہ کرتا ہوں صبح کو اہل دین سے فرمایا سبکو یقین ہو کہ فتح مکہ اس سال
 ضرور ہوگی پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ سب مومنین سرانجام سفر کا کریں
 اور سامان جنگ چندان ضرور نہیں ہے اگر اطمینان نہو تو ایک ایک تلوار
 ہمراہ کفایت کرتی ہے عمر نے کہا کہ ہم وہاں جاتے ہیں دشمن کا مقابلہ کرنے

دیکھتے ہیں آلات جنگ ہمراہ لینا ضرور ہے حضرت نے ارشاد کیا سلاح
جنگ عمرہ ادا کرنے میں کچھ درکار نہیں ہیں بعد اسکے سب سامان سفر متیا
کیا جناب رسول خدا نے بشیر سفیان نامی ایک اصحاب ہجرت کو بلا کر فرمایا
کہ تم حرم کو جاؤ اور دیکھو کہ قریش یہ آمد ہمارے کو سنکر خاموش رہتے ہیں
یا سامان جنگ فراہم کرتے ہیں جیسا حال دیکھنا ہمسے قبل پہونچنے کے
بیان کرنا بشیر یہ حکم سنکر فوراً طائف کعبہ کے روانہ ہو گئے اور حضرت
دولت سرا سے اپنے ناقہ پر سوار ہو کر لبیک کہتے ہوئے باہر تشریف
لائی اور اہل اسلام کو بھی حکم بجا لے کر عمرہ کا دیا چودہ سو سواروں نے اسرام
باندھا اور سرسرننگے اور پابریں لبیک کہتے ہوئے شہر سے باہر آئی
اوس وقت جناب رسول خدا کے خیال میں یہ آئی بات کہ اہل حرم کو پہلے

خبر اس ارادہ کی کرنا چاہئے
بہینما حضرت خیر البشر کا حراش خزانہ اعی کو پاس قریش کے
اور آگاہ کرنے اوس قوم کو اس ارادہ اپنے سے اور پہر آنا
حراش کا بغیر حصول مقصد کی

حراش خزانہ کو جناب رسالت مآب نے حکم دیا کہ اونٹ قرانی کا لیکر طائف
حرم کے جاؤ اور ساتھ نرمی کے کہنا کہ ہم لوگ قصد طواف کعبہ شریفہ کا کرتے
ہیں اور کیسے حکم فتنہ و فساد کی بات منظر نہیں ہے اگر اس بیان پر وہ بھی
ہوں تو اونٹ قرانی کر کے تم واپس آنا حسب الارشاد خراش خزانہ سے
اونٹ لیکر جانب حرم کے روانہ ہوئی جب پاس قریش کے پہونچے تو

اون سب سے بیان کیا وہ یہ خبر سنتے ہی قہر و طیش میں آئی اور اونٹ کو پٹی
 کر ڈالا اور قصد انکے قتل کرنے کا کیا لیکن ایک بزرگ قوم اجامیش نامی
 حمایت کو کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ایچی کو مارنا چاہئے یہ نجات پا کر روانہ طرف
 حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہوئے اثنائے راہ میں حضرت
 ملاقات ہوئی سب ماجرا عرض کیا حضرت رسول مختار نے عمر کو پاس لپیٹے
 بلایا اور کہا تم طرف قریش کے جاؤ اور جاہلان قوم کو سمجھاؤ کہ جناب رسول
 اس آنے میں سوائے عمرہ ادا کرنے کے اور کچھ فساد مد نظر نہیں ہے عمر نے
 یہ ارشاد سنکے جواب میں تامل کیا اور کہا کہ حکمت میں تو دخل نہیں لیکن کام
 مجھے ہو گا اس واسطے کہ وہ سرکش مجھے دو نہیں بت عداوت اور کدورت
 رکھتے ہیں میں تو زبان کہوں نے ہی نپاؤں گا کہ سیکڑوں وار تلوار کو چوبہ پر
 چل جاؤں گے اور بغیر دیکھے جال مبارک کے دنیا سے گذر جاؤں گا اس کام میں
 عثمان مجھے بہتر ہیں کہ وہ انکے رہنے والا ہے اور سب انکو پہچانتے ہیں اور
 اتنے دشمن اس کے نہیں ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ فرمایا اسکا کوئی
 بیجا اشرف انبیاء کا عثمان بن عفانکے تین طرف حرم کی
 اور گرفتار ہونا اوسکا

حضرت نے عثمان کو طلب کیا اور یہ حال بیان کیا وہ سنکر مثل تیر کے کمانے
 جدا ہو کر روانہ ہوا گوں نے حضرت سے کہا کہ خوشحال عثمان کا کہ وہ
 حج بیت الحرام کریگا حضرت نے فرمایا کہ مجھے یقین اسکا کہ انہیں ہے بغیر میرے
 کہی ایسا نہیں کریگا سنا ہے کہ دس شخص اور پیچھے اوسکے لطیفین بھیجے گا

اور دیکھا انہوں نے کہ ایک جماعت کثیر قریش سے مقام بلند پر واسطے
 ستر راہ ہونے کے جمع ہیں جب عثمان پاس اونکے پہونچی تو سبکو سلام کیا
 اور پیام حضرت خیر الانام کا پونچایا انہوں نے جواب میں کہا کہ بت مشکل ہے
 جو ہم اپنے زندگی میں واسطے طواف حرم کے آنے دیں اور وہ آئیں دیں اس
 سرزمین پر دیکھا دیں اور ہم مثل عورتوں کے اپنے مکانات میں خانہ نشین ہیں
 ہر چند عثمان نے ہماری کمر کمر کسی نے نہ مانا اس وقت عثمان نے سفیان کو
 پونچھا انہوں نے کہا کہ حرم میں ہمیں یہ واسطے ملاقات کے طرف حرکت کر دینا چاہیے
 کہ وہ دس شخص کہ جو بعد عثمان کے روانہ ہوئی تھے پاس عثمان کے پہونچے اور کہا
 سفیان کے گئے اور ملاقات اس کے کی وہ بغلیک ہو اور پونچھا کہ کیا سبب نیک
 تمہاری ہے عثمان نے پیام تمام بیان کیا یہ سنکر سفیان آندہ ہوا اور
 کلمات بیودہ زبان پر لایا اور کہا کہ اگر تیرا جی چاہے تو طواف کر لے مگر محمد
 کا آنا محال ہے عثمان نے کہا کہ بغیر پیغمبر زبان صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہم طواف
 نہیں کر سکتے ہیں پھر تو سفیان نے مونہ انکی طرف سے پیر کر حکم دیا کہ ان سبکو
 قید کر دے پھر کر تیر کو جانے پنا دیں ان سبھوں نے لاچار ہو کر قید میں ہنا اختیار کیا
 انا بشر سفیان کا بیت الاحرام سے واسطے پونچا نے خبر قریش کے
 حضرت کو منزل حدیبیہ میں
 جب جناب رسول خدا منزل میں طے کرتے ہوئی طرف کعبہ شریف کے چلے جاتے
 مقام حدیبیہ میں بشر سفیان نے اگر خدمت بابرکت حضرت میں عرض کیا
 کہ مشرکین خبر آئیے آنے کی سنکر قبائل سے مدد طلب کرتے ہیں اور جنگ

انکاد میں اور مقام ذی طو امین جمع میں اور خالد اور عکرمہ اپنے اپنے ایک کو ہوا
مقام عظیم میں سب آگے بڑھا ہوا قریب دو سو سوار کے واسطے سدا رہا ہونیکے
مشائے حضرت خیر البشر نے یہ خبر سنکر اہل دین کو حکم دیا کہ خالد کی طرف
لہہ کاٹ کر جاؤ تاکہ انکو داخل پاؤ جب اصحاب بادنا اوپر سر نہالہ کے
پہنچے تو گرد لشکر دیکھ کر گہرا اور سوامی بھاگنے کے کچھ نہ بن آیا یہاں سے
جنگ کر اون مشرکین کو خبر کی کہ حضرت رسول اللہ آپہونچے اور حضرت
سبقت مقام خالد پر پہنچے تو وہاں مقام کیا مگر پچھا اسکا نہ کیا اور دوسرے
روز جب مقام حدیبہ میں پہنچے تو ناقہ حضرت کی سواری کا جنبہ گیا اصحاب نے
ہر چند اسکو اوٹھایا مگر اون سے ذرا بھی اوس جگہ سے نہ کھٹکی اصحابوں نے
جانا کہ دوری راہ سے خستہ ہو گیا ہے حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ ناقہ خستہ
نہیں ہوا ہے بلکہ موجب حکم رب جلیل کے کہ جیسا اصحاب فیل پر گزرا ہے
آج ہمارے راجھی یہ ہے کہ ہمیں پر مقام کرد و غرض کہ شب کو مقام کیا اور
صبح کو جو حضرت نے اپنے دست مبارک سے ناقہ کو اوٹھایا فرشتہ اوٹھ کر اٹھا
حضرت سوار ہوئی اور بائیں جانب کو روانہ ہوئی سب اصحاب بھی چھرا پٹے
جب سہرہ حدیبہ کے آخر میں ایک کنواں تھا وہاں اوتر کر تمام کیا اصحابوں
نے اگر شکوہ دیا ہے کا کیا کہ یہ کنواں خشک ہی حضرت نے ایک تیرہ گز کے
پیشہ نکال کر دیا اور فرمایا کہ اندر اوس کنوین کے اسکو مارو اور اسے خدا کی قدر
تماشا دیکھو اصحاب اوس تیر کو لے گئے اندر کنوین کے پانی کا کھنڈر تھا
پانی جاری ہوا مثل غارہ کے جاری ہوا اور سبہ لشکر میں سب اسے دیکھ کر

بخوبی پہنچا ہوا اور وہاں مقیم ہوئے

آنا بنیدیل خضاعی کا خدمت جناب سید ابراہیم اور ان کا
 کہ ناخفتہ قریش سے اور بیان فرمانا حضرت کا صلح کو
 راوی کہتا ہے کہ جب مشرکین تشریف لانے شاہ دین سے آگاہ ہوئی اور
 بند کرنے راہ کے سد راہ ہوئے ایک شخص اصبنی خضاعی نام کہ بزرگ قوم باؤ
 عرب میں صاحب اعتبار کہ دل سے جان نثار جناب رسول مختار کا تھا اور
 اوس گروہ سے جدا ہو کر غزیرہ میں آیا اور حضرت کی خدمت میں آوا
 بجایا حضرت نے شفقت سے پاس اپنے بٹھایا اور حال استفسار فرمایا
 جواب میں اوس نے عرض کیا کہ جب سو آپ کے آنے کی خبر اونوں نے پائی ہے
 تمام بدینوں اور ان کے آگ لگی ہے ہر ایک قوم مدد چاہتے ہیں بنی کعبہ
 تو میں آمادہ جنگ پر مقام ذی طوای میں جمع ہوں اور یہ صلاح کی ہے کہ جن
 جناب رسول خدا معہ انصار طرف مسجد کے جاویں تو ہم سوا کین کے اگر
 نمانیں گے تو جنگ کریں گے حضرت نے فرمایا انا ہمارا واسطے طرہ ہے کہ
 وہی واسطے پر خاشکے اور جنگ کے اگر وہ صلح پر راضی ہو گئے تو ایک عہد
 مقرر کروں گا کہ ایک مدت تک عاقہ عیش کے اپنے مکانوں کے اندر رہیں اور
 تماشا ہمارا دیکھیں کہ اوس دن سے اور ہم سے کس طرح معاملہ ہوتا ہے اگر ہم
 غالب دین گئے تو دین ہمارا پہلے گا اور اگر وہ غالب آئی تو مطلب تمہارا
 ہے لڑنے کے حاصل عہد چاہا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کر دے اور غصہ ہی ہو
 تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں بھی تم سے اس قدر لڑوں گا کہ زندگی تم لوگوں کو دھواں ہو

یہ سنکر بذیل خراسانی نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں پیام صلح کا دون حضرات سے اجازت پا کر رخصت ہوا

آنا بذیل کا پاس اشقیہ کے اور خبر دینا ارادہ صلح حضرت اشرف انہیا صلے اللہ علیہ وآلہ سے اور بیجا عروہ بن مسعود شعی کا خدمت جناب رسول خدا میں تجویز قریش سے جب بذیل پاس مشرکین کے پہنچے تو خوشی سے بیان کیا کہ میں ایک خوشخبری تمہاری پاس سالار دین سے لایا ہوں بعض جاہلون نے کہا کہ ہم کو کچھ افکار پیام سنسی کی احتیاج نہیں ہے لیکن اور دانش مندوں نے کہا کہ بیا نکر دو پیام سنا ضرور چاہی اوس وقت بذیل نے سب حال بیان کیا مفصل قریش نے آپس میں کہا کہ یہ محمد سے سادش رکھتا ہے اسکی فریب میں آنا نہ چاہیے یہ سمجھ کر کچھ جواب نہ دیا ایک شخص عروہ نام اوس قوم سے اڑھا اور کہا کہ قوم قریش تم مجھ کو اپنا خیر خواہ جانتے ہو یا بد خواہ ہے کہا کہ ہم اپنا دوست مانتے ہیں عروہ نے کہا کہ میں اس بیان میں مصلحت دیکھتا ہوں اس بات سے پرنا بچا ہے اگر بذیل کے کہنے کا یقین نہیں ہے تو میں پاس محمد کے جا کر اس بات کو تحقیق کروں سبہوں نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے عروہ خدمت حضرت میں حاضر ہوئی اور تسلیات بجالائی حضرت نے جواب سلام کا دیکر بہت شفقت سے اپنے پاس بٹھایا

آنا عروہ کا خدمت جناب خیر البشر میں اور دریافت کفر نامی مبارک کا اور بولنا ابو بکر کا درمیان گفتگو کے

عروہ نے خدمت حضرت میں آکر بیان کیا کہ بنذیل نے جو کچھ آپ کی طرف سے پیام صلح کا
 دیا ہے وہ صحیح ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور اگر قریش صلح پر راضی
 ہوں تو میں عہد کروں گا کہ دونوں طرف امان رہے عروہ یہ سنکر مثل پہل گے
 شگفتہ ہوا اور عرض کیا کہ قریش ہی آپ سے جدا کی نہیں رکھتے ہیں اگر ہر با
 فرمایا اور صلح ہو جاوے تو اس سے بہتر کیا ہے اگر خدا نخواستہ جنگ تھیں
 کسی طرح کا آشوب پیدا ہوا اور آپ تمہارے جالیے ابو بکر یہ سنکر نہایت خفا ہوا
 اور کہا کہ اے یہودہ گوزبان اپنی بند کر اگر تمام بدن ہمارا لکڑیے لکڑیے
 ہو جاوے گا تب بھی تو ہم رکاب ظفر انتساب کو ہاتھ سے پھوڑیں گے ہاں اگر
 سر ہمارا جدا ہو جاوے تو مجبور ہیں عروہ نے ایک اہل دین سے پوچھا
 کہ یہ مرد پیر شو رکون ہے اور اس کا کیا نام اوسنے کیا ابو بکر صدیق ہی ہے
 عروہ نے سرسی پیر تک اوسکو دیکھ کر کہا کہ اگر حق دیت میرے ہوتا تو سزا جگو
 دیتا قبل زمانہ رسول کے ایک خطا عروہ سے ہوئی تھی کہ خون بہا اوسکا دنیو
 قادر تھا کئی شخصوں نے ادا کیا تھا اوسمیں ابو بکر نے بھی دس کائیں عروہ کو
 دین بتیں اوسے احسا لکو عروہ نے ظاہر کیا بعد اوسکے ٹوڑی دیر بہنہ کر
 اصحابو نیکے فرمان بردار کیو دیکھا تو یہ طریقہ کہی اسکی آنکھوں نے دیکھا نہ تھا
 بس یہ دیکھ کر وہاں سے مثل غلاموں کے اٹھا اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو
 میں ان پیاموں کی صداقت قریش میں جا کر بیان کروں حضرت نے اوسکو بخیر سوخت کیا
 جانا عروہ کا یا س قریش کے اور نصیحت کرنا اور مقرر کرنا
 حضرت کا طلب یہ واسطے نگاہ بانے لشکر اسلام کے

جب عروہ روہنہ ہوا تو حضرت نے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ قریش آمدن سے
 رکتے ہیں مبادا شبکو بارادہ شب خون او میں لندائے ملا یہ اپنے لشکر کا واسطہ
 کھجانی کی تقریر کر دو ان عروہ نے جا کر بت فمائش کی کہ اسی سرکشو جناب
 رسول خدا صواہلی حج کے اور کوئی ارادہ کسی طرح کانین رکتے ہیں تم اپنے
 تین مبتلائی بلا تکر کسی بادشاہ کے پاس ملک ایران و زنگبار و روم چین
 میں ایسے رفیق نہیں ہیں کہ اگر لعاب دہن اذکار میں پر گزرتا ہے تو اسکو
 آنکھوں سے لگاتے ہیں اور بڑی ہنر سے سردار انکی جوتیان جارت گئے ہیں
 تم لوگ ایسے لڑائیکو کچھ اذکو غم نہیں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تم صلح کو بہت
 جتہ بانو اور صلح سے درگزر و تو بہتر ہے قریش نے جواب دیا کہ ہمارا ارادہ
 اس طرح سے صلح کا ہے کہ ابھی مرتبہ محمد پر جا میں سال آئندہ میں او کو اختیار
 حج کرنے کا اس اثنا میں ایک شخص جلس نام قوم احابیس کا امیر یہ گفتگو سکر
 کھڑا ہو گیا اور دل و جان سے شتاق زیارت جناب رسول خدا اور اصحاب با وفا
 کی ملاقات کا ہوا اور کہا کہ اسی دوستوں اگر تمہیں ناگوار نہ تو میں پاس جناب
 رسول خدا کے جاؤں اور اس گفتگو کو دہراؤں کے بیان کروں جیسا وہ جو
 دینگے ویسا اگر تم سے کہوں گا اس پر وہ سب راضی ہوں اور وہ وہاں سے

خدمت حضرت سید المرسلین میں حاضر ہوا

اتنا جلس کا پاس جناب سید انبیاء کے اور پیر جا کر سمجھانا کفار کو
 جلس جب قریب آیا تو حضرت نے رسم اوس قوم سے اصحاب کو آگاہ کیا اور
 فرمایا کہ اونٹ قربانی کے اوسکی راہ میں کڑی کر دیا کہ وہ یہ جانے کہ ہم ارادہ

جنگ کانین رکھتے ہیں اہل دین نے اونٹ لیا کر سہرا کوڑے کر پھینکے
 دیکھ کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ حج کرنے والا پیر کر باندھنا اور سب جنگ کے کسی
 دین و آئین میں نہیں ہے اونٹ انکے خود بنا دیتے ہیں کہ ہمارے واسطے قریش کے
 لائے ہیں جناب رسول خدا کی خدمت میں شرمندگی سے حاضر ہوا فرما
 باگ گھوڑی کی پھیر کر اون مشرکین کے پاس پہنچا دیا اور کہا کہ اگر انھیں کہیں
 و صداوت سے میں خود اپنے آنکھ سے دیکھ آیا ہوں کہ محمد کے ہمراہ اونٹ قریش
 ہیں اور سوائے ارادہ حج کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کسی طرح سے یہ وہ نہیں ہے
 کہ تم حج کر نیکو و کو اور حاصیو پیر ظلم کرو یہ سنکر قریش نے کہا کہ ای ارابے
 بے عقل تم کو ان باتوں میں کیا دخل ہے جیسا ہم چاہیں گے دیا کر نیکی اسلام
 نافرجام سے وہ اپنی قوم کو لیکر علیحدہ ہوا اور کہا کہ دیکھتا ہوں میں کہ زبردست
 کون ہے جب قریش نے اسکو آزر دہ دیکھا تو خوش آمد کرنے لگے اور کہا
 کہ امی نامور ہم اپنی بات رکھنے کو یہ کہتے ہیں کہ محمد بکے سال بہر جاوے اور
 طواف تکریم سال آئندہ میں اسکو اختیار ہے اسی گفتگو میں شام ہو گئی
 شب کو جاہلان قریش نے صلاح کی کہ چند آدمی کناری لشکر چلا کر جاوے
 اور گمات لگائیں کہ جو اہل دین سے ہاتھ آئیں انکو پڑ لائیں تاکہ خود سے یہ
 صلح موافق شرط ہماری کے ہو

بہینا قریش کا ایک جماعت کو طرف لشکر خطاب سے انہی کے
 واسطے گرفتار کر لے اہل دین کو اور دستگیر ہونا ان میں سے ایک شخص
 غرض کہ چند پہلوان جنگ آزمودہ قریب پچاس آدمی لشکر لے کر

روانہ کیا اور کہا کہ جو شخص لشکر اسلام سے تمہارے ہاتھ آئی اور سکو گھر قنار
کر لاؤ تا کہ ناموری تمہاری ہو یہ سنکر دو لوگ روانہ ہو کر نزدیک لشکر کے
پہنچے قنارا اور دہر سے طلا یہ کے بھی لوگ آپہنچے اس تاریکے شب میں سیکھ
سی دیکھ کر آگے بڑھے جب دیکھا کہ مشرکین ہیں تو دلیران دین دوڑے اور
اونکو گھر قنار کر کے مشکین باندھیں اور خدمت سالار دین میں حاضر کیا حضرت
سبکو بہت تحسین و آفرین فرمائی اور حکم دیا کہ ان قیدیوں کو اسیلر جسے بند ہار کو
جب تک کہ عثمان اور وہ دستش آدمی ہمراہی اوسکے کہ قریشندیوں اور
وہاں مشرکین رات بھر انتظار میں رہے کہ ہماری لوگ اہل دین کو پکڑے
لاتے ہوں گے کہ ایک شخص نے اودن سرکشو نے خبر دی کہ وہ سب شبکو گھر قنار
اہل دین میں ہوں گے اب انہوں نے آپس میں صلاح کی کہ ساتھ شیریں بانیکے
اونکے قیدیوں کو چوڑھا چاہئے اور اپنی کو طلب کرنا اس پیام بھیجنے کو ایک مرد
سنبیل نام کو معہ چند آدمیوں کے طرف حدیبہ کے بھیجا
حضرت کو خبر ہو چکا قتل عثمان کی اور بیعت لینا آپکا نہی ایک
درخت کے انصار سی اور جنگ مشرکین کے اور خلاف
ہونا اوس خبر کا

راوی کہتا ہے کہ جب صبح ہوئی اصحاب دین نے ساتھ جناب سید المرسلین
نماز ادا کی اور اپنے کام کو چلے گئے کہ شیطان نے لشکر گاہ میں ایک درخت
بلند کی کہ اسی گردہ میں عثمان کو معہ دس آدمی کے مشرکین نے قتل کیا
یہ خبر جب وقت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ نے سنی نہایت ملول ہوئے

اپنے بھائیاد سے بادب عرض کیا کہ جہات سے عثمان کو معہ او سکے ہم پر کسی
قریش نے قید کیا مگر میں اس صلاح میں نہ تھا اب میں امیدوار ہوں
کہ آپ ہمارے قیدیوں کو نکورہا فرما دیں ہم انکو چوڑ دیں حضرت نے کہا
کہ پہلے یہ بات تمہاری جانب سے ہوئی ہے ہمنے او سکی تلافی کی ہے
پہلے تم ہمارے قیدیوں کو چوڑ و بعد او سکے رہا ہو چکے ہم انکو چوڑ دیں گے
سبیل نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ محمد انصاف کی بات کہتے ہیں تم جا کر دو
قیدیوں کو لے آؤ بس وہ پاس قریش گئے اور حضرت کے قیدیوں کو لایے
حضرت حبیب خدا نے اپنے انصار و کوفہ کیا اور شکریہ ادا کیا اور اسیرین
قریش کو سامنے بلایا اور ہاتھ اوڑکے کھڑا کر سپرد سبیل کے کیا آداب بجا کر
برخصت ہوا جب اپنے مقام پر پہنچا تو نے چار طرف سے گھیر لیا اور سر و شہم کے
بوسے لینے لگے اور حال پوچھا سبیل نے کہا کہ اون لوگوں سے دنا چاہیے جسکو
میں نے اپنی آنکھ سے سمیت کر لے میں جو دیکھا ہے قابل تکیہ نہیں ہے اتنا
جانتا ہوں کہ وقت جنگ کے تیسے کوئی اونکی روبرو ٹھہر نہ سکے گا اس بات
سبکے بد نہیں رہے پڑ گیا اور کہا کہ اسی نامور ہم اتنا چاہتے ہیں کہ اکو سال
بغیر عمر کے پیر جاویں جناب رسول خدا سال آئندہ میں جس طرح چاہیں حج و عمرہ
کریں اور چند شہر طین اور بہی ہیں اگر او کو وہ منظور کریں تو تم جس طرح

مناسب جانتا فیصلہ کر دینا ایشہار

چو شہید از ایشان سبیل بن سخن اگر رفت از بزرگان آن انجمن

تھے چند دیگر ہمراہ خویش کہ بودند از مہتران قریش

آنا سیل بن عمر کا دوبارہ واسطے صلح کے خدمت جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ میں اور لانا عہد و شرطوں کا

در میان من

جب سیل اون لوگوں نے رخصت ہو کر مع چند سروا رہاں قریش طرف
حدیث کے روانہ ہوئے جب خدمت حضرت سید المرسلین میں پہنچے حضرت نے فرمایا
کہ اب آنے کا کیا باعث ہی انہوں نے ادب سے عرض کیا کہ سرکشان قریش صلح پر
راضی ہیں ساتھ چند شرطوں کے حضرت نے ارشاد کیا کہ ان کو بیان کر دو
پہلی شرط کہ جسک خلاف کرنا منظور نہیں ہے وہ یہ ہے کہ اس سال طواف حرا کو
موقوف فرما دیں سال آئندہ آپ کو اختیار ہے جناب حبیب خدا نے اسکو قبول کیا
سیل بہت خوش ہوا پھر اسکی دو شرطیں بیان کی کہ طواف
کو آٹھ گاوں ہتیار نہ باندھے گا اور تین روز سے زیادہ مقام نہ گھٹے گا کہ
آگ اور پانی کا ساتھ نہیں ہوتا حضرت نے اسکو بھی قبول کیا اور وقت
سیل نے عرض کیا کہ آپ نے میری امید سے زیادہ کرم فرمایا پھر سیل نے
کہا کہ آپ محفل صلح کو جمع کیجئے حضرت نے اصرار کو طلب فرمایا اور آپ نے
بیٹھے اور سیل کو سامنے بٹھایا پہلے ارشاد کیا کہ دس برس کی مدت تک طرفین
جنگ نہ ہوں اور جانبین میں خرید و فروخت آمد و رفت جاری رہے اور دروازے
فتہ و فساد کا بند رہے اور جو کوئی اہل اسلام سے یا اہل غم سے قسم کھائی
ہوئے اوپر دشمنی ایک دوسرے کی ہو تو بھی دست بردار ہو پھر سیل نے کہا
کہ شرط اور باتیں ہے اگر ناگوار خاطر نہ تو عرض کروں حضرت نے فرمایا وہی

کہ سہیل نے کہا اگر کوئی ہم میں سے بہاگ کر آپ کی خدمت میں آوی خواہ سہیل
 ہو یا نہ ہو ہکو دیندہ کی گا اور جو آپ کے یہاں سے ہمارے پاس آویگا ہم اسکو دینگے
 حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی قبول ہے خلیفہ ثانی نے تعجب سے کہا کہ یہ بھی منقولہ
 کیا آپ نے حضرت نے ہنسکر جواب دیا کہ جو کوئی ہم میں آویگا اسکا گناہ بیان خدا
 ہوگا اگر سزاوارہ ہو کہ جاویگا تو ہکو اس سے کچھ کام نہیں ہے
 یا ہ لانا ابو جندل بن سہیل کا ظلم شریکین سے خدا
 حضرت خیر البشر میں اور او دنیا حضرت کا پاس عہد کے
 جناب رسول خدا نے بائیں کرتے تھے کہ ابو جندل بن سہیل کا زنجیر پہنے ہوئے
 سامنے آیا اور طرف سلا فون کے خطاب کیا اور کہا کہ میں ظالموں کے ہاتھ میں ہوں
 اگر تیار ہوں اور فرقت نہ کرنے کی نہیں پاتا ہوں اسوقت اتنی حرکت پائی
 کہ بیان تک آیا ہوں اصحاب نے چار طرف سے اسکو گمیر لیا اور خدمت میں
 حضرت کے لائے او نے اپنا سب مال بیان کیا جناب رسول خدا کو رحم آیا
 اور دین کے وجہ سے چہرہ حضرت کا متغیر ہو گیا لیکن پاس عہد کچھ حیات
 ملی اور سہیل نے کہا کہ ایک شرط یہ ہے اسکو میرے حوالہ کیجئے ورنہ حدین
 نقل آویگا حضرت نے فرمایا کہ ابھی کہ عہد و بیان تحریر نہیں ہوا ہے اگر تو اسکو
 چوڑے تو کیا ہرچہ ہے پر اسے عرض کیا کہ بغیر اسکے صلح ممکن نہیں ہے
 اور سبب میں انکار کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جندل
 کو کہ چہ شرط یہ کی ہے کہ جو دین میں ہی آویگا تو اسکو بھی دیندہ میں
 اسے چہ سے ہو کہ وہ نہیں سکتے مگر تو خاطر جمع رکھ پروردگار تیرا حافظ

نگہبان ہے اس پر غل جمانے لگا اور عرض کیا کہ یا حضرت میں تو آپ کا دین اختیار کیا ہے اب یہ مجھ کو بیچوڑینگے حضرت نے سہیل سے کہا کہ جیسا میں نے پاس ہتھار کیا ہے اسی طرح تم بھی اسکو کسی طرح کے تکلیف و ایذا نہ پہنچانا دو مگر ایک نامور گزین حضرت نام اسی محل میں حاضر تھا موافق غمہ کے اسکو پہنے

اوسکے باب کے سپرد کر دیا

مقرر ہونا علی مرتضیٰ کا واسطے تحریر صلح نامہ کے اور گفتگو ہونا درمیان ساتھ سہیل کے اور تشفی فرمانا ضرغام دین کو رستو گنڈا کا جب دوات و قلم آئے اور کاتب واسطے لکھنے نامہ کے طلب کیا گیا تو سہیل نے کہا کہ عثمان یا علی نامہ لکھیں حضرت نے جناب میر علیہ السلام کو بلا کر حکم دیا کہ انور چشم نامہ اس طرح لکھو کہ خود رستو گنڈا کا ہے اوسنے اس صلح کو قبول کیا جب اس عبارت کو حضرت نے لکھا سہیل نے دیکھ کر کہا کہ لفظ رسول اللہ کہ کیوں لکھا ہمارے اعتقاد سے نہیں ہو محمد ابن عبد اللہ لکھو شیخ خدا غضب ناک ہو سداور فرمایا کہ زبان بند نہ مثل نور شیدہ کی یہ بات روشن ہو اس کلام سے وہ بھی اذہ و ہوا اور کہا کہ بس صبح ہو چکی دوات قلم کو پیچھا دو شیخ خدا نے قلم کو پیچھا دیا اور تھپہ پر ماتھہ رکھا رشا و فرمایا کہ اونا پاک تو است شکرت و راتا ہی میں تیرے اشکر کو مثل ایک بری کادہ کے جیسا ہوں اگر درمیان رسول خدا کا منو تو میں آج تک کو کیفیت دیکھا دینا رسول خدا نے ہنس کر فرمایا کہ اسے بو تراب تم گستاخا صواب اس کے سے آبرو نہ ہو میں اس شرط کو بھی قبول کیا تم فقط رسول اللہ کو لکھ دو صاحب دوا الفقار نے جواب میں عرض کیا کہ

میں روز الست میں اقرار رسالت کیا ہے اپنے ماتم سے اس کو ہرگز
 نہیں کاٹوں گا رسول خدا نے اپنے ماتم میں کاغذ لیکر لفظ رسول کو کاٹ
 دیا اور پھر کاغذ جناب امیر کو مرحمت فرمایا اور کہا کہ اے ابوالحسن عجمہ
 خلافت اپنے میں سے تم کو ایک عہد نامہ بعد جنگ و جدال کے سفیان کے
 بیٹے سے شام میں لکھا جاوے گا بعد اسکے صلح نامہ حسب راسے پہنچا
 حضرت نے لکھوا دیا اور سب اصحابوں کے معین تھے اوسپر کر وادین یحییٰ
 اس کے سہیل نے اپنے افسران قریش سے معین کرائیں سہیل خوش و
 خورم طرف حرم کے روانہ ہوا اور بنی بکر اور خزاعہ اور دخیل اور سب

قوین اپنے سمت کو رجعت ہو گئے

تکمار کہنا عمر ابن خطاب کا پاس دارنے دین سے
 ساتھ سید المرسلین کے اور جواب باصواب پنا

اس صلح سے تمام اصحاب کو ملال تھا مگر سب سے زیادہ خلیفہ ثانی
 گفتگو زبانی رسول ربانی سے اس طرح کہنے لگے کہ ان کافروں سے
 کیا ایسا خوف تھا کہ اس طرح سے صلح کے حضرت نے فرمایا کہ اس بات میں
 جو مصلحت ہے کیسے اوس میں دخل نہیں پھر خلیفہ نے عرض کیا کہ آپ نے تو
 بغیر خواب میں خود ارشاد کیا تھا کہ کبھی کبھ کے میرے ماتم میں ہیں فتح
 مکہ کے انشاء اللہ حاصل ہو گے حضرت نے فرمایا کہ اس قدر اضطراب نہیں چاہیے
 اس وقت صلح ایسے صلح میں ہی اور اس قول میں فرق نہوگا اور یاد تو کرو کہ ہر
 وقت احد میں اعدا کا حملہ ہوا تھا تو تم لوگ کیسے فسرار ہوئے تھے

اوس وقت میرے گھر پر نظر ملی دوسرے جنگ احزاب میں کوئی کہتا تھا کہ
 کہ کیسا وعدہ خدا اور رسول کا ہے ہم مفت گھر گئے اور کوئی کہتا تھا کہ مکان
 ہمارے تنہا ہیں وہاں کے خبر گیرے کہ حاضر و رہے اوس روز مجھے
 کسی بات پر میرے محل نکلیا ہر چند میں سمجھا یا کہ خدا نے وعدہ فتح کا
 کیا ہے مگر کیوں اعتبار نہ ہوا اور اب ہے عین حکم خدا سے اقرار کرتا ہوں
 کہ فتح حرم عنقریب ہو گئے چند ہی صبر کر و غرض کہ یہ شکر یاس سے
 رسول خدا کے رنجیدہ ہو کر چلے گئے

مباحثہ کربا فاروقی کا ابو بکر اور عبیدہ جراح سے اور
 اپنا جواب اور اوٹھانا پشیمانی کا

راوی کہتا ہے کہ عمر یاس ابو بکر کے دردناک غصہ سے سینہ چاک کیا
 اور کہا کہ یہ کیسے خدائی اور کیسے پیغمبر سے کیا تجھ کو وعدہ فتح حرم کا
 جو نبی نے کیا تھا یا دشمن ہے اوسے وعدہ پر احرام باندھ کر ہم آئے
 جب مشرکین سداوہ ہوئے تو خوف سے صلح کے اس وہشت سے
 جس طرح صلح ہوئے کہینے نہ سنا ہو گا جو پوچھا تو فرماتے ہیں کہ اسی میں
 مصلحت ہو ابو بکر نے کہا کہ اے عمر تو ہرگز ایسے باتیں خیال میں نہ لا وہ رسول
 بنی شہ بنی عقیب سے ہیں اور واقف اسرار غیب ہیں خدا جانے اس را
 کیا ہمد ہے ہم لوگوں کو تکرار پچائے تجھ کو شیطان نے بہکایا ہو اس
 بات سے تو بہ کر جب ابو بکر سے اسنے یہ جواب پایا تو یاس ابو عبیدہ کے گیا
 اور اوس کے ہمراہ سیطر سے کہا او نہونی بھی یہی جواب یا بھر تو شیمان ہو کہ تلافی کرنے

احرام سے باہر آنا سید المرسلین کا ساتھ تمام مسلمانوں کے
اور تشریف لیجا نا طرف مدینہ کے

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول خدا نے حکم دیا کہ قربانی کر کے اور باون کو تراش کر
احرام سے باہر آؤ تاکہ یثرب کو روانہ ہو بن سب اصحابوں نے سنا مگر کوئے
اپنے جگہ سے نہ اٹھا اس پر جسے تین مرتبہ حضرت نے خطاب فرمایا مگر
سوائے جناب امیر علیہ السلام کے کہنے جواب نہ دیا حضرت اس بات سے
طول خاطر ہو کر ائمہ سلمان کے پاس گئے وہ از بسکہ عقیل متین حیرانور کو
دیکھ کر پوچھا کہ کیا سبب ہے اندوہ کا حضرت نے سب ماجرا بیان کیا اس
بات کو محترم نے کہا کہ معاف فرمائیے وہ امیدوار فتح کے آئے تھے
یہاں پر عکس دیکھ کر مایوس ہوئے ہیں آپ خود پہلے شتر قربانے
کر کے احرام سے باہر تشریف لائے پھر سب موافق آپ کے پیروے کرینگے پیغمبر نے
یہ ارٹے پسند کے اور باہر تشریف لا کر شتر قربانی کیا اور احرام سے باہر آئے
پھر سب نے پیروی کی اور بعد فراغ کے روانہ طرف یثرب کے ہوئے اثنائے راہ
میں حیرتیں جلیب رب جلیل سے انا فتحنا لیکر نازل ہوئے حضرت نے عمر اور اصحاب کو
پاس اپنے بلایا اور ہنسکریہ سورہ پڑھ کر سنایا پھر تو خلیفہ عذر کرنے لگا اور بعد چند روز
شتر یثرب میں پہونچے اور ایک مدت تک تیخوف و بیم مقیم رہی جس سال میں صلح ہو چکی
تھی میں آیا کہ اعدائے دین بہت سے ایمان لائے جو لوگ کہ اس صلح سے گمان خاطر
تھے پشیمان ہو کر پاس رسول زمان کے عذر خواہ آئے مگر اسلام لانے ابو بکر
اور انانہ مدت سید عالم میں اور حوالہ کرنا حضرت کا عام کو بموجب محمد کے

لادوی کہتا ہے کہ بعد صلح کے مشرکین اس خیال سے کہ اہل دین کا پورا نہیں
 ہے اپنے دین و آئین کو ظاہر کرنے لگے اور جو اہل دین سے کعبہ شریف میں
 وطن رکھتے تھے بے خوف و بیم اپنے دین کو مثل نماز و روزہ کے برہا کرنے لگے
 اور مشرکینوں کو بھی رغبت دلاتے تھے چنانچہ ابوبصیر نامی ایک جوان کہ ساتھ
 بنی زہرا کے ہم قسم تھا نورایمان سے سات شوق حمام کے مشرف ہو کر پہلے
 قدم بوسی جناب رسول مختار کے یثرب میں آیا یہ داماد انفس کا تھا انفس
 نے یہ ماجرا سن کر حضرت کو نامہ لکھا کہ ایک خیر و سدا ابوبصیر نامی امین ہے
 نفرت کر کے طرف آپ کے گیا ہے موافق عہد کے ہمراہ قاصد کے کر دیجئے گا
 جب نامہ عاقر قاصد لیکر خدمت حضرت میں پہنچا تو اس سے پیشتر وہ خدمت
 بابرکت حضرت میں حاضر ہو چکا تھا بعد اسکے قاصد آیا اور مسجد میں شاہین کو
 پایا اور نامہ دیکھایا اور مضمون نامہ کا زبانی ہی سنایا حضرت نے اپنے وسیع
 فرمایا کہ نامہ پڑھ کر سننا و جب مضمون نامہ سے حضرت آگاہ ہوئے تو ابوبصیر کو
 قاصد کی حوالے کیا اور سوقت ابوبصیر نے عرض کیا کہ مجھ کو حضور دشمنوں کے
 حوالے کرتے ہیں میری بوئیان کاٹی جاوینگے اور تمام بدن پارہ پارہ
 کرینگے حضرت نے جواب دیا کہ ہم خلاف عہد کے کرینگے اول تو اس طرف
 آنا نہ تھا اور جو آیا ہے تو پھر جا خاطر جمع رکھ کہ یہ پروردگار مسلمانوں کا
 حامی و مددگار ہے جو کعبہ میں ہیں وہ بھی جلد ان کے ستم سے رہائی پانگے
 یہ سن کر ابوبصیر رغبت سی فرمان پذیر ہوا اور خوشی سے طرف کعبہ شریف کے
 ہمراہ قاصد کے روان ہوا

قتل کرنا ابو بصیر کا عامر کو درمیان راہ کے اور پھر آنا
درگاہ عرش بارگاہ جناب سول میں اور بیان کرنا حال کا

کچھ کو عامر کے ہمراہ ابو بصیر جاتے تھے جب منزل ذوالخلیفہ میں پہونچے
اوجھ ایک مسجد تھی وہاں پر مقام کیا ابو بصیر نے اول وہاں ٹہر کے نماز پڑھی
بعد اسکے جو کچھ انکے پاس طعام تھا اوسکو کمانے لگے اور عامر کی صلاح
اوسنی انکار کیا ادنہوں نے کہا یہ شرطِ رفاقت نہیں ہے اگر تم کہائیے
اؤ بھگو طلب کرتے تو ہم ہی ہمراہ تمہاری کہاتے عامر بازار گیا اور کچھ خرید
کر کے لایا اور دونوں نے شریک ہو کر کھانا شروع کیا ابو بصیر نے عامر
تلوار دیکھ کر تعریف کی اوسنی کہا ایسی تلوار روم اور ایران اور چین میں
نہیں دیکھے ہی کہیں جس چیز پر لگایا شل خیال کے کاٹا ابو بصیر نے بت شش
ہو کر کہا کہ میں دیکھوں اس تلوار کو اسی نامدار عامر نے خوش ہو کر تلوار
میان سے نکال کر کہا ایسی تلوار تم نے دیکھی ہے یہ گھمراہ کو دی ابو بصیر اپنے
ہاتھ میں لیکر پہلے اوسکے تیزی اور باڑہ کو دیکھا اور تعریف کرتے کرتے
عامر کے گردن پر ایک ایسی تلوار ماری کہ سرا و سکا جدا ہو گیا عامر کو سا
ایک غلام تھا کوشر نامی ابو بصیر طرف اوسکے دوڑی وہ خوف سے زمین بطحی
دور جان کر طرف شرب کی خدمت جناب سول خدایں بہا گا ہوا آیا اور
ماجر بیان کر رہا تھا کہ ابو بصیر وہی تلوار لیکر عامر کے کھوڑی پر سوار ہو کر
اسی درمیان من خدمت جناب سول خدایں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ
آپ موافق عہد نامہ کے جواب نامہ ادا کر چکے ہیں مجھ کو پروردگار نے ادا کیا

ظفر یاب کیا اب اس غلام کو اگر کچھ پاس پناہ میں نہ آتا تو بدترین قتل کرتا مین
 ارشاد کرنا حضرت عالم کا بطور رفر کے ابو بصیر سی سلا
 حال اونکے کو اور سمجھنا اوس ہوشمند کا زمر کو اور غلام و سپر کرنا
 ابو بصیر نے عرض کیا کہ درگاہ حضرت خیر الانام میں جو کہ یہ غلام اگر چہ اسوجہ
 میں اسکے خون سے درگزر کرتا ہوں حضرت ذتبسم کر کے فرمایا کہ عجب تیز دہی ہے
 اگر چند آدمی اور تیری شریک ہوں تو بت کام دشوار تیری ہاتھ سے پہلی
 ہو جائیں اوس مردیندار نے یہ کلام جو سنا گویا الہام سے مدعا بنی کا دریا
 کر لیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر تدبیر کار کو شیرب سی باہر چلا اور بطل کی ہے
 راہ کو چھوڑ کر دریا کے کنارے پر مشرل عیصر میں مقام کیا اور وہاں سے طرف
 مسلمانان حرم کے یہ نامہ لکھا کہ اسی مردان دین ساکنان بطما سے سوائی اسکے
 کہ تم باتین حقارت کی سنو اور ذلت و خواری دیکھو سوائی اسکے اور کوئی بات
 حاصل نہیں ہے اس سے بہتر یہ ہی کہ تم ہماری پاس جمع ہو کر آؤ اور سب شفق
 ہو کر راہ قافلہ کی بند کریں جب یہ خط اونکے پاس پہونچا تو پہلے ابو جندل تہا
 پاس انکے آیا پراسیطر جسے ایک ایک آدمی تریب شتر شخصوں کی پاس ابو بصیر کو جمع
 ہوئی پھر تو جو قافلہ اوسطر سے نکلتا تھا یہ لوٹ لیتے تھے اسی طرح جب کئی بار
 مال اسباب قافلہ کا لوٹا گیا تو قریش عاجز ہو کر آپس میں مصلحت کرنے لگے
 سفیانکو پاس سالار دین کے بھیجا چاہئے کہ وہ شرط جو عہد نامہ میں اس با
 ہی کہ جو ہم میں سے مسلمان ہو وی او سے پیرو اسکو نکلو اذالنا چاہئے او
 راہ زونکو طلب کر کے ہمیش کر دیوین اسوجہ سے کہ ہم اون سے نہایت

عاجز ہیں اور دوسری یہ کہ جو کوی ہم میں سے جا کر مسلمان ہوا و سکوا بنو پاک
 نگاہ رکھیں یہ مشورہ سفیان نے خدمت پیغمبر زمان میں حاضر ہو کر اپنی قوم
 کی طرف سے پیغام دیا جناب رسول خداؐ نے منظور کر کے نیش کو طلب کیا اور فرمایا
 کہ ابوبصیر کو ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کر دو کہ راہ کار و انکے کو لو اور
 تم شرب کو چلے آؤ جب قاصد نامہ لیکر پاس ابوبصیر کے پہنچا تو انہیں
 ابوبصیر سبب غلات کی حالت نزع میں رہتے نامہ کو لکھ کر آگے منسے لگایا
 اور تھوڑی دیر میں اس دنیا ہی فانی سے رحلت کی ہمراہیوں نے بعد
 تجہیز و تکفین اس بایقین کے بموجب حکم شاہ دین شرب کو چلے آئی اسی طرح

ایک مدت تک عہد جانبین میں رہا

نامہ لکھنا حضرت کا طرف پادشاہوں اطراف کے

راوی کہتا ہے کہ جب دین ختم المرسلین کو ترقی ہوئی تو سلاطین روئے
 زمین کو حسب الحکم رب العالمین چہ حکم کے شاہوں کو نامی بھیجے گئے ایک
 شاہ ایران دوسری پادشاہ زنگبار کو تیسری قیصر روم چوتھے والی شام
 پانچویں شاہ اسکندریہ چھٹے کھذائی یا مہ کو فیشی نے نامہ لکھنا شروع کیا
 بعد حمد و ثناء خدا کے کلمات نصیحت کے بہت سی درج کئے اور لکھا کہ یہ
 مکتوب ہی حضرت محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے فلان پادشاہ کو ہے
 جان تو ای پادشاہ کہ واسطے احکامات اہل زمین کے خلاق عالم نے جسکو
 بھیجا ہے تا خلقت میں رہنمائی اور حق و باطل میں جدائی کرو میں اور تو ایچ
 ثابت ہوتا ہے کہ مضمون نامہ میں طلب کرنا اسلام کا بھی لکھا گیا تھا پس

چہ خط لکھ کر تیار ہوئے اور چہ اصحاب دانش ویر کو حضرت فی بائیں نے
بلایا ایک عمر امیہ کو خط دیکر طرف ملک حبش کے روانہ کیا اور دوسرا وہ خط
طرف روم کے بھیجا تیسری عبداللہ نامدار کو جانب ایران روانہ کیا چوتھی جانب
طرف اسکندریہ کے بھیجا پانچویں شجاع کو طرف شام کے روانہ کیا چھٹے سلیطہ کو
سمت یمامہ کے بھیجا پس یہ نامہ بر زمین ادب کو بوسہ دیکر اپنے اپنے جانب

رخصت ہو کر روانہ ہوئے

بہیجنا عمر امیہ کا ملک حبش میں اور نامہ نجاشی بادشاہ کو پہنچا
اور مشرف بہ اسلام ہونا اوسکا اور جواب لکھنا
راوی کہتا ہے کہ عمر امیہ راہ طی کر کے جب دروازہ پر بادشاہ حبش کو پہنچے
تو دربانوں نے کہا کہ میں بھیجا ہوا جناب رسول خدا کا ہون اور نامہ لایا ہوں جب
بادشاہ زنگبار نے یہ بات سنی تو حکم دیا کہ بعزت و اکرام اوس قاصد کو لاؤ ہمارے
پاس دربان اؤنکو محفل بادشاہ میں لینگے بادشاہ تخت سوسو واسطے تعظیم نامہ کے اؤرا
اور برائے اعزاز سے نامہ لیکر بوسہ دیا اور پر تخت سوسو نیچے بیٹھ کر ایک بزم میل
خوانوئے آراستہ کی اور عمر کو پاس اپنے بٹھایا اور نشے کو بلا کر نامہ پڑھوایا
جب مضمون ہدایت مشنوں سے آگاہ ہوا تو نور ایمان سے دل اوسکا روشن ہو گیا
اور معہ اہل محفل کے مسلمان ہوا اور قاصد کو اس قدر سیم و زر دیا کہ افسے اٹھ
نہ سکا اور نشی سے کہا کہ بعد حمد خالق ارض و سما اور نعت حضرت خیر الوڑا کے
لکھو کہ شکرت کرتا ہوں میں اپنے تخت پر کہ اس حکومت و تخت پر مغرور نہ ہوں
است اشرف انبیائین داخل ہوا یہ تحریر کر کے سپرد قاصد کر گیا پھر تو وہ مشل

بادشاہ کے وہاں سے روانہ ہو کر خدمت بابرکت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوا اور نامہ پیش کیا حضرت فی مضمون نامہ سنکر غماشی بہ آفرین بھیجی جب وہ بادشاہ اس دنیاى فانی سے طرف عالم باودانی کے کوچہ کر گیا تو حضرت رسول خداؐ کے ساتھ جماعت مومنین کو شیر بہن نمازا سپر پڑھے

بیہجا وحیہ کا مکان قیصر روم پر اور طلب کرنا او سکا وحیہ اور پوچھنا حال ختمہ اہل اسلام کا اور بلانا سفیان کو پاس اپنے راوی کتاب ہے کہ ہر قل نام ایک بادشاہ روم میں تھا علم نجوم میں بہت دخل رکھتا تھا اور سمیت دشوکت میں مشورہ دہی زمین پر تھا صبح کو جب اپنی دولت باہر آیا اور انجیل خوانوں سے ایک محفل آراستہ کی اور کہا کہ مجھ کو گردش کو کہتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہت عیسیٰؑ کے ہاتھ سے نکل جائی گی اور ایک قوم ایسی مسلط ہوگی کہ جو ختمہ کی ہوئی ہوگی اس کام میں کیا صلاح ہے اسکی کیا تدبیر کرنا چاہئے اراکین سلطنت اور دانشمندوں نے کہا کہ اس زمانہ میں ختمہ کرنا طریقہ یہودیوں کا ہے اس میں پرہتشی کئی ہوئی ہو کہ وہ انکو زیر تیغ کرنا چاہئے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک دربان نے آکر زمین ادب پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ایک عرب وحیہ نام اہل عجاز سے بھیجا ہوا محمدؐ نام کا نامہ لیکر در دولت پر آیا اور باتیں عجیب کہتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ نامہ سمیت او سکو ہماری پاس لاؤ دربان انکو لے گیا اور کہا کہ یہاں کا تین یہ ہی کہ سامنے بادشاہ کے جا کر سجدہ کرتے انہوں نے کہا کہ زبان اپنی کفر سے بند کر ہماری طریقہ میں سجدہ سوائی خدا کے او کیسکو روانہ ہیں ہے یہ بات سنکر بادشاہ اپنے دل میں ذرا اور قاصد نے نامہ دیکر کہا کہ

یہ نام حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کا ہے کہ جسکے طور پر انجیل گواہ ہے
 قیصر نے منشی کو حکم دیا کہ نامہ لیکر پرہ نامہ سنگرد حیدر کی طرف دیکھا اور کہا کہ سچ کو
 تمہاری دین میں ختم کرنا وہی دھیمہ نے جواب دیا کہ اسلام کی پہچان ختم نہ ہو
 اسکے دین یقین ہو کہ یہی قوم ہے اور اپنے خواب کا یقین ہو اور اپنے سوال
 اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ملک بظلم سے جو کوئی ہمارے ملک میں آیا ہو اسکو ہمارے
 پاس لاؤ ہم کو کچھ دریافت کرنا ہے غرض کہ ہر چار طرف لازم اسکے تلاش کرنا
 قصار سفیان مع چند آدمیوں کے واسطے تجارت کر گیا تھا اور نکول گیا وہ اسکو اپنے
 ہمراہ لیکر بادشاہ کے پاس آئی اور موافق دستور اس نامہ کی ادھونی سجد اور سکویا
 پونچھنا حال جناب رسول زمان کا سفیان سے اور پڑھونا نامہ
 اور مصلحت کرنا اپنی قوم سے اور انکار کرنا اس قوم کا
 لانے اسلام سے اور پرانا دھیمہ کا بغیر جواب کیے

قیصر روم نے اون تاجروں سے پوچھا کہ تمہارے کوئی قرابت دار اس پیغمبر کا ہی جو جو
 نبوت کا کرتا ہے سفیان نے کہا کہ اسی شہر یار محمد میری چچا کا بیٹا ہے بادشاہ
 کہہ کہ کچھ آدمی تلوار لیکر اسکے سر پر کھڑی ہوں جو اگر یہ جھوٹ بولے تو قتل
 کرنا اور اس سے کہا کہ اگر تو جھوٹ بولے گا تو میں تجکو قتل کر دگا خبردار جو راست
 راست ہو وہ بیان کرنا اب میں تجھ سے پوچھتا ہوں پر سفیان اپنی جان کے خوف سے
 سچ بیان کرنے لگا پوچھا اسنی کہ وہ قوم کے شریف ہیں یا نہیں سفیان
 جواب دیا کہ حسب نسب خلیل تک ملتا ہے پر پوچھا بادشاہ نے کہ کوئی اونکے خاندان
 بادشاہ ہوا ہی یا نہیں جواب میں سفیان نے کہا کہ بادشاہ نہیں ہوا لیکن بزرگ

قوم میں ہیں پر پوچھا کہ کوئی نبی بھی انکی قوم بزرگوں میں ہوا ہی یا یہ خود دعویٰ کیا کرتے ہیں سیان نے کہا کہ شریف ہیں بے نہیں ہوا ہے پوچھا اوسنی کہ کاش جانتے ہیں جواب دیا کہ گاہنوں کے دشمن ہیں پوچھا اوسنی کہ آگے بنوت سی کہے جوٹ اور بہتان بھی مزاج میں تھا اسنے کہا کہ نہیں پوچھا اوسنی کہ عہد و پیمان کیسے ہیں اسنے کہا کہ میری اونکے درمیان میں ایک عہد نامہ ہوا ہے ابھی تک تو خلاف ظہور میں نہیں آیا پر پوچھا کہ کسکے طرف دعوت کرتا ہی اوسنی کہا کہ خدا عالم کی طرف پر پوچھا کہ کس کس باتوں کا حکم دیتا ہے اسنی کہا کہ صوم و صلوات حج و زکوٰۃ کس بات کو منع کرتا ہے اسنے کہا کہ زنا و قمار و شراب اسنی پوچھا کہ اونکی فرمان برداری غیب کرتے ہیں یا امیر اسنی کہا کہ غیب یا وہ رغبت کرتے ہیں اوسنی پوچھا کہ دین میں اوسکے زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم اسنے جواب دیا کہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں جب قیصر نے یہ جواب سنی فشی کو حکم دیا کہ سر محفل اوسنامہ باواز بلند پڑھ جب فشی نے بعد حمد و نعت خدا کے مضمون نامہ کا سنایا قیصر کو خوشیہم سے پسینہ پشانی پر آیا اور مونہ طرف اراکین سلطنت کو پھیرایا اور یہ زبان پر لایا کہ جو کچھ اس شخص نے بیان کیا ہے یہ اوصاف انبیاء کے نشان ہیں اور مجھ کو گردش کو اکب سی قبل اسکے معلوم ہوتا تھا اور حضرت عیسیٰ نے بھی خبر اسی زمانہ کی دی تھی لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ قوم عرب میں یہ سعادت مند ہو گا خدا کے کام میں کسکو خلیفہ اور مجھ کو انکار کی جگہ نہیں وہ طرف خدا کے طلب کرتا ہے تم لوگ کیا کہتے ہو ہوں نے شکر طیش سے بادشاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ دین عیسیٰ سے ہرگز نہ ٹکڑے ہو گئے اگر تم لوگوں سے بدن ہماری ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوین اور کہا کہ اسی قیصر اگر تو

اونکے آئین کی طرف رغبت رکھتا ہے تو اپنا ملک لی میٹھا ہو چکا اس ملک
 نہ دیکھے گا تو جب بادشاہ نے یہ کلام افسران فوج سے سنا تو دانشمندی سے
 نہ بانگو پیر اور کہا کہ اسی بہادر وین اس بات سے تمہارا امتحان کرنا تھا کہ اپنے
 وین پر مستحکم ہو یا نہیں پس سہون نے بادشاہ کو مسجدی کئے اور دعائیں
 وین قیصر نے پھر کچھ جواب نامہ کا نہ لکھا اور محفل سے اٹھ کر اپنے واسطے
 باہر نکل آئے اور وجہ کی طرف غیض و غضب سی دیکھتے تھے آخر یہ جو اس
 امید ہو کر خدمت جناب رسول مختارین پر آئے اور یہ سب کیفیت بیان کیے

بیہنا عبد اللہ کا نامہ لیکر پاس خسرو کے اور پہاڑنا نامہ کا
 ازراہ غضب و تکبر سے نامہ لکھنا حاکم بازاں کو واسطے جنگ
 کرنے کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

راوی کہتا ہے کہ جب عبد اللہ نامہ لیکر ایوان خسرو ایرانین پہنچے اور دربانوں
 سب حال بیان کیا انہوں نے جاکر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک
 قاصد محمد کا بیجا ہوا نامہ لیکر آیا ہے خسرو نے کہا کہ سامنے حاضر کرو دربان فرشتا
 جناب رسول نہاں کو بارگاہ سلطان لے گیا ایسا مکان عالی شان تھا کہ کسی نے
 جہانین نہ دیکھا تھا قاصد حیران پریشان ہو کر چار طرف نگہراں ہوا دیکھا کہ
 ایک تخت زر نگار مرصع کار پر شاہ ایران تاج مہکمل پہنچا ہوا رکھے ہوئے بیٹھا ہے
 اور دیباہ و پرنیال کا تمام بکائین فرش اچھے عنوان سے بچا ہے مایہ خالق
 جانے قاصد ویشان شوکت و شان خسرو کو دہیا نہیں نلایا اور سامنے جا کر
 سلام کیا اور بیان کیا میں سید بطحا جناب رسول خدا کی طرف سے کہ آدم سے تا

حضرت عیسیٰ جنکے ظہور کی خبر ہر دین و ملت میں ہوتی آئی ہے اور کائنات میں لایا ہوا
بادشاہ نے منشی کو حکم دیا کہ اسے لیکر پڑھ منشی نے موافق حکم کے نامہ کہوں کر پڑھا
شروع کیا جب نام جناب رسول اللہ کا اوسکے نام کے قبل پڑ گیا تو غصہ سے
اپنے اوپر پیشل سانس کی بل کھائے لگا اور بار بار بدل نے لگا اور کہا کہ
کہنے لگا کہ کس کے مجال ہے جہان میں کہ یہی حقارت کر کے میرا نام اپنے نام
بعد کہا ہے یہ کس کے غصہ سے نامہ لیکر چاک کر ڈالا اور منشی سے کہا کہ میرے بیٹے
ایک خط حاکم باذان کو لکھ کہ لشکر ملک عرب میں واسطے جنگ قریشی نسب کی
کہ جو دعویٰ پیغمبری کا کرتا ہے روانہ کر یہ کہہ کر ایک تیز گام قاصد کو دیکر دیا گیا

باپڑانا عبد اللہ کا بارگاہِ خسر سے اور پھر ان طرف مدینہ منورہ
خدمت جناب رسول خدا میں اور نضرین کو اور پھر خسر سے کے اور
بیٹھا نامہ خسر و کا باذان میں اور لکھنا حاکم باذان کا خدمت

حضرت رسول زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبداللہ نے جانا کہ یہ تیرہ بخت جواب باصواب دیا گیا اپنے قین اوس ہلاکت سے
بچا کہ چمکے طرف تیرہ بخت چلے آئی اور خدمت سالار دین میں حاضر ہو کر سب
بیان کیا حضرت نے سنا کہ فرمایا کہ عیسا اور عیسیٰ نامہ چاک کیا خدا کا شکم چاک کر گیا
اور اوہ ہر قاصد خسر و باذان میں پہونچا حاکم باذان نے مضمون نامہ کا سنکر
دو آدمی بہت عقلمند اپنے پاس بلائی اور حکم دیا کہ تم مدینہ منورہ میں جاؤ اور وہ
باشمی جو کہ دعویٰ پیغمبری کرتا ہے اوسکو میرے بیٹے سلام کہنا اور جانب خسر
پیام دینا کہ حکم بادشاہ ہونے سے نہ پسینا چاہئے اور کہو یہ نہ لازم تھا کہ اس طرح حکمتا

بادشاہ کو لکھتے اگر نادانستہ ایسا کام کیا ہو تو میری پاس پہلے آؤ میں غور فرماؤں گا
 کہ روکے معاف کر دوں گا اور اگر تم نمانو گے اور ارادہ جنگ کا کرو گے تو نشان
 باقی نہ رہے گا یہ تحریر کر کے اون دو نو قاصد و مکوٹ کعبہ شریف کو روانہ کیا
 اور کہا کہ دریافت کرو کہ وہ دعویٰ پیغمبرؐ ہی کا اپنی جانب سے کرتے ہیں یا خدا کی طرف سے
 جب وہ دو نو شخص طائف میں پہنچے تو اتفاقاً سفیان اور صفوان اور اسمیر بٹھا
 جو کہ طائف میں موجود تھے ان سے ملاقات ہوئی اور قاصدوں نے حضرت
 پیغمبرؐ کا سب حال ان سے اور نشان پوچھا اور ان لوگوں نے یہ حال سن کر بہت
 ذوق شوق سے قاصدوں سے باتیں کیں اور سبب دشمنی کے بتایا کہ وہ شیر
 فلان جانب رہتے ہیں وہ دو نو قاصد حسب نشان آستان حضرت پیغمبرؐ
 پر جب پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت مسجد میں رونق افروز ہیں ہمراہ دربار
 خدمت جناب رسولؐ میں حاضر ہوئی جب جاں مبارک کو دیکھا تو دونوں
 لرزہ پڑ گیا اور زبان کلفت کرنے لگی پہر نامہ حاکم باذان کا پیش کیا
 اور سب پیغام بھی ادا کیا اور کہا کہ صلاح تمہارے حق میں یہ ہے کہ تم طرف
 حاکم باذان کے چلو اپنے اوپر اور اپنے تابعین پر رحم کرو اور اگر چلنا مناسب
 نہیں جانتے ہو تو جواب لکھ دو حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ آج ہمارے شہر میں
 مقیم ہو کل صبح کو حاضر ہونا یہ سن کر وہ دو نو مسجد سی باہر آئی اور آپس میں کہنے لگے
 کہ ہم بڑی بڑی بادشاہوں کے مثل نوشیروان و کیکاؤس وغیرہ کے سامنے
 گئے مگر یہ خوف و رعب نہ معلوم ہوا اور اس ارجمند کے سامنے لرزہ مٹا
 بدینیں پڑ گیا اور اگر کٹری رہتے تو بیشک گر پڑتی حقیقت میں یہ کار خدا ہے

رخصت فرما تا جناب رسول خدا کا دو قاصد نکلا اور خبر دینا
قتل ہونے خبر دی اور تاریخ لکھنا اڈکا اور طرفہ اپنی پاک کے
روانہ ہونا اور نہ شہر شیرویہ کا پہنچنا اور ایمان لانا حاکم باذان کا

دوسری روز سچ کو دو قاصد واسطے حاصل کرنے جواب کے خدمت
رسالت آئے میں حاضر ہوئی حضرت فوج اب میں ارشاد کیا کہ پروردگار
ہماری نے تمہاری خدا کو راکھ سات بھی بیٹے کو اوپر مسلط کیا کہ ایک ضرب
خفیہ سے شکم نافہ لکھنے پر کیا ہے غرور و آرزو اسکی کو خاک میں ملا یا بیٹے
تم اپنے ملک کو پیر جاؤ اور اپنے حاکم سے بعد سلام کے کہنا کہ عنقریب سب
اہل ایران اور اہل مین ہماری دین مین اوین گے حیرت سے قاصدوں نے
کہا کہ تم تاریخ لکھتے ہیں اگر یہ بات سچ ہوگی تو بیشک آپ رسول خدا کے مین
حضرت نبی فرمایا کہ لکھ دو اور ایک کمر بند پیش قیمت جو بزرگ تھا او سکھو
فرمایا اور وہ رخصت ہو کر فکر مند طرٹ اپنے شہر کے روانہ ہوئی جب شہر مین
پہنچے تو حاکم باذان سے یہ خبر بیان کی او سنے کہ اگر قتل ہونا پیر و بزرگا
سچ ہے تو محمد بلا شک نبی مین سبکو گواہ کرتا ہوں کہ مین او کا اختیار
کہ دو نکادوں نہ گذری تھے کہ نامہ شیرویہ کا باذان کے نام اس مضمون کا آیا
پرویز اگرچہ باپ تھا لیکن ظلم و جور او سکے نے ملک تباہ کیا اور گناہ بے گنا
بزرگان والا خاندان پر ستم کرتا تا جب مینے سپاہ و رعیت کو برباد دیکھا
تو ایک زخم خنجر سے کام او سکا تمام کیا اور بادشاہ میری نام ہی تو مین
حاکم رہو اور تجھے چاہئے کہ او سس سرفراز عرب کو جو بادشاہ مرحوم نے

طلب کیا تاہم کمہ آزار نہ دینا اور ان کے حال پر چوڑ دینا جب تک کہ میں یہ
اس مقدمہ میں دوبارہ نہ لکھوں باذان اس مضمون کو پڑھ کر دل و جان سے

مسلمان ہوا اور خاص و عام سے ساتھ اس کے ایمان لائی

ہیچنا خاٹب کا سکندر یہ میں پاس مقوقس حاکم اوس شہر
اور انکار کرنا اوس کا اور ہدیہ ہیچنا اوس کا خدمت جناب
سید کا یثبات صلی اللہ علیہ وآلہ میں اور مضمون رہنما اسلام

چوتھے خاٹب نامور جب دولت سرای مقوقس پر پہنچا تو اپنے خبر حاجت سے
کر وائی مقوقس نے پاس اپنے انکو بلایا بڑی ادب سے نامہ لے لیا اور
حال حضرت خیر البشر کا اس سے پوچھا انہوں نے سب کیفیت اور فضائل حضرت
بیان کئے اوسنی سنکر کہا کہ یہ سب باتیں پہچان نبی کی ہیں اور قریب ہزار
مشقال کے اور چار کثیران اور پارچہ دیا اور ایک شتر اور ایک اونٹ اور
ہدیہ اور ایک اسپ نقرئی اور ایک خواجہ سداکم سن ساتھ قاصد کی خدمت
جناب رسول مقبول میں ہیچنا اور قاصد کو بھی ایک تمناز تاروی اور دیگر
اور ظاہر میں بہت خوش آمد کی اور سبب تعلق دنیا کے مشرف بہ سلام ہوا
جب خاٹب شرب میں پہنچے اور ہدیہ گزارنے اور حال بیان کیا اور حضرت
فرمایا کہ اوسنے بخیلی ملک میں کی گوارا کے پاس ملک نہ ہی کا لکھا ہے کہ
عمر میں مقوقس جنم واصل ہوا اور ملک اوس کے برابر دین قابض ہو گیا
ہیچنا شجاع کا نزدیک حارث حاکم شام کے اور غصہ کرنا
اوس کا اور آمادہ ہونا دوسرے جنگ کی اور ماکتہ قیسہ روم کو اور

اور منع کرنا اوسکا اور رخصت ہونا قاصد کا

پانچویں شجاع نامی قاصد شام میں پہونچے ہر چند اہتمام کیا کہ حارث تک پہونچے
 ہو کیسے انکی بات ہو نہ پونچھی عرصہ تک یہ وہاں مقیم رہے اور ایک دربار
 ملاقات پیدا کی اوسکے معرفت حاکم تک نامہ بھیجا اوسنے خفا ہو کر نامہ کو
 زمین پر پینک دیا اور افسران فوج سے کہا کہ مکر واسطے جنگ کی باندھو اور
 نفل بندی اسپا انکی کر کے سلاح وغیرہ سب درست کرو اور اپنے سکا
 نکل کر جہان خاطر ٹھہری تھے وہاں آیا اور ایک نامہ انکے سامنے قیصر
 تحریر کیا کہ اسی نامہ و خسرو سرفراز محمد بنامی اہل حجاز اس مضمون کا نامہ لکھتے
 ہیں اور اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں اور اپنا نیا دین سوامی دین عیسے کو قرار دیا
 اور مجھ کو نامہ بھیجا ہے میں نے غیرت سو کر اوپر جنگ کو معہ سپاہ باندھ لی
 اگر اجازت ہو تو واسطے جنگ کروانہ ہوں یہ نامہ قاصد کو دیکر روبرو
 انکے روانہ کیا جب نامہ روبرو قیصر روم کے پڑھا گیا تو منشی سے یہ جواب
 لکھوایا کہ نامہ تیرا تمام و کمال پڑھائیے تجھ کو حضرت محمد کو ساتھ کی طرح جنگ
 کرنا مناسب نہیں ہے پہلے ہماری پاس آؤ اس مقدمہ میں مشورہ کیا جاوے
 پھر جیسی صلاح ہوگی ویسا کیا جاوے گا جب یہ فرمان حارث کو پہونچا قاصد
 تباہی سے دربار سے حال قاصد شجاع کا پونچھا اوسنے عرض کیا کہ وہ بیچارہ
 میٹھی مکاتیب امیر کے جواب کا منتظر پڑا ہے اسنے حکم دیا کہ بلا لاؤ جب
 پاس اوس کا فر کینہ جو کے گئے تو سوروپہ انکو دیکر رخصت کیا اور جواب
 نامہ کا کچھ نہ دیا یہ بیچارہ اپنی جان کو لیکر واپسے منزل میں چلے گئے تھے

خدمت حضرت میں پہونچے اور سب حال وہاں کا بیان کیا حضرت نے فرمایا

کہ اوس کا ملک سب برباد ہوگا

اب بیچنا سلیط کا طرف پیامہ پاس مودہ حاکم اوس ملک کے
اور مکر اور حیلہ سے مہربانی کرنا اوس کا اور خط لکھنا حضرت کو

چٹے سلیط نامی قاصد جب ملک پیامہ میں پاس مودہ کے پہونچے تو مکر ایسے

نامہ کو اوسنی بڑی تعظیم و تکریم سے سر پر رکھا اور بوسے دئی اور ایک

مکان عمدہ میں انکو اوتار دیا اور بڑی خاطر دار ایسے پیش آیا اور جواب

نامہ کا اس عنوان سے لکھا کہ میری سربانی آپ سے نہیں ہے اور دین آپ کا

سب آئین و دین سے بہتر ہے اور میں اس شرط سے آپ کے دین میں آتا ہوں کہ

میری تین ایک ملک اپنی ملک سے عنایت فرمائی کہ میں شاعر خطیب می ہوں

تاکہ اپنے ہم جنسوں میں عزت و احترام پاؤں یہ نامہ اور جامہ اور کچھ روپیہ لیکر

انکو رخصت کیا اور ملک طلب کرنے کا مکر سے ایک حیلہ کیا تھا یہ نہ سمجھا کہ بیٹا

رسول خدا فریب میں کا ہیکو آویٹنگے الغرض قاصد جب خدمت حضرت میں

پہونچا اور نامہ پیش کیا مضمون نامہ کا شکرا و شاکر کیا کہ اگر ایک گھنٹے خورے

کی قرض مانگے گا تو اوسکو قرض نہ دے گا اور قدرت حق سے ملک اوس کا

عنقریب برباد و تباہ ہو جاوے گا بنا گیا ہے کہ جب

حضرت نوح خرم سے طرف شرب کو آتے تھے تو کافر

تیرہ ڈھاک ہوا میری آرزو تھی

خاک کے ڈال گیا

یہاں سے

اور

بیکار

فیض

لکھتے

قرارداد

ہی

وہ

جواب

بنگ

باجا

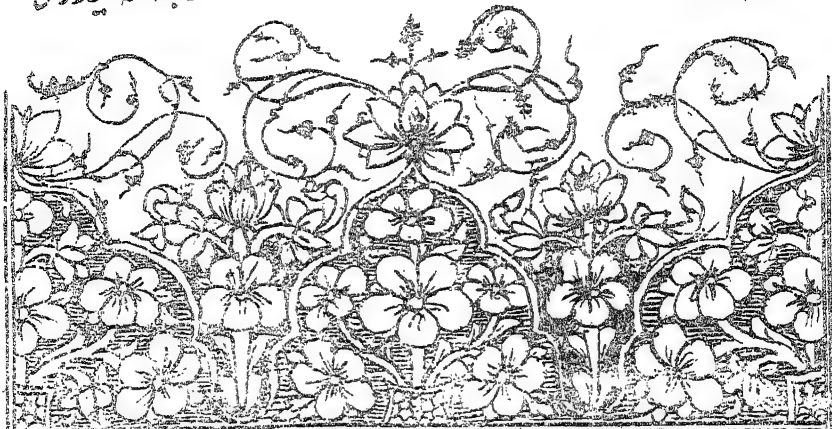
قیصر

یہ

یہ

جواب

یہ



آغاز داستان فتح خیبر کی ساتویں برس اور حکم فرمانا پہنچا
سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ کا اور آئادہ ہونا لشکر اسلام کا
بنام برآئندہ کام ہونے پر پندرہ روز آغاز و اناسے انجام ہا

راوی کہتا ہے کہ ہجرت کو جب ساتویں برس کا زمانہ گذرا تو تھنشاہین
بوجب فرمان خالی آسمان وزمین کے تمام اصحاب باعیتین کو حکم دیا کہ واسطے
جنگ خیبر کے مستعد و سرگرم ہو جب ارشاد احوان و انصار واسطے سرنجام
کار کے سرگرم ہوئی بات جب مشہور ہوئی تو یہودان شیرب نے جو کوئی
مسلمان قرصہ یہودان شیرب کا تھا اوپر ایک ایک آدمی واسطے ادا کرنے
نزد قرصہ کے مقرر کیا جب تقاضا شدید ہوا تو اہل دین نے کافرین سے کہا
کہ بعد فتح خیبر کے انشا اللہ جو کچھ مال غنیمت کا دستیاب ہوگا اوکس
زر قرصہ تمہارا ادا کر دیا جاوے گا تو اس قدر اضطراب بچا ہے یہودیوں نے
جو یہ جواب سنا تو عداوت سے کہنے لگے کہ تم اوکو یہودان شیرب بنانا قسم
توریت کی کہ وہ لوگ آگ کو پانی سمجھتے ہیں اور دس ہزار سوزیادہ سواران
نیزہ دار اور کماندار و شمشیر زن فن سیاہ گرہیں کیتا محار و زگار اولین

ایک نامدار مرحب نامی دلیر ہے کہ روم و شام میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ہے
 اوسکی دہشت سی زہرا شیر کا آب ہوتا ہے ایسے بہادر و نکلے مال کے اوپر ہر
 وعدہ کرتے ہو ہو کہو اسباب کا یقین نہیں ہے اور اگر یہ بات تمہاری راست ہے
 تو ہم نے وعدہ تمہارا منظور کیا اس بات پر موسائیون کی دلیران دین نے برہم
 ہو کر کہا کہ تا یہ کہ دگار سے اونہیں خوشخوار و نکلے عنقریب سر کا نکلے سات
 خوار یکے رکاوٹیں لٹکائی ہوئی اور قیدی اور مال غنیمت لٹی ہوئی تمہاری
 اوپر خندہ زنی کرتے ہوئی آویگئے اور غیر تھے اون دیندار و نکلے اپنے

کیڑی فروخت کر کے قرضہ ادا کر دیا

جمع ہونا لشکر اسلام کا دربار جناب سید ابراہیم اور سباع کو
 اپنے شہر میں حاکم کرنا اور سوار ہونا واسطے جنگ کی اور لکھنا
 ابن ابی کا کفار کو تشفی کرنا واسطے جنگ کی اور قرار پانا رائے

اونکی کا اور قلعہ بند ہونا اون کا

سب دلیران دین کمر بستہ ہو کر خدمت سالار دین میں حاضر ہوئی جناب
 رسول خدا ہی باہر دولت سے تشریف لائی اور اصحاب میں سے سباع نا
 دلیر کو طلب کیا اور لطف اور مہربانی سے اپنے شہر کا حاکم کیا اور اپنے مکتب
 سوار ہوئے اور ہمراہ رکاب چودہ سو سوار آبدہ کار زار آبدہ کار لیکر
 طرف خیبر کے روانہ ہوئی لیکن حضرت علی مرتضیٰ کو سبب ثوب چشم کے ہوا
 نہ لیا اور یہاں سے حال یہودیوں کا سنا چاہئے کہ ابن ابی لفاق باطن سے
 بیتاب ہوا اور یہودیوں کو پیغام پہنچا کہ محمد مد لشکر ظفر پیکر اپنے شہر سے

چودہ سو سوار کی قسے لڑنیکو آئی ہیں تم ہر اسان خوناکہ یہ لوگ مفلس اور
پریشان حال ہیں اور تم دس ہزار آدمی کی جمعیت رکھتے ہو باہر قلعہ سے
نکل کر مقابلہ کرنا قلعہ بند کر کے نہ لڑنا جب اون کا فو و نکو یہ خبر ہو چکی تو قدرت
خدا سے اون پر ایسا رعب چھایا کہ سب سر اسیمہ ہو کر پاس اپنے امیر کے سلام ابن شکم
نام تھا اور بیماری اور سکے ملک الموت کا پیام تھا اوس سے تحریر ابن ابی کا حال ملکر
بیان کیا اوسنی کہا کہ قلعہ بند ہونا حقیقت میں اچھا نہیں ہے تم مغلوب ہو جاؤ
مثل قریظہ قوم نظیر کے اس سے بہتر یہ ہے کہ سب اہل خمیر متفق ہو کر باہر قلعہ
نکلو اور عطا یونکو کہ ہم تو تمہارے ہیں شریک کر کے دلیرانہ جنگ کرو یہ جواب
اپنی سردار سے سکرانہیں صلاح کی کہ اگر قلعہ میں رہیں گے تو ہمارا حربہ اون پر
اثر کرے گا اور ہم اونسے محفوظ رہیں گے اس طرح سے تھوڑے عرصہ میں وہ خود
ہلاک ہو جاویں گے اور ہم اونکو پرانان ندین گے

قلعہ بند ہونا کشاکش کا اور مال کو قلعہ صعب سی قلعہ نطات میں
پہنچانا اور قبائل کو کیتہ میں چوڑنا اور قلعہ متوص کی تعریف
اور خبر دینا بخومین کا دربارہ اوس قلعہ کے

راوی کہتا ہے کہ ملک خمیر بن مجملہ چہ قلو کے بہت محکم قلعہ صعب نام اور دوسرا
نام تیرا شوق تھا قلموس یا پخوان نطات چنا کیتہ یہودیوں نے یہ تدبیر کی کہ
عیال کو قلعہ کیتہ میں رکھا اور پاسبان واسطے حفاظت کو مقرر کرے اور صعب
نام میں دس دھجہ کی اور شوق اور نطات دونوں قلوں کو ایسا درست کیا کہ
برآمدہ ہی انہیں گذر سکتا تھا اور قلعہ قلموس کہ وہ عمر سب قلوں سے کو دسار میں

کہ دیوارین او سکی پھر تراش کر بنائیں تین او گرنگور سی او سکے ایسے بلند تھے
 کہ کندازیشہ نہ پہنچ سکتی تھی اور دروازہ او سکاویسے کا تھا چالیش گز بلند
 بارہ گز چوڑا کہ جسکا ایک پین تین ہزار من کا تھا اور پچاس آدمی مل کر اسکو بند
 کرتے تھے اور ایک خندق اوپر دروازہ کے ایسی گہری تھی کہ دیکھنے سے او سکے
 ہوش جاتے تھے اوپر ایک پل تختہ لگایا تھا اسواسطے کہ جب حریف آویسے
 تو اسکو پہنچ لیتے تھے بخوبیوں نے او سکے واسطے یہ حکم لگایا تھا کہ اس قلعہ کو
 سوائی ایک شخص کے اور کوئی فتح نہ کر سکے گا اور شناخت اس شخص کی یہ تھی
 کہ ظاہر میں قسم بشر ہوگا اور قدر و منزلت میں ملائیکہ سے بہتر کہلایا نامہ پر چیا
 اس بہر پر ایک لگا کہ ایک بالشت اندر پتھر کے او تر جا دیگا وہ شہسوار اس قلعہ
 بیشک فتح کرے گا یہودیوں نے یہ قلعہ اسواسطے رکھا تھا کہ جب اور قلعوں میں جنگ

تنگ آئیں گے تب اس میں آکر پناہ لے دیں گے

نامہ لکنا کفار خیر کا عطفانیو کو واسطے کہ گز او را نا او س
 واسطے مذکور اور شاہی راہ میں ایک آواز غیب شکر پر جانا ایک کہنا تھا کہ
 کفار خیر یوں نے عطفانیو کو اس منہ کا نامہ لکھا کہ اسی سرفرازان عرب ہمارے
 مدد سے پشت ہماری اوستو اسے اور یہ وقت اسی دوستوں امداد کا ہے
 کہ محمد لشکر اپنا لیکر آہوچے ہیں عطفانیوں نے یہ خبر اہل خیبر کی سن کر ایک چکر
 منزل راہ طی کی تھی کہ شب کو یہ آواز آئی کہ اسی نامہ دار و تم سپاہ اپنی لیکر
 جاتے ہو اور محمد لشکر لے ہوئی تمہاری قبیلہ پر آگئے اور تمام مال و اسباب
 اور لوگ تمہاری قبیلہ کے قید کر لئے اس آواز سے ہولی دلوں میں سیکے پڑ گیا

اور یاروں کے یار سے ہاتھ اوٹایا اور مونہ طرف اپنے مکانوں کے پہرے پر ایجاب
مکانوں پر پہنچے تو کچھ نیا یا پر نامہ اہل خیبر کو عذر خواہی گا لکھا اور اپنی مکانوں
تمام رات جاگ کر صبح کرتے تو ادبیم و خوف سے ہر چار طرف قلعہ کی نگراں ہوتے تھے
روانہ ہونا حضرت سرور کائنات کا طرف خیبر کی اور عباد کو واسطہ
خبر داری لشکر کے دو کوس آگے مقرر کرنا اور گرفتار کرنا اور انکا
جاسوس کو اور حال دریافت ہونا قلعہ کا

اشائی راہ میں حضرت ذرہبر کو حکم دیا کہ اسی راہ سے لیچلو کہ عطفانیون اور خیبر
درمیان میں سے راہ ہو رہبر نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور آگے آگے لشکر کے
روانہ ہوا غرض کہ منزلیں طے کرتے ہوئے جب قریب خیبر کی پہنچے تو حضرت
ایک علمدار عبادہ نام کو پاس اپنے بلا کر میں آدمی اور اس کے ہمراہ کر کے
فرمایا کہ دو کوس تم آگے آگے لشکر کے بہت خبر داری اور ہوشیار سی ہے
چلو جو کوئی تمکو مشرکین سے دہنے بائیں نظر پڑے فوراً گرفتار کر کے حاضر
کرنا یہ موافق ارشاد کے آگے آگے معہ ہمراہیوں اپنے کے چلے جاتے تھے
ناگاہ دیکھا کہ ایک یہودی دامن دشت میں گشت کر رہا ہے عباد نے دیکھا کہ
ہمراہیوں نے حکم دیا کہ اسکو پکڑ لاؤ جب وہ گرفتار ہو کر سامنے آیا تو اسکو
اوس سے پوچھا کہ کھو تو کس واسطے اس صحرا میں گشت کر رہا ہے سچ کہے گا تو
امان پاویگا ورنہ قتل کرونگا اوس نے کہا کہ میں ساربان ہوں رات کو میں
سوتا تھا کہ اونٹ میری کھل کر سیطرف چلے گئے بن سو میں اونکی تلاش میں
اور گرفتار کیا اس طرف آیا تھا یہاں خود گرفتار ہو گیا پھر پوچھا کہ خیبر کیونہ

کیا خبر رکھتا ہے تو اوسنے کہا کہ مردان جنگ بے شمار ہیں اور عطفانیو کو
 ساتھ ہزار سوار زورہ پوش کمک کو آئی ہیں اور دس ہزار سوار زیادہ
 ستم کار انتظار تمہاری آنے کا کرتے ہیں عباد یہ گفتار سنکر غصہ میں آئے
 اور کہا کہ سچ بیچ بیان کر اور نہیں تو مجھے امان نہ پا دیگا تیرا سر بھی قلعے
 جدا کیا جاویگا یہ جواسنے سنا تو ماری خوف کی چہرہ اوسکا زور ہو گیا اور دل
 پر درد سے کہنے لگا کہ اسی بہادر اگر تو قسم کھا دی اور امان دیوے تو میں
 سچ بیان کروں اور نہ تو نے قسم کھا کر کہا کہ جو تو سچ کہے گا تو میں بیشک
 تجھ کو امان دوں گات اوسنے کہا کہ موٹا کی قسم اہل خیبر کو تمہاری آنسو سے
 ایسی دہشت اور وحشت ہوئی ہے کہ ہوش و حواس بجا نہیں رہے
 اور عطفانیو نے کوئی کمک کو نہیں آیا خوف سے قلعہ بند ہوئی ہیں اور
 میں کہنا نہ کا فرستادہ قلعہ قبضہ سے کہ وہ بزرگ و سردار قوم کا ہے
 اوسکا بھیجا آیا ہوں تاکہ لشکر اسلام کی کمی اور زیادتی بالکریاں کروں تو
 تمہارے ہاتھ ہو گزرتا ہوں جو حال تھا وہ سب میں ہے بیان کیا
 اب میرا تنگو یقین ہو یا نہ ہو اختیار ہے جو مناسب جانو و کرو
 لانا عباد کا جاسوس کو سامنے حضرت سید مختار کو اور راراد
 کرنا عمر کا واسطے قتل کے اور عرض کرنا عباد کا اقرار امان کا
 اور حوالہ کرنا حضرت کا عباد کو اور شہ کو متوجہ ہونا طرف خیبر کے
 عباد جاسوس کا یہ کلام شکر معہ اوسکے خدمت جناب رسول انام میں آئی
 اوس جاسوس نے جمال جان آرا کو دیکھ کر بہت جگر سلام کیا اور سب حال

بیان کیا عمر خدمت جناب مصطفیٰ امین مینا تھا تو اور لیکر اوٹھا اور کہا کہ اسی
 صیب خدا پہلے میں اسکا سر کاٹوں گا واسطے شگون کے عباد نے عرض کیا کہ
 اسکو امان دی چکا ہوں اگرچہ یہ دشمن دین ہے بعد امان دینے کے اگر آپ کے
 آمین میں قتل روا ہو تو میں اسکا سر کاٹنے کو موجود ہوں خود ہر جناب سونٹا
 نے جو اہدیا کہ امان دینا تھا مارا ہماری جانب سے اپنے پاس لے گیا اور وقت
 عباد نے عمر کی طرف دیکھ کر کہا کہ اسی شخص ہاتھ بستہ ہونا اسکا ہی تمہیں ہے
 اور تیغ کیسے پھانسا ہے پر کیا فائدہ ہی جو مقابل میں تیغ بکھ ہو اور یہ مخالفانہ نہیں ہے

کہا ہوا میں تیغ روزِ احد کہ امر و زامہ بروں خود بخود

یہ کہہ کر اور قیدی کو ہمراہ لیکر چلے گئے دو سو دن صبح کو جناب رسول خدا
 مع سپاہ سرحد خیبر میں داخل ہوئی اور اہل دین سے ارشاد کیا کہ آج شمشکوہ
 اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر دفعتاً داخل خیبر ہو اور موسایہ دن کو
 آگاہی نہو تا کہ ہمو کیا یک اپنے سر پر دیکھیں جب شب ہوئی سب گھڑبند ہو
 اپنی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئی حضرت بھی اپنے مرکب پر جلوہ گر ہوئے
 اور طرف خیبر کی چلے آؤ سن اٹکو قدرت خدا سے خیبر یونکو ایسی غفلت کے
 پیدا آئی کہ کسی کی آنکھ نہ کھلے جب آفتاب بلند ہوا تو ایک گروہ ہتھیاروں کا
 دروازہ قلعہ کا کھول کر واسطے زراعت کو طرف صحرا کے آئی اور ایک جانب سے
 کر دلاشکر کی دیکھ کر روز روشن زکی آنکھوں میں تیرہ دھار ہو گیا +

آگاہ ہوا یہودیوں کا تشریف لائے حضرت قسے اور قلعہ بند ہونا
 اور جمع کرنا سلام ابن اشکم کا قوم کو واسطے جنگ کے

وہ لوگ جو واسطے زراعت کے دروازہ قلعہ کا کھول کر آئے تھے وہ لشکر
خفہ پیکر کو دیکھ کر ہل اور کدال وغیرہ اپنے اپنے پٹنیک کر بہا گئے اور
قلعہ کے جا کر سرداران قلعہ کو خبر دیے کہ لشکر اسلام آپہنچا بہت

ابوالقاسم آور دانیکی پیام کہ برمان کند روز روشن سیاہ

سلام ابن مشکم کے سالار اوس قوم کا تھا اوشے جو یہ سنا تو مثل ماہی بنے
بستر پر لوٹنے لگا اور کہا کہ تنہا ابن ابی کی صلاح پر عمل نہ کیا اپنی تین قلعہ
کیا اور میں تو عارضہ میں مبتلا ہوں شاید دو چار روز کی زندگی ہو گمیریہ تم سے
وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگ مفلس ہیں اور تم زر و زر در سبطر حکار کہتے ہو
کچھ مقام خوف و تردد کا نہیں ہے مگر اس قدر تگ و ہوشیاری کرنا ضروری ہے
کہ تم لوگ قلعہ کے اوپر سے ایسے تیر اور پتھر مارو کہ وہ لوگ پاس قلعہ کے
نہ آنے پاویں اور دو پہلو ان تمہارے پاس ایسے زبردست ہیں کہ ان کا مقابلہ
کوئی کرنے والا لشکر اسلام میں نہیں ہے ایک مہرب ہی اور دوسری

حادث کہ اپنا ہم سر روزگار میں نہیں رکھتے

بہینا لشکر اسلام کا نیچے قلعہ صعب نطات کو اور جمع ہونا
یہودیوں کا اوپر قلعہ کے اور لڑائی کرنا

یہودیوں نے موافق راسی سالار اپنے کرب جوں بر حصار کی جا کر ہزار ہزار
واسطے مارنے پتھر اور تیر کے مقرر کیا تاکہ دروازہ تک کوئی نہ پھاوے اور
یہودیوں نے پتھر اور تیر کے مقرر کیا تاکہ دروازہ تک کوئی نہ پھاوے اور
چنانچہ وہودیوں نے پتھر اور تیر کے مقرر کیا تاکہ دروازہ تک کوئی نہ پھاوے اور

اونیر حملہ کرتے تھے جب شب ہوئی تو جناب رسول زماں نے واسطے طلایہ
لوگ مقرر کئے یہودی بھی مشعلیں روشن کر کے رات بھر ہوشیار رہے یہی بیت

یہودان ہم ازیم جان تا سحر | ابرا فروختہ شمع و بستہ کمر

مرنا سلام ابن مشکم کا اور قایم مقام ہونا کنانہ کا اور اپنی قوم کو
جمع کر کے مصلحت کرنا کلاس قلعہ شق و لطات کو چوڑ کر پاس اہل و عیال کو چلو

جب سیطرہ سے کش کش میں دو تین روز گزرے تو سلام ابن مشکم دینا سے

گدرا اور یہودیوں نے موافق اپنے دین کے کفن و دفن اور سکوکیا اور کناہ کو

قایم مقام اور سکے سپہ ارہوارات پر نگہبانی قلعہ کی کرتے تھے اور دن بھر

لڑتے تھے جب کئی روز گزرے تو کنانہ نے یہودیوں کو پاس اپنی جمع کر کے

کہا کہ تین مقام پر لشکر پیلا ہوا پریشان ہو رہا ہے اسکی نگہبانی نہیں ہو سکتی

دوسری یہ کہ دشمن سے لڑنے میں خاطر جمع نہیں ہے کہ ہکو فکر مال اور عیال

کی بے تیرے یہ کہ اگر فوج دشمن اور پیر جا پڑیگی تو روز روشن اونکی آنکھوں میں

تیر و قمار یکے سیاہ ہو جاوے گا اور حال ادھکا تباہ ہو جاوے گا اس سے بہتر یہ ہے

کہ ان دو نو قلوں کو چوڑ کر سب ایک جاوین اور تعجب نہیں ہے کہ اہل وین

مال و اسباب ان دو نو قلوں کا لیکر طرف شرب کو پیر جاوین اور ہم ساتھ آئینا

سامان جنگ ایسا حبیبیا کرین گے کہ شرب تک چلین گے موسائیون نے یہ رائے

اوسکی بہت پسند کی اور صلاح کی کہ آج رات کو قلعہ سے نکل چلین گے

حکم دینا واسطے طلایہ کے عمر کو اور گرفتار ہونا ایک یہودی کا
اور لانا پاس حضرت سردسکائینا کے اور عرض کرنا حال کا

کلاں
نام قلعہ

اور امان دینا یہودیوں کو اور جانا ان کا قلعہ شق اور نطاس سے
طرف قلعہ صعب کی اور سوار ہونا شکر اسلام کا ساتھ فتح
دفعہ وزیر کے اور قبضہ کرنا قلعہ نیر اور مسلمان ہونا ایک یہودی کا
جب پہرہ رات گزری تو ناگمان ایک شخص موسائیو سے آیا اور نگہبانان میں
اوسکو گرفتار کیا اور عمر کے پاس لائی انہوں نے حکم دیا کہ سراسر اسکا تنہ جدا کر دو
تب وہ اسیر گریہ و زاری کرنے لگا اور کہا کہ مجھ کو بے سبب کیوں قتل کرتے ہو
پاس حضرت پیغمبر کے پہلے لیجا وچہ اونکی خدمت میں عرض کرنا ہے یہ سنکر
پاس حضرت خیر البشر کے لیگئے جناب رسول خدا نے پاس اپنے ہلا کر پوچھا
کہ کیا کہتا ہے اوسنی عرض کیا کہ شکر اسلام کی طرف سے جو سختی ہوئی ہے تو
یہودیوں نے یہ صلاح کی ہے کہ آج رات کو یہ قلعہ چھوڑ کر طرف قلعہ صعب کے روانہ ہوں
میں نے یہ بات سنکر اپنے دل میں خیال کیا کہ ان لوگوں پر اب زوال آیا ہے اب انکا
ملک بچو گا نہ مال اور جو نقد و جنس کہ موسائیوں نے جان جان چھپایا ہے وہ
آپکو بتا دو گا مگر بعد امان پانے کو لیکن میں امید دارا بات کا ہوں کہ بخشش
فرمائی اور مال اور عیال میرے بچائے جناب سید انبیاء نے وعدہ امان دینے کا
اوس سے کیا اور حکم دیا کہ صبح کو سب اہل شکر آراستہ ہو کر اپنے اپنے گھوڑوں پر
سوار ہوں اب اوس طرف حال سنئے کہ جب ادھی رات گزری تو سہیلے
دونوں قلعوں کو چھوڑ دیا اور طرف قلعہ صعب کے روانہ ہوئے اشعا

پشت توران نہادند زین

بدگر کہ رسیدند وقت نماز

چو آمد عہدداران دین

حیاشدہ خود بسامان ساز

جب صبح ہوئی حضرت اشرف انبیاءؑ سے فارغ ہوئے تو مکرکب رین لجام پر
مانند آفتاب جلوہ افروز ہوئی اور دلیران دین ہمراہ رکاب ظفر انساب داخل حصا
ہوئے تو کسی ذی حیات کو سوا سی اوس یہودی امان یافتہ کے اور کسی کو وہاں
پنا یا جناب رسول خداؐ نے حسب خواہش اوسکے اوسے مسلمان کیا اور وہ
خوشی خوشی حضرت کو قلعہ کے اندر لے گیا اور جہان جہان مال دفن تھا اوسکی
نشان بتا دیا غرض کہ وہ دونوں قلعہ مع مال و اسباب کے قبضہ و تصرف میں جناب سالک تاجین

گیرنا قلعہ صعب کا اور گمرانی غلہ کی اور ہونا جنگ کا کفار اور
مسلمانوں میں اور بھیجا خبر کا مدینہ منورہ میں اور روانہ ہونا
حضرت علی مرتضیٰ کا طرف خیبر کے

تھوڑی تھوڑی آدمی واسطہ کبانی اون قلوں کے چور کر اور آپ لشکر ظفر پیکر
لیکر کے طرف صعب کی روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو حکم گیر لینے قلعہ کا
فرمایا دلیران دین نے حسب فرمان جناب ختم المسلمین ہر چار طرف سے قلعہ کو گیر تب
مشرکین نے قلعہ پر سے تیر و پتھر مارنا شروع کیا جب کئی روز گذری تو مشرکین
اہل دین پر چار طرف سے آدرسد کی بند کی اسوجہ سے قلعہ لشکر اسلام میں پڑ گیا
اور تین شبانہ روز سوا سی گردہ ماہ و مہر کے ایک گردہ مان کسی مسلمان کے
دیکھنے میں نہ آیا یہ خبر جب جناب شیر خدا کو پہونچے تو باوجود آشوب چشم کیے

بتا بانہ شرب کو طرف خیبر کے سفر کیا

جمع کرنا کنانہ کا قوم کو اور صلاح کرنا اور راسی مرحب کے
قبول کرنا اور مال و اسباب کو طرف قلعہ قموص کے بھیجا

اور آپ مستعد جانے پر ہونا اور شکوہ کرنا مسلمانوں کا
قحط سی اور دعا کرنا حضرت کا اور الہام ہونا فتح کا ۛ ۛ

جناب امیر علیہ السلام اثنائے راہ میں تھے کہ قلعہ صعب فتح ہو گیا راوی کہتا ہے
کہ مؤمنین میں ضعف و طاقت اس قدر انتہی کہ شمشیر زنی کرین اور قلعہ کا
لینا بہت دشوار تھا امید فتح قلعہ کو گہیری تھے اور راہ آمد رفت یہودیوں کے
بند کئی تھے کنانہ نے جو یہ حال دیکھا خوف سے دل او سکا کاپنے لگا اور ایک
صحبت قرار دی کہ اوسمیں سرداران یہود اور بزرگان قریش سب جمع ہوں
کنانہ نے جو سب کو ایک جگہ دیکھا تو آہ سرد دل پر درسی کہنچی اور کہا معلوم نہیں
کہ آسمان ساتھ ہماری اور اولاد ہماری اور خاندان ہمارے کی کیا گردش
لاوے گا اور اس شہر آباد کو کس طرح سے برباد کرے گا تم لوگوں کی اس مقدمہ میں کیا
راہی ہے ہر ایک نے موافق عقل اپنی کے کہا کنانہ نے کسی کی بات پسند نہ کی
موجب کی طرف دیکھ کر کہا کہ اسی مرد شکر شکن ہم سب کو تیری بازو کے زوڑ
امید تو یہی ہے تیری کیا راہی ہے اوسنے کہا کہ اسی سردار کیا کمون میں اپنے
کردار و نگو جو تم سے واقع ہوئی تنگ و آرجاننا ہوں ابھی اہل اسلام تم سے
کہ تم سر اسیمہ ہو کر فرار پر آمادہ ہوئے اور پیچھے دیوار کے چھپے اس واسطے
تبع میاں سے نہ لی اور جنگ سی انکار کر کہا اگر تم لوگ اب بھی کمر جنگ پر باند ہو
کارزار کو مد نظر رکھو تو میں اپنے اہل و عیال کو قلعہ قموص میں پونچا دوں اور اس
قلعہ کو چوڑ دینا چاہئے جب اس قلعہ کو مستحکم کر لیوں گے تو ہم اور ہارس سید
جنگ میں قدم رکھیں گے کنانہ نے اس بات کو پسند کیا اور کہا کہ تمہاری رائے

بہت پسند ہی پس موافقِ راسی مرحب کو اہل دین سے پوشیدہ اہل و عیال اور
ناموس اور مال لیکر راتوں رات راہ کو ہمارے طرف اور اس حصار کی روانہ ہو
اور خود اس فکر میں تھے کہ کس تدبیر سے باہر قلعہ سے نکلیں اس درمیان میں
چند آدمی لشکرِ اسلام سے ضعف اور بھوک کی شکایت پاس جنابِ رسول
انام کے لائے اور خواہش دعا کی کی حضرت اشرف انبیاء نے ہاتھ اوٹھا کر
دعا کی کہ اے خداوندِ روزی رسان اور اے بھیجنے والے رزق کے آسمان
تو رحم کر ان جوانانِ ناتوان پر کہ تیری راہ میں جان نثاری کرتے ہیں اور انا
پانی گرائی غلہ سے مرتے ہیں اب تو جلد فتح دی یہ دعا فرماتے تھے کہ حال

قبولیت دعا کا بطور الامام حضرت نبی پر ظاہر ہوا

تب طلب کرنا لشکرِ اسلام کا اور بشارت دینا فتح کی اور حوالہ
کرنا نشانِ جناب علی نامہ اعلیہ السلام کو اور جانا لشکرِ اسلام
دروازہ پر قلعہ کے اور فتح کرنا قلعہ کا غنیمت ہاتھ آنا اور شہر
پنیا عبد اللہ کا اور تبنیہ کرنا اوسکو اور پوچھنا حضرت علی
ابن ابی طالب علیہ السلام کا اور متوجہ ہونا سمت قلعہ قموص کے

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے نشانِ لشکر طلب کر کے جناب نامی
اصحاب کو مرحمت فرمایا اور جلد اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ تائید ربِ قدیر سے
دل اپنے تو سی رکھو اور زخم تیر و سناں سے اندیشہ نہ کرو پروردگار بہ لطف مہربان
اس حصار کو تمہاری ہاتھ سے فتح کر لے گا موافق اس حدیث کی اصحابِ بن میں
خوشی اور بشارت سے طاقت دو چند ہو گئی اور بشوق تمام شیر کردار اور پروردگار

دوڑ کر سپر سپر پادشہ ہاتھ میں لئے ہوئی نصر من اللہ کہتے ہوئی جاہو نچو او
یہودیوں نے دروازہ ہائی قلعہ کو عقب سو گل و سنگ یکجا کر کے دیواری
بنائی تھی اور ایک دروازہ پر جمع ہو کر تیر و پتھر کا منہ پر سایا تھا پھر جس جانب
مجمع کیا تھا وہاں ہر فرصت پاکر نکل گئے اور طرف قلعہ نموص کے روانہ ہو گئے
دلیہ ان دین نے اور دروازہ کو تیر و پتھر توڑا اندر جا کے دیکھا کہ تیر و پتھر سے ٹیلہ
بنا ہے راہ آمد و رفت کی بند کی ہے ان سب نے ایک ایک پتھر کو ہاتھ سے ٹیلہ
راہ کو لئے جس سمت قلعہ میں جاتے تھے نعمت طرح بطرح کی پاتے تھے ایک جا
چند یہودیوں کو پاکر اوسیدم تیغ بیدریغ سے راہی عدم کیا پھر وہ سب مال
اور غنیمت سامنے حضرت خیر الانام کے لینگے سب جناب حبیب خدا نے اسباب
غنیمت اصحاب کو تقسیم کیا تھے میں آیا ہے کہ کئی مشکے شرب کو تھے اوسکو
حضرت فرما کہ انکو زمین پر پٹھا دو اور ایک انصار عبداللہ نامی تھا کہ اوسکو
شراب بہت مرغوب تھی لے اختیار اوسنی چند ساغر پہلے پئے تھے
تو جن لوگوں نے دیکھا تھا وہوں نے حضرت سے اگر عرض کیا حضرت
اوس پر غضب ناک ہوئی اور بغلین مبارک سے سر کو بی اوسکی کی اور ہونٹوں
فرمایا کہ اسیدر جسے اسکی کفنش کاری کرو اہل دین نے حسب حکم حضرت شاہ
انبیا کے سزا معقول دی عمر نے لعنت اوسپر کی حضرت عمر پر خفا ہوئی اور
فرمایا کہ تو خلاف شریعت کو لغت کرتا ہے مومن پر لعنت نکرنا چاہئے عمر
اپنے اس کہنے سے پشیمان ہوا جناب حبیب خدا کی کئی روز توقف کیا
تاکہ سپاہ آسودہ ہو جاوے جناب شیر خدا اس عرصہ میں نیرج آپو نچو شعر

<p>نشانید زانو بر آویختن پرسید از روی لطف آنجناب</p>	<p>چو دلجائی دادش بہر لوی خوش کہ چون ست چشم تو یا تو تراب</p>
<p>جناب شیر خدا نے عرض کیا کہ خاکِ قدم جناب کی جھکو طوطیا سی چشم ہے اور اچکے ندیکنے کا غم رکھتا ہوں میں اور آشوب چشم سے کچھ غم دالم نہیں ہے</p>	<p>حضرت فی فرمایا کہ خداوند عالم جلد شفا بخشنے گا</p>
<p>جنا حضرت کامرہ لشکر اسلام طرف قلعہ خیبر کے اور وہاں پہونچکر اور ترنا نیچے قلعہ سے</p>	<p></p>
<p>جب تھوڑی دنوں سپاہ نے آرام پایا تو حضرت فی حکم روانگی کا فرمایا روی کہتا ہے کہ جب موسائی طرف قلعہ متوص کر گئے تھے تو آلاتِ حربہ اور سامان جنگ سب مہیا کیا تھا اور جا بجا مورچہ بنے نگہبان مقرر کیے تھے تاکہ آمد لشکر اسلام کی دیکھ کر خبر دیوین اسطرف سے شاہ ابنیا ساتھ فوج فتح و ظفر معہ سواران لشکر شکن اور بہادران شیرا فکن کے سرتاپا غرقِ آہن ہو کر مثل دریا کے موج مارتے ہوئی ہمراہ رکاب ظفر انتہا بہ جناب است آب کر نیچے قلعہ خیبر کے پہونچے اور بلند سی اور استحکام قلعہ کو دیکھ کر اہل لشکر کہنے لگے کہ تدبیر فتح کرنے اس قلعہ کی نظر نہیں آتی حضرت حکم دیا کہ قلعہ سے اتنی دور خیمہ استاد کیا جاوی کہ تیرا و پتھر اہل قلعہ کا تم تک نہ آسکے پس اصحابِ عین نے ایک جگہ کسادہ و ہموار دیکھ کر خیمہ استادہ کیا اور لڑائی کو ایک ات اور ایک دن وقفہ کیا اور وہاں آسائش کے بیچنا حضرت رسالت پناہ کا عمر کو ساتھ لشکر اسلام کے</p>	<p></p>

ولے جنگ یووان قلعہ قہوص کے اور آگاہ ہونا مرحب کا

اور پہنچا حارس کو میدان جنگ میں

صبح کو جناب رسول دین نے حکم دیا کہ سب امداد ان لشکر کمر باندہ کر حاضر
جب اہل دین حاضر ہوئی تو عمر کو پاس بلا کر اور نشان لشکر یاد دیکر سپاہ دایا
اور فرمایا کہ سیکو آگے پیچھے ہونے دینا جب یودی مقابلہ پر آوین تو جنگ
کرنا اور پشت لشکر سے ہوشیار رہنا اور جو یودی آگے بڑھیں تو ایک
قدم پیچھے نہ ہٹانا اور اس قدر کوشش کرنا کہ جسار ہاتھ آ جاوے یہ فرما کر
رخصت کیا عمر نے دست قبول آنکو نہ پر کہا جب نیچے قلعہ کو پہنچے تو
نگہبانوں نے مرحب کو خبر دی کہ سپاہ آپہنچی مرحب نے حکم دیا کہ پانچ سو
جزار کمر باندہ کر ہمراہ حارس کو جاوین اور حارس کہہ کہ اب تک یہ کام
اور ونسے متعلق تباہ میں سرگرم رزم ہوں تو میدان میں جا اور دیکھ
کہ یہ کون سرکش ہی جو نیچے قلعہ کے میدان میں آیا ہے حارس اس کے
حکم سے گھوڑی پر سوار ہوا اور نشان کناہ کا ہاتھ میں لیکر فوج کی صفین
باندھے ہوئی ساتھ شکوہ و شائے دروازہ قلعہ سے میدان میں مقابلہ کو آیا
اتما حارس کا اور جنگ کرنا اور بہت سی انصار دین کو قتل
کرنا اور شکست کھانا لشکر اسلام کا ❖

اس طرف سے جب عمر اپنی سپاہ لیکر میدان کھڑے ہوئے اور حارس نے
اسکو دیکھتے ہی گھوڑا بڑبایا اور مقابلہ کرنا کہ بہار طلب کیا ایک اہل دین نے
اس طرف سے گھوڑا بڑبایا اور مقابلہ پر آیا اور شیعہ و سندان چلنے لگی آخر کار یو

غالب آیا اور اس مرد و نیدار کو سنان پیراوشاکر زمین پر چکا کر زمین لٹکے
خونے رنگین ہو گئی پیراوشاکر مبارز طلب کیا تو اوہ ہر سے پیراوشاکر گھوڑا
پونچا اور جانشین میں خوب حرب و ضرب ہوئی آخر کایہ بھی اوکے ہاتھ سے
تلوار کھا کر تلف ہوا اسی طرح سے کئی اہل اسلام ایک کو بعد ایک گیا اور اس
بدکیش کے ہاتھ سے مارا گیا پیراوشاکر جو جرت اور حوصلہ اوس سے لڑنے کا نہ رہا
عمر نے اہل اسلام کو فہمائش کی مگر کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی جب عمر
تاکید بہت کی تو سب نے کہا کہ ہم سپاہی ہیں اور تو سردار ہی اب جھگوچا
کہ تو مقابلہ کو اسکے جا اور اس بلا کو تیسے دور کر اوہر سے قلعہ کے مرجہاں
شاہشی دیتا تھا اور سب یہودی ہفتے تو میان تک کہ کئی بار حارس نے
مبارز طلب کیا اور کچھ جواب نہ پایا تب اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ سب ایک بار لشکر
دین پر حملہ کر دس یہودی آنکر گری اور ہنگامہ جنگ کا گرم ہوا اور
طرفین میں خوب تیغ و سنان کے وار چلنے لگے اوس وقت اہل دین ثابت قدم
رہے اور قدم پیچھے نہایا جناب رسول خدا کی نصیحت کو بھلایا بہت

برفتند کہ پیش فوج یہود	بجاں کذا نشان مناسب بود
------------------------	-------------------------

غرض کہ یہودی بابے بجاتے ہوئی ساتھ فتح و ظفر کے طرف قلعہ کی گئی
کنانہ نے حارس کو دیکھ کر گلے سے لگایا اور بہت خوش ہو کر پہلوانوں
مرتبہ اسکا بڑایا پیراوشاکر بھی اوکے پاس آیا اور گلے سے لگایا اور ہاتھ
بوسہ دیا اور محفل طرب و سرور کی آراستہ کی اور خوب شہاب کی
کہانی اور سب زن و مرد خوشی سے تالیاں بجاتے تھے اور

ادھر انصار دین شتر مند کی سیسے پاس سالار دین کے آئی اور
حضرت نے ساتھ لطف اور مہربانی کے فرمایا کہ کچھ مقام شتر مندی کا نہیں ہے
وہ سہری روز بھیجا حضرت کا ابو بکر کو واسطے جنگ موسا
لوگوں کے اور حملہ کرنا حارث کا اور فرار مونا لشکر اسلام کا
دوسری دن جب حضرت خیمہ سے برآمد ہوئے ابو بکر کو بلا کر نشان سالار
کا غنایت فرمایا اور کہا کہ وہ ہی لوگ ہیں جو تھے بہاگہ قلعہ نطات و تق
وہ ان آئی ہیں اگر وہ میدان میں آویں اور ارادہ آگے بڑھنے کا کریں تو
تم پیچھے نہ ہٹنا یہ سنکر ابو بکر سعد لشکر حضرت سے رخصت ہو سائے قلعہ کے
پہونچا گمانوں نے مہر جب کو خبر کر دی کہ لشکر اسلام آپہونچا او سینے
حارث کے ساتھ لشکر کو روانہ کیا جو وقت دو نو جانب سے صف آرائی
ہوئی تو اہل دین نے اسپین کہا کہ کل کے بہاگنے کی شتر مندی مٹانا
چاہئے اور آج ہاتھ زندگی سے دھو کر خوب جنگ کرنا چاہئے حارث نے
اپنے ہمراہ یونسے کہا کہ ایک بار سب ملکر کل کی طرح سے اپنے حملہ کر دو اور ہکاؤ
سب نے اوس سے کہا کہ ہم سب تیری فرمان بردار ہیں جیسا حکم دیگا ویسا بجالائیں
بس یہ تجویز کر کے سب نے ایک بارگی لشکر اسلام پر حملہ کیا اور جانبین میں خوب
تلوار و سنان چلنے لگی اوس وقت حارث نے اوپر نشان بردار کو دلیرانہ حملہ
کی کہ نشان بردار سوشا کو چین لون ابو بکر ارادہ اوسکے کو پہچان کر وہاں
بہاگ دلیران دین نے جب دیکھا کہ سردار لشکر کا بہاگ گیا تا چارہ وہ ہی
گریزان ہوئی موسائیوں نے جب دیکھا کہ سب بہاگ گئی تو پیرہہ و حیرت

ساتھ فتح و ظفر کے اندر قلعہ کر گئے اور باجی خوشمی کر جانے لگی اور یہ لوگ
بسیب خجالت اور شہر مندگی کے سر او بچا نکر تے تھے جناب رسول خدا
مہربانی سے فرمایا کہ تم سب دلیمن ہر اس نکر و خدا آسان کر دیگا کہ یہ مقام برد

اور پریشان ہونیکا نہیں ہے

دوبارہ پہنچا عمر کو اور ارشاد کرنا کہ تلافی اپنے بھاگنے کی کر
اور باہر آنا حارس کا اور حملہ کرنا او پر عمر نشان بردار کے
اور پھر گریز کرنا انکا وہاں سے

دوسرے دن جب آفتاب نکلا اور جہاں مبارک ہو آنکھیں مومنین کی روشن
اور منور ہوئیں حضرت انی علم دست مبارک میں لیکر عمر کو پاس بلا کر عرض
کیا عمر نے نشان کو لیکر گوری پر سوار ہوا اور سب لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لیکر
نیچے قلعہ کے پہونچا نگہبان نے خبر مر جب کو دی کہ فوج اسلام آپہونچے
مر جب یہ سنکر ہنسا اور حارث سوار راہ طعن کہا کہ پہراہل اسلام واسطے مقابلہ
کے آئی ہیں یہ سنکر حارس بھی مسکرایا اور ہتیار اپنے بدن پر راسخ
کر کے اور نشان لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے باہر قلعہ سے نکلا مقابلہ
پہرایا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دیکھو آج کون سالار بن کر آیا ہے
یہ لکھ کر مع اپنے ہمراہیوں کے گھوڑی اوٹھا کر جنگ مغلوبہ کی اور ہر سے
بھی دلیلان دین کی طرح قسے تیغ زنی میں دینغ نہیں کرتے تھے حارس نے
اپنے تین نشان بردار تک پہونچایا اسنی خیال کیا کہ پہرہ میری پاس
آپہونچا اور نشان مجھے چھین جائیگا اس خیال سے یہ دہانے گریزا

ہوئی اور اہل دین ساتھ مشرکین کے بڑی بہادر یہ جنگ کرتے رہے
جب دیکھا کہ سالار شکر بہاگ گیا تب لاچار ہو کر وہ بھی کارزار سے فرار
ہوئی اور مشرکین پہرہ وسیط حصہ باجو بجاتے ہوئی اندر قلعہ کیے گئے
اور ولید بن دین نے خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا جنم
کچھ جنگ کرنا ساتھ ان مشرکین کے ہمپر دشوار نہیں ہو گا کہ ہم اپنا دین کہ نہ رہا بلکہ آنا ہوا

سراغندہ از شرم و غیرت پیش بگفتند یا شاہدین راز خویش

کہ برندگان جنگ و شواریت چه سازیم لیکن کہ سردار نیست

فرمانا حضرت کارسالت مات کالہ کل اوس ولیر کو علم فرما
کر ونگا جو کڑا غیر فرار ہو گا اور گمان ہر ایک کا اپنی اوپر
علی الصباح حاضر ہونا سب کا اس امید میں سے

جناب رسول خدا نے اصحابوں کی گفتگو سنے ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
کل کے روز اوس شخص کو پہونگا کہ جو کڑا غیر فرار دوست پروردگار کا
اور فتح اس قلعہ کی اوسیکے ہاتھ سے ہوگی سہون نے حیران ہو کر کہا کہ
اس تہ کے لائق کون ہے حضرت علیؑ تو بسبب ثوب چشم کے معذور ہیں
اور جو صاحب کہ اپنی تین صاحب وقار سمجھتے تھے خوش ہو کر اپنے
ولیم امیدوار ہوئے اور جناب امیر علیہ السلام نے یہ بات سکر ہاتھ
ذو عا کا طرف خداوند عرض و سما کے بلند کیا اور عرض کیا کہ اسی خالق تو
جسکو چاہے یہ منصب عنایت کری کوئی تیرا مانع نہیں ہی یہ کہہ کر رات
اسیطرہ گر دیا رید و گاہ باریمین ہوا چشم سو عجز و انکسار مکرر ہو جب صبح ہوئی

	دویندیاران امیدوار	برآمد شہدین بہ ایوان باز
<p>سب سے پہلے سعد و قاس خود اوپر سرکے اور جو شین بیج برکیے ہتھیار آراستہ کئے دوزانو آگے جناب رسول خدا کے آکر بیٹھے اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں مجاہد نشان عنایت ہوا میں طرح ہر ایک اصحاب اپنے اپنے تین آراستہ کر کے آنا تھا اور نشان طلب کرتا تھا لیکن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کیسی کو جواب ندیے تھے اور خاموش بیٹھے تھے * *</p>		
<p>طلب فرمانا حضرت کا جناب حیدر کرار کو اور دعا کرنا واداعی صحیح چشم کو اور اچھا ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور ہتھیار لگا کر آراستہ ہو کر حاضر ہونا پاس جناب رسول خدا کے جب صحبت میں جناب رسول ممتاز کی سب اصحاب آکر جمع ہوئی اشعار</p>		
	کشایندہ باب خیر گجاست کہ بود آن مہ آسمان ظفر +	زا اصحاب پرید حیدر گجاست علی را طلب کرد خیر البشر
<p>یہ حکم سنکر جو لوگ امیدوار حاضر دربار تھے گرد ملال سے چہرے اونکے غبار آلود ہوئے ایک صاحب امیدوار نے عرض کیا کہ اسی حجت کردگار حضرت علی نامدار بسبب آشوب چشم کے رفتار سے عاجز ہیں اشعار</p>		
	کہ در دست بودش دواشی علی کہ بشتابے اور بز و من آد	نامر و التفات بحر نش نبی بسلمہ بفرمود آن سحر یار
<p>جناب سلمان خوشی خوشی پاس جناب شیر خدا کر گئے اور کہا بیت</p>		
	تو بودی مراد از حدیث لہوا	کہ ای شیر فیروز جنگ خدا

جب بانی سلمہ کے طلب فرمایا جناب حبیب خدا کا مقلد اس شیریشہ
دلاور کو تو بشوق تمام ہمراہ سلمہ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر جبب شوہریم کو
تک یہ دوش کو کیئے ہوئی حمد و ثنائی پروردگار کرتے ہوئی خدمت بابریت
جناب رسول خدا میں حاضر ہوئی حضرت یہ حال دیکھ کر آنکھوں میں اشک
بر لائی اور خوش ہو کر پوچھا کہ کیسے ہوا تو تراب جواب میں عرض کیا کہ
خاتم الانبیاء سوائے اس بات کے کہ آپ کے دیکھنے سے محروم ہوں اور کوئی رنج نہیں
جناب رسول خدا نے پاس اپنے بلایا اور سر مبارک اپنے زانو پر رکھا
اور لعاب دہن دونوں آنکھوں میں لگایا اور دعا کی جناب امیر فرماتے ہیں
کہ بعد دعا کرنے شاید میں کے کسیر حکا در د و آشوب میری آنکھوں میں
باتی نہ رہا اور مثل آفتاب کے آنکھیں روشن ہو گئیں پر جناب شیر خدا
کہنے سے حضرت سید انبیاء کے واسطے جنگ کو سرگرم ہوئی اور سلاح
اپنے طلب کی خود زیب سراور زرہ دربر و تیغ در کمر نیزہ بکف سپرد و سپر
بدرست ہو کر پیش نظر اوس حضرت خیر البشر کو آکر کھڑی ہوئی اتھا

سپر بود بر شانہ آن جناب	چو ابر یہ پہلوئے آفتاب
با آراستہ ضعیف چو در احببین	بآمد بر سید المرسلین
سوار ہونا جناب حیدر کمرار کا واسطے جنگ کفار کے اور	
دعا کرنا حضرت سید ابرار کا اور روانہ ہونا تنہا طرف	
قلعہ کے اور بعد جانا اصحاب کا	
جناب سرور انبیاء نے نشان فوج کا طلب فرمایا اور شیر خدا کو عنایت کیا	

اور سب انصار دین کو حکم دیا کہ فرمان برداری امیر المومنین کی کرنا جن
 سہوں نے عرض کیا کہ اب جان نزاری ہماری ملاحظہ فرمائیگا حضرت
 جب علی مرتضیٰ کو رخصت کیا اور جناب باریمین عرض کیا کہ پروردگار علی کو
 فتح یاب کر کے مجھ تک سلامت پہنچانا اور وقت روانگی کے حضرت علی
 مرتضیٰ نے جناب رسول خدا سے پوچھا کہ دوبارہ یہود و نیکے کیا حکم
 ہوتا ہے حضرت فی ارشاد کیا کہ جب تک اسلام کو قبول نہ کریں تم ہرگز
 ایمان نہ دینا اس حدیث کو شکر جناب امیر علیہ السلام نے گھوڑے کو بڑھایا
 اہل دین نے عرض کیا کہ یا حضرت ذرا توقف فرمائی ہم بھی ہتھیار لگا کر
 تیار ہو لیویں پہر آگے بڑھی حضرت نے جواب دیا کہ میں حکم جناب رسول اللہ
 ایک ذرا تامل نہیں کر سکتا بس یہ لکھ کر اپنی طرف قلعہ خیر کو روانہ ہوئے
 پہنچنا اسد اللہ الغالب کل غالب کا پیچھے قلعہ کے تھما اور
 برچھا تھر من کاڑنا اور خبر اپنا مرحب کا اور کہنا نگہبان کا
 قول منجم کو اور پہر پہنچا حارث کو واسطے جنگ کے ۛ ۛ

راوی کہتا ہے کہ ایک گرد دامن دشت سی نمودار ہوئی نگہبان نے اس کو
 دیکھ کر کہا کہ یہ ہر روز کی کسی گردن بین ہے کہ اس گردن میں ہر حضرت
 نمودار ہوئی اور نگہبان اس جناب کو دیکھ کر خوف جان سے کانپنے لگا
 اور بغور دیکھنے لگا تو دیکھا اس سنی کہ حضرت نے آتے ہی برچھا اوٹھیں
 ایسا مارا کہ بالشت بہر در آیا جب اس سنی یہ تماشا قدرت خدا کا دیکھا تو عمامہ
 سر سے پھینک دیا اسی موسائیان کہتا ہو پاس مرحب کو گیا اور کہا کہ سو بڑ

اودہر جو بخومی نے حکم لگایا تھا کہ جس نامور کا ایک بالشت بر چہا اس
پتھر میں اود تر جاوی گا وہی اس قلعہ کو فتح کرے گا وہ بات ظہور میں آئی کہ
محب یہ نگر پہنسا اور حارس سی کہا کہ جاؤ دیکھ کہ یہ کونسا دلیر جان ہے
سیر اکیلا واسطے لڑنے کیے آیا ہے سراو سکا جا کر کاٹ لہا حارس یہ سنی
مثلاً شہزادہ کی اوڑھ کر اپنے گھوڑی پر سوار ہوا اور چہار طرف سے یہودی
خوش و خرم اوسکے ہر اہی میں چلے جب دروازہ قلعہ سی باہر آیا تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گویا غاری سا اثر دیا نکلا ہے ساتھ قہر و غضب کے تیور سے
چٹا ہا سی ہوئی میدان میں آیا اور چھپے اوسکے یہودی صف باندھے

اود باجی بجاتے ہوئی آکر کھڑی ہوئے

آنا حارس کا باہر قلعہ سی اور پوچھا لشکر اسلام کا اور کیا
طلب کرنا اوسکا اور تین آدمی کا انصار دین سی شہادت پانا
اور رجز پڑھنا حارس کا مغرور ہو کر میدان میں شیر خد کے
حارس نے اپنے لشکر سے کہا کہ میں تنہا جاتا ہوں تم بیان مسدود ہو جو
آواز میری جوش و خروش کی تمہارے کان میں آوی فوراً تم گھوڑی اٹھا کر
لشکر اسلام پر آ پڑنا یہ سمجھا کر گھوڑی کو میدان میں جولان کیا اور مبارز طلب کیا
اس عرصہ میں دلیران دین ہی میدان میں صف باندھ کر نیچے نشان کے
کھڑی ہوئی ایک بہادر نے مقابلہ کو گھوڑا بڑھایا حارس فی ایک وار گز کا
اس زور سے لگا یا کہ سپر خود پیر اور خود اندر گردن کے گھس گیا اور وہ جانے
گزر گیا دوسرا شخص اہل دین سے تیغ بکف سامنے حارس کے آیا

اودھر جو بخومی نے حکم لگایا تھا کہ جس نامور کا ایک بالشت بر چھا اس پتھر میں او تر جاوی گا وہی اس قلعہ کو فتح کرے گا وہ بات ظہور میں آئی کہ یہ مرحب یہ شکر مہنسا اور حارس سہی کہا کہ جاؤ دیکھ کہ یہ کونسا دلیر جان ہے سیر اکیلا واسطے لڑنے کیے آیا ہے سر اوسکا جا کر کاٹ لا حارس یہ سنتی مثل شہزادہ کی اوڑھ کر اپنے گھوڑی پر سوار ہوا اور چہار طرف سے یو دے خوش و خرم اوسکے ہمراہی میں چلے جب دروازہ قلعہ سے باہر آیا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا غار سے اتر رہا نکلا ہے ساتھ قہر و غضب کے تیور سے چہڑا ہی ہوئی میدان میں آیا اور پیچھے اوسکے یو دی صف باندھے

اودا جی بجاتے ہوئی آکر کھڑی ہوئے

آنا حارس کا باہر قلعہ سے اور پوچھا لشکر اسلام کا اور مبارک طلب کرنا اوسکا اور تین آدمی کا انصار دین سے شہادت پانا اور رزخ پڑھنا حارس کا مغرور ہو کر میدان میں سنو شیر خدا کے حارس نے اپنے لشکر سے کہا کہ میں تنہا جاتا ہوں تم بیان مستعد رہو جو آواز میری جوش و خروش کی تمہاری کانیں آوی فوراً تم گھوڑی اوڑھ کر لشکر اسلام پر آپڑنا یہ سمجھا کہ گھوڑی کو میدان میں جولان کیا اور مبارک طلب کیا اس عرصہ میں دلیران دین بھی میدان میں صف باندھ کر نیچے نشان کے کھڑی ہوئی ایک بہادر نے مقابلہ کو گھوڑا بڑھایا حارس نے ایک وار گز کا اس زور سے لگایا کہ سپر خود پراور خود اندر گر دینکے گھس گیا اور وہ جانے گزر گیا دوسرا شخص اہل دین سے تیغ بکف سامنے حارس کے آیا حارس

بھی تیغ نیام سے لی اور ایک دم کی بھی امان نہ دی ایک ہی وار میں کام انکا تمام کیا اور اوس ملعون کو غرور و وچند ہو گیا گھوڑیکو سامنے اہل اسلام دوزا کر گستاہا کہ میں تمہاری خون کا پیسا ہوں جب اہل دین نے یہ کلام اوسکا سنا تو ایک شخص نے اہل دین سے گھوڑا بڑھا کر ایک بند نیزہ کا اوسکی ناف پر باندھا اوسنی زور بار و سے نیزہ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ یہ دیندار ایک نیزہ بلند ہو کر پشت زمین سے زمین پر گرے اور تمام اوتھو ان لٹکے چور ہو گئے اس صدمہ سے یہ جان بحق ہوئی اوسوقت یہودیوں نے آواز شاہاش کی بلند کی غرور اسکا کئی نیزہ برہ گیا اور گھوڑیکو بید انہیں جولان کر کے رجز پڑھاتا تھا اور لاف زنی کرتا تھا

اور کوئی رعب سی اوسکے سامنے نہ جاتا تھا کا
 سنا جناب حیدر کراڑ کا رجز حارس کی اور ہر اس اہل اسلام دیکھ کر خود گھوڑا اوٹھانا واسطے مقابلہ حارس کی اور وہاں حارث کا رد کر کے اپنا وار کرنا اور جہنم واصل ہونا اوسکا اور ہاگ نا یہودیوں کا اور خوشی ہونا لشکر اہل اسلام کا اور خیر ہو نچنا ہر حب کو لموا الفہ

چو شیر خدا دید در رزم گاہ	تظاول زد دشمن ہر اس نپا
بدل تابش از غیر تاسین غا	غنا نرا بخبا ند و مرکب برآ

جب جناب شیر خدا نے دشمن کا غلبہ اور اپنی فوج کو ہر اسان دیکھا تاہتہ قبضہ و الفقار پر کہ کہ ریشل شیر غضبناک کو شکار پر جھپٹے

اور کہا کہ اسی مغرور تو اپنی قوت بازو پر بھولا ہے اور چشم پوشی
حق سے کرتا ہے حضرت محمدؐ وہی جو خاتم الانبیاء ہیں کہ تو ریت جیسے تھامے
گواہ ہے ایسا واسطے خداوند ذوالجلال نے خون اور مال تمہارا حلال
کیا ہے اگر تو صداقت سے اسلام اختیار کرے تو میں جناب رسولِ مختار
ریاست خیبر کی بجگوہ و لادون اور کیا خوب ہو کہ ایسا جوان انصارین
میں شریک ہو دمی حارس یہ سنکر مہنا اور جواب یہ دیا بیت

چنین داد پاسخ کہ ای نامدار | غم من چہ داری غم خود بدار

میں وہ شخص نہیں ہوں کہ فریب میں آؤں یہاں کام تغ اور سنا
کاسے باتیں بنائیے سے اپنے زبان کو بند کر دو افسر

برآشف از آن حرف تیر خدا | بدو گفت ای ناکس تیرہ آ
تو اول براور تمنائی خویش | کہ من خصم را میدهم دست پیش

حضرت فرمایا کہ پہلے تو اپنا وار کر لے کہ بجگوہار زو باقی رہے ہیں
یہودی پس اگر غلبہ پائے ہو اور شمشیر میانیے لیکر اوس شیر کے
سر پر لگائی اپنے سر پر رو کر کے ذوالفقار کہینچے اوس برق کردار
دیکھ کر آنکھ اوسکی خیرگی کرنے لگی اور تمام بدن خوف سے کاپنے لگا اور
سپر اپنے سر پر لے گیا ہاتھ سیدھا نکر نے پایا تھا کہ حضرت فرمود اللہ
کہہ کر اس زور سے ذوالفقار لگائی کہ سحر پیر تک دو ٹکڑے ہو کر
زمین پر گر پڑا اور یہودی لرزان و ہراسان ہو کر گریزان ہوئی بیت

عصفر ز رفت از پئی آن گرد | کہ میخواست مرعب برآید ز کوہ

حضرت فی بیجا پادکانہ کیا اور ساتھ فتح و فیروز کی اپنے لشکر میں پھر
 سب اہل دین خوش و مسرور ہو کر ہزار ہزار آفرین حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام پر کرنے لگے اور یہودی سب بہاگ کر پاس مرحب کے
 رقبہ ہوئی گئے اور سب باجرا بیان کیا مرحب کے تن بدین اس بیانیہ آگ لگ گئے
 ہتھیار لگانا مرحب لعین کا واسطے مقابلہ شاہدین کے اور
 باہر آنا قلعہ سی اور یہو پختنا اور لاش حارس کو اور غضبناک ہو کر
 مرحب کا حارس کیے ماری جائے سی مانند ذیل دست کرتا کہینچے ہو جینے
 میدانین آیا اور مبارزہ طلب کرنے لگا اس طرف سے سوانی حضرت
 شیر خدا کے اور کسیکو جرت نہ تھی کہ مقابلہ کو اور سستی جاتا اشعار

زہر فلک سائی شیر خدا	در آید چنان در طلب علم ہوا
بین شان شوکت ہر دژان	باور گدہ رفت جولان کنا

ساتھ اس شان و شوکت کیے جب وہ سالار معرکہ دلاوری دیکھتا
 عرصہ بہادری میدانین واسطے مقابلہ اس سرکش کے آیا تو اوہ سینے
 بطور رجز کے کہا کہ میں ہوں مرحب سردار قوم میری تین شیر و پانگ
 سب پچا نیٹے ہیں اگر پہاڑ پر گزرا پنا ماروں تو وہ سمار ہو کر خاک میں
 ملجاوی اور میری مقابلہ کار و زگار میں کوئی نہیں ہے اور اگر ہو
 تو سامنے میری آوی جناب میر علیہ السلام کی گھوڑا بڑا کر یہ جزیرہ اشعا

منم آنکہ پروردگار مجید +	مراہر دفع ششمار آفرید
منم گفت آن خصم جان ہون	کہ ہار مرا نام حیدر منو +

متم آنکہ در راودین خدایے	در آورده ام سرکشان را ز پا
کنون نوبت تست ای خضر دین	بیا بیشتر او بچہ گفتنم بسین

مرحبا فرج نام جناب حیدر کہ از کاشنا تو مانند بید کہ کا پیسے لگا او
 جاناکہ وقت مرگ کا قریب آیا سنے مین آیا ہے کہ آگے اوس یہودی
 ایک خواب نے کیا تھا کہ ایک شیر غصہ بنا کہ اوسکو پہاڑی ڈالنا ہے
 اس خواب کی دہشت سی سوتی مین او چک پڑا اور رو برو اپنی ہانکے
 یہ خواب بیان کیا اوسنی علم نجوم سے جواب دیا تھا کہ خواب کی تریجہ
 یہ تعبیر ہے کہ حیدر نامی نامور جنگجو قتل کریگا جب نام مقرر کی زبانے
 سنا تو یہ خواب اوسکو یاد آیا رنگ اوسکے چہرہ کا متغیر ہو گیا لیکن جیت
 واسطے جنگ کے آگے آیا

گھوڑا برہا نام حرب کا اور طلب سلام کرنا حضرت کا اور انکا
 کرنا اوسکا اور تیغ لگانا حضرت پر اور رد کرنا اوسکا او
 اتنا ملائکہ کا واسطے حفاظت زمین کے اور تہا منے باز و جتا
 شامین کے اور گرنا خاندان جنونکا صدمہ ذوالفقار سے
 راوی کہتا ہے کہ حضرت فی تعبیر خواب کی اوسکو یاد دلائی اور خواہش
 اسلام کی جو کی کہ وہ ماری جانے حارس جلاہوا تھا حضرت علی
 مرتضیٰ کو کلمات بیہودہ کہتا ہوا تلوار میاں سے لیکر یا نذ فیل مست کے
 رو برو آیا اور ہاتھ جو بلند کیا تو سونڈ ہاتھی کی معلوم ہوتے تھی او گین
 گردن کی غصہ سی مثل سلاح ہاتھی آہن معلوم ہوتے تھیں گھوڑا پڑا کہ

حضرت کو گھوڑی سے ملا دیا اور ایک داتر ملوار کا فرق مبارک پر اسٹک دو لگایا کہ یہ حضرت کی کٹ گئی حضرت نے سپر کو پیچھے سر کے بٹیک دیا اور اسکی بیودہ کوئی پر غضب ہو کر ذوالفقار کو نیام سے کہنیا اشعار

بشورید تاسدہ چرخ برین	بلرزید تا پشت ماہی زمین
بگاوزین گفت کاو فلک	کہ انیک سپر کش بصر از سمک

حضرت نے گھوڑی کو بڑا کروڑ کا بوپر کر لیا یہ ہو کر دست مبارک کو بلند کیا اسوجہ سے کہ اس شتی کا دوبات قد حضرت سے بلند تھا چاہا کہ تنع لگاؤں اشعار

را اندم کہ سخاوت فرغامینا	زند تیغ بترارگ آن لعین
مذا انداز درگمہ کبریا	سرافیل و جبریل و میکائیل

تو درگاہ رب العالمین سے ملائکہ مقررین کو حکم ہوا کہ ہماری شیر کوچ غصہ آیا ہے زمین تاب ضرب و سکی کی نہ لاسکے گی اور جسدم سے اوٹش آتش فشانے نام و نشان بنی جان کا باقی نہ رہی گا جلد اپنی نہیں پہونچا جبریل شہر اپنے کو سپر واسطے حفاظت بنی جانکے کر می اور اسرافیل ہاتھ اور میکائیل بازو تھامے اسس ضرب کو کم بجاوہیت کہ این ضرب او ضرب دست است کرا طاقب ضرب بن دقت

فوزا بموجب حکم خداوند جہان کے ملائکہ آسمان سے آئی حضرت نے نام خدا بیکر تیغ بیرغ او سکی سرپاس نہ دو لگائی کہ معہ گھوڑی چار ٹکڑی ہو کر زمین پر گر پڑا اشعار

چو مہرب در آمد بدستش ز پا	قضا گفت اہل اوت در مہربا
سرخ دین جو فرو کس گل گل شگفت	جہان آفرین بارک اللہ گفت

جب ملواری حضرت کی اوس شمشلی کو معہ گھوڑی کے کات کر زمین میں ایک
باشت در آئی حضرت جبرئیل نے جلدیہ پر اپنے جزمین پر سپر کو تو سمیٹے
اسپر ہی تین پرکے گئے اور صدمہ سواوس ضرب کو ایک خاندان جینو نکا کر پڑا

کھینچناؤ والفقار کا خاک می اور رخ کرنا طرف یہودیوں
بہ کردار کی اور بہاگنا او کا اور کھینچا بل تختہ کا اور پھاندا
حضرت کا خندق کو اور قتل کرنا انفار کو اور لے جانا
یہودیوں کا سپر جناب حیدر کہ اس کو

پہر حضرت نے وہ تیغ خون چکان زمین سے کھینچے اور طرف یہودیوں کے قتل
شیر کے حملہ کیا اور یہودی بہاگ کر طرف قلعہ کر گئے اور پار خندق کے
جا کر پل تختہ کو کھینچ لیا اور جناب شیر خدا جب خندق پر پہنچے تو دیکھا
کہ پل نہیں ہے گئے گھوڑی پر سے او تر کر دامن قبا کا کردان کر ایک جینو
تو لکھا ہے کہ چالیس گز کو چوڑائی اوس خندق کی تھی او سکو پھاندا
اور یہودیوں پر حملہ کیا وہ طرف قلعہ کر بہاگے تب قلعہ کے لوگوں نے او
عورتوں نے کہا بہاگنے والو ہنسی کہ ایک آدمی سے تم استعد رکھ کر
بہاگے چلے آتے ہو اگر محب مارا گیا تو کیا ہو اہم یہاں سے تمہاری مدد کرے
اور عورتوں نے کہا کہ تم ہماری چارین اوڑھو اور ہتیار ہم کو دو
ان کھاتے یہودیوں کو غیرت آئی اور چارو ناچار نیچے حصار کے
جم کر کارزار کرنے لگے بائج سو سوار واسطے کمک کو قلعہ سواور باہر
اولیہ ان اسلام اسلحہ سے کنار سے خندق کے کھڑی ہوئی دیکھتے تھے

راوی کہتا ہے کہ جب چاروں طرف سے جناب شیر خدا گھر گئے تو جسکے اوپر حملہ کرتے تھے اور ذوالفقار لگاتے تھے وہ دو ٹکڑے برابر ہوتا تھا اسی طرح سے بہت کافروں کو جہنم واصل کیا لہذا الف

در آن دامن کوہ خاک کہ بود

قتل از منی شد ز خون یهود

بافتاد از دست ضعیف سپر

اتفاقاً اوس ہنگامہ میں سپر حضرت کی ہاتھ سے گر پڑی اور ایک یہودی لیکر بھاگا حضرت نے اوسپر حملہ کیا وہ بھاگ کر قلعہ میں چھا اور یہودی بچہ میں آگئے حضرت نے غصہ میں آکر ایسا حملہ کیا اوس لشکر پر کہ وہ تاب نہ لاسکے بہت سے جہنم واصل ہوئے اور باقی ماندہ نے قلعہ میں جا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور جناب شیر خدا نزدیک دروازہ کے جا پہنچے دروازہ قلعہ بند یا

جانا یہودیوں کا قلعہ میں اور بند کرنا دروازہ کا اور غصہ میں آنا حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا اور اوکھاڑنا دروازہ آہن کا اور پنجہ گاڑ کر دروازہ کو اوکھاڑ کر اسی گز دور ہینک نا اور سپر بنانا پر امان مانگنا کفار کا اور حوالہ دینا حضرت کا حکم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ کو دروازہ کو بند دیکھ کر حضرت اسد اللہ الغالب کو غصہ آیا اور واسطے

اوکھڑنے دے کہ مستعد ہوئے جسوقت پنجہ دروازہ پر رکھا تو اونگھیا انجان سے دروازہ میں گڑ گین اور لوہا مثل موم کے ہو گیا بس حضرت نے

اور سکوت کان دیکر او کہا زاضیفہ کہ زوج جا کم قلعہ کی تھی وہ تخت پر سے
نیچے گر پڑی اور پیشانی او کی زخمی ہو گئی اور تمام زمین قلعہ لزلہ میں آگئی اشعاً

زعرش و زکریا زلوح و قلم	زبج و زبر و زحل و جسم
زرضوان و علما و انجوریاں	زللاہوت و ناسوت و لاسکان
زعلوی زسفلی و مغز و زپوست	زسومن زکافز و دشمن زدوست
زآمد زآفرین و حسد رای	زبرآن دست و بازوی و غیر کشا

اس طرف خندق کے جو د ایران دین کمرین باندہ سے کھڑے
تھے غصہ سے پیچ و تاب کھایا کیئے اور قلعہ خیر سے اواز آہ و
فغان زن و مرد و بچے و جوان کے آسمان تک پہنچتے تھے
اور روزن سے یہودیہ یہ تماشا دیکھ کر حیرت سے
آپسین کہتے تھے کہ یہ قدرت خدا محبسم ہی بشر کا کام نہیں ہے
حضرت فی بجائیے سپرد وازہ قلعہ کو اوٹھا کر اسی گھر سے
سر کے پینکا یہ حال دیکھ کر یہودیہ او پر سے قلعہ کو اوٹ کر
سامنے حضرت کو سر جکا کر کھڑے ہوئی اور الامان زبان پر
جاری کیا حضرت فی ہاتھ کو روک کر فرمایا کہ مجھ کو حکم حضرت
رسول زمان کا ہے کہ جب تک اسلام نہ لاؤ گے تب تک امان
نہ پاؤ گے یہ آہ و زاری سے کچھ تمہیں فائدہ نہ بخشنے گی جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں جا کر بہت
سی عجز اور انکساری کر و اگر وہ حکم امان کا فرما دیں گے

تو اس وقت آمان تکوٹے گی اور جناب شیر خدا سا ہتھ
گروہ یود کے یہ گفتگو کر رہے تھے کہ وہاں حضرت سالار
کسی طرح اس فتح حسین سے آگاہ ہوئے

خبر فتح کی پہونچانا حضرت جبرئیل امین کا جناب سر
کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم الہی ہے کہ شیر خدا کو
بلاؤ اور پیشوائے کو جاؤ اور طلب فرمانا حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام

راوی معتبر خاصان اصحاب حضرت خیر البشر سے کہتا ہے کہ
پہلے حضرت روح الامین نے خوش خبری فتح خیبر کی جناب
ختم المرسلین کو سنائی اور بیان کیا کہ پہلے حارس کو جہنم وصل
کیا بعد اسکو مرحب کو داخل دوزخ کیا اسکے بعد حندق صحبت
کر کے در کو اوکھاڑا اور ہزاروں یودیوں کا سر تنے اوتار اب

ذوالفقار ہاتھ میں لئے دروازہ قلعہ میں کھڑے بن اور اندر
قلعہ کو یودی الامان الامان کہہ رہے بن اب حکم جان آفرین
کہ اسی سید المرسلین علی کو پاس اپنے بلاؤ اور اعزاز و
اکرام سے پاس اپنے بٹھاؤ اور عذر خواہ ہو اور اس کو شک
شکر و ادا کرو جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ یہ سنکر خوشی
ہنسنے مقدا دیا بوزر کو جناب امیر علیہ السلام کے پاس بھیجا
اور پیام دیا کہ تم میرے پاس آؤ اور سیاہ کو دروازہ

حصار پر واسطے خبردارے کے چھوڑنا موسیٰ نکلنے نہادین
 پہنچنا سید انبیا کا اصحاب کو واسطے بلانے حیدر کرار کے اور حال
 پوچھنا جبرئیل سے پر لٹکانیکا اور نقل کرنا اونکا قصہ شہر لوط اور
 ضربت اسد اللہ اور پہنچنا انصا کا اور خوشخبری فتح کے مینا
 رسول خدا نے جبرئیل کو جو پر لٹکا دیکھا تو پوچھا کہ سبب تمہارے پر لٹکا
 کا کیا ہے ہنس کر روح الامین نے کہا کہ اے سید المرسلین اس جنگ میں
 ہاتھ سے شیر خدا کے جھکو ایسی ضرب لگی ہے کہ شہر اپنا زمین پر لٹکا گیا
 ہوں رسول خدا نے تعجب سے فرمایا کہ تفصیل اوسکے بیان کر دو جبرئیل نے کہا
 کہ آیام گذشتہ میں ایزد قدر نے قوم پر لوط نبی کے غضب نازل کیا تھا
 اور وہ پندرہ قریہ تھے جھکو حکم ہوا تھا میں نے ان کا ٹونکو پانی پر سے ایک
 پر کے اوپر اٹھا کر اتنا بلند کیا تھا کہ آواز کٹون کے ملائیکہ آسمان سے تھے
 جب ارادہ نیچے پھلنے کا کیا تو ندا آئی یزدان پاک سے کہ تو اس بو جہ
 کو اتنی دیر تک اپنی پر پر لکھ کہ ایک بو ڈھا اس قوم میں جاگتا ہے وہ سو جا
 پس اوس شب کو زمین ساتھ اس طول و عرض کے میرے کا ندھے پر
 سات گنٹے رہے جب وہ بڈھا سو یا حکم خداوند عالم سے مثل گرد کے میں نے
 اپنے بالوں پر سے جھاڑ دیا اور جھکو کچھ سنگینی و گرانی اوسکی معلوم نہوئی
 اور اوس لڑائی میں جب آپ کے چچا زاد بھائی نے تلوار مرعب کے
 سر پر لگائی تو ندا جانب کبریا سے آئی کہ آج میرے شیر کو عقد آیا ہے
 زمین تاب ضربت اوسکے کی نہ لائے گی اور صد مہ سے ذوالفقار کے نبی جاگتا

نشان باقی نہ رہا کھم اور میکائیل اور اسرافیل جلد زمین پر نینو فرستے جاؤ
ایک تو ہاتھ تھامے اور ایک بازو اور ایک زمین پر ہتھ پھاوے چنانچہ میں نے
زمین پر ہتھ پھائے اور حفاظت قوم نبی جان کے کہ کل باوجود کہ وہ نو فرستے
ہاتھ اور بازو تھامے تھے لیکن ایسی ضرب ذوالفقار کی تھی کہ مجھ کو معلوم ہوا
کہ تمام پہاڑ اور سب آسمان ایک بار مجھ پر گر پڑے اور تین پر میری تیزی
ذوالفقار سے کٹ گئی اس سبب سے پر اپنے زمین پر کھینچا آتا ہوں مگر سبب
فتح ہونے خیر کے ایسا خوش ہوں کہ اپنے اس صدمہ کا ملال نہیں کرتا
ہوں پہر تو ہر ایک اصحاب آتا تھا اور اس مژدہ کو حضرت سے بیان
کرتا تھا اور چہرہ مبارک خوشی سے شل گل کے پھل جگمگاتا تھا

پہنچا اسد اللہ الغالب کا پاس سرور کائنات کی اور استقبال
کرنا حضرت کا اور گلی سے لگانا اور مبارک باو و نیل جانب حد سے
اور ونا حضرت جناب امیر علیہ السلام کا

جناب امیر علیہ السلام جب حسب طلب حاضر خدمت بابرکت جناب رسالت
ہوئے تو اشرف انبیاء اسطے استقبال کے دولت سرا سے باہر تشریف فرما
ہوئے جب قریب حضرت کے پہنچے تو جناب امیر علیہ السلام نے سر اٹھا دیا
قدوس کے جہ کا یا اور حضرت رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو گلے سے لگایا اور
آنکھوں اور پیشانی کے بوسے لیے اور فرمایا کہ تمہارے ہاتھ سے آج وہ کام
ہوا ہے کہ پروردگار جہان نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے عذر خواہ ہوں

خجواہم ز تو خدراہم کارزار	ہم از خود ہم از جانب کردگار
خوشا حالت اسے بندہ سرفراز	کہ خواہد ز تو خدراہم بے نیاز

جب رسول خدا نے اپنے جانب سے اور خدا کی جانب سے عذر خواہی بیان کی
بس یہ سنتے ہی جناب امیر علیہ السلام کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور
خوشی سے پیشانی اوپر خاک کے ریکھ کی جڑ سے ہیں بھی عرض کرتے تھے کہ کیا کام
میں آیا ہے اس بندہ خاکسار سے کہ نظر رحمت سے نبی اور خدا اس طرح سے فرما
ہیں حاضر اس صبر و عزت اور وقار صاحب ذوالفقار کو دیکھ کر مثل سپند کے
آتش حیدر میں جلتے تھے اب حال اولیاء ہوا یوں تیرہ نبیوں کا یہ تھا کہ آپس میں
کہتے تھے محمد بیشک خاتم انبیاء ہے کہ جس کے اوپر توریت گواہ ہے لیکن ہم یہ
چاہتے ہیں کہ اولاد اسحاق سے ہوتا یہ نسل فیض سے ہیں دل قبول نہیں

اشعار

دلے آن بزرگان انصاف مند	کہ مہر خود آن رتبہ میخواستند
چو کردند آرا خدا کو جسے	عنایت بذات شریف سے
نمودند از حکم اول ابا	یاں ہم نکردند پس اکفالم
گرفتند خود بیاں او و حجاب	نہ ہے صدق کیشان عدل انساب
کجا بودم اکنون کجا آدم	نہ بار فتم اسما کجا آدم
بدارید سوز و رم ای اہل گوش	کہ ساقی ز من برونہ امر و ہوش
نہ این بستی از ساغر دیگر است	زیبا نہ ساقی کو شیر است

سوار ہونا سید کائنات کا اور ہو چکا کنارہ خدق کے اور صفت

علی مرتضیٰ کا اور درآہنی کو بل بنایا اور گزرنار رسول خدا کا اوسپر
مع اصحاب کے اور تعجب سے پوچھنا ابوبکر کا اور ہنس کر جواب
دینا رسول مقبول کا کہ اسکا عجب نہ جانو۔

حبیب خدا ہمراہ صاحب ذوالفقار کے دولت سر سے طرف حصار کے روانہ ہو
اور نامداران دین پیچھے پیچھے ساتھ ابوبکر و امین کے چلے جاتے تھے اٹھائے راہ میں
مرحب کو دو ٹکڑے مع گھوڑا پر سے دیکھ کر قول جبریل کا یاد آیا اور بازو کو ضرغام
دین کو بوسہ دیا سب مردان دین حضرت پر تحسین و آفرین کرتے ہوئے کنارہ
خندق کے پہنچے رسول خدا نے خندق کو دیکھ کر فرمایا کہ اس پر سے جانے کو راہ چاہئے
شیر خدا نے فوراً ایک جہت کیا اور اوس پار جا کر وہ دروازہ آہنی جو اوکھاڑہ
ہوا پڑا تھا اوٹھا کے خندق پر پل بنایا مگر وہ دروازہ عرض میں خندق سے ایک
ہاتھ بہر چھوٹا تھا شیر الہی نے اوسکو ہاتھ پر رکھ لیا اور واسطے اوتارنے ابلدین
ہاتھ بڑھا کر اوس کنارہ سے ملا دیتے تھے ہر سب کو سوار کر کے اس کنارہ سے
ملا دیتے تھے ابوبکر نے حیران ہو کر رسول مقبول سے عرض کیا کہ اسوقت علی نے
میرے ہوش و حواس کو دے دیئے ہیں رسول خدا نے مسکرا کر فرمایا کہ پیرو
کو تو دیکھ دیکھا اوستے کہ ہوا پر استادہ کھڑے ہیں اسکو اور زیادہ تعجب ہوا اوس
وقت پیغمبر خدا نے ہنس کر ارشاد کیا کہ ایسی باتوں کا ظاہر ہونا چلے سے عجب نہ بنا
چاہئے غرض کہ رسول خدا جب مع اصحاب اوس پل سے اوتر کر داخل قلعہ ہوئے
اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نے اوس در کو دور پہنکا اور آپ ذوالفقار
کو میان سے نکال کر آگے سید انبیاء کے چلے

عجز کرنا یہودیوں کا اور تہم حم کرنا سید کائنات کا اور خون ادا کرنے سے درگزر کرنا اور کثافت کو بلانا اور اسے طلب کرنا مال کا اور ان کا کرنا اوسکا زیور سے بشرط خون اپنے کے اور خبر دینا جبرئیل کا اور رسوا ہونا اوسکا اور داخل جہنم ہونا اوسکا اور اخراج نہ کرنا یہودیوں کا

یہودی یہ سامان دیکھ کر سر و پا مہینہ سامنے حضرت کے آگئے اور قدموں پر گر کر الامان اوپر زبان کے جاری کے رسول زمان نے مہربانی سے تصور ان کا معاف کیا اور حکم دیا کہ ہر ایک اس قوم کا اپنا کپڑا اور کھانا کچھ لیلیوے اور باقی مال و اسباب و ہتھیار و نقد و جنس اور کچھ قلعہ کے باہر لیجانے یا وہیں یہودیوں نے ہر چند اسکے واسطے کہ یہ وزاری کی مگر حضرت نے اس سے زیادہ اور حکم نہیں دیا اب حال نہیں کثافت کا سنا چاہئے کثافت کہ سردار اوس قوم کا تھا گرفتار ہو کر سامنے حضرت کے آیا آپ نے ارشاد کیا کہ وہ خزانہ اور مال جو چھپایا ہے یعنی وہ زیور کہ جو تعویذ کو کرایہ پر دیتا تھا اوسکو حاضر کروہ حق اصحاب دین کا ہے اوس عوض کیا کہ وہ زیور اور علامہ اوسکے جو کچھ اور تہادہ سب اس قلعہ گیر ہیں پوچھ کر انے کے صرف ہو گیا حضرت نے کہا کہ اگر تیرا قول سچ ہے تو تو جان کے امان پاؤ گے اور اگر جھوٹ نکلا تو تمہیں تیغ کیا جائیگا ازراہ حرص کے اوسنے اس شرط کو قبول کیا ایک یہودی نے اوس سے کہا کہ اسے بنی خوف یہ شرط جو تو نے قبول کی ہے اوسکی خبر حضرت کو جبرئیل دیوینگے اوسوقت تیرا مال اور جان دونوں جاوینگے کثافت نے ازراہ جہل کے کچھ نہ سنا اور اپنے بات پر مضبوط رہا یہاں تک کہ جبرئیل

جانب رب جلیل سے خیر البشر کو خبر دی کہ فلاں جنگل میں خزانہ اسکا پوشیدہ ہے
حضرت نے چند انصار دین کو وہاں بھیجا وہ بے رنج اوس گنج کو وہاں سے پاس
نبی کے لائے حضرت نے اوس منکر کو دیکھا یا وہ خوف جان اور ندامت سے
گو نکا بگیا حضرت نے حکم اوس کے قتل کا دیا اصحاب نے اوسکو باہر قلعہ کے
بیجا کر قتل کیا #

حکم فرمانا رسول خدا کا مال یہودیوں کا تقسیم کر نیکیا اور دروازہ آہن
کو جناب امیر کا تقسیم کرنا ٹکڑے ٹکڑے کر کے برابر اور نکاحین لانا
رسول کا قصیدہ کو اور حال زخم پشانی کا بیان کرنا اوسکا

حیب خدا نے حکم دیا کہ ولیران دین و مال و قیدیوں کو باہر قلعہ سے لاو دین
وین حسب الحکم سب مال اور قیدی سانسے ختم المرسلین کے لیکے حضرت نے سب
مومنین کو تقسیم کیا جب نوبت دروازہ آہن کے پہنچے تب رسول خدا نے علی
مرتضیٰ کو حکم دیا کہ تم اسکو تقسیم کرو حضرت نے اوس دروازہ آہن کو مثل
کاغذ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب انصار دین کو تقسیم کر دیا بعض شخص نے
سخیال کی پیشی کے اوسکو تو لا سب ٹکڑوں کو برابر پایا اس بات پر سر جھکا یا سکا
اعجاز کے اور کچھ نیا یا قصیدہ زوجہ کنانہ کے تھی وہ حسب و نسب سے زیادہ بڑی
اخطب کے وہ بھی حصہ میں ایک مومن کے آئی تھی اوس مرد دیندار سے
حضرت نے مول لیکر ساتھ آزاد می کے سرفراز کیا اور اپنی عقد میں لائے
جب خدمت سرور دین میں آئے تو حضرت نے پشانی کے زخم کو دیکھ کر باعث
بوخیا او سننے عرض کیا کہ جب شیر خدا نے دروازہ قلعہ کو اوکھاڑا تھا تو بہار لوی

مکان ہوئی تھی کہ میں سخت سے تیجے گر پڑے اور پیشانی میرے زخمی ہوئی
عاجز ہو گیا اور یوں ناک انصار سے اس بات پر کہ اخراج فرمایا میں اور
جبروت نہ کرنا انصار کا اور اس کام کے اور شیر خدا کو متفق کر کے
خدمت حضرت میں التماس کرنا اور قبول کرنا اس شرط سے
کہ نصف مال اپنے کسب سے دیا کریں اس پر راضی ہونا
یہودیوں کا

جب رسول خدا نے یہودیوں کا جلانے وطن کا حکم دیا تو زمانہ اونکے آنکھوں میں
تیرہ و تار ہو گیا اور قتل سے زیادہ دشوار ہو گیا ہر ایک انصار کے پاس آکر گریہ
زاری سے کہنے لگے کہ اے دلاوران نادر ملک تو تمہارے قبضہ میں آیا اور
مزدوری کے واسطے ہر طرح کی پیشی و رک کی ضرورت ہوگی اور بغیر پیشی و رک کی
زمین سے کچھ زر حاصل نہوگا ہمارے واسطے رسول زمان سے سفارش کرو
کسی اصحاب نے اس بات کا اقرار کیا تب ناچار ہو کر معہ خلیفہ ثانی پاس علی رضی
کے آئے حضرت نے قبول کیا اور خدمت میں پیغمبر خدا کے حاضر ہو کر سفارش کی
کو حیب خدا نے اس شرط سے قبول کیا کہ وہ اپنا ملک اس ملک کو بخانین گے اور
مثل مزدوروں کے واسطے زراعت اور باغبانی کے پیشہ کریں مگر ادھین سے
نصف مزدوری داخل کیا کریں سب یہودیوں نے اس شرط کو قبول
کیا اور سکونت اختیار کی

متفق ہونا یہودیوں کا اور اس بات کے کہ زہر رسول خدا کو
دیوین عہد کرنا زن ابن مشکم کا اور زہر دنیا اور طلب فرماتا

حضرت کا اور اقرار کرنا اوسکا

راوی کہتا ہے کہ بعثت خیر کے واسطے مذہب و بست ملک کے خدے وہاں مقام
 کیا چونکہ یہودیوں کو کسی طرح کا قابو نہ تھا آپس میں صلاح کی کہ کسی طرح سے ہم حضرت
 کو دیوبین ابن مشکم کے زوجہ کہ وہ سلاار قوم تھا اس فعل بہر پر آمادہ ہوئے اور
 عمر ابو بکر سے پوچھا کہ طبیعت حضرت کے کس کہانے پر رغبت کرتی ہے انہوں نے کہا
 کہ شانے کا گوشت بکر کا بہت حضرت کو پسند ہے اوسنے یہ سکر ایک بچہ کو سفند
 کا بریان کیا اور اوسمیں زہر ملا یا اور شانے کے گوشت میں زیادہ ملا کر بطرف
 ہر پاس خیر الانام کے بھیجا رسول مقبول نے سب اصحابوں کو واسطے کھانا کھانے
 کے بلایا اور حسب ارشاد اگر گرداؤ سکے پیٹھے پہلے بشر نام الفار نے ایک لقمہ اوسکے
 میں سے کھایا پس فوراً جی اسکا متلانے لگا مگر سبب ترک ادب کے ضبط کیا پھر اسکے
 بعد اشرف انبیاء نے ہی ایک لقمہ گوشت شانے میں سے چایا فوراً ارشاد فرمایا
 کہ یہ گوشت گو پسند کہتا ہے کہ مجھ میں زہر ملا یا ہے جب بشر نے یہ بات زبان مبارک
 سے سنی عرض کیا کہ میرے ہی طبیعت اوسکے کھانے سے مالش کر رہی ہے رسول
 خدا نے کھانیکو سامنے سے اٹھوا دیا اور سب اصحاب اس ماجرے سے آزرہ اور غصہ بنا
 ہوئے اور ارادہ قتل یہودیوں کا کیا رسول خدا نے تسکین اوں مومنین کی فرمائی
 اور حکم دیا کہ اوس زن حیلہ ساز کو معہ ایک یہودی نامور کے حاضر کرو موافق حکم
 کے دربان گئے اور اونکو لا کر خدمت بابرکت میں حاضر کیا حضرت نے اونسے کہا
 کہ جو کچھ تھے پوچھا جاوے سب سچ بیان کرنا جو ٹہ نہ کہنا اونہوں نے عرض کیا
 کہ جو پوچھیں گے سچ عرض کریں گے جو ٹہ نہ کہیں گے نبی نے پوچھا کہ داد اتمہارا

کون تھا اور کیا پیشہ کرتا تھا اور ہونے عرض کیا کہ فلاں نام تھا اور فلاں پیشہ کرتا تھا
حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ تم یہ پیشہ تھا اور سکا نہ یہ نام تھا میں تم سے پہلے کہہ چکا ہوں
کہ جو یہ کہہ گا بلکہ یہ نام اور یہ پیشہ تھا ہوں نے اسکا اقرار کیا اور کہا کہ اس جہوٹ
سے تمکو امتحان لینا منظور تھا اب جو پوچھنے کا سبب سچ بیان کرینگے بہر حضرت نے
پوچھا کہ اس کہنا میں زہر ملا یا تھا اور اس عورت نے اقرار کیا سیب پونچھا دینے
کہا کہ آپ کے ہاتھ سے میرے باب اور بہانی سب مارے گئے میں نے اس ملا اور
خیال سے زہر دیا تھا کہ اگر آپ بنی ہیں تو آگاہ ہو جائیگا اور نہیں تو مجھکو خوشی ہو گی
حضرت نے فرمایا کہ تو نے اسکا خود اقرار کیا اسوجہ سے تجھکو عاف کیا ورنہ سزا دی جائے
پس یہودی شہر شدہ و ذلیل مع اس عورت کے رخصت ہو کر اپنے مکانوں کو
گئے اور شہر دلاور کا حال تغیر ہوا اور انکو اونکی خیمہ بن نے گئے یہاں پر دو قول ہیں
ایک کہ ایک سال پہر زندہ رہے دوسرے یہ کہ ایسے زہر کی وجہ سے دوسرے روز
رہے ملک عدم ہوئے

آنا جعفر طیار کا ملک زنگبار سے اور پیشوا کی کرنا علی مرتضیٰ کا اور
پہنچا اونکا معہ یہودیوں کے خدمت میں حضرت کے اور تقسیم کرنا
اصحاب پر اور تعریف کرنا حکم زنگبار سے

موافق حکم رسول خدا کے جعفر طیار زنگبار کے بیت اللہ سے گئے ہوئے تھے اور
حکم نبوی کے منتظر تھے کہ جب طلب فرما دیں حاضر ہوں رسول خدا نے جب ارادہ
خیر کے جانیکا کیا تھا تو ایک نامہ واسطے بلانے جعفر نامہ دار کے حاکم زنگبار کو اس
مضمون کا لکھا تھا کہ ایک عرصہ سے میں نے جعفر کو نہیں دیکھا ہے تو اس نامہ کے

بیٹے ہی اونکو ہمارے پاس روانہ کر دے جب یہ نام پہنچا نجانے نے حضرت طیار
 اسی وقت بلایا اور مضہین خط کا سنایا حضرت طیار نے فوراً ارادہ دیا کہ روانہ ہوں
 مگر یہ نجانے نے کہا کہ آج تم ہمارے مہمان ہو یہ کھانا اور روکھ اور تحفہ دے
 سعادت ماب کے متیار کے دوسرے دن نہایت لطف و مہربانی سے رخصت کیا
 جدوجہد و زکے راہ طے کر کے خیبر میں پہونچے حضرت نے خبر اگلی آنے کی سن کر
 علیہ رضی کو مع انصار واسطے پیشوا کی کے بھیجا علی رضی سے جب ان سے راہ میں
 ملاقات ہوئی تو علی رضی واسطے ملنے کے بڑے بہائی سے پہلے گھوڑے سے
 اترے پھر وہ بھی گھوڑے سے اتر کر انگلیہ ہوئے اور دیر تک گلے سے ملے رہے
 پھر ہر ایک انصار دست بوس کے اور پھر وہاں سے خدمت رسول مختار میں حاضر
 ہوئے حضرت نے بھی تعظیم کے اور دیر تک حال پوچھا کئے انہوں نے نجانے کا خط اور
 ہر بیخیش کش کئے حضرت نے بہت خوشی سے اصحاب کو تقسیم کر دیے
 آنا حجاج سوداگر کا واسطے مسلمان ہونے کے از روئے اعتقاد کے
 اور التماس کرنا واسطے اجازت اس بات کے کہ جو میں چاہوں
 وہ اہل مکہ سے بیان کروں اور جانا اوسکا مکہ میں اور رہنمائی
 کرنا اہل مکہ سے اور رنجیدہ ہونا مسلمانوں کا اس چوتھے

راوی کہتا ہے کہ ایک تاجر حجاج نام کہ کثرت مال سے مذہب انش تھا ہر ملک میں نام
 و نشان رکھتا تھا لیکن رہنے والا کعبہ کا تھا انا کا واسطے تھا کہ اوسے روانہ
 میں خیبر میں آیا اور ضیق ہونے خیبر کے ہاتھ شہر خدا کے سنگم دل سے اعتقاد لایا
 اور پاس میں کے آیا حضرت نے اوسکو اسلام سکھایا اوسے بعض کسان کہ حضرت اب

جانتے ہیں کہ میرے اوقات تجارت میں بسر ہوتی ہے اور میں قریشین اب جاؤنگا
 اور اونسے بابت قرض وغیرہ کے بہت کچھ لینا ہی جو وہ آگاہ ہو جاؤنگے کہ میں مسلمان
 ہوا ہوں تو وہ مجھ کو ایک جہ ندیو نیا اگر انکا حکم ہو تو میں اونکو خوشخبری سناؤں اور
 انکا مطالبہ بر لاؤں حضرت نے فرمایا کہ اچھا جو تیرا جی چاہے وہ کہنا بس یہ خدمت بابر
 سے رخصت ہو کر واپس ہوا اور راہ لے کر کے کعبہ میں پہنچا اوسکو دیکھ کر سب جمع ہوئے
 اور پوچھا کہ تو کون تھے کیا ہے اس نے کہا کہ غیب سے اور ایک خوشخبری بھی تمہاری
 واسطے لایا ہوں سبھوں نے بقیاب ہو کر پوچھا کہ جلدی بیان کر دو اس نے کہا کہ
 خدا تمہارا ہیں جو ہے اوسنے تمہاری مشکل کشائی کی سفیان اٹھے ہی بیان پر
 کہنے لگا کہ ستر برس میں سے پریشانی کی ہے اب اس کے بزرگی سے جو کچھ کراہات
 ظاہر ہوئی ہے اوسکو بیان کر میں سات مرتبہ تیرے تصدق ہوگا حجاج نے
 کہا کہ اسے ناسور محمد جو خود ایک نصیر کے پہونچے تو مرحب اور حایہ میں اور دلیران
 آئمور و کاریدان جہاں میں آئے اور جب نے علی کو ایک ضرب سے شہید کیا
 اور اس کے بعد امد ہود یون نے کسیکو قتل کیا اور کسی کو اسیر کیا اور عجم واکو
 توری سے غوب جکھڑا اور سرمنڈوا کر ننگے پیر گلے میں باہر جو تہونکا پہنا کر ہر گلے
 وگو نچر میں پہراتے ہیں اور قیدیوں میں سالارین ہیں اگر شمار ہوئے ہیں اور
 ارادہ انگاہیر ہے کہ یہاں زندہ لا کر اتمام ایوں اسباب جو کہ نفیس اور عمدہ
 موسیاتیونکو لوٹ میں ہاتھ آیا ہے اس کے خریدنی کو روپیہ چاہئے اسواسطے میں
 آگے بڑھ آیا ہوں تاکہ روپیہ تم لوگوں سے اپنا لیکر وہاں جا کر وہ اسباب خرید کر
 یہاں لا کر پہونچوں اس خبر سے سب بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کل ہم تمہارا

روپیہ سب ادا کرینگے سب آپس میں بیٹھ کر کہتے تھے کہ محمد قید ہو گئے اور اہل دین جو کوئی ملتا تھا اس سے کہتے تھے کہ ہم تم سے انتقام لے لوینگے وہ کہتے تھے کہ اگر خدا عز و جل ایسا ہی ہوا تو تمہارے ہاوری انہیں کہا ہے خوف کرسب وہ یہ حجاج کا سب نے جمع کر کے دیا اور کہا کہ یہاں تو جلا جا اور اچھی اپنی چیزیں ہمارے واسطے خرید کر لا

شاہ عباس کا اخبار بہ خلافت کو اور آدمی بھیجا اس حجاج کے اور آٹا اہ سکھا اور خیر فتح کے کہنا عباس سے اور اور بعد دو روز کے ظاہر کرنا

ادنیٰ رخت انہیں عباس کے عہد میں تھے یہ خبر اعدائے دین سے کہیں کہیں پہنچا
ایک آدمی حجاج کے پاس بھیجا اور دریافت کیا اس نے کہا یہ کیا کہ میں خود حاضر ہوتا ہوں جو کہ حال ہے وہ سب بفضل عرض کر دے گا اگر تھکے ہو تو حجاج کو گویا سے پوچھو کہ خبر دست عباس میں آیا اور سب حال فتح کا خوش ہو کر بیان کیا اور اپنا ایمان لانا بھی بیان کیا اور کہا کہ وہ دور کے عہد میں پہنچے ہیں جو کہ دور سے جاتے کے آپ اس خبر کو مشہور کیجئے گا میں بعد دو روز کے ملان سے عمامہ سر پہ باندھ کر اور ہر بیانی و دشمن پہنچا ہوا سکھ دیا کہ جو کہ اس حال سے سفیان نے دیکھ کر اس سے کہا کہ یہ خبر میری پہنچ گئی ہے کہ خوشی سے آج عید منائے ہے یہ سب ملے

دیکھنا کہ عباس کو اور طعنہ اور خبر دینا عباس کا
خبر اور خبر دینا عباس کو اور طعنہ اور خبر دینا عباس کا

ہوشیاری کین کا اور شام ہونا اہل دین کا

عباس نے جواب دیا کہ میرا بیٹا جس کا علی نام ہے وہ ایسا بہادر ہے کہ جنگ عین
بعد شکست کے بڑے شیر فتح باب ہوا اور خندق بن عمر ابن عبیدہ و کاسر کا ٹکڑا
ٹکڑا کر لیا اور اسے نادر نے مر جب کو ساتھ لایا پروردگار کے ایک عرب سے
میرا گوشہ دو ٹکڑے کیا اور طرس و غیرہ اور سب یہودیوں کو قتل کر کے خندق سے
جست کر کے وراہنی کو اوکاٹ کر لیا اور کنانہ جو سردار یہودیوں کا تھا وہ گرفتار
ہو کر سامنے نبی کے آیا اور رسول خدا نے اسے خزانہ طلب کیا اسے چھپایا
پھر نبی نے اگر بتایا اس جرم پر قتل کیا گیا اور صفیہ کہ زوجہ اس کی تھی مقتول ہوئی
آئی و شکرین پر سنکر زرد ہو گئے اور کہا کہ یہ غیر ٹکڑے سنائی عباس سے کہ لکڑی کو
تھکھنے کے لئے ٹکڑے بنائے گئے تھے کہ اپنا روپیہ وصول کیا یہ سنکر وہ سب حیرت میں
آئے اور خوف و ڈر سے بہت کھبرائے بعد چند روز کے جب خبر صحیح آئی اور یقین
فتح رسول مقبول کا بخوبی حاصل ہوا اس وقت سب کفار و منافقین ہونے
اور اہل دین آپس میں مبارک باد دی دیتے تھے اور شکرین ذلیل ہوتے تھے اب
ہمان سے قصہ غیر کا بتاؤ پروردگار تمام ہوا

شکر

کون سے لوگ مذکورے کشم | زہر کے مر مخک سے کشم

واستان مذکور کے بعد آگاہ ہوئے فتح خیبر کے سب قومیں
ابن مسعود کہ فرستادہ رسول مقبول کے آنکر التماس کیا کہ تم
پاس رسول خدا کے جاؤ اور ہمارا ایلاف منت و عاجزی کرو

۱ ابن مسعود کا خدمت رسول مختارین

راہی ہی کہتا ہے کہ جب رسول خدا طرف خیبر کے تشریف لیجے تھے تو بعد کئی منزل کے چوراہہ کہ طرف فدک کے پہرے تھے وہاں سے ابن مسعود کو جانب فدک واسطے ہدایت کرنا اور کام دین کے پاس مشرکین کے بیجا تہاکہ اگر وہ باتیں گے تو بہتر نہ ہو ایک روز ہم اتنا نام لایا کہ یونیکہ اور ابن مسعود حسب ارشاد رسول وہاں پہونچ کر غیب نمائش کرتی رہے مگر کسی نے جواب نہ دیا تھا اور حیلہ و حوالہ سے ایام گذارے کرتی رہی تھیں حال خیبر کا معلوم ہوا جو اسے جب فضل خدا سے فتح خیبر دریافت ہوئی تو بول مشرکین ٹوٹ گئی اور دست تاسف ملتی ہوئی پاس ابن مسعود کے آئی اور گویہ وزارت سے کہا کہ اسے نامور ہمارے تصور کو معاف کر اب ہم واسطے صلح فرمانہ دار اس کے موجود ہیں تم پاس رسول مختار کے جا کر ہمارے جانب سے عرض کریں کہ کسی نامدار کو واسطے

عہد نامہ کے مقرر کر کے ہمارے پاس بھیجیں

آٹا ابن مسعود کا طرف خیبر کے اور مبارک باد دیا اسے بارگاہی بیان کرنا یہودیوں کی اندیشہ بنار رسول خدا کا علی و ابی بکر کے واسطے تسلیم کرے اسلام اور راضی ہو گیا اور گویا اور بارگاہی بیان کر دینا اور واکیر آن نامہ نفسی کا پاس رسول خدا کا

بعد چند روز کہ ابن مسعود خدمت میں بیٹھ تھا اسے چونچے اور مبارک باد فتح خیبر دی اور سب کیفیت یہودیوں کی بیان کی اور عرض کیا کہ جب فتح خیبر من کر میں خدمت بابرکت میں حاضر ہونے لگا تو سب نے پاس میرے آن کے بجز وزاری پیام صلح کا دیا اور عرض کیا ہے کہ کوئی شخص معتمد و معتبر ہمارے پاس جانب رسول مختار

سے آئے تاکہ ہم سب موافق قول و قرار اسکے کے صلح کریں اور ابواب مخالفت
مسدود ہو جائیں رسول زبانی شہید بیان شکر شیر مردان علی رضی کو غلبہ فرمایا

شعر

بدو گفت ای ناصر دین من
ز تو نیست کس معتبر مرا
فرو زندہ شمع آئین من
بباغ فدک رفته باید مرا

تسم جانب یهوداران فدک باوجود تحقیق دین کرواگر اسلام لائیں تو مال و جان
اور مان پائیں اور جو انکار کریں تو صلح میں تم کو اختیار ہے جیسا مناسب جانشا و سیا
عمل میں لانا جناب امیر نے دست قبول سر و چشم پر رکھا اور سمت فدک کے روانہ
ہوئے جب قریب باغ فدک کے پہنچے اور اون تیرہ دنوں کو معلوم ہوا کہ گمشدہ ستر
آہنیا دہشت سے رشتہ بد فوئین بڑ گیا اور جین سائی کرتے ہوئے پاس اوس
شیرالہ کے حاضر ہوئے اول ولی خدا نے دعوت اسلام کو جاہا یودیون نے گریہ ناک
سے عرض کیا کہ ہکو تکلیف اسلام سے معذور رکھئے اور جو حکم کیجیگا ہم جبالائیکے ہم
کے گفتگو ہونے لگی بعد قیل و قال بسیار کے یہ قرار پایا کہ نصف زمین نذر شاہ دین بیز
کہ وہ مخصوص نہایت ہی ہو اور اسکے حاصل میں نہ شراکت اہل دین کو ہونہ مشرکین کو
باقی رہے یہودیون نے اس بات کو قبول کیا اور شیر خدا و مان سے چلے شہر

پس از چند روزے امیر نجف
چو تقبیل دست مبارک نمود
بیاید بدرگاہ عزد و شرف
بغرض مقدس رسانند انجہ بود

آنا جبرئیل کا پاس رسول خدا کے اور حکم خدا سے دلوانا باغ
فدک کا قبول اور حسن اور حسین علیہ السلام کو

اور دعا کی گراے پروردگار تیری اطاعت اور رضائے رسول میں نماز علی کے
 قضا ہوئی ہے تو آفتاب کو پیر سے تا علی نماز عصر پڑھی اور قدر و منزلت علی کی
 اہل دین پر روشن ہو جائے مجھ داس دما کے حکم خالق اکبر کا ملائیکہ کو صادر ہو کہ منسوب
 لے آفتاب کو کھینچ کر بلند کرو تاکہ علی نماز عصر ادا کریں پس موافق حکم خداوند جہان کے
 ملائیکہ نے زیر زمین سے اوپر سپر برین کے خورشید زرین کو کھینچا اور وقت پہنچنے کے
 ایک آواز مہیب ایسی ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ آسمان شکافتہ ہو جائیگا اور سوقت شباب
 امیر علیہ السلام نے نماز ادا کی کہ اس قدرت قادر قدیر کو دیکھ کر سب بڑا پیر حیران ہو
 اور پروردگار و رسول مختار کو حیدر کرار کا اقتدار و مرتبہ ظاہر کرنا تمام خلائی پر منظور

یہ نظر تھا سو یہ رحمت آفتاب کا معجزہ دیکھایا

پہنچنا رسول خدا کا وادی قریٰ میں اور جمع ہونا یہودیوں کا اور جنگ
 کرنا زبیر اور علی اور وجانا کا اور قحیاب ہونا اور حبیب ستور حبیب مال
 تقسیم کرنا اور اس جگہ سے تیمار میں تشریف لیجانا اور وہاں کے
 لوگوں کا خبر دینا اور وہاں سے ساتھ فتح و فیروز می کے مدینہ میں آنا
 اور طعنہ کرنا مسلمانوں کا اور یہودیوں کے

راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب سالار دین بعد فتح خیبر قریب وادی قریٰ کے پہنچے
 یہودیوں کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ رسول خدا واسطے جنگ کے اس جانب کو آئے ہیں
 آپس مشورہ کرنے لگے اور طرف ہر قبیلہ کے قائد روانہ کیے واسطے لڑائی کے مسلمانوں
 سے مل کر جمع ہو یہ خبر سن کر گروہ گروہ یہودیوں کے جمع ہو کر جانب وادی قریٰ روانہ ہوئے
 اور واسطے رسول خدا ساتھ لشکر ظفر بیک کے واسطے انتقام لینے کے داخل اوس

مقام پر ہوئے تو دونوں جانب سے صفین آراستہ ہوئیں اور آواز قرنا و قوس سے میڈیز
خروش ہوا اور دل بہادر و نکاحوشین آیا ایک نامور یہودیوں نے اوپر قوت بازو اپنی
کے مفور نشان ہاتھ میں لیے ہوئے درمیان دونوں صفوں کے خروشان مبارک طلب
کرنے لگا مقابلہ کو اس کے زیر لشکر اسلام سے نکل کر سامنے آئی آپس میں جنگ ہونے
لگے بعد دو بدل بیکار کے زیر نادر نے ضرب تیغ سے دار البوار میں بھیجا دوسرا
یہودی اور لشکر کفار سے مقابلہ کو آیا اسکو بھی جہنم میں پہنچایا اور یہ ساتھ فتح
و غیر وزی اپنے لشکر میں بہر آئے اس عرصہ میں صف اعدا سے ایک بہادر نے گھوڑا
اٹھایا اور دونوں صفوں کے درمیان میں آکر رجز پڑھنے لگا کہ حارس اور مر حب
کا قاتل کون ہے میرے مقابلہ کو آؤ مجھے بے نام و نشان کے بھی تیغ آتش نشان
کو دیکھ اسد اللہ الغالب نے یہ گفتار سنا کر گھوڑا طرف اس کے بڑھایا اور نزدیک
جا کر فرمایا کہ میں ہوں قاتل اون دونوں کا پہرہ دونوں طرف سے حملے ہونے لگے پہلے
اوس یہودی نے تیغ اوپر سر مبارک کے لگائی خود پر پڑی مگر کارگر نہ ہوئی بعد اس کے
شیر خدا نے ایسی ضرب لگائی کہ سر سے زمین تک دو نیم ہو کر زمین پر گر گیا کوئی مقابلہ
کو نہ آیا تب حضرت لاچار ہو کر طرف لشکر اپنے کے پہرے پہر لشکر کفار سے ایک اور
یہودی جڑ کھتا ہوا آیا اس طرف سے وجانہ نادر نے گھوڑا بڑھایا اور نیزہ کے آپس میں
وار پلنے لگے آخر کار وجانہ نادر غالب آئے اور اوس بدکردار کو نوک نیزہ پر
اٹھاکر زمین پر مارا کہ فوراً جہنم واصل ہوا اس طرح دس آدمی اوس روز
مشرکین سے واصل جہنم ہوئے جب شب ہوئی تو دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس
آئے اور آرام کیا دوسرے روز جب آفتاب بلند ہوا دونوں جانب سے لشکر آراستہ

ہو کر میدان میں آئے اہل دین نے ارادہ جنگ مغلوبہ کا کیا مشرکین پر ایسا رعب غالب
 ہوا کہ قبل جنگ کے بہاگے اور اہل دین نے تعقب کر کے اکثر گھر تار کیا مال و ہتھیار
 اور نکاسب لوٹ لیا اور مثل خیر کے اون لوگوں کو بھی واسطے کشت کاری وغیرہ کے
 امان دے دی گئی بعد اسکے رسول مختار طرف تیار کے کہ وہ زمین بھی سکون ہو دیو نکا
 ہتھاروانہ ہوئے یہودیوں نے آمد فوج ظفر موج سنکر حاضر خدمت بابر کست ہو کر ساتھ
 عجز و انکسار کے خبر یہ دینا قبول کیا حضرت وہاں سے معہ لشکر اسلام ساتھ فتح و ظفر
 کے روانہ ہو کر چند روز میں داخل شہر ہوئے اور دلیران دین ہر کوچہ و بازار
 میں شاد و مفرم بہرتے تھے اور یہودیوں پر طعنہ زنی کرتے تھے وہ مارے ندامت
 کے سر جھکا لیتے تھے

آناسرور کائنات کا کعبہ میں واسطے ادا کرنے عمرہ کے اور
 محمد و بشیر کو پیشتر اپنی روانگی کے اور آگاہ ہونا قریش کا اور
 خوف سے اوپر پہاڑ کے چلے جانا اور ایلمی بھیجا خدمت حضرت
 نبین اور تسلی دینا حضرت کا

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت شہر ب میں داخل ہوئے تو چندے آسائش فرما
 جب وقت حج کا قریب آیا تو آپ نے حکم دیا کہ سب سپاہ واسطے بجالانے عمرہ کے
 طرف بطحا کے چلے مکروہ ہے لوگ ہوں کہ جو سال گذشتہ میں ہمراہ تھے مکروہ
 اصحاب کو معہ خذ انصار ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا ایک محمد اور دوسرے بشیر اور
 فرمایا کہ قسم ہوتا ہے تلوار و سنان جو چاہو پاس رکھنا لیکن داخل حرم نہونا اضطلا
 ہمارا اگر ناجب یہ لوگ یعنی بشیر و محمد قریب کعبہ کے پہنچے تو ایک منزل کے فاصلہ

مقام کیا وہاں کے باشندوں نے کعبہ میں جا کر سرکشان فریش کو خبر دی کہ محمد
غصہ سے آتے ہیں اور کچھ لوگ بہت سے اونٹوں پر تیر و کمان تلوار عمود و سنان
بار کیے ہوئے مع بہت سے گھوڑوں کے آگے آئے ہیں جبوقت اہل مکہ نے یہ خبر سنی گہرا
صلا ح کے اور ایک شخص زبان آور کو بلور ایچی کے خدمت حضرت میں بھیجا اور
آپ بخوف جان اپنی اپنی مکان خالی کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے ایچی جب خدمت رسالت
مابین پہونچا تو بعد اداب بجالانے بزرگان بطی کا پیام دیا رسول خداؐ نے فرمایا
کہ میں اسے عہد پر مضبوط ہوں مگر تم لوگوں کے قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور جو لوگ
آگے اونٹوں پر تیار بار کیے ہوئے آئے ہیں وہ احتیاطاً ہتیار لیگئے ہیں اس وقت
حضرت نے حکم دیا کہ دلیران دین اعلات حرب کو بلین ناچج میں چہوڑ دین سو
ایک ایک تیغ کے اور کوئی ہتیار پاس نہ رکھیں سو وہ بھی قیام میں رہے اس بات
سے ایچی بہت خوش ہوا قبل حضرت کے جا کر یہ سب مال سنایا وہ سب لوگ بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے آنکھوں پر قدم مبارک رکھیے اور مشوق سے حضرت تشریف
لا دین اور حج ادا کریں اس طرح حضرت ایک ناقہ پر سوار اور چہار طرف دلیران

نادار کعبہ میں پہونچے

پہنچنا سرور کائنات کا اور طواف کرنا اور کنجی کعبہ کی طلب کرنا
اور نذیناؤں کا اور خاموش رہنا حضرت کا اور آذان دینا بلال کا
اور پیام کعبہ کے اور ملال کرتا قریش کا اور باہر آنا احرام

سے حضرت کا

شعر

زبان پر زینبک و حوہ سپاس | دل و چہرہ ہاشادمان اساس

لنک کہتے ہوئے اصحاب دین شاد شاد ہمراہ رکاب ختم المرسلین مسجدین آئے اور وہاں سے طرف حوہ اسود کے اگر سواری پر سے بوسہ لیا پھر تمام اصحاب دین نے بھی جگمگ سا لار دین سحر اسود کو چوہا حضرت بسواری طواف کرتے تھے اور انصار پیادہ اور بزرگان عظمیٰ ہمار پر سے نظارہ کرتے تھے بعد اسکے قریش کو حضرت نے پیام بھیجا کہ کنجی کعبہ کی بھیج دو کچھ عہد و پیمان میں ہرج نہو گا ہم اندر کعبہ کے نماز پڑھیں گے جب یہ پیام اٹھی نے بیان کیا تو قوم قریش نے کہا کہ یہ شرط عہد میں نہ تھے سوائے عہد کے اور دست اندازی نہ کیجئے جب یہ جواب اٹھی نے حضرت سے آکر بیان کیا حضرت خاموش ہو رہے یہ سمجھ کر کہ جواب جاہلان باشندہ نموشی جب وقت ظہر کا آیا تو انھیں نے ساتھ اہل دین کے نماز کو کھڑے ہوئے اور بلال کو حکم اذان کا فرمایا بلال نے بام کعبہ پر جا کر اذان اس آواز بلند سے کہی کہ کوہ پر اعدائے دین نے سنی اور شل سانپ کے چرچ و تاب کیا اور پھر احرام سے مہمومین کے باہر آئے اور

اپنے منزل گاہ میں رونق افروز ہوئے

کہر میں آنار سول خدا کا اور خواستگاری کرنا نکاح کے ساتھ میمونہ کے اور آناسیل کا اور خولیب کا واسطے باہر نکالنے حضرت کے اور قبول کرنا حضرت کا اور چوڑنا ابورافع کو واسطے لانے میمونہ کے

مدینہ طیبہ میں

راوی یون روایت کرتا ہے کہ زوجہ عباس عالی مقام کم ایک مہن تھیں میمونہ نام اونے نکاح کے کا پیام جناب رسالت ماب نے معرفت جعفر کے سہیا جعفر نے اپنی

بہن سے جا کر بیان کیا اس بیان سے میمونہ شرمائیں اور کہا کہ عباس بیچائے باپ کے ہاں
 اونٹ سے گو حضرت عباس کے زوہر نے یہ سب حکایت رو برو عباس کے بیان کی عبا
 بہت خوش ہوئے اور کہا کہ زہے فخر و سعادت کہ میمونہ زوہر صاحب نبوت کے ہوئیں
 اسکار کا سر انجام دل و جان سے کروں گا یہ لکھ عباس خدمت نبی میں آئے اور تخلیہ
 دیکھ کر عرض کیا حضرت نے مسکرا کر سر جھکا لیا مگر شباشت چہرہ پر ظاہر ہوئی عباس نے
 خطبہ آغاز کیا اور بعد ایا بجا قبول کے عقد پڑھا لیکن دولت سر امین رسول خدا
 نہیں بلایا اسوجہ سے کہ پہلے طعام و لیمہ تقسیم ہونا چاہیے اسکے سامان میں تین روز
 گزرے چوتھے روز جب قریش نے کہا کہ ابھی تک کچھ سامان جانے کا اہل دین نہیں
 کرتے ہیں تو سہیل و خویطب کہ صلح میں دار و مدار رکھتے تھے پاس رسول خدا کی
 آئے اور کہا کہ عہد میں یہ شرط تھی کہ تین روز سے زیادہ شہر میں توقف نہ کرے گا سو
 تین روز گزر گئے اب جانا چاہئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو ایک کار خیر پیش کیا
 تہا میں نے عقد کیا ہے تمہارے مروف سے بعید نہیں کہ ایک دو روز کا توقف کرو
 تاکہ میں کمانا تقسیم کروں جو انہیں اوس بیچانے کہا کہ ہم تمہارے طعام کے محتاج
 نہیں تم آج ہی ہمارے شہر سے جاؤ اوسوقت سعد عبادہ نے اوس بیچانے غضب
 ناک ہو کر کہا کہ تو چوٹا ہے یہ زمین تیرے باپ کے نہیں ہے یہ ملک خدا ہے حبیب خدا
 اس آہستگی سے کہتے ہیں اور تو اس درشتی سے جواب دیتا ہے کیا اپنے دل میں
 سمجھا ہے بس سہیل مارے خوف کے کانپنے لگا رسول خدا نے شفقت سے سکھایا
 دیکھ کر فرمایا کہ یہ جرات اسکو ہمارے عہد سے ہوئے ہے تمکو آزرہ ہونا چاہیے اور
 حکم دیا کہ اصحاب دین تیار می کو بیچ کرین سہیل مہربانی سے نہایت خوش و خرم

ہوا اور رخصت ہو کر اپنے قوم میں گیا اور حضرت نے ابورافع کو بلا کر حکم دیا کہ جب تک
سامان سفر کا میمونہ کے ہتیار ہو تم یہاں مقیم رہنا اور آپ معہ انصار دین سوار ہو کر

طرف شرب کے روانہ ہوئے

آنا خالد و عمر عاص و عثمان بن طلحہ کا پاس حضرت کے اور

مسلمان ہونا

راوی کہتا ہے کہ جب خورشید رسالت حرم سے خوش و خرم داخل بیت اشرف
ہوئے اور قریش نے عاصی سے طاقت مقابلہ کے اپنی میں ندیکیں تو دلیں بہت
فکر کرتے تھے کہ کیا تدبیر کریں جو محمد پر غالب آوین منہجہ اونکے خالد بن ولید
کرتا تھا کہ میں بادشاہ حبش کے پاس جا کر مدد چاہوں اور کہیں کہتا تھا کہ قیصر روم کے
پاس جا کر اس سے امداد طلب کروں اور انصار ہو جاؤں اور پہر کہتا تھا کہ اسے
کچھ فائدہ مقصور نہیں ہے اس فکر میں تھا جو یہ خیال آیا کہ محمد کے پاس چکر مسلمان ہوں
اور حصول اسلام سے عزت پاؤں مگر تنہا جانے سے متفکر تھا کہ عثمان بنیاطلو کا جو
سے شیر خدا کے مارا گیا تھا دو نو متفق راے اور ایک دل ہو کر طرف شرب کے چلے اٹھا
راہ میں عمر عاص سے ملاقات ہوئے آپس میں بغلیگر ہو کر ایک صحبت قرار دی جب
عمر عاص کو ارادہ خالد کا معلوم ہوا تو ہنسا اور کہا کہ میں بھی ایسے ارادہ پر زنگبار سے
آتا ہوں ان تینوں آدمیوں نے متفق ہو کر یہ صلاح کے کہ پہلے شیر خدا کے خدمت میں
مشرف ہونا چاہئے پس چند روز کے بعد داخل مدینہ ہوئے اور اسباب سفر کر کے
کو لا اور پاس ولی اللہ کو روانہ ہوا و عذر خواہ گئے شیر خدا نے مہربانی و نوازش فرما
اور پاس حبیب خدا کے لئے گئے رسول خدا خالد بن ولید کو دیکھ کر مسکرائی اور اپنے

سامنے اگر خیر الانام کو سلام کیا حضرت نے اسلام تعلیم فرمایا اور وہ کردار اپنے
 قابلِ پشیمان ہو کر زمرہ اصحاب میں شریک ہوئے

نامہ لکھنا حضرت رسالت ماب کا بشر جلیل حاکم بصری کو اور نامہ
 لیجانا حارث کا اور شہید ہونا ونگا اور بہنجا زید کو معہ لشکر اسلام
 واسطے سزا دینے اور ملعون کے

لکھا ہے کہ بعد مراجعت کعبہ کے ایک نامہ مدینہ کے طرف حاکم بصری کے لکھا اور حارث
 نامدار کو نامہ دیکر روانہ کیا بعد چند روز کے مقام موتہ میں پہنچے کہ وہاں سے حد قیصر
 کے تھے اور وہاں بشر جلیل حاکم قیصر کی طرف سے تھا اور اس نے خبر حارث نامہ بر کے سنکر پاس
 اپنے طلب کیا اور کہا کہ جھگوگان ہے کہ تو پاس سے محمد کے آیا ہے سچ بتا تو بہتر ہے ورنہ
 سزا ونگا حارث نے کہا کہ اے حاکم سچ ہے میں قاصد ہوں رسول مقبول کا اور
 حاکم بصری کے پاس جاتا ہوں یہ سنتے ہی اوسکو ایک جوش آیا اور بلا سبب حارث
 کو شہید کر ڈالا جب یہ خبر غیر البشر کو معلوم ہوئی کہ بیگناہ نامہ بر مارا گیا حضرت نے حکم
 دلیران دین کو فرمایا کہ لشکر واسطے انتقام لینے بشر جلیل حاکم سے تیار ہو مگر تین ہزار
 سوار جبرار مہیا ہو کر واسطے کارزار کے حاضر خدمت رسول مقبول میں ہوئے بعد نماز
 صبح کے جب حضرت باہر دولت سر سے تشریف لائے اوس جگہ کہ جہان مردان
 دین جمع تھے او تین سے زید کو پاس اپنے بلا کر سالار می اوس سپاہ کے دمی اور
 سب اہل دین سے فرمایا کہ زید تمہارا سردار ہے خلاف حکم اسکے کچہ نکرنا اور اگر یہ راہ
 خدا میں شہید ہو تو سردار تمہارا جعفر نامہ راہو گا اور اگر وہ شہید ہو تو سردار تمہارا ابن داود ہو گا اور اگر وہ
 جہاں خدا میں راہ تو تم اپنی زمین سے ایک سردار قرار دینا مگر دارو گیر سے مومن نہ پسینا خداوند عالم

تمکو قہیاب کر لگا دلیران دین نے قبول کیا اتفاقاً قوم غیری سے ایک یہودی اس محبت میں تھا حدیث رسول خدا سے شکر زید سے کہا کہ اگر موسیٰ و داؤد اس طرح کا حکم دیتے تو اپنے گھر ایک شخص ہی پہرہ کرتا تھا محمد بنیک بنی ہین تمہارے آخر زندگی ہے زید نے ہنس کر کہا کہ مزاراہ خدا میں عین زندگی ہے بعد اسکے حضرت نے باہر شہر کے سب کو رخصت کیا اور فرمایا کہ درختوں کو قطع نہ کرنا اور بڑ ہے اور بچوں کو تنگ نہ کرنا اور خانہ بربادی کسی کی نہ کرنا سبہوں نے یہ قبول کیا

اور رخصت ہوئے

روانہ ہونا سپاہ اسلام کا طرف موتہ کے اور آگاہ ہونا شرجیل لعین کا اور بھیجا سدوسس بہائے اپنے کو اور مارے جانا اوسکا اور قلعہ بند ہونا شرجیل کا

جب شرجیل آگاہ ہوا کہ فوج غیرب سے واسطے انتقام خون حارث کے آئے ہوئے ہے بہت پشیمان اپنے کردار سے ہوا اور لشکر گران اطاف و جوانب سے جمع کرنے لگا ایک بہائی اوسکا سدوس نام کہ سرکشی میں مشہور خاص و عام تمامہ پچاسوں کے واسطے دریافت حال کے بھیجا تاکہ معلوم ہو کہ کس قدر فوج ہے اور کیا ارادہ ہے سدوس روانہ ہوا جب وادیہ قرمی میں سپاہ اسلام پہونچے تو آنے سے سڈر کے آگاہ ہوئے دلیران دین نے یہ خبر سنا اوسپر حملہ کیا اور چار طرف سے اوسکو گھیر کر قتل کیا جب یہ خبر شرجیل کو پہونچی تو وہ خوف سے قلعہ بند ہوا —

نامہ لکنا شرجیل کا قیصر زوم کو اور فوج گران بھیجا اوسکا واسطے لک کے اور آگاہ ہونا لشکر اسلام کا آنے سے فوج گران کے

واسطے لگ کے

شرجیل نے قیصر کو لکھا کہ اگر فوج کثیر واسطے مدد کے روم سے نہ آویگی تو یہ سرزمین قبضہ سے نکل جاویگی قیصر روم نے نامہ کو پڑھ کر اوسپر نفیرین کے اور کہا کہ کیوں نامہ بر کو قتل کیا کہ نوبت فساد کے پہونچی مگر چار و ناچار لشکر گران واسطے لگ کے روانہ کیا جب سپاہ مثل مور دلمخ کے بشمار داخل ہوتے ہوئے تو راوی کہتا ہے کہ لاکھ آدمی سے زیادہ شمار میں تھے شرجیل کا دلمخ نحوست آسمان پر گیا اور خیمہ ہارے رنگ برنگ سے زمین صحرانگ دیکھائے دینے لگا جب اہل مدین کو ظاہر ہوا کہ وہ لاکھ آدمی سے زیادہ ہیں اور ہم تین ہزار ہیں

کس تدبیر سے کارزار کریں

صحبت کرنا لشکر اسلام کا اور پانا اس بات کا کہ آدمی پاس رسول خدا کے واسطے طلب کرنے لگا کے روانہ کریں اور صلاح دینا ابن رواحہ کا اور قرار دینا جنگ کا

بزرگان لشکر نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ یہاں مقام کریں اور ایک آدمی نہت خیر الانام میں واسطے آگاہ کرنے کثرت فوج شام کے اور طلب کرنے لگ کے روانہ کریں جب یثرب سے سپاہ اور آلیوے نوا کے بڑھیں سب نے اسے اتفاق کیا لیکن ابن رواحہ کو شاق ہوا اور کہا کہ اے نامداران لشکر شکن یہ بات اس وقت بہتر تھی کہ جو حفاظت اپنے جان کے منظور نظر ہوتے انبوء دشمن سے کیا خوف ہے فتح خدا کے ہاتھ ہے بدر میں گب ہمارے ساتھ سپاہ تھے اور یہ ہتیا کرنا تھے اور فوج دشمن کس قدر تھے اب بھی مردانہ وار کوشش کرو اگر فتح یاب ہو

تو سات خوشی و خورسندی کے سامنے رسول مقبول کے چلین گئے اور اگر مارے گئے تو سرخ رو درگاہ خدا میں ہونگے دو نو طرح سے مطلب حاصل ہے اور فکر کرنا کیا ضرور یہ شکر سب نے انکے رائے کو پسند کیا اور سعد جنگ ہوئے اور مرگ کو گوارہ کر کے آگے بڑھے بعد چند روز کے مقابلہ پر دشمن کے پچھکر مقام کیا اور دن بھر اسلحہ لشکر و مقام میں مشغول رہے دو سرے روز جب آفتاب بلند ہوا تو دونوں طرف سے نامداران لشکر گھوڑ و سپہ سوار ہو کر میدان جنگ میں آئے آگے صف اسلام کے زید نامدار نشان ہاتھ میں لئے ہوئے اور او دھر سے سپاہ سر جیل شل دریا نیل میدان میں آکر جم گئے زید نے دہنی اور بائیں اور قلب لشکر میں لوگوں کو جمع کر لشکر گاہ کے اپنے خوب مضبوطی کے اور دلیران دین کو تائید جہان آفریں کچھ خوف نہ تھا مگر ابہریرہ کہ سنے ایسا لشکر کہی دیکھا نہ تھا یہ دہشت سے بے حال

ہو گیا سب نے اسکی تسکین کے اور علیہ صف لگائے

آنا زید کا میدان میں اور ایک جماعت کو قتل کرنا اور شہید ہونا

اور حضرت کا اعجاز سے دیکھنا اور اصحاب سے کہنا

پہلے جس شخص نے کہ گھوڑا اوٹھایا اور تلوار میدان سے لے اور کثرت فوج سے نڈرا وہ زید تھا شمشیر و خنجر و گرز و سان سے ہنگامہ دار و گیر گرم ہوا بہت سے سرکشوں کو اس دلیر نے تلوار ابدار اپنے سے بے سر کیا آخر کار بعد جنگ بیشمار زخمی نان سے شہادت پائے راوی کہتا ہے حکم پروردگار سے پردہ زمین کے سامنے سے رسول خدا کے اوٹھ گئے تھے اور جو واقعہ کہ میدان میں ہوتا تھا رسول خدا اصحاب کو خبر دینے جاتے تھے جب زید پشت زمین سے زمین پر آئے

تو سالار دین اصحاب سے کہا کہ زید شہید ہوئے اور علمبردار جعفر ہوئے
اور جعفر کا میدان جنگ میں آنا اور جہنم میں داخل کرنا ایک جماعت
کثیر کو اور شہید ہونا ۴۴

پس جعفر علم ہاتھ میں لیکر شوق شہادت میں گھوڑے پیادہ ہوئے اور گھوڑے کو
بے کیا کیونکہ پہر نامعلوم نہ تھا اور دل میں یہ تصور کیا کہ دنیا اور تعلقات دنیا پر
طلاق ہے یہ کہہ کر قلب لشکر عدو میں حملہ آور ہوئے ہر جہاں طرف سے رو میوں
نے گھیر لیا جو کہ بہانے علی نامدار کے تھے ہجوم سپاہ سے کچھ خوف نکلیا اور
مشغول کارزار رہے جس صف پر حملہ کرتے تھے مثل کافی کے بہت باقی تھے
اور جب پیردار کرتے تھے وہ دو ٹکڑے ہوتا تھا اور عین و سارو قلب لشکر کو
درہم برہم کر دیا جو کہ ماتھے سے اعدا کے شہر زخم کھاتے تھے اور خونیں بہا
تھے ایک جگہ پر نشان لگے ہوئے صف سے ذرا اٹھ رہے تھے کہ ایک ٹپاکنے
بازو پر ایسے تیغ لگائے کہ ماتھے قلم ہو گیا اور انہوں نے دوسرے ماتھے میں علم لیا +
دوسرے ماتھے پر ایک اور لعین نے دوڑ کر تلوار لگائے انہوں نے علم پر پڑ
سے رو کا تو پشت پر سے ایک شقے نے ایسے ضرب لگائے کہ وہ علم وار معہ علم
زمین پر گرے اور حور ان بہشت نے مراد نکاز انون پر لیا اور رسول خدا ۴۴
شہادت اون کے دیکھ کر گریان ہوئے اور اصحاب سے بیان کیا کہ اور پیردار
و گارنے اپنے بخشش سے دو ہاڑا جو اہر کے انکو عنایت فرمائے کہ وہ بہشت

میں پرواز کریں

جانا ابن رفاہ کا میدان جہنم اور شہید ہونا اور خالد کا سردار ہونا اور

تدبیر کرنا شب کو بدلنے میں لباس لشکر کے اور شہرت کرنا بھیجے ٹھکانے

جناب امیر سے

پہرا بن رواحہ نے علم لشکر اسلام کا لیکر میدان میں قدم رکھا اور صف دشمن پر
رستمانہ حملہ کرتے تھے ہر جہاں طرف سے آدمیوں نے گھیر لیا تیر و شمشیر لگانے لگے
اور یہ حملہ مائے رستمانہ دیکھاتے تھے زخم مائے کاری سے آخر کار شہید ہوئے
رسول خدا نے انکے حال سے اصحابوں کو اطلاع دے بعد انکی شہادت کو
نامداران لشکر دین نے علم کو دست مشرکین سے بچایا اور خالد نامور کو سزاوار اس
منصب کے پایا علم انکو دیکر اپنا سالار لشکر بنایا خالد جب کہ لشکر اسلام کے سالار
ہوئے چار ناچار واسطے جنگ کے تیار ہوئے اور ابن ولید کہ انکے قوم سے تھا معہ
اپنے ہمراہیان کے نگہبان و جان نثار خالد کا رہا اور خالد بھی معہ رفیقوں گئے
حکمانہ جنگ کرتے تھے کبھی بڑبڑتے تھے اور کبھی ٹپٹتے تھے یہاں تک کہ لڑتے
لڑتے دن تمام کیا جب شب ہوئے تو لڑائے موقوف ہوئے و لیدان
جنگی دونوں طرف کے اپنے اپنے منزل گاہ کو پہر گئے خالد نے اسے شب کے ایک
صحبت مردان دانشمند سے قرار دے اور پوچھا کہ تدبیر کار کل میدان کارزار کے
کس طرح کیجاوے ہر ایک نے اپنے اپنے رائی بیان کے آخر کار یہ قرار پایا کہ کل
صبح کو جب لشکر دونوں طرف سے آراستہ ہونے لگے تو مشہور کروا شعاع

زیر تب بہ یاری فراوان سپاہ

کہ از تیغ او شیر در رو بہ نیست

کہ آمد بحکم حبیب اللہ

ایسر سپہ شیر خندان علیست

لیکن یہ بات اس طرح سے مشہور ہو کہ فوج دہنے طرف کے بائیں جانب جاوے اور

بائیں جانب کے دہنے طرف جاوے اور قلب لشکر سے لوگ سامنے آویں اور پشت
پیر سے خالد نامور ساتھ ایک گروہ کے آوی جب مشرکین نشان مائے اہل دین کو
دیکھیں گے اور خالد نامور پشت سپاہ سے گھوڑا دوڑائے ہوئے آویگا سب نفر
اسد اکبر حکمر ایک بار لگی اونکے سپاہ پر حملہ کرینگے تو یقین ہے کہ عنایت آہی سے
دشمن کو پائی ثبات باقی نہ رہیگا اس بات پر سبھوں نے اتفاق کیا اور اپنے اپنے

خیمہ بین آرام کیا ہ

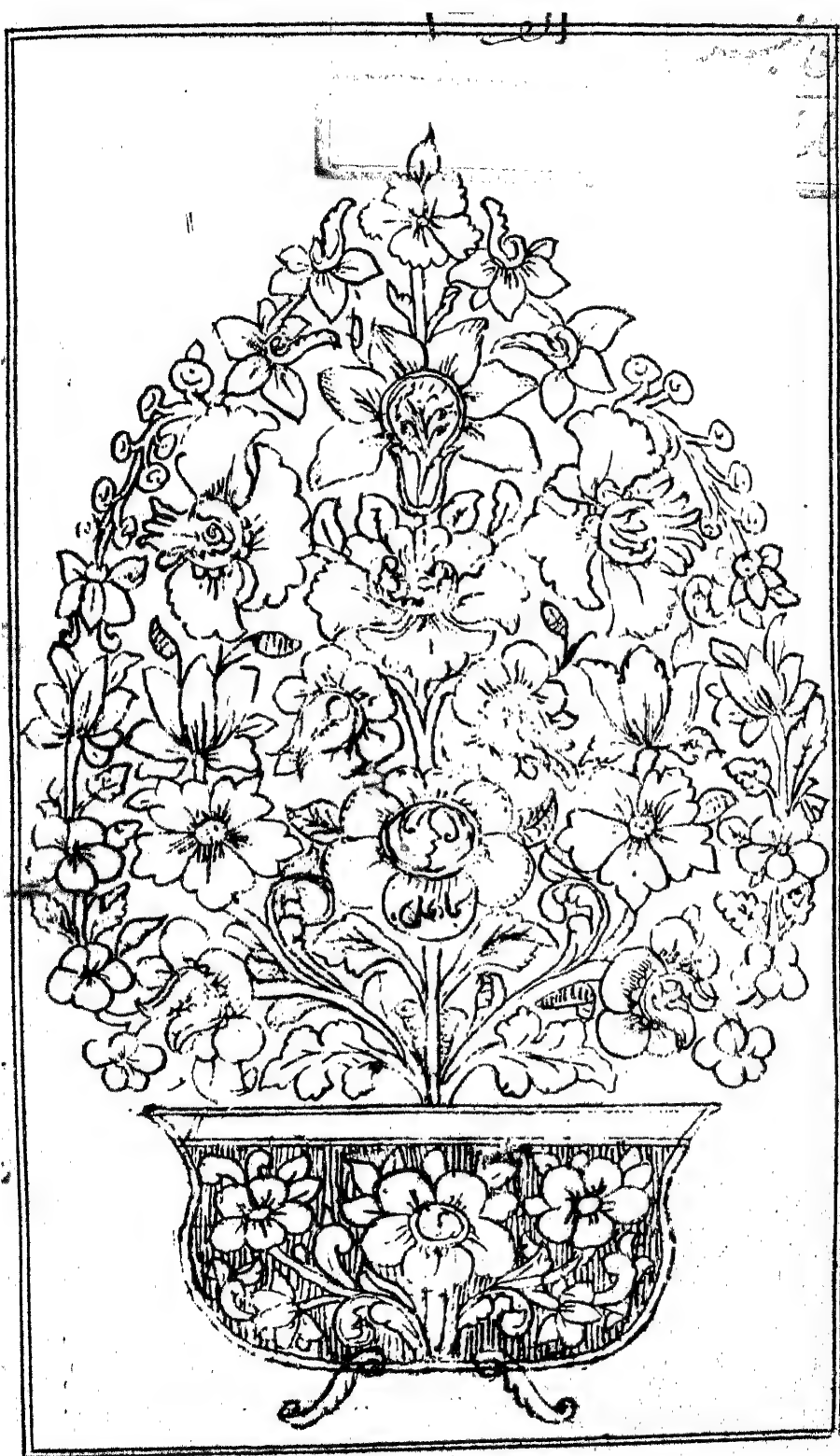
دوسرے دن جانا خالد کا فوج بین اور مشہور کرنا آمد علی مرتضیٰ کو اور سب
تہین اوپر فوج رومیوں کے دیکھنا لگا اور بہاگنا اوس قوج کا اور پہرنا
اہل اسلام کا اور خبر دینا سیدانام کا اصحاب کو ہ ہ ہ
جب صبح ہوئے تو منادی نے ندا کے کہ اے غفلوں خوش ہو کہ محکم تمہاری آتی ہے
اور رومیوں نے یہ آواز سننے کہ شیر بے فوج گران اور امیراؤ کا شاہ مردان علی ہے
ایسا خوف دلون پراونکی چہلایا کہ فوج اسلام کو دیکھکر اور فوج سمجھے بیچ سے خالد
ناگہان لشکر لے ہوئے فوج فوج دریائے موج طرف رومیوں کی تلوارین کھینچی ہوئی
جلوریز چلا اور سبھوں نے نفر اسد اکبر بلند کئے جب قریب دشت کین کے پہنچے ومانکی

فوج نے بھی نفر بلند کیا اور یہ کہا اشعار

بہ امداد از مدینہ رسید
بر آئندہ باب خیر ز جامے
کشائندہ عقلم ناکشا
علی ولی صاحب ذوالفقار

کہ اینک بتائید رب مجید
در آئندہ عمر محب ز پاسے
فرزندہ رایت مصطفیٰ
ستائندہ فتح از کردگار

یہ کہا کہ یہوں نے تلوانہ میں نہایت سے لیں ایک بار کی قلب لشکر دشمن پر جا پڑے اس بڑے غایا گیا
 ویکہ ایک اندازے دین ہر اسان ہوئے اور وہ لشکر گران ہر سو گریزان ہوا اور اہل دین بھی
 اونکی شادمان تہوڑی دور نقیب بن گئے لیکن کچھ اسباب غنیمت سے نہ لیا اور جان کی
 سلامتی کو غنیمت جانکی اپنے جگہ پر پہر آئے اور وہاں بھی نہ ٹھہری اسوجہ سے کہ مبادا دشمن
 پہر آویں اپنے اونٹوں پر بار کر کے آگے چلی گئے اس فتح کے بھی خوشخبری حضرت انصار دینکو سننا
 آثار رسول مختار کا گہرین جعفر طیار کے اور تسلی دینا زوجہ اون کے کو بہ
 اہل و عیال جعفر کو آگاہی اونکی شہادت سے نہ تھی رسول خدا گہرین اونکی شہادت
 لیکن زوجہ جعفر نے فرش پاکیزہ حضرت کے واسطے بچھایا اور بہت خوش ہوئیں دولہ کے
 کہیں جعفر کے تھے اونکو حضرت نے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اونکی سر و پیر مثل پتیوں کے ماتھے
 پہیرتے تھے اور روتی تھے جب زوجہ جعفر نے یہ حال دیکھا تو سراپہ ہو کر پوچھا تو حضرت
 نے حال شہادت جعفر کا بیان کیا وہ بے قرار ہو کر رونے اور پیٹنے لگے حضرت فی فرمایا کہ رو نہ
 منع نہیں کرتا مگر بال نو بچنا خلاف شرع کے بچا ہے اور تم پتیوں کا غم نہ کیا واکہ سر پرست
 میں ہوں بعد تشفے دینے کے دولت سرا میں تشریف لائے تو آواز گریہ سیدہ کے سنے
 اونکو بھی جا کر تلے دی اور آپ بھی بہت روتی اور اصحابے ارشاد کیا کہ کچھ آب و طعام
 مہیا کرو کہ اولاد جعفر اندوہ غم میں ہیں اونکی کہانی کا اہتمام کرنا ضرور چاہیے جناب امیر
 اوس روز دولت سرا میں نہ تھی کسے ضرورت کو گئے ہوئی تھے جب آئی تو یہ حال سنا مگر
 بھڑ رونے کے اور صبر کے کچھ زبان پر نہ لائے جانب رب العالمین سے آہ رحمت
 اوپر صابرین کے نازل ہوا اور بعد تین روز کے حضرت نے فرزند ان جعفر کو بلا کر
 پاس بلوایا اور بہت سادہ سا دیباہ تمسام ہوئے جبکہ جناب فقط





آغاز داستان فتح حرم محترم اور فساد ہونا غلام خراچی
 و غلام بنی بکرین اور شب خون مارنا قوم بنے بکر کا اوپر
 قوم خراچی کے اور توڑنا عہد بنے کو اور پشیمان ہونا اونکا
 بیان تفصیل اون شرطوں کے کہ جو وقت صلح کے ساتھ رسول خدا اور اہل بطن کی ہوئیں
 نہیں ایک اور شرط عین یہ تھے کہ خلاف اپنے قسم کے کوئی نگری بنے بکر ساتھ کفار کے
 نہ قسم تھے اور بنی خراہ ساتھ رسول خدا کے ہم قسم تھے دو لوگ وہ کعبہ میں رہتے تھے
 اور آبسین دشمنے رکھتے تھے مگر بسبب عہد نامہ جناب رسالت کے ایک دوسری
 پر خواہش نکرتا تھا ایک روز ایک غلام بنے بکر سے جناب رسالت پر طعنہ زنی
 کرتا تھا اور سخن مافی بیہودہ اوس جناب کو کہتا تھا جا ہلان چنداوس کے باتوں سے
 خندہ زن تھے کہ ایک غلام جی خراہ سے وہاں آگیا جب اس نے یہ باتیں سنے تو
 آشفۃ ہو کر کہا کہ ای ناپاک بی شرم بھیکو کہاں زیبا ہے کہ تو جناب کا نام مبارک بجا
 زبان پر لاتا ہی وہ تیرا دل برہم ہو کر اوس سے تلخ گوئی کرنے لگا جب غلام بکر نے

ٹاسنہ لکھا اوسوقت غلام خزاہی نے اوسکو ایسا مارا کہ سر اوسکا شق ہو گیا اور وہ
 سہاگ کر بزرگان بنی بکرین واسطے فریاد کر نیکی گیا اون لوگوں کو اوسکی باتوں پر ایسا
 طیش آیا کہ عہد کو بہلایا اور سہیل و خوایط نے عکرمہ اور شریر چندا پسین کو شش کرنے
 لگے اور احتیاطاً بے پاس عہد و نکی پھر صبر کیا جب وہی رات گزری اپنے اپنے پہر و پیر
 نقاب ڈال کر اوس محل ہو کر قوم بنے بکر کے ہمراہ قوم خزاہی پر شب خون مارا قوم خزاہی
 عہد بنی کو معتبر جا کر اپنے خواب گاہ میں آرام سے سوتی تھے جب یہ ہنگامہ برپا ہوا
 سب کے سب سراپہ بی جاہ و بی عمامہ گریزان طرف کعبہ کے ہوئے کہ شاید وہاں
 پناہ ملی لیکن اون ستم گاروں نے قریب بین آوچی کے جان سے مارے اور باقی
 بہت سے زخمی ہوئے اوسوقت چار و ناچار کوچہ و بازار میں چپے لگی اور جا بجا پوشیدہ
 غرض کہ جب اس تدبیر سے معاہدہ سے دشمنوں کی اپنے بیٹھیں بچا یا تو دوسرے روز یہ
 راز آشکارا ہوا اور ہر شخص کی زبان پر یہ جاری تھا کہ قوم بنے بکر سے قوم خزاہی
 پر شب خون فلان فلان شخص نے مارا وہ لوگ کہ جو محل پر خوش بیٹھے تھے
 اون کو نہایت ناگوار ہوا اور وہ لوگ اپنے گھر دار سے پشیمان ہوئے شعیر

پشیمانے امانیہ اوسد | کہ کج شک از دست پڑیدہ بود

آنا قریش کل پاس سفیان کی واسطے تدبیر کے اور قرار دینا سفیان کا
 اپنے جانی کو واسطے عہد تازہ باندھنے کے اور آنا قوم خزاہی کا
 قبل اوس کے پاس رسوئی رام کے اور فریاد کرنا اور
 خوش خبری امانت کے پانا اور رخصت ہونا
 راوی کہتا ہر دست کی کام میں سب حیران ہو کر پاس سفیان کے آئے اور افشائے

ساز کیا اور حجاب سے کہا کہ جسے بدی واقع ہوئی ہو تمکو چاہئے کہ درستے اسکی کرو متھے
 بہتر لایق کوئی نہیں ہی سفیان نے کہا کہ مجھکو یقین ہی کہ جب اہل سلام یہ بات سنیگے
 تو کھان اس بات کا میری نسبت یہ یقین کرینگے اب یہ بہتر ہی کہ میں پہلے اس خبر سے
 میثرب میں پہنچ جاؤں اور کہوں کہ میں واسطے تازہ کرنے عہد کے آیا ہوں اور چاہتا
 ہوں کہ مدت عہد نامہ کی زیادہ ہو جاوی محمد اس بات کو شکر قبول کر لیوں گی
 جب عہد نامہ لکھ جاویگا اور یہ خبر بعد معلوم ہوگی تو کچھ غم نہیں ہی مگر آگے کو احتیاط
 رکھنا ضرور چاہئے سبہوں نے یہ رائی اسکی پسند کی اور یہ سامان سفر کا درست
 کر کے روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ قوم خزاعہ سے عمر نامی مع چند آدمیوں کی سفیان کے پہلے
 واسطے داد خواہی کے روانہ ہو چکا تھا اور درگاہ حضرت جی قیوم سے رسول مقبول کو
 قبل پہنچے اون سبکے یہ خبر معلوم ہو گئے تھے اور حضرت اہل دین سے بیان کی گئی
 تھے اور صحن دولت سرزمین رسول خدا ام استادہ تھے اور مکرر فرماتی تھے کہ مدد
 کمک دوں گا میں ایک بانوی محترم نے عرض کیا کہ آپ کا مدعا کیا ہے حضرت نے
 ارشاد فرمایا کہ ایک شخص قوم خزاعہ سے داد چاہتا ہے اسکا جواب دیتا ہوں
 جب یہ بات و آروز اہل دین میں شہور ہوئے تو تیسرے روز عمر خزاعہ اس وقت
 کہ حضرت مسجد میں رونق افروز تھے روتا ہوا آیا اور بعد درود و سلام کے سامنے
 خیر الانام کے باد بکھڑا ہوا اور اس قصہ کو منظم میں بیان کیا حضرت نے مہربانی
 و شفقت سے کہا کہ ای عمر بس کرا اور غصہ سے طرف دولت سرا کے چلی کہ روای مبارک
 زمین پر پہنچے جاتی تھے اور پیشانی مبارک پر شکن تھے اور یہ فرماتی تھے کہ نصرت
 نہ پاؤں رب حرم سے تو تیری نصرت کروں عمر خزاعہ کو اس بات کے سننے سے

منہایت خوشی و تسکین ہوا اور سبھا کہ اب اسید میری برآو گی جب پھر حضرت وقت
ظہر واسطے نماز کے دولت سرا سے باہر آئے اور سب اصحاب جمع ہوئے تو عمر خزاعہ کو
حکم دیا کہ تو معہ اپنے ہمراہیوں کے طرف کعبہ کے جا اور متفرق رہنا میں عنقریب
لنفرت تمہاری کروں گا پس موافق ارشاد کے وہ زمین ادب کو بوسہ دیکر رخصت
ہوا اور حضرت نے اصحابوں سے ہنسکر ارشاد کیا کہ آج یا کل سفیان یہاں داخل
ہوا چاہتا ہی مگر اسکے آرزو مجھے بر نہ آو گی اور وہ منفعل شرمندہ یہاں سے پھر جاو گا

چو بگذشت شب روز دیگر گاہ | جہان دیدہ سفیان بیاید زراہ

آنا سفیان کا خدمت رسول زمان میں اور جواب نہ پانا اور پھر پانا
حبیبہ بیٹے اپنے کے جانا اور خفیف ہونا اور پھر رجوع کرنا سیرہ
سے اور مایوس ہونا اور آنا خدمت میں علی مرتضیٰ کی اور جواب
پانا اور خود صحبت میں ذکر کرنا اور پھر جانا اپنے وطن کو

منفعل ہو کر دوسرے روز صبح کو سفیان بیچ مکان حبیبہ بیٹے اپنی کے کہ وہ عقد
میں رسول زمان کے تھے داخل ہو کر چائا کہ فرش رسالت ماب پر بیٹھے فوراً
حبیبہ بیٹے اسکی نے فرش کو اوٹھالیا اس بات سے یہ بہت شرمندہ ہوا اور
کہا کہ خوب حرمت میری توئی کی اگر ایک لحظہ میں اس فرش پر بیٹھتا تو پہلے
نقصان نہ تھا حبیبہ نے جواب دیا کہ یہ سند رسول کی ہے اور تو نجاست کفر
سے ملو ہی اور احترام مجھے مذہب خیر الانام میں کفار کا خواہ مان یا باب
یا چچا یا کوئی ہو نہیں ہے سفیان نے آزر دہ ہو کر کہا کہ اسے زشت خو
تو میرے گھر میں تو یہ عادت نہیں رکھتے تھے اب کس واسطے اس قدر بی ادب

ہو گئے اوسنے کہا کہ شکر خدا ہے جہاں افرین کا کہ مجھ کو ظلمت کفر سے پاک کیا اور تیری عقل و دانش پر عجب ہے کہ بت کو اپنے ماتھے سے تراش کر جس سے نہ کچھ فائدہ ہی نہ نقصان اوسکی پرستش کرتا ہوں سفیان نے جواب دیا کہ اے تنگ خاندان اب میں بھولی سے بھی تیرے طرف نہ دیکھوں گا یہ کہہ کر غضب ناک طرف مسجد کے خدمت رسول خدا میں گیا اور راز دل اپنا بیان کیا اور بہت کوشش تازہ ہونے عہد نامہ مین کی لیکن حضرت نے کچھ جواب نہ دیا تب یہ شرمندہ و نا امید ہو کر آہستہ آہستہ جا کر دولت سرائی سیدہ پر التجا کی اور ساتھ گریہ و زاری کے سب حال بیان کیا خیر التسانی فرمایا کہ یہ کام مرد و نکاہی مجھ سے تعلق نہیں ہے اوسوقت اسنے کہا کہ آپ حسن و حسین سے فرمائی کہ وہ میرے شفیع ہوں سیدہ نے فرمایا کہ یہ بات بھی بعید عقل سے ہو کہ بچی نادان کا رہا کھان مین دست اندازی کریں یہ جواب پا کر نا امید چلا جاتا تھا کہ خیال مین آیا کہ شیر خدا کے پاس چلنا چاہئے چنانچہ علی مرتضیٰ کے پاس گیا اور لجاجت سے عرض کیا کہ اگر آپ حلال مشکلات مین میری یہ مشکل حل کرو ادیکھی شاعر

یہ اللہ چنیں داد پاسخ باؤ | کہ ہدیات بگزارن آرزو

جناب میر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس بات مین مرض رسول خدام نہوا و مس بات مین کون کہہ سکتا ہے یہ جواب سن کر حسرت و اضطراب سے بیتاب ہو گیا او کہنے لگا کہ اے ابو الحسن آپ مہربانی سے کوئی تدبیر مجھ کو بتائی شیر خدا نے فرمایا کہ بہتر اس سے کوئی بات نہیں ہے کہ تو صحبت مین جا کر باؤار بلند کہہ کہ مین دو نو طرف پیر در میان مین رکھتا ہوں یعنی اہل شریب و اہل اہل مین مصلح ہوں اور سیدہ کو اوسٹھا دیا مین نے اب پاسخ کہہ مین شکر خدا ہے اس بات سے

شکر کہا کہ محمد اس بات کو میرے مانینگے شیر خدا نے فرمایا کہ قبول کرنیکا تو یقین
منہیں ہے مگر تو سالار بطی ہے تجھکو کہنا تو چاہئے یہ لفظ سالاری کی شکر مغرور ہوا اور
دوسرے روز صحبت میں آکر باواز بلند کہا حضرت نے گفتار لغو پر تبسم کیا
پھر تو سب پر وجہ ان منہنے لگی اور یہ شرمندہ و حیران ہو کر وہاں سے روانہ ہوا

اناسفیان کا بطحایین اور آگاہ ہونا حال اوسکے سے ہند زوجہ
اوسکی کا اور لات مارنا سفیان کو اور قربانی کرنا بتخانہ میں اور
آگاہ ہونا قوم کا اور ہند

راوی کہتا ہے کہ قریب شب کی بعد چند روز کے سفیان اپنے مکان پر پہنچا اور ہند
زوجہ اوسکی نے سنایہ بہت خوشی خوشی دروازہ پر لینے کو آئی اور گرد و غبار چہرے
اسکے پاک کیا اور پوچھا کہ اتنا عرصہ یترب میں کیوں ہوا چہ گمان تھا کہ تو نے دین
محمد اختیار کیا اور پوچھا کہ جس واسطے تو فی سفر اختیار کیا تھا وہ بات تیرے
حسب و خواہ ہوئی اسے سب طالع مفصل جو گذرا تھا وہ بیان کیا ہند نے جو یہ گفتار
واہیات اسکے نے غصہ سے ایک لات ماری اور سینہ پر چڑھ بیٹھے اور گالیاں
دیکر کہا کہ ای بیوقوف کہا تو نے یہ ڈاڑھی کے بال سفید کئے ہیں علی نے تجھے منہ سے
کی تھے شیرامو مخرکالا ہو کہ تو اس بات کو نہ سمجھا اور اپنے تئیں لوگوں میں ذلیل خوا
کیا محمد وہی ہے کہ بدر اور احزاب میں تجھکو بہکا چکا ہے اب تجھکو کیونکر چھوڑیگا
عرض کی اسطرح کی باتیں کرتی جاتی تھے اور ڈاڑھی کی بال نوچتے جاتی تھے تمام
کہیں پڑا تھا اور کپڑے تمام پہاڑ ڈالی تھے اور خوب زد و کوب انکی کر رہے تھے
رات بھر اسی میں گزری جب صبح ہوئی تو مکان سے باہر آیا اور طرف تھانہ کے گیا

اور ایک گوسفند قربانی کر کے خون اوس کا بت پر لگایا اور رو رو کر کہتا تھا کہ جیتک
 زین رہو نگا تیرے پرستش کرونگا تجھ کو نہیں چھوڑونگا جب بتخانہ سے پھرا آیا تو منشی
 نے یہ خبر پائی سبہوں نے کہا کہ تازہ عہدہ کہہ کے آیا ہے جو یہ رسم بجالایا یہی بذوق
 تمام واسطے ملاقات کے آئی اور حال پوچھا اس نے سب بیان کیا سبھوں نے کہا کہ
 نفقہ ہے تیرے اوپر نہ تو صلح سے اطلاع دیتا ہے اور نہ جنگ سے عجیب کام
 کر کے آیا ہے سب نفرتیں کرتے ہوئے اس کے پاس سے چلے گئے

اعانت چاہنا سید انبیاء کا درگاہ باری سے اور قبول ہونا دعا
 کا اور حکم دینا اہل سلام کو واسطی تیار ہونیکے اور طلب کیا آدمیوں کا قبایل

راوی کہتا ہے کہ جب سفیان یثرب سے روانہ ہو چکا تو سید انبیاء دولت
 سرا سے باہر آئی اور دعا کی کہ پروردگار عالم قریش کے دو پٹے ایسا قفل غفلت
 لگا دے کہ قبل پہنچنے اس خبر کے بین و مان پہنچ جاؤں پس یہ دعا حضرت
 قبول ہوئی اور حضرت نے صحابہ چند آدمی سنجیدہ دیہوشیار کو راہ ہائے
 حرم کے طرف روانہ کیا کہ رات و دن باری باری سے راستوں پر نگاہ بان
 رہیں کہ کوئی آدمی اس طرف کو نہ آسکے حکم حضرت سے وہ ناسور گئے اور ایسا
 بند و بست راہ کا کیا کہ ہوا کو بھی آنا دشوار ہوا بعد اسکے چند اصحاب حاضر ہوا کہ
 طرف قبایل کے بھیجا تا کہ فوج ہر گروہ سے فلان روز اس مقام پر پہنچے اور
 عین بھی اوس روز سوار ہونگا وہ لوگ طرف قبایل کے روانہ ہوئے اور حضرت
 نے مہاجر و انصار کو حکم دیا کہ آلات جنگ سامان سفر سے مستفہ ہو رہو
 نامہ لکھنا خا طلب کا اہل لعلی کو اور خبر دینا جبریل کا اور پھینچنا

حضرت کامر تفضی علیؑ کو واسطے لانے نامہ کے اور شرمندہ ہونا مخاطب کا ایک شخص اصحاب ہجرت سے مخاطب نام فی نامہ اہل بطن کی طرف لکھا کہ رسول خدا ۱۴ ارادہ جنگ کا کر رہے ہیں اور سب طرح کی تیاری ہو چکی ہے مگر تم کا ذکر نہیں فرمایا ہے لیکن عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری سمت آویٹے مگر جو کہ عین حال و مان رکھتا ہوں اور کوئی دوست میرا نہیں ہے مگر تم سے امید وار ہوں کہ وقت شکل کے او کو بچاؤ اور اپنے پناہ میں رکھنا یہ نامہ لکھ کر ایک غمے رت کو دیا تاکہ کوئی اس بات کو نہ جانے اور یہ نامہ اہل بطن کو پہنچ جاوے جب وہ نامہ لیکر روانہ ہوئے تو حکم رب العالمین سے روح الامین نے شہداء المسلمین کو یہ خبر سے حضرت نے علیؑ تفضی علیہ السلام کو چند اصحاب ہمراہ کر کے یہ حکم دیا کہ جو عورت نامہ لئے ہوئے جانی تلکو ملی او اس سے نامہ لیکر میرے پاس آؤ جناب امیر مسلم حکم روانہ ہوئے اور جا بجا دھونڈتے جاتی تھے کہ ناگہان وہ عورت بھاٹھاتی حضرت نے جب نامہ اس سے طلب کیا تو وہ مگر گئے ہر چند اصحاب نے تجسس کیا مگر نامہ ملا اہل ان میں سے خطاب امیر سے عرض کیا کہ یا حضرت نامہ اس کے پاس نہیں معلوم ہوتا ہے شہداء دلیہ نے جواب دیا کہ ہدیہات اشرف انبیاء ہوٹ نہ کہیں گے یہ اس کے دیکھو کہ طرح سے نامہ لیتا ہوں یہ کہہ کر قبضہ ذوالفقار پر صاف تھک گیا اور فرمایا کہ تم نے خدا کی اور حبیب خدا کی اگر تو نامہ نہ دیو گئی تو سر تیرا جدا کر دینگا اور سس رت سے بخود جان سر کے بالوں سے نامہ نکال کر پیش کیا ہمراہی اس بات سے سزاؤں ہوئے اور حضرت نامہ خدمت رسالت میں پہنچا کر سب حال عرض کیا رسول خدا نے حاضر کرنے سے خاصا صلہ حکم دیا وہ شرم و خوف سے کانپتا ہوا سامنے حضرت کے حاضر ہوا حبیب خدا نے فرمایا کہ یہ کہہ اس بات سے مطلب تیرا کیا تھا اس سے تم کو کفر کا کہہ کر قصہ

میرے سے اتفاقا گاہ ہے کہ میں ایسا دین کو مضبوط رکھتا ہوں کہ دل سے بہت دست پرست کا دشمن ہوں از روئی ظلع کی کہ ملک اور مال و عیال و مان ہے غارت ہو جاوے اس تو سے میں نے لکھا تھا کہ میرا حق اس قوم پر ثابت ہو اور وہ ممنون ہو کر میرے مال و عیال کے حفاظت کریں اس بات پر خدا گواہ ہے حضرت نے تصدیق اس قول کے کے لیکن عمر یہ بات شکر تلوار میان سے لیکر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو میں سراسر منافق کان سے جدا کروں حضرت نے کہا ای عمر ایسا گمان نسبت خاطر ہے کرنا چاہئے دین میں یہ کامل ہے مگر اس سے نہو خطا ہوے ہے تو اپنے تلوار کو میان میں کر پس یہ منتقل ہو کر اپنے مقام پر بیٹھ گیا

روانہ ہونا سرور کائنات کا واسطے فتح حرم کے اور پہنچنا منزل قدید میں اور ترتیب و نیافوج کا کہ ہر قبیلہ سے جدا جدا نشان لیکر چلین اور اپنا نشان صاحبے و الفقار کو دیکر حکم دیا کہ آگے آگے چلین اور پہنچنا مظهر میں کہ چار فرسخ کعبہ و مان سے تھا

راوی کہتا ہے کہ جب قاصدان رسول خدا نے قبائل میں پیغام پہنچایا تو سپاہ گران معہ گرز و سنان آمادہ جنگ ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے پس جنابے سائیکہ اپنے گہوڑے پر سوار ہوئے اور دیران دین ہمراہ رکاب سعادت و انتساب چلے اور آگے شاہ و لدل سوار نشان صائمہ میں لئے ہوئے ساتھ شوکت و اقتدار کے روانہ ہوئے بعد چند روز کی منزل مدینہ میں پہنچ کر حبیب خدا نے حکم آراستہ لشکر کا دیا و دیران جنگی بار آئے ہزار شمار میں آئے اور مہاجر خصوصاً سات سو سوار آئے اور انصار یا انہزار تھے حبیب خدا نے ترتیب صفوں کی اس طرح سے

فرمانے کہ انصار و اصحاب ہجرت رہتے اور بائیں اور فلان فوج کا نشان فلان
 شخص لہو ہے اور پنا نشان جناب امیر علیہ السلام کو عنایت فرمایا اور اہل حشم کو
 حکم ہوا کہ اگلے لشکر کے چلین اور نامداران ہر قوم کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے نشان
 پر اور میں اور یہاں اگلے بیوان اور بیوان بھی ہوں آجستہ آجستہ مرا علی کہ میں اور
 ایک صف سے دوسرے صف جدا ہو جب ترتیب اسطر جسے لشکر کی فرما چکی
 تو سوار ہو کر اگلی بڑے بعد قطعہ پہونے چند منزل کے اس مقام پر کہ جو چار فرسخ
 کعبہ سے ہٹا ہوا تھا مقرر اور زمین سسطہ تھے اور دامن میں اس طرح حرکت کر کے ایک
 ٹیلہ تھا وہاں لشکر اور مرا

اور زنا اشرف و نبیا کا مقرر زمین اور ٹیلہ بلند کے اور حکم دینا کہ سب لوگ آگ
 روشن کریں اور انا عباس کل اور ہر اسان ہونا اور بیوان آدمی کا خدمت رسول خدا
 میں اور روانہ ہونا

کثرت قہمہ ہائی رنگ برنگ سے وہ میدان وسیع تنگ دیکھائی دینے لگا اور
 دلیران بینائے کمون کہولیں اور آسائش پائے جب دن گزرا اور شب ہوئے
 حبیب خدا نے سب چھوٹی بڑے کو حکم دیا کہ اپنے پاس آگ جلاؤ سب سے پہلے
 عمر نے اپنے پیہان آگ جلائے جس طرف نظر جاتی تھی میدان آتش دیکھائی دیتا تھا
 عباس کو اس روشن سے نہایت تشویش ہو اور دل میں کہا کہ اگر رسول خدا
 ساتھ اس طیش و غضب کے کعبہ میں داخل ہوئی تو ایک قریش سے امان پناہ کا
 عباس نے اون غافلوں سے کہلا بھیجا اور آپ بھی مکان سے باہر آئے
 آنامیدیل اور حکیم کا پاس سفیان کے اور روانہ ہونا واسطے خبر لینے

سرور کائنات کی در پہنچا عباس کا اور بچیاں اور میرا لیکر خدمت میں پہنچا ایدان
 راوی کہتا ہے کہ اوس روز سے کہ سفیان پھر گمراہ یا تنہا رات و دن پریشان اور
 جو پان خبر رسولان کا رہتا تھا اوس روز بذیل اور یکم وقت عصر اوس کے پاس
 آئے اور کہا کہ اسے ارجمند محمد کے کچھ خبر معلوم نہیں ہے اس فکر میں غول خفاک
 ہوا جاتا ہے اوس پر راہ شرب پھر دیکھیں کسی سے ملاقات ہوا وہ کچھ خبر ملجا دے
 اوس نے یہ رانی پسند کی اور ہمراہ ہوا شام کو قریب اوس شیلہ کے بچھی تو دیکھا کہ ایک
 آگ آسمان تک بلند ہے حیرت ہوئے اور ڈوڑکرا و پرا اوس ٹیکہ کی چڑھ چلا اور پائل
 زبان پر جاری تھا دیکھا کہ فوج گران قیاس سے باہر اوس بیابان میں بڑے ستارے
 اور ہر ایک کنگ جلائی ہوئی ہے یہ چیرانی سے کہتے تھے کہ یہ لشکر کس کا ہے بذیل نے
 کھا کہ یہ بنی خزامین واسطہ انتقام کے آئے ہیں سفیان نے کہا کہ عجب ہی تیری
 باتوں پر خزامہ نے یہ فوج گران کھان پائی اسے گفتگو میں یہ تینو آدمی تھے کہ
 عباس اوسے تاریکی شب میں اوس جگہ پہنچی اور آواز دے کہ یا ابا حنظلہ اوس نے
 آواز پہچان کر کھا کہ یا ابا فضل تم ہوا و نہنوں نے کہا کہ حنان پھر وہ خوشے کرنا
 ہوا پاس آیا اور کھا کہ یہ آگ کیسے ہے اور یہ لشکر کس کا ہے اوس نے کھا کہ
 اے خبر تو آگاہ نہیں ہے کہ حبیب خدا یہ لشکر گران لیکر واسطہ انتقام کے آئے ہیں
 اسی رات میں جو تدبیر تجھے ہو سکے وہ کر لے پھر کل نہ تو ہو گا نہ بت ہوگی اور تیرا
 ہو گئی سفیان کہنے لگا کہ اے سیدنا مدار جو آپ تدبیر فرمائی وہ بجالاؤں کہ میرے
 ہوش و حواس بجا نہیں ہیں عباس نے کھا کہ اس سے بہتر کوئی رانی نہیں ہے
 کہ تو میری ساتھ خدمت میں اوس جناب کی جلا اور ایمان لانا امان ملے

اس بات سے سفیان فکر مند ہوا مگر عباس سے شہزادہ آل کی برتاؤ کا پتہ نہ پڑا اور پھر
بٹھا لیا اور طرف لشکر کے چلے اور پیچھے بھی وہ دونوں آدمی بھی کانپتے ہوئے چلے آتی تھے
پہلے گزریہ عمر پر ہوا کہ شدت آگ سے پیشہ بھی معلوم ہوتا تھا۔ نہ پہچانا اور سمجھا کہ
یہ اتان لینے کو آئی ہیں تلوار اوٹھا کہ طرف نبی کے جلد روانہ ہوا تاکہ اسے قبل پہنچ کر
عرض کرے کہ سفیان کے قتل کا جو حکم ہو عباس نے جو یہ اضطراب اوسکا دیکھا تو نہ
کو تیز کیا تاکہ قبل عمر سے پہنچیں عمر بھی کو دتا پہنچا تا دوڑنا جاتا تھا کہ میں پہلے پہنچوں مگر
عباس آگے پہنچے

اتنا عباس کا اور لانا سفیان کا خدمت رسول خدا میں اور کچھ کلمہ
عرض کرنا اور درگزر کرنا حضرت کا قتل قریش سے اور رخصت کرنا
اور التماس کرنا عباس کا نگاہ کہنے سفیان کو واسطے دیکھنے فوج اسلام کے

جب صبح ہوئی عباس نے سفیان سے کہا کہ رسول خدا کے پاس چل جب سامنے آئے تو
حضرت نے فرمایا کہ ایسا بے عقل ایک تو فی خدا کو نہیں جانا اور مجھ کو رسول نہیں بچا تا
کہا کہ نبوت کا تو مجھ کو یقین نہیں ہے مگر حق تعالیٰ تو ایک ہی اور اگر وہ ہوتی تو میرے
مدد کرتے چچا نے حضرت کے فرمایا کہ یہ ہودہ گوئی مت کہ خیر البشر تیرے قتل کا حکم دینگے
یہ سن کر خوف سے کانپنے لگا اور ڈر کے گواہی رسالت کی دینے لگا عباس رسول خدا سے
سفارش کرنے لگی اور کہا کہ یہ اپنے قوم میں صاحب اعتبار ہے اور اسید اور حاکم
ہو کہ اسکو ایسا امتیاز بخشے تا اپنے قوم میں سرخ رو ہو اور آرزو کہتا ہو کہ اسکے
قوم کو امان ملے حبیب خدا نے حکم دیا کہ گہرا دریاں اور عیاں اسکے کو امان دی
میں نے اور جو اسکے گھر پناہ لیجا لیگا اوسکو بھی امان ملیگے جب ابو سفیان نے یہ

شہ آئو عرض کیا کہ میرے گھر میں اتنے وسعت کہاں کہ قریش آجائیں پھر حضرت نے
 فرمایا کہ جو کعبہ میں جائیگا وہ آمان پائیگا سفیان نے کہا کہ کعبہ میں بھی تو جنگائیش
 نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے ہتھیار ڈال دیا اور دروازہ گھر کا بند کر کے بیٹھا
 وہ بھی آمان پائیگا سفیان اس کلام کو سنے کہنے لگا کہ اب میں اپنے مقصد کو پہنچا
 عباس نے رسول خدا سے عرض کیا کہ اگر اجازت دیجئے تو سفیان اپنے قوم کو جا کر
 اس عنایت کی خبر دیوے حضرت نے رخصت کیا عباس نے خدمت رسالت میں
 عرض کیا کہ سفیان کو بظاہر ایمان لایا ہے مگر اسکے قول کا اعتبار نہیں ہے اپنے
 قوم میں جا کر بیہاطے سے کوئی عناد کرے اسمیں جو حکم ہو تو میں اسے ٹھراؤں
 اور حضرت کی فوج کا تماشا دیکھاؤں حضرت نے یہ بات پسند کی اور عباس اور
 پیچھے بہت جلد روانہ ہوئے اور راہ میں اوس کو روکا وہ گہرا کر کہنے لگا کہ اب
 کیا ہے اونہوں نے کہا کہ میں اسوجہ سے دوڑا آیا کہ جبکو اس فوج کا تماشا دیکھاؤں
 تاکہ تو اوں لوگوں سے جا کر یہاں کا حال سبب مفصل بیان کرے پس عباس اور
 سفیان نے ایک جگہ واسطے دیکھنے لشکر کے قرار دی اور اوسط سے دلیران دہز
 حکم حضرت سے پہنچا کہ نشان یا تختہ میں لکھی ہوئے صفین باندھے ہوئے چلے
 سوار ہو ناسید کائنات کا اور گزرنافوج کا اگی سفیان کی اور
 نشان دینا عباس نادر کا ہر گروہ کا اور حیران رہنا سفیان کا اس
 شوکت و نشان سے

راوی کہتا ہے کہ حضرت ناقہ پر سوار ہوئے اور انصار دین صفین باندھے ہوئے
 روانہ ہوئے پہلے سب سے خالد بن ولید مدد ایک نادر سوار کے نیزہ مائل خارا نشان

صاحبزادوں میں لے ہوئے آگے سفیان کے گدرا سفیان نے عباس سے پوچھا کہ یہ
جو انہر دو کون ہے عباس نے کہا کہ یہ خالد بن ولید کا ہے سفیان نے امانت سے
ہنس کر کہا کہ یہ فیہ کو دکھ کو اس قدر وقار حاصل ہوا بعد اسکے زیر پانچ سو سوار
ہمراہ لئے ہوئے اپنے زور و بازو پر نازان سامنے سے گذری سفیان نے پوچھا
عباس نے کہا یہ دلاور ہے کہ جسکو تو بھل کہتا تھا اسکے بعد ایک گروہ اور
ساتھ شکوہ کے سفید نشان لئے ہوئے اور اپنے قوم سے پانچ سو سوار لئے ہوئے
اور وہ گروہ ڈالے ہوئے بھج کر کھنہ بہ سرعت تمام سامنے سے گزرے سفیان نے
پوچھا عباس نے کہا کہ یہ ابو ذر نامی اصحاب خاص رسول خدا سے ہے بعد اسکے
بنی کعب خود بر سر و جوش در بر سر سے پانک غرق آہن گھوڑوں پر سوار اور
دونشان دہنے ویا کین لئے ہوئے اوچھچی سے پانچ سو سوار مانند شیر نر کے نعرہ
اللہ اکبر کہتے ہوئے گزرے سفیان نے پوچھا عباس نے کہا کہ یہ فوج بنی کعب
تھے بعد اسکے فی مزینہ سے ایک ہزار سوار آگے اسکے سردار ابروہن ہر بل دے
ہوئے اور کلاوی کئے ہوئے فولادین غرق بازو ہر کمان کمر میں تیغ ماتھے میں سنا
کثرت فوج ہر نازان تین ہر کالہ کا نشان لئے ہوئے تلکیر گویان سامنے سے
نکلے سفیان نے پوچھا عباس نے کہا کہ یہ فوج مزینہ ہے جو قریب مدینہ کے ہے
بعد اسکے سپاہ جہینہ قصد جہاد میں مسلح و مکمل آئے سو سوار شوق جنگ میں
بر بندہ دوش ہر اور نعرہ اللہ اکبر کا خروش کرتے ہوئے سامنے سے گذری سفیان
پوچھا عباس نے کہا کہ یہ گروہ جہینہ ہے اس طرح حاد دیران دی چشم ہر گروہ و
قبیلہ کے گذرتی تھے اور عباس بتاتی تھے پھر سفیان نے پوچھا کہ رسول خدا

ابھی تک نہیں نکلے عباس نے کہا کہ اولیٰ کے ہمراہی کی فوج اور اصحاب اس آیت سے
سے ہو گئی کہ تو انکو دیکھ کر عتاب ہو جائیگا اشعار

بد و گفت عباس اسے بی ہوش

نی گفتت میگزشت او اگر

جواری توان فوج را در نظر

غاند بدل تاب و پوشت اسیر

پہنچنا سرور کا ثبات کا اور دیکھنا سعد عبادہ کا اور طیش سے
کہنا سفیان سے کہ احادی کی مکافات کو اب دیکھی گاتو یہ سنکر
سفیان ڈر کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عجز کرنے لگا
حضرت نے تسلی دی اور تشفی کے

جب اس فوج دریا سوچ کو اس فوج مسلمان نے دیکھا تو عباس سے کہا کہ حق کو چھپا
پناہی فوج ایران و روم کو دیکھا میں نے یہ شان و شوکت کسے میں نہیں پاسکے
عباس نے کہا کہ ای مرور یہ سلطنت نہیں ہے پیغمبری ہے تمکو دل سے معرفت
نہیں ہے کہ تمکو مرتبہ رسول اللہ کا معلوم آتے ہیں وہ فوج جو ہمراہی کے سب سے
نزدیک آئی دیکھا کہ سعد عبادہ اگلی سبکے نشان لئے ہوئے قریو کس پر گھر
صاحب میں کھان او بیچی اونکی گروہ اوسیان سے ہزار سوار جہاز مسلح کارزار
آراستہ و پیراستہ تہہ سعد عبادہ نے طیش سے سفیان کو دیکھ کر کہا کہ اسے
سرفراز قریش یکہ یاد رکھتا ہے اُحد سے اب تیرے بدن میں طاقت ہے مکافات
او ٹھانیکے آج دیکھا تو نے کہ کفار کیسے ذلیل و خوار ہیں اور پھر اپنے سوار کو
جانب موٹھ پھیر کر کھا کہ تمکو نام دلیری حرام ہوگا جواب قریش سے انتقام
نہ لوگے جب سفیان نے یہ بات سنی تو مانند پید کے کانپنے لگا تب وہ

لوحہ نامدار آگے بڑھا تو حبیب خدا اشرف انبیاء شمر

ز فوری رخ سید المرسلین	منور شد از بس زمان وزمین
پیدا شد ہمیشہش روان مابوا	فلکندہ ہمیشہش جلوہ فتح را
سپر کردہ سینہ دلے الہ	دراوردہ اسلام را در پناہ
خدا انجمنے دوست داران او	قضا و قدر پیش کاران او
گرفتہ بہک راہیت مصطفیٰ	جناح ہما می ظفر کردہ وا

جب سفیان نے سنا تھا اس شوکت و شان کے رسول زمان کو دیکھنا نہایت حیران و پریشان ہوا افسوس اور بائیں ہزاران ہزار سوار جنگی زرہ پوش تیرا فگن دیو ہنر مند بہادران صف شکن کچھ گھوڑوں پر کچھ اونٹوں پر جانی تھے جب حبیب خدا قریب آئی تو سفیان نے آہ و فغان کر کے آواز دی کہ اے رحمت کردگار اور ای صاحب اقتدار اپنے حکم خویریز سے قوم قریش کا دیا ہی حضرت نبی فرمایا کہ نہیں پھر سفیان نے کہا کہ اے مقتدا ای جہان ابھی جو سعدہ عبادہ گذر تھے تو میرے تئیں دیکھنے نہایت غصہ سے یہ کہا کہ اب وقت خویریز سے کچھ ہمارے آیا ہے اور زمانہ ذلت قریش کا عنقریب پہنچا ہے آپ اپنے کرم اور مہربانی سے عفو و تقصیرات فرمائی اشرف انبیاء فرمایا کہ سعد نے غلط کہا آج روز ستر کا نہیں ہے بلکہ احسان و لطف و کرم کا اور پراہم کرم کے سے سفیان یہ جواب سنکر خوشی سے خندان و شادان ہو گیا اور اپنا گھوڑا بڑھا کہ جانب حرم روانہ ہوا تاکہ خروان غافلون کو پہنچائی بعض حکمت فی عرض کیا کہ اے سید المرسلین مجھ کو یقین ہے کہ سعد کے ہاتھ سے قریش کو

نقصان کچھ نہ بچھ ضرور پہنچے گا سو جہ سے کہ وہ بہت ان لوگوں سے آزر دہ تھا
پہنچنا حضرت کا علی مرتضیٰ کو پاس سعد عبادہ کے کہ درگینہ کو داندکرو
اور قبول کرنا اونکا اور پہنچنا سفیان کا شہرین اور سناقریش کا
اوس سے حال کو اور کبریا نہند زو جب اوسکے کا اور فکر مند ہونا قوم کا

پس جناب رسالت مآب نے شہر خدا کو حکم دیا کہ سعد کے ماتم سے نشان لی لو اور نعائش
کر وہ جب تک میں حکم ندون طیش اوپر قریش کے نکرین علی مرتضیٰ نے پیام پہنچایا
اوس فائدہ نے دست اطاعت اوپر چشم قبول کے رکھ کر نشان ماتم میں غضفر کے
دیدیا پھر حبیب خدا نے حکم دیا کہ سب فوج مقام دیطو میں مقام کرے جب تک حکم نہو
اگلی نہ بڑی راوی کہتا ہے کہ جب صبح ہوئے تو گردن کشان مکہ نے دیکھا کہ ایک گرد
نمایاں ہے دلون میں ہول پیدا ہوا اور کعبہ سے باصر شہر کے آئی کہ دیکھیں یہ گرد
کیسے ہے اس میں ناگاہ سفیان کا سامنا ہوا سب کے سب اودھر دڑے اور کہا
کہ کیا حال ہے اور یہ غبار کیسا ہے سفیان نے کہا کہ اے غافلون بنی ساتم سپاہ
گران کے ہزاران ہزار سوار جنگی لئے بھوی آہنچی اور اوس سپاہ کے تعریف کہاں
کروں مختصر یہ کہ تم سے حرم کو خواہ مخواہ لی بھونکے اور بیٹے جب یہ لشکر گران دیکھا تو
پاس بنی کے واسطے بچانی تمہارے کے عذر خواہ کیا اور ناچار ہی سے نقدین اونکی
کی تاکہ محسوس راہنی ہوں اور تمکو آمان ملی اول تو قبول فرمائی تھے بعد مجرور انگسار کو
یہ قرار پایا کہ جو کوئی مکان بین دروازہ بند کے بیٹھا ہے یا جوداخل حرم ہوا اور
یا ہتیار ڈالے تو قتل وغارت سے آمان پاویگا وگرنہ جان و مال سے نقصان
اوٹھائیگا جو جا ہوا ہتیار کرو جب قوم نے اوس سے یہ بیان سنا تو کہا کہ ای

روسیا تو نے کوئی بات نہ جنگ سے نہ صلح سے مقرر کی سفیان نے کہا چاہیے
نیک جانو اور چاہیے بد یہ باتیں کرتا ہوا داخل شہر ہوا اور سب کہتے تھے کہ
اب تیر جنگ کریں یا صلح یہ کہتے ہوئے دروازہ تک اوسکے پہنچے اور ہند
اوسکے نے عقب دروازہ سے یہ سب ماجرا سنا غصہ سے باہر نکل آئی اور
پوچھا کہ یہ قصہ کیا ہے یہ شکر ریش اوسکے پکڑ کر کہا کہ ای بوم یہ کیا خبر بد و شوم
سنا تا ہے کہ بتک ہم گنہگار رہیں جلد وہ دن آوی کہ تجھے خلاصی پاوین اور
تیری ماتم میں ہمہ بین اور غل چانی لگے اور کہا کہ ای سرکشان قریش اسکا
سمرتن سے جدا کرو جنگ یہ زن رہیگا بھی آفت رہیگے سفیان نے کہا کہ
بد معاش تو اپنا سر بچانی کی فکر کر مکان میں جا کر دروازہ بند رکھو ورنہ سر کاٹا جاوے
اوسوقت سرکشان قریش سے کہنے راو گریز اختیار کی اور کہنے راہ آمان
کوئی آمادہ جنگ ہوا

پلوچیا سرور کائنات کا مکہ معظمہ میں ایک جانب سے خالد کو
اور ایک جانب سے زبیر کو بھیجنا اور ارشاد کرنا کہ سبقت جنگ
میں نکرین اور ایک طرف خود داخل ہونا

راوی کہتا ہے کہ سپاہ دین ساقی ختم المرسلین کے جب ذیلوی میں پہنچی اور ترتیب
صفوں کی مرداران لشکر نے کسب جا بجا استفادہ ہوئے جناب رسالت پناہ فی
بھی دلیران دین کو دیکھ کر باگ گھوڑے کی روک لے اور استاد ہو کر چاروں طرف
لشکر کو دیکھا اور یاد آیا کہ جسے ہجرت کرنا ہیچ شب تیرہ کے اور ننگے پیر چلتا اور
فلاح میں پہنچنا اور آپ یہ لشکر عظیم دیکھ کر واسطے سجدہ تعظیم کے درگاہ رب کے ہمین

گنجاہ پر جہاگ گئے اور چشم مبارک کے رشک روان ہوئے اول شکر گویان سجدہ
اویٹھی اور فرمایا کہ آگے آگے زیر سائے سپاہ سپہ کی طرف بیت الحرام کے پنا
سکیں جب مقام حجون میں پہنچے تو وہاں صف باندھ کر ٹھہرے تاکہ کسی کو آزار
نہ یوں اور خود سالار بطلی کارزار میں تقدم کر دیں تو اس وقت یہ بھی کارزار کر رہے
تھے لیکن اوی مقام پر رہیں جب تک کہ حکم میں نہ ہوں داخل کعبہ نہ ہوں یہ حکم شکر
روانہ ہوئے بعد اس کے خالد زرم خواہ وہ اپنے فوج کو لیکر نزدیک شہر پناہ
کے ٹھہرے اور ونگو بھی اسطرح سے ہمائش کی کہ روانہ کیا بعد اس کے خود بدولت
مسند فوج ہو دیا موح کے راہ دوسرے سے روانہ ہوئے جب تینے جانے سے
فوج ظفر موح نے گھیر لیا تو دل جا بلان قریش کا طیش میں آیا شہر

پہلے ہر سہ جانبہ آمد سپاہ | جہان گشت در چشم اندام سپاہ

چھوٹا خالد کا اور سرد راہ ہونا سہیل و علمبرمہ و صفوان کا اور
جنگ کرنا اور شکست کھانا اور ہتھیار ڈالنا قریش کا اور پوچھنا
سرور کائنات کا اور منع کرنا

ایک سہیل دوم علمبرمہ تیسرا صفوان چہ گروہ نبی بکر سیکے سب نیزہ بکف
گھوڑوں پر سوار سعد کار ناما اگر سرد راہ خالد بن ولید کے ہوئے اور دروازہ
جنگ و فساد کا کھولا اور درخان وین پر سیاہ قہر و غلبہ کے ڈوٹے یہ بھی شیران
جیو پست کر حملہ آور ہوئے اور لڑائی ہونے لگی اور تا تھریہ دلیران دین کے تیش
آخری میں سے زیادہ زخمی ہو کر اور گھوڑوں سے گر کر داخل جہنم ہوئے اور اس
سطرف دودلا و سعید ان کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور تا حیدر و جہان آخری ہی

فتح نصیب دیران دین کو ہوئے حملہ مائی رستمائے سواران بطلانے خود
 سر ہونے اور سمنان ماتھوئے سپہیکہمکریا حال پریشان طرف کعبہ کے گریزان
 ہوئے اور اصحاب دین نے پیچھی اونکی گھوڑے ڈالے اور تلوارین میان سے نکالی
 چلا جاتے تھے بعض کفار نے ہول و دہشت سے راہ کو ہستان کے لی اوسوقت
 سفیان نے جوش و خروش سے آواز دی کہ ای نابکاران بی عقل و ہوش اپنے
 جانین کیوں دیتے ہو ہتیار ماتھ سے پیہنگ دو اور گہر و عین جا کر دروازہ بند
 کر لو تو رسول زمان سے آمان پاؤ گے جب اونکی کانو عین یہ آواز پہنچے تو سب ہول
 ہتیار پیہنگ دی اور مردان دین نے ماتھ قتل سے روک لیا اوسوقت حبیب
 بھی پیچھی سے آہنچے خالد قدم بوس ہو حضرت نے فرمایا کہ باعث جنگ کا کیا ہے
 اوہون نے عرض کیا کہ اعدائے پہلے راہ روکی اور سبقت جنگ میں کے واسطے
 دفعہ کو نیکے مینے بھی حملہ کیا جب کفار نے ہتیار پیہنگ دئے مینے بھی ماتھ روک
 لے حضرت نے کہا کہ جو خواہش آپ ہے وہ بہتر ہے لیکن اہل ملت کو حرم میں
 خونریزی کرنا نچاہی ہے خراجہ حضرت تک بنی بکر پر تیغ زنی کرینگے خون بنی
 بکر کا ذوالجلال نے خراجہ بر حلال کیا ہے شاعر

کہ خون بنی بکر را ذوالجسلاں ہر ایشان ازان ظلم کردہ حلال

عسل فرمانا سید کائنات کا اور سوار ہو کر داخل ہونا کعبہ میں
 اور طواف کرنا اور ہمراہ ہونا مسلمانوں کا اور شکستہ دل
 ہونا کفار کا

جو کہ میدان خون خمیدہ گاہ اوس عالم بناہ کا تھا اوس میدان کی طرف یہ فرما کر دیا

ہوئے کہ نامداران دین پشت دین پرست آئین سے جا بجا بھڑکے رہیں مگر
ایک لحظہ میں نامدہوں یہ کہہ کر خمیہ میں تشریف لیگئے اور بدن مبارک کو گرو
غبار راہ سے دھوکہ لباس نوزانی زیب بدن کیا اور سلاح سے آراستہ ہو کر
ناقہ تیز رفتاری پر سوار ہو کر طرف حرم کے چلے اور جلو میں مردان دین علم ہائے
نفرت قرین کہوئے ہوئے اور سامنے علی مرتضیٰ کو اے خاص لئے ہوئے جب
اس شان و شوکت سے شفعہ ائمہ معہ اعوان ثابت قدم داخل حرم ہوئے
بزرگان بطلی اندون کعبہ اور سایر الناس بالائی کوہ سیخو کو نظارہ کرتے تھے اور
کیسکو مجال جنگ کے باقی نہ رہے تھے جب مسجد میں معہ سپاہ داخل ہوئے
تو جہان چشم انداز میں سیاہ ہو گیا اور وہاں سے طرف حجر اسود کے خیر البشر گئے اور
بوسہ لیا پھر تمام اصحاب خیر الانام نے بوسہ لیا بعد اسکے ختم المرسلین نے آواز
اللہ اکبر کے بلند کی پیروان دین نے بھی ایک بارگی نعرۃ اللہ اکبر کو با آواز بلند ادا
کیا اس آواز سے دلون میں ساکنان بطلی کے زلزلہ پڑ گیا حبیب خدا فی طواف
حرم بھی سوار کیا اور دلیران دین پیادہ بجالائی

پیکر تار رسول خدا کا دست علی مرتضیٰ کو اور ایک ماتمہ بین نیزہ
لینا اور بتوں کو گرانا اور شیر خدا کو اوپر کا ندہی اپنے کے سوار کرنا
اور بتوں کو زمین پر مارنا

بعد طواف حرم کے خود کولت ناقہ پر سے اترے اور ایک ماتمہ بین نیزہ لیا اور
دوسرے ماتمہ سے ماتمہ خدا کا پیکر کر طرف بتوں کی ساتھ قہر و طیش کے واسطے
گرایانی کے چلے اور پیچھے رہ کر قدم قدم اس کثرت سے تھے کہ جگہ حج حرم کے

تنگ ہو گئی تھی راوی کہتا ہے کہ تین سو ساٹھ بت گردا گرد حرم کے چنے ہوئے تھے اور پیر زمین پر گڑے ہوئی اور مس اور آہن سے پڑتے تھے کہ اپنے جگہ سے جنبش نہ کریں جس بت کے پاس حضرت پہنچتے تھے تو فرماتی تھیں کہ جاو الحق وزہق الباطل یعنی حق آیا اور باطل تباہ ہوا اور پھر نیزہ سے اشارہ کرتے تھے فوراً بچ کر بھاگتا تھا سیطرہ بت گرائی ہوئے جب قریب لات و عزادیں کے پہنچے کہ انکو بسبب تعظیم کے کفار کے مقام بلند پر رکھا تھا کہ کیا کا نام نہ نہتے شاعر

کہ نتوان زجا کند شان با کلنگ
چنین گفت باوشہ اولیا
کف پائی خود بر سر دوش سن

چنان کردہ مضبوط از سر و سنگ
چو انجار سید افضل انلیبا
کہ بگذار اے سرور انجن

کفار نے بہت پاداری سے اون بتوں کو قائم کیا تھا جناب میر نے رسولی خدام سے عرض کیا کہ آپ میرے کاندھی پر آئی اور ان بتوں کو خاک پر گرائی حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ حق تمہارا ہے کہ جنگ احد میں تم تھے یا میں اور کچھ خوف کثرت اشقیاء کا کیا اور جنگ احزاب میں بیدار نہ رہا اب جو قحط سے طعام نایاب تھا اس وقت عمر عبدود خندق کے اندر گھوڑا پسند کر آیا تھا تو کوئی اصحاب تاب مقابلہ کے نہ لایا تھے اسکو مار کر گرایا خیبر میں محبتک انگلیہ تمہاری دیکھتے رہے کیا کیا کفار نے سراوٹھا آخر کار وہ مدعا بھی تمہاری ماتحت سے بر آیا تم سزا دو اس کے ہو کہ میرے کاندھی پر سوار ہو غلام دین نے کھا کہ میں اونی غلام آپکا ہو بدلیا خداوند علام نے مجھکو واسطے جان فدا کر نیکی آپکے شاعر

چشم انداز بندہ پائے

نیا چہ ز من اسے حبیب صفدر

بدو گفت آنکہ بشیر و نذیر

چنین است حکم خدا سے قدیر

رسول خدا نے کہا کہ حکم خلاق عالم ہے تم میرے کانڈ ہی ہیر رکھو تاکہ لوگوں کو مرتبہ
و وقار درگاہ پروردگار سے تمہارا ظاہر ہو پھر بشیر خدا نے عرض کیا کہ ادب گرہ مانع
ہے لیکن حکم خدا سے چار انہیں یہ کہہ کر دوش مبارک ہر پیر رکھا اور بلند ہوئی جنت
رسول خدا نے پوچھا کہ اب کیا دیکھتے ہو علی مرتضیٰ نے کہا کہ سر اپنا عرض پر دیکھنا
ہوں اور ایسے قوت پاتا ہوں کہ چاہوں تو آسمان کو گرداؤں یہ عرض کر کے پہلے
ہیل کو اوٹھا کر ایسا زمین پر پھینکا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا زیر نے سفیان سے کہا کہ
وہ دن یا ہے جو علی ہیل کو کہتا تھا تو سفیان نے کہا کہ اسے سرفراز طغیہ ندی
سوائی ان دو صاحبوں کے اور سب میری طرح پرستش کرتے تھے اس طرح
شیر خدا نے اور بتوں کو بھی ایک ایک کر کے زمین پر گرایا اور دلیران قریش
دستے اور بائین سے ساتھ غصہ کے دیکھتے تھے مگر یکہ زور نہ چلتا تھا جب بت
گرنے سے فارغ ہوئے تو بہ پاس ادب کو دھڑے اور زمین پر آکر مسکرائی رسولی
نے فرمایا کہ ہنستے کسو اسطے علی نے عرض کیا کہ میں ایسے جاے بلند سے زمین پر آیا
اور کوئی گزند نہ پائی رسول مقبول نے فرمایا کہ کیونکر گزند پہنچے پہلے میرے
دوش پر سے بلند ہوئے اور پھر روح الامیں نے اوتا اس سوال و جواب

دل حاسدوں کا کباب ہوا

طلب کرنا کنجیون کا سلفاقہ سے پہنچنا عثمان کو پاس اوسکے او
مائل کرنا اوسکا آجر کو دینا اور پھر رسول خدا کا کنجیان پھیر دینا
پھر رسول خدا دروازہ خانہ کعبہ پر گئے اور دیکھا کہ دروازہ قفل ہے اور کھنچے

اوسکے سلاطین زوجہ طلحہ کے پاس تھے وہ طلحہ کہ جو جنگ و حدین مارا گیا تھا اور کلید بردارے ہمیشہ سے اوسکے خاندان میں چلے آتی تھے اور ایک بیٹا سلاطین کا عثمان نام ماتھ سے خالد کے مسلمان ہوا تھا اوس سے حضرت نے فرمایا کہ جا جلد اپنی ماں سے کھینچی خانہ کعبہ کی لاوہ گیا اور کھینچی اپنے ماں سے طلب کی اوسنے کھا کہ جو میں کھینچاں دوں گی تو پھر ماتھ نہ آئینگے اوسنے کہا کہ ای مادر مہربان بات کو سمجھ کر زبان پر لایا کہ تو ندی کی تو بھر تجھے لیما وینگے اوس نے پھنک دیا کہ اگر جبر سے لیوینگے میں صبر کرونگے رضا و رغبت سے ندی کی عثمان بیٹے اوسکے نے سمجھایا کہ جو خوشی ہو دیگی تو یقین ہے کہ پھر ماتھ آئینگے اور اگر زور و جبر سے لیوینگے تو پھر ماتھ آنا محال اس عرصہ میں وقت غار کا آجہو نچا حضرت نے صدیق و فاروق کو حکم دیا کہ تم جا کر عثمان کو معہ کھینچی جلد لاؤ یہ دونو اوسکے مکان پر گئے اور آواز دی کہ سالادین منتظر کلید حرم کے بیٹھے ہیں جلد کھینچی لیکر چارے ساتھ چل اور اگر تامل کرو گی تو ہم اندر مکان گھس کر کھینچی سمیٹ کر کھینچ لیا وینگے جو سلاطین نے یہ صدا سنے کھینچی بیٹے کو دیدے اور کہا کہ تبسم اور عدی مراد خلیفہ اول و دوم سے ہے انکو دنیا عثمان ڈور کر کھینچی خود خدمت رسول مقبول میں لیگیا عباس نے کہا کہ یہ خدمت مجھ کو عنایت ہو عثمان نے کھینچی مٹھی میں دیانی رسول خدا نے اوس سے کھینچی طلب کی اور فرمایا کہ اگر تو ایمان رکھتا ہے ساتھ خدا کے تو کھینچی مجھ کو دے عثمان نے کھینچی پیش کی اور عرض کیا کہ یہ آتا ہے اس خاک سار کے آئندہ آپ مالک و مختار ہیں یہ بات سنکر عباس نہہے خاموش ہو رہے حضرت دروازہ کھول کر داخل کعبہ ہوئے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور پہلے غم کو ہلایا اور اوسکو تعزیر خواب یاد دلانی اوسنے شرمندگی سے

سجڑہ کیا اور اقرار کیا بعد اوسکے عثمان ابن طلحہ کو دیدے اوسنے اس احسان پر
 انگلیں قدمو پیرلین اور کنجیونکو لیکر چوہا اور سر پر رکھا شکریہ کرتا ہوا اپنے مکان کو
 روانہ ہوا اوسوقت شرفائی بطلی امیر وارہوے کہ ہمارے حق میں کیا ارشاد

ہوتا ہے

حمد الہی کرنا سرور کائنات کا اور پونچھنا قریش سے کہ مجھ کو اپنے
 حق میں کیسا جانتے ہو اور خوشی آمد کرنا اون سب کا اور عفو کرنا

اور خطبہ پڑھنا اور حدود دین ارشاد کرنا

پہلے حبیب خدا نے حمد الہی اسطر سے بیان کے کہ شکریہ سپاس ہے اوس خالق کو
 کہ جس نے بندہ اپنے کو ادب اہل عناد کے فتیاب کیا اور وہ قادر ہے کہ جس نے اصحاب
 فیل کو اپنے قدرت قادرہ سے پایہ زنجیر کیا تھا ایک قدم نہ بڑھا سکے سبحان للہ
 اب عنایت اور کرم سے تسلط اوپر حرم کے عطا فرمایا اور بتونکو نرنگوں او
 خوار کیا پھر موٹھ طرف اہل بطحا کے کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے گمان میں کیسا ہوں
 سبہوں نے عرض کیا کہ سوئی نیکی کے گمان بدیکا نہیں رکھتے ہیں ہم اور تم برا
 کالان ہوا اور صاحب اختیار ہوا اور ہم سے بُرائی ہوئی ہے ایسا کیجئے کہ جیسا ہو
 نے اپنے بہائیوں سے کیا تھا پس حضرت اونکی بجاہت اور عجز کو دیکھ کر درجہ
 باری میں دونوں انکو ہونے اشک جارسے کر کے فرمانی لگے کہ میں تائید رب
 کرم سے وہ ہی کرونگا جو یوسف نے اپنے بہائیوں سے کیا تھا اور کسیر حاکم
 انتقام نہیں لیتا ہوں اس بات سے سب شاد ہو گئے اور حضرت نے
 خطبہ سا مختصر فصاحت و بلاغت کے اس طرح پڑھا کہ وہ خوش و طہور ہو گیا اور سب

نوع انسان و جن و ملک آب و آتش خاک و باد کوہ و صحرا آسمان و زمین اور جو کچھ
کہ ممکنات سے بیچ نظر کے آتا ہے یہ سب اس کے قدرت کا تماشا ہے مشرق سے
غرب تک تمام اہل عالم اس سے خواستگار اور چونٹے سے تابہ قیل جتنے جانور ہیں
بیکار نہیں ہیں سب پر قدرت صانع پروردگار روشن و آشکار ہے اپنی عنایت
مجموعہ بندہ بی یار کو انصار و اقتدار ایسا عنایت فرمایا کہ دین موسیٰ و عیسیٰ اور بت
پرستوں کو باطل کیا اور مٹایا لوٹ بتوں سے اس کے امداد سے کتبہ پاک ہوا اور
سر مشر کو نکا زیر خاک ہوا بعد شکر و جہان افرین کے احکام دین سے پہلے قصاص
اور دیت اور حدود و جسطرح سے کہ قریش میں معمول تھا باطل کیا اور موافق شان
نزول کے ان احکام کو جو حدود و اہلی تھے جاری کیا اور اشرف بطحا سے کہا کہ
آج ہی قدیر نے تم سے کبر و غرور کو دور کیا اور بنی نوع انسان تمام نسبت آدم علیہ
السلام سے رکھتے ہیں جب ذریت ایک پدر کی ہوے تو ایک دوسرے پر تفاخر
کیا سب مبتدی اس کے ہیں باپے تمہارا ایک بندہ تھا اور یہ جانو کہ کوئی بندہ
مزدیک خداوند عالم کے معززت آباؤی سے نہیں ہے عزیز و مکرم وہ ہے کہ
جو متقی اور بندگی میں وہ سپیکے ساتھ فرخندگی یا زندگی بسر کریں

بہ پیش خداوند از بند گے	بود بندہ را فخر و فرخند گے
نہ از خود پسندی کبر و غرور	کہ او خواند عبدی چنین را کفور

حکم فرمانا سرور کائنات کا واسطے آذان کے بلال کو اور آذان
دینا بلال کا اور یہودہ کوئی قریش کی پوشیدہ اور خبر دینا حیریل کا

اور یہاں ایک سے پہلے فرشتہ آیا اور فرشتہ کہنا کہ اے بلال

کائنات

ہونا اور دولت سرا میں جانا حضرت کا اور دوسرے دن بتجانی
ٹوٹنے کا حکم دینا

جب حضرت خطبہ سے فارغ ہوئے تو بلال کو حکم دیا کہ بام کعبہ پر جا کر آذان کہو بلال نے
بام کعبہ پر جا کر آواز بلند آذان کہے اہل شہر اور اہل جیل آواز کو سنکر ہیبت و حق
کاٹنے لگے اور سفیان اور چند مشرکین یہودہ گوئی کرنے لگے سفیان نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ اگر میں کچھ زبان سے کہوں گا تو سنگریزہ زمین کے محمد کو خردیوینگے
جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو حیریل نے خبر دی کہ فلان فلان ایسا کہتا ہے حضرت نے
اون سرکشوں کو طلب کیا اور جو کچھ اونہو نے کہا تھا وہ سب اونکے سامنے بیان کیا
سب نے اعتراف اور اقرار کیا اور کہا کہ فی الحقیقت یہودہ گوئی ستم ہے اب یقین ہوا کہ آپ
رسول امین بیشک ہیں اس راز سے سوائی خدا کے کوئی آگاہ نہ تھا یہ کہہ کر مسلمان
ہوئے سفیان نے عرض کیا کہ میں سمجھے اوس صحبت میں تھا میں نے کوئی بات نہیں
کہے حضرت نے مسکرا کر اوسکے دیکے بات بیان کر دی بعد اوسکے سوار ہو کر جانب
خیمہ گاہ تشریف لیگئے اور دوسرے روز جب آفتاب بلند ہوا دیران دین چارون
طرف سے واسطے حصول ملازمت ختم المرسلین کے حاضر ہوئے آپ نے چند نامداران
شمسیر زن کو انتخاب کر کے ٹھوڑی ٹھوڑی فوج ہمراہ کر کے حکم دیا کہ جہان جہان
بتخانہ ہوں اونکو کہو کہ گرا دو اور بتوں کو توڑ کر خاک میں ملا دو دیران دین نے
حسب ارشاد ختم المرسلین کچھ چار طرف جا کر جہان جہان بتخانہ تھے سب خاک میں
ملا دی نام و نشان بتوں کا باقی نہ گیا اور خوشی و غوری سے اگر خدمت حضرت میں ہومز
کیا اس خوشخبری سے حضرت شکر الہیہ بجالائی اور فرمایا کہ اب کعبہ میں بت پرستے

انشاء اللہ تا بہ قیامت نہ ہو گے

پہنچنا رسول خدا کا طرف قوم خزیمہ واسطے اطلاع آنے اونکی کے
اوس جگہ اور عناد سابق سے اون بیگناہوں کو ساتھ بکری کے

قید کرنا اور قتل کرنا

بعد دو تین روز کے حبیب خدا نے خالد کو تین سو تلواریں ہراہ کر کے حکم دیا کہ تو جامعہ ہراہ کر کے
جہان پر خزیمہ رہتے ہیں اور ایک گروہ آل سلیم سے کہ خالد کے شریک تھے اونکو
بھی خالد کے ہراہ کیا اور خالد روانہ ہوئے اور خالد کو قوم خزیمہ سے اس سبب سے
عناد تھا کہ چچا اسکا سودا گر تھا اور ملک یمن سے مال لاتا تھا اوسے گروہ بین بئر
کے تھے اور خزیمہ نے اوسی قتل کر کے لوٹ لیا تھا لیکن اس بات کو زمانہ بہت
گزر تھا کہ اون قاتلون سے کوئی باقی نہ تھا دوسرے یہ کہ ہنگام کفر میں رسول خدا
بہت پامال کیا تھا جب خالد فوج لیکر قریب پہنچا اونکو خبر معلوم ہوئے وہ بھی
ہتیار لگا کر باہر نکلے خالد نے اونکو آمادہ جنگ دیکھ کر پوچھا کہ تم اہل کفر سے ہو
یا اہل دین سے سہوں کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور رسول خدا کے اطاعت کرتی
ہیں اور خدا کی عبادت کرتی ہیں اور مسجد میں نماز پڑھتے ہیں خالد نے مکاری سے
کہا کہ پھر ہتیار کیوں باندھے ہو اوہوں نے کہا کہ ہم ساتھ گروہ کے دشمنی رکھتے
ہیں اس ارادہ پر اتنی محنت ہمارا گمان بھی نہ تھا خالد نے کہا کہ اگر سچ کہتے ہو تو ہتیار
کھول دو اوہوں نے راست گوئی سے ہتیار کھول کر ایک جگہ رکھ دیے پھر اسنے
اپنے پاس بلایا اوسوقت اپنے ہمراہیوں سے حکم دیا کہ انکے منہ کے بندھوا انصار و اہل
ہجرت نے انکار کیا کہ مسلمانوں کو ہم نہ باندھیں گے مگر آل سلیم جو خالد کے قوم سی تھے

ادھوں نے دوز گریہ کے مشکین باندھ لیں اور گہبہ و سمن سے بہاگ گئے اور سب مال اونکا آل سلیم نے لوٹ لیا غنیمت اور قیدیوں کو متزل گاہ پر اپنے لاکر ایک ایک آدمی ایک ایک اپنے عزیز کو سپرد کیا

عاجزی کرنا ایک قیدی کا اہل خزانہ سے اور لیجانا پاس زوجہ اوسکے کے اور گریہ و زاری کرنا اوسکا

جب ایک دن و ایک رات گزری تو اون قیدیوں سے ایک شخص نے اپنے نگاہبان کہا کہ مہربانی سے بعید نہ ہو گا جو میرے مکان تک مجھ کو تم پہلو تاکہ میں اپنے زوجہ سے وداع ہوں یہ مروت سے اوسکو اوسکے مکان پر لیگیا جب یہ قریب خیمہ اپنے کے پہنچا تو اوس خیمہ سے ایک عورت باصر آئی اور اوسکو دیکھ کر لپٹ گئے اور دونو حد زیادہ گریہ و زاری کرتی تھے اور اشعار پڑھتے تھے پھر اوس نگہبان نے اوس سے جدا کیا اور وہ ایسے گریان و نالان ہوئی کہ بیان اوسکا نہیں ہو سکتا جب وہ جوان سہراہ پاسبان کے روانہ ہوا تو یہ بھران نصیب روتی ہوئی اپنے خیمہ میں گئے شہر

ز چشمش نہان گشت چوں آنچوان | بخیہ درون رفت شیون کنان

قتل کرنا خالد کا اسیران بیگناہ کو اور آنا اوس عورت کا اور شیون کر کے جان دیشا

جب وہ دن گذرا اور شام ہوئے خالد نے دلیران آل سلیم کو بلا کر حکم دیا کہ سب اسیر و نکی سرتن سے جدا کرو جب اونلوگوں کو خنجر بکف اسیروں نے دیکھا تو رو کر کہا کہ اے مردان دین ہمارے قتل پر کیوں آستین چڑھاتے ہو ہم تمہاری دین و آئین میں ہیں جسے تمہارے کہنے سے ہتیار کہولڈ اے اور تمہنے چکو بیگناہ اسیر کیا

اور لوٹا اب قتل کر نیکا باعث کیا ہے تم چکو یا اس رسول مقبول کے پہلو جو وہ حکم دیوینگے وہ ہم قبول کرینگے لیکن آل سلیم نے ازراہ دشمنی کے کچھ نہ سنا اور قتل کرنا شروع کیا دیہ پجاری ہر چہار طرف نگاہ کرتے تھے مگر کوئی فریاد رس اپنا نہ پاتی تھے جب وہ ظالم سرا سیردن کے کاٹ چکی تو خالد کو اگر خوشخبر ہے دی یہ بہت شاد ہوا جب صبح ہوئی تو قوم خنزیرہ میں یہ خبر پہنچی کہ رات کو اون اسیر کی سر کیا آہ و شیون ہر خیمہ سے بلند ہوا کوئی سر پٹیا مٹاتا اور کوئی بال نوچتا تھا پس وہ عورت کہ جس نے اپنے شوھر سے باتیں کیں تھیں وہ بیٹا بانہ گریبان چاک سر ہر خاک پر لیشان حال لشکر گاہ میں اگر با حال تباہ اپنے تئیں قتل گاہ میں پہنچا یا اور کشتوں کے گرد پھرتی تھے کہ ناگاہ تن بیسر اس جوان کا دیکھ کر اپنے تئیں اوسکے پیر و پھر ڈالا اور انگھیں اوسکے پیر و پھر ملتے تھے اور نالہ کرتے تھے یہاں تک کہ جان اپنی دی اس حالت کو ہر پیر و جوان دیکھ کر رونے لگا اور خالد پر لعن

اور طعن کرنے لگا

فریاد کرنا ایک قدی کا پاس رسول خدا کے اور آئندہ ہونا تھا خالد سے اور رضی علی کو واسطے خون بہا اور تاوان مال اور قسے اس قوم کے بھیجنا اور آنا خالد کا اور متوجہ نہ ہونا حضرت کا

اور شرمندہ ہونا اوسکا

راوی کہتا ہے کہ ایک دن اسیر دن سے پاس غی کے آیا اور کہدار خالد کو مٹا حبیب خدا جو آگاہ ہوئے کہ ابن ولید نے اوپر اہل دین کے یہ ظلم سفید کیا تین مرتبہ غصہ سے فرمایا کہ سبزار ہو نہیں ای کہو گا اس کہدار کہدار خالد سے

اور بعد اسکے نقد و حبس عیسوی نقصان کے مہیا کر کے ہلی مرقضی کو بلایا اور رو کر
فرمایا کہ یہ مال واسباب طرف جی خزانہ کے لیجاؤ اور اوپر مہربانی ایسقدر کرنا
کہ غم اونکے دل سے بہول جائیں پس شیر خدا حسب ارشاد رسول خدا اوس
قوم میں گئے تو سب روئے اور فریاد کرتے ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو
حضرت نے لطف و مہربانی سے تاوان و خون بہا ہر ایک کو دی دیکر راضی کیا
جب وہ دردمند خوشنود ہوئے امیر عرب شاہ نجف طرف پیغمبر خدا م کے آئے
اور رضامندی اوس قوم کے بیان کے رسول خدا نہایت شاد و خورم ہوئی
دوسرے روز خالد کینہ و رہ پاس خیر البشر کے آیا حضرت نے آزدگی سے موخر فرمایا
یہ بنی الطغفانی سے شرمندہ و خوار ایک گوشہ بین پٹھا اور اصحاب ہجرت جو
خالد کے ہمراہ تھے اور قتل خرنیمہ سے پہرے تھے اونہوں نے دست بوسی کے
رسول خدا نے اونسے حال پوچھا اونہوں نے بنی لاف و گداز مع احوال اور
عورت کے تمام و کمال بیان کیا حضرت نے رو کر کہا کہ تم میں سے کوئے
رحم نہ کر کیسا مہیا تا نید پروردگار مجید سے یہ داستان سنہ تمام ہوئے



آفتابستان جنگستان و جمع ہوا تو قیامت و سزاؤں کا

راوی کہتا ہے کہ سالار دین نے تائید جہان آفرین سے جنگ حرم سے جب فتح پائی اور ساکنان دو حرم غم و غصہ سے اپنے جگہ ساکن ہوئے اور ثقیف و موازن دو گروہ عظیم کہ بیچ ملک طالیف کے مقیم تھے اور کثرت آلات حرب اور افر ذلت مال و سامان میں مثل اون کے کوئی عرب نہ تھا اشراف اور بزرگان اوس قوم نے آپس میں ایک روز کہا کہ محمد فتح حرم سے بہت قوی ہو گیا ہے اور کسی کو جہانین بغیر اپنے تابعداری کرای نہ چھوڑے گا اور نہ کوئی دین و آئین سوائے آئین اپنے کے باقی رکھے گا آخر کار ہم سے یہ طلبگار کارزار ہو گا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے سے حفاظت کا سامان کرین سب

اس واسے پرستفق ہوئی

امداد طلب کرنا قوم ثقیف کا یعنی کعب اور آل کلاب سے اور انکار کرنا اون کا اور مستفق ہونا بنی سعد اور بنی نصر اور آل حلیم اور مالک کو سردار کرنا اور ابو جریول کو علم دینا اور باہر آنا ساتھ گروہ کے اور منزل اول میں سناورید کا اور استعجاب کرنا

پہلے واسطے جمع کرنے سپاہ کے اور قبیلوں سے کہ آپس میں ہم نسبت مدد طلب کریں بنی کعب اور آل کلاب نے انکار کیا اور بنی نصر و آل حشیم اور بنی سعد نے کمر اوپر دشمنی کے باندھی اور مستعد واسطے امداد کے ہوئے سردار قوم موازن اب جو ان مغرور مالک نام کو اوپر اپنے امیر ہر صغیر و کبیر نے کیا اور گروہ سے آلات جنگ سے آراستہ ہو کر یلان خود و جویشن پو شان گھوڑ پیر سوار ہو کر قریب تین ہزار کے آمادہ جنگ خداؤ بنی پاس اوس نو جوان کے

جمع ہوئے اور مالک غور سے ہزار در ہزار اپنے اوپر نازان ہوا اور نشان اینا ابو
جبریل کو جو قوت بین مثل رستم و سام تھا اور عراق و حجاز زمین بین اپنا مقابل نہ کرتا
تھا تنہا ہزار آدمی سے لڑتا تھا اوسکو دیکر کہا کہ ای شکر شکن یہ سب تیرے ہمت
وزور و بازو پر قوی دل بین ابو جبریل نے وہ نشان لیا سب سپاہ بہت خوش
ہوئے کہ صاحب ہوا ایسا جوان پہلوان ہوا اسکے بعد مالک نے خیال کیا کہ مالیعیال کو
ہمراہ لے لیوں تاکہ اونکی پابندی سے کوئی موخر دشمن سے نہ موڑے اور سب کو حکم
دیا کہ ناموس و مال کو ہمراہ لیکر طرف کعبہ کے روانہ ہو اور آگئی فوج کے ابو جبریل
رزم خواہ اور پیچی لشکر بیکر ان چلے جاتی تھے جب مقام روطاس میں پہنچے تو منزل کے
راوی کہتا ہے کہ اوسوقت قوم حقیقہ سے ایک جہان دیدہ جوان نامور دریدنا
بوڑھا نشیب و فراز زمانہ کا دیکھتے ہوئے فاشوری میں مشہور عرب ایک ستوا سا تھر
برس کل سن اندھا جب اوس منزل میں مقیم ہوئے تو اوسکے کان میں آواز نہی
لڑکوں کے چہینے اوسنے پوچھا کہ میرے کان میں آواز عورتوں کی اور لڑکوں کی رونی کے
آتی ہے اس رزم گاہ میں عورتوں اور بچوں کا کیا کام ہے ایک شخص نے فوج سے
کھا کہ سالار ہمارا مالک نو جوان ہے واسطے آرام و رفع نلال کے اہل و عیال کو
ہمراہ لیا ہے اور اور قوم نے بھی موافق حکم اوسکے کے اس پر عمل کیا ہے دریدنے
یہ سنکر ایک آہ کھینچے اور کہا کہ یہ خام عقل ہے

آدمی بھیجا درید کا واسطے طلب کردے مالک کے اور آنا اوسکا
اور نصیحت کرنا درید کا اوسکو اور غضب ہونا مالک کا نہ راہ طمہ خانہ
اور پید ہونا قوم کا اور ارادہ کرنا مالک کا اوپر قتل اسنے کے اور

ناچار ہو کر متفق ہونا قوم کا ساتھ اس کے اور طرف حرم کے جانا
 دریدے ایک آدمی دانا کو اپنے قوم سے بلایا اور کہا کہ پاس اوس نوجوان کے جا
 اور بعد سلام کے کہنا کہ مجھ کو چند باتیں ضروری کہنا ہیں بسبب نابینا ہونے کے
 میں غدر رکھتا ہوں اگر تو قدم رنجہ فرمائی تو بہتر ہے پس وہ یہ شنکر اس کے
 پاس گیا اور پیغام پہنچایا مالک فوراً اس کے خیمہ میں آیا اور تخلیہ چاہا دریدے نے پوچھا
 کہ اے نامدار پہلے یہ بیان کر کہ کون کون گروہ کمر بستہ ہیں مالک نے کہا کہ بنی نعبد آل
 کلاب عمرو عامر سپرانی خوف کہ شیران نہ سے خوف نہیں رکھتے میں دریدے نے کہا کہ
 غلہ کو پسند ہیں اور کون ہے مالک نے کہا کہ بوجرول کہ سپر ساری شکر کے نظر ہے
 اوس پیر نے کہا کہ بس ایک مرد ہے ہاں جوان اب یہ کہو کہ زن و اطفال کا دشت نبرد
 میں کیا کام مالک نے کہا کہ ہر چیز سے جان بہتر ہے لیکن ناموس اوس سے بہتر ہے
 کہ جان واسطے ناموس کے دیتا ہے مرد دریدے نے اوس وقت دردتے کہا کہ افسوس اے
 نادیدہ مرد یہ گفتگو خیالی ہے روز بد نہ آوی مبادا شکست ہو تو نہ فرزند یا دریدہ کا
 نزن اپنے اپنے جان کی پڑی گئے اوس وقت ننگ و عار نہ باقی رہیگا ابھی کچھ نہیں
 گیا ہی ان ضعیفوں پر رحم کرا اور ایک نامہ بنی کعب آل کلاب کے واسطے دینی مالک مالک
 لکھ کہ پہلے تم جنگ کرو انکی بعد تو میدان میں قدم رکھو پہلے گنے سے محفوظ رہیگا
 مالک اس گفتگو سے براستغفہ ہوا اور تیوری پر ہل ڈال کر کہا کہ اسے پیر یہود وہ
 گوئیرے جو اس بین غلہ لایا ہے اس سے تر اس تجھ پر غالت گئے تجھے رائی لی ہے
 جو تو ایسے باتیں کرتا ہے تدبیر جنگ میں تیرا کیا کام یہ کہہ کر عفتہ سے اٹھ گیا اور بدلتے
 اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ لڑکانا داں ہے ابھی نشیب و فراز زمانہ کا نہیں دیکھا ہے یہ

خود رسال نادانی سے سب کو پامال کر ایسا کر اپنے جان و مال کے سلامتی چاہتے ہو تو اس نوجوان کے ہاتھ سے بچو دیروں نے یہ بات شکر مالک فرمان برداری سے سر پھیر مالک نے دیکھا کہ اہل حجاز سب پہرے ہوئی ہیں جہالت سے تلوار اوپر ناف اپنے کے رکھی اور کہا کہ اگر دلیران سپاہ میرے حرمت نگاہ نہ کہیں گے اور کہیں سے لوگوں کے بیوفائی کرینگے تو میں جان اپنے دو گنا پہلے تو اتفاق کیا اور اب نفاق سبہوں نے چار و ناچار شرم سے کہا کہ تو اپنے تئیں ہلاک نہ کر ہم عہد و پیمان سے نہ پرینگے مالک نے جب یہ خواب سنا تو دل اوسکا مثل گلشن کے شاداب گیا اور دوسرے روز صبح کو طرف حرم کے روانہ ہوا

خیر پہنچنا ہنگامہ کفار کے سید ابرار کو اور آدمی پہنچنا حضرت کا واسطہ دریافت کرنے حال اوس سپاہ کے اور جانامرد و دیندار کا اور خبر لانا اور عظمت و لشرت اونکی کو بیان کرنا اور حکم دینا حضرت کا اہل اسلام کو اور سب قوموں کو جمع کرنا اور مہتا ہو کر آقا قوموں کا خدمت رسول مقبول میں

جب جناب رسالت مآب کو خبر پہونچی کہ طائف میں کثرت سے مشرکین جمع ہیں اور حرف حرم کے آتی ہیں یہ خبر شکر حضرت نے ایک نامور دین دار دانش مند ہوشیار کو بلا کر حکم دیا کہ تم لشکر گاہ دشمن میں جا کر غور سے دیکھو کہ کس طرح کے سامان سے ہیں اور سپاہ دار آپس میں ایک دل ہیں یا نہیں پس ادب سے بوسہ دیکر و شخص روانہ ہوا پھر سالار دین نے اہل ہجرت اور انصار دین کو حکم دیا کہ سامان جنگ مہیا کرو اور نامدا ان لفظ از میں کیا کا مگیا اہل دین سب آمادہ رفاقت سید المرسلین

ہر سو کے شمار سپاہ ظفر انتساب حساب میں سولہ ہزار تھے اس عرصہ میں وہ خبردار
 بھی آپہنچا اور عرض کیا کہ سپاہ قریب تیس ہزار کے کفار کی ہے اس میں سوار
 زیادہ اور پیادہ کم ہیں اور سر تا پا فوق آہن ہیں اور مردان جنگی سے جبرول نامی ایک
 دلیر کھنڈ اور مرحب سے کچھ کم نہیں ہے اور دانشمندی و رائی دینے میں دریدہ نامی
 عقلمند ہے مگر ناموافقیت مالک کے خاموش ہے اور سپاہ دار آلہ میں خوب صفائی
 رکھتے ہیں اور سامان اون مشرکوں کا شرح بیان سے زیادہ ہے اور چار پاؤں کے
 ایسا دشت بہرا ہوا ہے کہ نظر پہنچنے میں کوتاہی کرتی ہے حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ
 امید ہے کہ خدائی جہان سے کہ مال اور اجناس اون مشرکوں کا ناداران دین پر
 تقسیم ہوا اسکے بعد حکم دیا کہ دلیران جنگی آراستہ واسطے کارزار کے ہوں اور
 اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں حسب فرمان واجب الاذعان جو انان عالی شان نے
 زرومانی داودی اور خود مانی آہنے سر پہ رکھے اپنے ٹیٹن آراستہ کیا اور شمشیر
 و خنجر کشے اور بائین لگائی اور سپہن اوپر پشت کے اور سنائین پہنچتے مشیت کی
 لئے ہوئے اور زمین پر گز مانی گران رکھے ہوئے پہلوان لشکر سامنے سالار
 دین کے حاضر ہوئے

سوار ہونا سرور کائنات کا واسطے جبر گہودے کفار نابکار کے
 اور نشان سونپنا شاہ دلدل سوار کو اور روانہ ہونا
 خلیفہ خداداد دولت سراسرے باصرہ شریف لائے اور فرق مبارک پر کلاہ آہنی رکھی
 اور تیغ نکر میں باندھے ہوئے اور سپر دوش پر ڈالے ہوئے اس شان و شوکت سے
 باصرہ شریف لائے اصحاب چاروں طرف سے دوری حضرت نے نشان خاص علی مرتضیٰ

طلب کر کے عنایت فرمایا اور کہا کہ جاننا ہوں یہ جنگ بھی تائید خدا سے تیری ہے
 ہاتھ سے فتح ہو گے شیر خدا نے اوس نشان کو مانتھین لیکر بوسہ دیا اور آنکھوں سے
 لگایا اور آگے آگے رسول مختار کے روانہ ہوئے شعر

بدنبال او اشرف المرسلین

ہمین رفتہ در پیشِ حضرتِ عالمِ دین

جو آمد بدرگاہِ عرشِ فتخار

دلیرانِ دین از ہمین ویسار

حضرت بھی اپنے ناقہ پر سوار ہو کر معہ اوس لشکرِ ظفر پیکر کے روانہ ہوئے تمام دست
 و کوہ کثرت لشکر و انہو سے بہرا ہوا دیکھائے دینا تھا اوس وقت ابو بکر کثرت
 فوج کو دیکھ کر تعجب سے کہنے لگا اس سپاہ سے کوئی بر نہ آویگا چاہے قیصر روم ہو اور پچا
 سلطان زنگ بار ہو اور ثقیف و ہوازن کیا جان رکھتے ہیں جو اس سپاہ کی مطہرت
 دیکھیں ہمارے فتح یمکان ہو گے اس بات سے ہی قدیر بشیر و وزیر کو شکست
 فوج سے خبر دینا ہے کہ سوائے چند آدمیوں کے پاس رسول مقبول کے کوئے
 فضول گونہ بیگناہ تاکہ اپنے زور بازو پر نازان اور مغرور اس ہر میث سے
 نہ امت اور نہ ہائین

خبر پہنچنا مالک کو اور پہنچنا آدمی واسطے خبر کے اور آنا اوسکا اور
 خبر پہنچانا اور قید کرنا مالک کا اوسکو اور پہنچنا وہ سر کے
 آدمی کو واسطے خبر کے

راوی کہتا ہے کہ جب سالار دین معہ فوج آگے بڑھے اور یہ خبر مشہور ہوئی جب
 مالک نے سنا تو دو آدمی ہوشیار کو بلا کر کہا کہ لشکر گاہ سرور دین میں جا کر کمی
 پیشے لشکر سے خبر لاؤ پس وہ دو نو قریب لشکر کے آئے اور دو دیران دین سے

سامنا ہوا اور یہ اونکو دیکھ کر پھر گئے مالک سے کہا کہ ہم لشکر تک گئے تیرے وہاں
 دھواں ہو گیا ہے کہ اونکی و ہشت سے ہول ہمارے دل میں پڑ گئے اسوجہ سے کہ
 ایک اونہیں سے تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ تم کون ہو ہماری سپاہ سے نہیں ہو
 ایسا رعب ہم پر چھایا کہ چلنے سے پیر اور گشتار سے لب بند ہو گئے مگر سنے کہہ جواب
 ندیا لاچارادھر کو پھرائی اور یقین جاتے ہیں ہم ایسے فرار ہو کہ جو کوئے اوپر
 نظر ڈالے گا جسے زیادہ مضطر و پریشان ہو جائیگا مالک اس گفتگو سے آزرہ
 ہوا اور کہا کہ غلو پہنچے ہیں میں غلطی کے تم قابل زندان ہو موقوفہ کرنا چاہئے تاکہ
 یہ بات مستکر سپاہ بیدل نہ ہو بعد انکے دو اور جوان واسطے امتحان اس بات کی
 متڑ گئے کہ تالشکر حق پرستوں کے خبر لاوین وہ بھی گئے اور دیکھ کر پھر آئے اور
 آگے کہا کہ جو پہلے سنا تھا ویسا ہی ہے اور کہا کہ دو منزل پر یہاں سے لشکر حق
 پرستان ہے ہمارے نزدیک جنگ سے صلح بہتر ہے اس پر اون دونوں کو سنھے
 اسے قید کیا۔

جمع کرنا مالک کا قوم اپنے کو واسطے مصلحت جنگ کی اور قرار
 دینا کہ اوس صحرائین رہیں اور گڑھوں کے آڑے پکڑیں اور خبر
 پہنچنا حضرت کو اور فوج کو مرتب کرنا اور نشان دوسرا عمر اور
 سعد وقاص کو دینا اور روانہ کرنا

بعد اونکی قید کرینیکے ہر قوم سے چند آدمی آزمود کار جمع کئے اور مالک نے کہا کہ اے
 دوستوں مجھ واسطے جنگ کے آگے اور علی نشان لئے ہوئے ہیں کل یا پڑ سون پہنچ
 جاوینگے ایمر دان جنگ کہان پر لڑائی کیا وے ایسے جگہ مقرر کرو کہ میدان تمہارے

ماتھر رہے ہر ایک نے ہر ایک جگہ کا نام لیا دوسرے نے اوسکا عیب بیان کیا آخر ایک
 شخص جہان دیدہ نے کہا کہ اس میدان سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے کسوجہ سے
 کہ وہ ناواقف آدمی تھے اور ہم یہاں گہات سے گزر ہو زمین میں بیٹھے ہوئے جب اون کا
 گزران کو پوچھنا ہوگا ہم ہر چار طرف سے تیغ و سنان میں گہیر لیونگے اونکو سوا
 بہاگنے کے اور گہہ نہ بن آویگا میدان ہمارے ماتھر بیگناہ بات اوس جہان دیدہ کو
 شکر سب سے پسند کے اور اوی میدان میں قیام کیا حضرت کو جب یہ خبر ہوئی کہ کفار نے
 حنین میں مقام کیا حضرت نے حکم دیا کہ لشکر بھی اوس طرف روانہ ہوا اور ترتیب لشکر
 اپنے دوبارہ کیا ایک نشان عمر کو اور دوسرا سعد و قاص کو اور باقی اسطرح
 اور اہل حرم و اہل شرب کو بھی جدا جدا نشان عنایت فرمائی سب دلیران دین
 جو شان و خروشان دستے اور بائیں اور آگے اور پیچھے مثل شیران خونخوار کے چلے
 جاتی تھی جب اوس مقام پر پہنچے کہ صحرا گڑھوں سے اور ٹیلو سے ہولناک ہو رہا تھا
 اور اوس بلندی و پستے میں سوائی کو پھونکی اور کوئی راہ نہ تھی ناچار کو پھونسنے
 روانہ ہوئی اور ایک دوسرے سے ہراگندہ ہو کر تھان ہوئے
 انا لشکر اسلام کا کو پھون سے طرف میدان کے اور ڈوڑ پڑنا لشکر
 کفار کا اور پہاگنا لشکر اسلام کا اور پہنچنا ایک اصحاب ہجرت کا
 پاس سفیان کے اور طعنہ کرنا سفیان کا

جب گزرا اوس میدان میں ہوا تو دیکھا کہ ایک دریائی آب ہے اور فردان خنجر گزار
 مثل منہگوں کے بشمار ہیں وہ تلواریں دفعتاً کھینچ کر اوپر انکے ڈوڑے انہر ایسے
 ہیبت ناری ہوئے کہ سوائی جان بچانیکے اور کچھ نہ بن آیا سب سے پہلے خالد پہاگا

کہ جسکو بعض مسلمان زبانی رسول اللہ کے سیف اللہ کہتے ہیں جب ایک بارگی
اسقدر سیاہ بہاگی تو شور و غلّ محرابین پیدا ہوا کوئی نیزہ پہینکتا تھا اور کوئی
تلوار اور کوئی سپر پہینک کر بہاگی جاتی تھی ہر چند سالار دین آواز دیتے تھے
کہ ہمارے پاس آؤ مگر کوئی نہ سننا تھا اور خداؤ تہی سے شرم آتی تھے اتنے میں ایک
اصحاب ہجرت سے کہ میر و وفا میں دعویٰ رکھتا تھا بہاگا ہوا سفیان کے پہلو سے نکلا
سفیان نے ہنس کر آواز دے اور کہا کہ تو ہی تو ای جوان کہتا تھا کہ اگر سو ہزار جان
تو قدم پر رسول زمان کے فدا کروں اور جو کوئی کفار سے امان چاہتا تھا تو تلوار
کہیں چکر اسکے قتل کر نیکی موجود ہوتا تھا آج تو پیر و دگار نے تیس ہزار آدمی واسطے
تیرے قتل کے بھیجی ہیں آج کیا ہوئی وہ تیغ خون ریز تیرے یہ شرط و فائدہ نہیں ہے
کہ اسوقت رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر بہاگا جاتا ہے تو پھر جا اور جہان تک ہو سکے
مشرکین سے جنگ کر لیکن اوسنے ان باتوں کو کچھ نہ سنا اور ایک طرف اوسل
دشت میں بہاگا چلا گیا شیر خدا تنہا مقابل میں تیس ہزار کے رہ گئے
بہاگنا ہر قوم کا اور رہنار رسول خدا کا معہ آٹھ آدمی آل ہاشم سے اور آپ
ناقہ بڑا ناواسطے جنگ کے اور ہمراہ رکاب ہونا سفیان اور حارث کا
اور دوسرے طرف عباس کا اور یحییٰ کا نہ اسد اللہ الغالب کہ جتنا کہ
میں نہ ہوں آپ لڑ نیکی بنیادین اور جناب امیر علیہ السلام کا خود
جانا مقابلہ میں تیس ہزار کے اور تعجب کرنا قریش کا کہ آٹھ آدمی
تیس ہزار کا مقابلہ کیا کرینگے

وآی خلا معہ آٹھ آدمی آل ہاشم سے کہ یہ غلّی و قریشی ہاں خیر الانام کے ہاتھ رہے

رسول خدام نے کچھ خیال بہاگے کا انصار کے نکلیا از روی یقین کے فرمائی تھے کہ تم
کوشش کرو خداوند کرم فتح دیکھو کہ کھمراپنا ناقہ بڑھایا اور نیزہ سر پر پہرایا چنانکہ حملہ
اور لشکر کیم کے کوہین سفیان حارث نے باگ روکے اور جانے سے منع کیا اور
دوسرے جانب سے ختاس کے سامنے سے شیر خدا آئی اور کہا کہ نہیں ہو سکتا اسے
رسول خدام کہ علی زعفر ہے اور آپ جنگ کو جائیں بعد میرے سر کٹنے کے
خدا اپنا کنگھیاں ہے اس بات سے رسول خدام رونے لگے اور اپنے جگہ پر ٹھہر گئے
ادھر سے یہ صاحب ذوالفقار اور ادھر سے وہ تیس ہزار کفار آمادہ پیکار ہیں
زمین اور آسمان ہر وہ وحش و طیر جن و پری حور و غلمان سبھی تماشا تھے
کہ دس آدمی سے تیس ہزار کا مقابلہ ہے اور وہ لشکر گران اونکے آنکھوں میں
بیقدر معلوم ہوتا تھا

آٹا ابو جبرول کا میدان میں اور طلبے نا علی مرتضیٰ کو اور رجز
پڑھنا اور آٹا اسد اللہ الغالب کا میدان میں اور اسکو قتل کرنا
جب ابو جبرول نے دیکھا کہ اب بنی کے پاس آٹھ آدمی رہ گئے ہیں اپنے مقام
سے گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور نشان کو گاڑا اور اپنا حسب و نسب
بیان کر کے مبارز طلب کے لگا کوئی مقابلہ کو اس کے نہ کیا دوبارہ اس
نکرش نے رجز پڑھ کر آواز دے شمع

کہ سار دہم آور د خود را دوتا	کہ مر حب کش آنمزدخبر کش
کہ شیر خدا خواندہ اش مصطفیٰ	ہما گوہ ثابت قدم در وفا
اگر ہست بر جانی خود استوار	ز اہل فرار است یا بر قدار

کہ کشند و مہرب اور کنند و دغیر کہاں ہے شیر خدا نے جب یہ گفتار یہود وہاں سے مکار کے
 سننے دلدل کو واسطے جنگ کے بڑھایا اور ذوالفقار سیان سے نکالے اور دوسرے
 مہربین نشان مصطفیٰ مہرب ہوئے سانسے اسکی آئی اور مہربس کر فرمایا کہ مہرب کا دینم
 کر بخوالا مہرب ہوں اب تیرے ہی دے آرزو براویں ابو جبریل نے جو میدان مین اسطرح
 شیر یزدان کو دیکھا تو اپنی گفتار سے پیشیمان ہونا چارا اس اسپر قضانی تلخی موت کو
 گوارہ کیا اور جان سے ماتمہ ہو کر ساتھ قبر و غصہ کے تلوار نیام سے لیکر مشیل و مان
 سانسے اس شیر زبان کے آیا اور حضرت کے سر پر ایک تیغنی دین لگا لی جو کہ فرق
 مبارک پر خود اہنی تہا کار گر نہوئے اور مثل آری کے دندانانی دار ہو گئے اسوقت
 فوت حلقہ غنفر کے مہربین حضرت نے پنجہ بین قبضہ ذوالفقار کو مضبوط پکڑ کے دلدل کو
 بڑھایا اور سر ہراو سکے وار لگایا کہ سر سے تا قاش زین دو پر کالہ ہو کر زمین پر آیا اور
 ماتمہ مہرب کے مہربے اور بائیں دو ٹکڑے ہو کر گرا اسوقت ہر چار طرف سے صدائے

احسنت بلند ہوئے

خالی دیکھنا مالک بند نہا و کامیدان کو شیر خدا سے اور موخر کرنا
 طرف اولن آتمہ آدمیوں کے اور ایک کو اولن مین سے شہید کرنا
 اور حملہ کرنا طرف سید کائنات کے اور آگاہ ہونا شیر خدا کا اور
 حملہ کرنا اوپر اوسکے اور بہا گنا اوسکا اور جانا حضرت کا اوسکے
 پیچھی اور حکم دینا سید کائنات کا عباس کو واسطے بلانی فوج کے
 اور آنا سوا نصار بہاگی ہوؤ نکا اور ایک مہربی خاک کا مہربینا اور
 جناب امیر کا حملہ کرنا

راوی کہتا ہے کہ جب شیر خدا نے میدان جنگ میں مشغول کارنا تھا اور پاس سارا درخت
چندر آدمی دیکھ کر مالک گھوڑا اوٹھایا اور نیزہ لئے ہوئے قریب حضرت کے حملہ آور آیا اور آٹھ
آدمی سے ایک بڑھ کر اسکو روکا اور وار نیزہ و سنان باہم چلنے لگے مالک نے اس
مرد میں کو تیغ و سنان سے اوپر زمین کے گرایا اور غرور سے جو شان و خروشان ہو کر
چانا کہ حضرت پر حملہ کرے اسوقت زمین نے پیر اس کے گھوڑی کے پکڑی تھیں
شیر خدا اپنے لشکار سے فراغت پا چکی تو دیکھا کہ مالک بدکردار حضرت کی طرف سنان
اوٹھانی ہوئی ہے تو اپنے اسکی طرف گھوڑا ڈالا اور نعرہ کیا کہ میں ہوں لڑنے والا
تیرا خبردار ہو میں آج پہنچا ہوں مالک نے شیر خدا کو آتی دیکھا فوراً گھوڑا بھاگ کر سامنے سے
گریزاں ہوا طرف لشکار اپنے کی پس ملی مرتضیٰ ذوالفقار خون چکان لئے ہوئے سامنے
نبی کے آکر ٹہرے ہوئے تو جناب رسالت نے عباس سے کہا کہ تم انصار میں کو آؤ
دو سو بیس سے کہ آؤ از عباس کی بڑی تھے عباس نے باؤ از بلند پکارا کہ اسے نامداران
دین جسکے واسطے آسمان و زمین خلق ہوئے وہ آٹھ آدمی سے مقابلہ میں بیس ہزار
کھڑا ہی اس آواز سے قریب سوا آدمیوں کے انصار سے بیتاب ہو کر گھوڑے دوڑا کہ
پاس رسالت مآب کے آئی اور مشرکین سے سخت بکائی ہوئے اشک بار تھے
رسول خدا نے سب کو تسلی دی اور شیر خدا سے ارشاد کیا کہ ایک کشتی پھر خاک جھینگو
اوٹھاؤ و علی نے گھوڑی سے اوڑھ کر ایک کشتی خاک زمین سے اوٹھا دی اسوقت
النبی نے کشتی میں لیکر کہا کہ یا علی جب میں یہ خاک اوپر صاف مشرکین کے پیچوں
اسوقت تم گھوڑا طرف مشرکین کے بڑانا اور انصار سے فرمایا کہ تم رفاقت
میں علی کے جانا پس بموجب حکم کے سب انصار اقبال منہ نے ہمراہی علی کرتے

اختیار کے اور رسول مقبول نے نصرت خدا سے طلب کی جب حضرت نے دست
و دعا بلند کیا تو واسطے امداد کے درگاہ کبریا سے کربو بیوں کو حکم ہوا وہ فوراً اہل
گہوڑوں پر سوار ہو کر گردون سے میدان گیر و دار میں آ پہنچے

خاک پہنکنا اشرف انبیا کا طرف کفار کے اور گہوڑا دوڑانا حیدر
کمر کا معہ سوانصار کے اور زیر تیغ کرنا کفار کو اور بہاگنا و نکلا

جس وقت حضرت نے وہ خاک مٹی سے طرف لشکر کفار کے پہنکے ہوا ایک شور وشت
کین میں بلند ہوا اور معلوم ہوتا تھا کہ ستاری مثل سنگ ریزہ ونکی آسمان سے
گرتی ہیں فوراً شاہ دلدل سوار نے بھی معہ سوانصار کے گہوڑی طرف کفار کی اور بہا
اور فقرہ تکبیر کہتے ہوئے وہ سو سوار تائید حق سے صف میں تیس ہزار کے در آئی
اور کہ خوف کثرت دشمن سے نکلیا جب علی مرتضیٰ نے قلب لشکر میں فقرہ اللہ اکبر
بلند کیا رسول اللہ نے انصار سے ارشاد فرمایا کہ اب ہنگامہ رزم گرم ہوا اور ایسا
شور و غل کفار میں ہونی لگا اور ایک دوسرے کے ماتم میں رونے لگا اور حضرت کے
جسپر ضرب پڑتی تھے تہا زین دو ٹکڑے کرتی تھی اور برق ذوالفقار سے سرو نکا
ٹکھ برستا تھا اور دریا لہو کا جاری تھا دوسرے وہ دلیران اہل سوار لشکر خاص
پروردگار سر مشر کین کو تن سے کاٹ کر ذلیل و خوار کرتی تھے اور وہ انصار دین
بھی کفار پر حملہ دلیرانہ کرتی تھے دونوں طرف کے دلیر و شہیدان و جوشان مثل ہنگاموں
دریائی خون میں شناور تھے اور صدائی دار و گیر سے میدان رزم گرم تھا اوسا
ہنگامہ میں صاحب ذوالفقار نے صفوں کو نوڑ کر مالک سردار پر حملہ کیا وہ مثل
روباہ کے مقابلہ سے شیر خوار کے بہاگنا سپاہ بی سر حیران و ہریشان ہو کر

اضطراب سے بہاگی اوسوقت کہنا درید کا یاد آیا اپنے اپنے جان کے فکر تھے نہ خیال مال نہ فرزند و عیال باقی رہا راہ و بی راہ بہاگے جانی تھے جان اپنے غنیمت جان کے جس طرف آمان بانی تھے چلی جاتے تھے شہر

پراگندہ گشتند از یک دگر

پیدا نمیداشت یاد از پسر

بجز بہت و ہوس کہ رہ یافتند

غنیمت شمرند و لذت یافتند

جانا مالک کا معہ قوم ہوا ان طرف جی تقیث کے اور شیر خدا کا خدمت رسول مقبول ہیں ساتھ فتح فیروز کے آنا اور بوسہ دینا حضرت کا پیشانی کو اور مال غنیمت کفار کو ضبط کرنا اور عباد بن بشیر کو اوپر اوس مال سے کے چھوڑنا

مالک معہ قوم ہوا ان طرف قلعہ طایف کے گیا اور جی تقیث میں دریداوسکے قوم گئے اور ایک گروہ نے باحال تباہ طرف تخذ کے راہ لی اور علی مرتضیٰ ساتھ فتح و فیروز کے خدمت رسول مقبول میں حاضر ہوئے رسول خدا نے علی کے پیشانی کو بوسہ دیا اور گلی سے لگایا اور دعا دیکر فرمایا کہ خدا تجھے راضی ہے اور میں علی مرتضیٰ پائی مبارک پر جبکہ اور رو کر عرض کر ٹیلے کہ تمہارا بھی مقصد یہی ہے کہ خدا اور رسول مجھے راضی ہوں اسکے بعد حضرت جناب امیر مگہوتے پر سوار ہوئے وہ لو کہ جو خوف کفار سے بہاگی تھے فقل خدا سے جب لطف زیاب رسالت مالک کو اوپر اعدا کے دیکھا گہوڑے دوڑا دوڑا کر میدان قتال میں پہنچے اور مال کفار سے میدان کو لبریز پایا ماتھ لوٹے کو بڑایا نقد و جنس اور لڑکے عورتیں چارپائے سب لیکر پاس رسول مختار کے لائی جب شمار کیا تو چہ ہزار مرد و زن و لڑکے

وغیرہ سب ہوئے اور اونٹ چوبیس ہزار اور گوسفند چالیس ہزار سے زیادہ
اور چالیس ہزار سگہ اور سو وقت کے خدمت حضرت میں یہ سب مال واسباب
لیکر حاضر ہوئے تو حضرت نے عباد بن بشر کو بلا کر فرمایا کہ عنایات رب مجیب سے
یہ عنیت بیشمار نکلوا نصیب ہوئی ہے لیکن ابھی موقع تقسیم کا نہیں ہے تم
اسکو بچھاؤ تمام طرف جھرانے کے بجائے کہ وہ گاؤں درمیان مکہ اور طائف کے
اور ومان چہرہ گاہ بہت سے ہیں جب مراجعت کرونگا تو اسکو تقسیم کرونگا
پس انہوں نے زمین ادب کو بوسہ دیکر چاہا کہ روانہ ہوں کہ ایک عورت
اسیرون میں سے غل چھپایا

غل چھپانا ایک عورت کا اسیرون میں سے اور کہنا اسبات کا
کہ یا رسول خدا میں آپ کے خواہر رضائی ہوں اور بنلا کر
حضرت کا مہربانے کرنا

اور سو وقت ایک عورت نے ساتھ شور و فغان کے کہا کہ یا رسول اللہ میں
کو کا آپ کے ہوں یہ سنکر حضرت نے اسکو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا
نشان رکھتے ہے اس نے بیان کیا کہ ایام طفلی میں ایک روز آپ میرے آنکھ
میں تہہ اور آپ نے دندان مبارک سے میرے کانڈھی کو پکڑ لیا تھا جب حضرت
یا دایا تو روانے مبارک بچہ دی اور اوپر بٹھایا اور بہت تعظیم و تکریم کے
اور اس کے باپ مان کا حال پوچھا اس نے عرض کیا کہ عرصہ گزرا کہ وہ دنیا
کے رنگے پھر حضرت نے اسکو مسلمان کیا اور پوچھا کہ اگر تیرا بی چاہے
بیان رہے تو تو میں مثل اپنے بہن کے بچیکور کہوں گا اور اگر وطن جانے کا

ارادہ ہو تو کہو اوسنے وطن مہانا اختیار کیا حضرت نے غلام و کثیر اور اونٹ اور گوسفند
 اوسکو عنایت فرمائی اور رخصت کر کے ارشاد کیا کہ جب جغرانہ بین ہم منزل کرینگے
 تو اپنے قوم و قبیلہ سے آنا میں مرا انجام معیشت تیرا کر دینگا پس وہ خوش و خورم اور
 انجن سے ساتھ عزت و آبرو کی روانہ طرف وطن کے ہوئے

بہیمن ابو عامر را در سطر قتل کفار کے اور شہید ہونا اونکا اور فتحیاب
 پھر ناکر اسلام کا

بعد اسکے حبیب خدا نے ابو عامر اشعری کو سپاہ ہمراہ کر کے حکم دیا کہ طرف اوطاس کے
 جلد جاؤ اور اعدائے اپنے تئیں پہنچاؤ اور مہلت اونکو پانی پینے کے بھی نہ دینا اسلئے
 قتل کرنا اور جو کہ غنیمت ملے اوسکو لی آنا پس وہ نامور مثل باد معہ سپاہ جا پہنچا
 اور دونوں طرف سے تلوار چلنے لگے اور آواز دار و گیر کے بلند ہوئے اور بہت سے
 نامور جانبین کے خاک و خون میں نہائی اور دریدہ ہوشمند ساتھ ذلت و خواری کی
 اس جنگ میں مارا گیا اور اس طرف ابو عامر نادر نے راہ ضامین جان نثار کے لیکن
 تائید رب جہان افریں سے دلیران دین نے اوپر اعداء کے نصرت پائی اور غنیمت
 بہت ماٹھا آئی جب اہل دین پاس سید المرسلین کے پہنچے تو حضرت نے شاباش
 و افریں فرمائے اور چار پاؤں کو جغرانہ میں پاس عباد کے بھیج دیا

خبر پہنچنا حضرت کو اس بات کی کہ مالک نے طایف میں ایک
 سال کا بند و بست رسد و غیرہ کا کیا ہے یہ شکر شیر خدا کو معہ فوج
 اوسط استیصال اوسکے کے اور سر راہ اوس کے مکان
 میں آگ لگا دینا

جب رسول خدام کو خبر پہنچی کہ طایف میں اوس نابکار نے کہانی اور پٹنے اور آلات
 حرب وغیرہ ایک سال کا سامان واسطے جنگ کے جمع کیا ہے حضرت نے حکم دیا کہ
 مردان جنگ آزمودہ کار بجانب طایف مکرر باندھیں اور شیر خدا کو بلا کر نشان خاص
 عنایت فرمایا اور آپ بھی ایک ناقہ باد پاپر سوار ہو کر روانہ ہوئے گرد و پیش دلیران کا
 زرعہ پوش اور تمام فی سپاہ ساتھ نشان و شوکت کے روانے تھے کہ اثنائے راہ میں
 ایک مکان پر گزر ہوا کہ مالک نے اس کو بنایا تھا رسول خدام نے حکم دیا کہ آگ
 اس میں لگا دو جب وہ مکان زرنکار جلا کر غبار ہو گیا تو حضرت معہ سپاہ و مان سے
 روانہ ہو کر طایف میں پہنچے اور حکم دیا کہ دلیران دین اس قلعہ کو مثل نگین کہیں
 کر لیون ناداران دین نے قلعہ کو ہر چہا طرف سے گھیر لیا اور مردان قلعہ سے
 اوپر سے تیر و تھن مارنا شروع کیا اور اس طرف سے مردان دین جواب دیتی تھے
 اس طرح تمام دن لڑائی رہی مگر دلیران دین بہت زخمی ہوئے جب شب ہوئی
 تو حصار کے نیچے سے مردان کا اپنے اپنے جگہ پر پھر آئی و شب تیرہ اون پر کچھ
 بیداری اور کچھ خواب میں گزری جب صبح ہوئے دلیران جنگ نے مثل شیر کے
 چہا طرف سے قلعہ کو گھیر لیا اور چاروں طرف سے راہ عدو کے بند کی لیکن اہل
 قلعہ کو اسوجہ سے کچھ پریشانی نہ تھی کہ سال بہر کا سامان جمع تھا اسبطر سے
 دن بھر اہل دین مشرکین سے کبھی جلدی کبھی ساتھ درنگ جنگ کرتی تھے
 خلوت کرنا رسول خدام کا ساتھ ضرغام دین کے اور راز کہنا اور داخلی
 ٹوڑنی بتوں کی بھیجنا اور آنا ایک جماعت کفار کا واسطے جنگ کے اور اونچین
 سے خشمی نامی کو جہنم میں بھیجنا اور مہاگنا اوس قوم کا

ایک روز سرور دین نے تنہا علی مرتضیٰ کو بلایا اور کچھ بازو دیر تک ارشاد کیا کہ اے صاحب
ایک جماعت فی آپس میں کہا کہ آج رسول خدا نے اپنے چچا زاد بھائی سے بہت سی
راہ کھیں ہیں یہ بات سن کر پیغمبر نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنے ہیں بلکہ خدا نے ارشاد کیا
اور سوقت اوس قوم کو تعجب زیادہ ہوا اور حیدر سے دل کباب ہو گئے حضرت نے
شیر خدا کو حکم دیا کہ تم جہان بت خانہ پاؤ کہو و گر گردو شیر خدا فی زمرہ اہل بدین کے
آراستہ کی اور مکر حست اہل راہ خدا کے باندھ کر درگاہ فلک اشتباہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حاضر ہوئے حضرت نے نشان خاص عنایت کیا اور دلیران جنگی سے ایک جماعت کثیر
بمراہ کر کے سپرد خدا کیا اور حضرت فرمایا غضبنا تمہیں نشان لئے ہوں بھی بھی
سب نامداران دین چلے جاتی تھے جس طرف پہنچتے تھے تنہا نون کو سمار ویر باد کر دیا
تھے ایک روز اثنائی راہ میں ایک فوج نمودار ہوئے کہ مروان ختم تمام کر سستہ
واسطے انتقام کے تیر و دشمن نے ہوئے زیادہ شمار سے میدان جنگ میں پہنچے اور نین سے
ایک اتنی جنگ ہو کہ جہان میں مثل اوس کا کم تھا اور وقت و دلائی میں رسم
وقت تہادہ میدان میں گہوڑا دوڑا کر آیا اور مبارز طلب کرنے لگا کسینہ دلیران
دین سے مقابلہ اوس کا کیا ہر چند اوس نے طعنہ زنی کے کسینے سامنا کیا جب شیر خدا
دیکھا کہ خوف سے اوس کے کسکو جرأت میدان میں جانیکے نہیں ہے تو حضرت نے
خود چاہا کہ گھوڑی کو ہڑائیں کہ ایک مرد وندار ابو العاص نای آئی آیا اور کہا کہ ای
سز ہڑریان میدان میں جانیکا آپکا کام نہیں ہے آپ سالار ہماری ہیں اور آپ کے
جان کی ساتھ جاری جانیں ہیں آپ اپنے جگہ پر ہڑے اور کسکو اسکے مقابلہ
بھیجی حضرت نے فرمایا کہ دیکھتا ہی تو اپنے لشکر میں کوئی مرد میدان اوس کا نہیں ہے

اگر میں اس دار و گیر میں تہید ہوں تو کوسا لار اس لشکر کا ہونا یہ کھلم کھوڑا اوٹھایا اور
 اوس طرف سے اوس جوان ختمی نے آتی ہے ایک تیغ اور ہر خود حضرت کے اس زور
 لگائی کہ اگر سنگ خارہ پر پڑتی تو شقی ہو جاتا مگر تائید حق سے کچھ کارگر نہوئے جب شیر
 پروردگار نے ذوالفقار کو بلند کیا اور پاس اوس پیل مست کے جا کر ایسا ایک نفر
 اللہ اکبر بلند کیا کہ سمیت اوس کے سے تمام کوہ و صحرا لرز گیا اور سرخس پر ایسا ایک
 ذوالفقار کا لگایا کہ معہ زہرہ و ونیم ہو کر پشت زمین سے زمین پر آیا اور مشرکین اور
 ضربت کے خوف و بیم سے تاب جنگ کے نہ لائی اور فرار ہوئے شاہ مردان نے
 نقیب نکلیا پھر شیر خدا نے تائید پروردگار سے قوم ثقیف و موازن کے سب بتجانی
 ٹوڑ کر برابر کر دئے اور نام بتخانہ کا باغی نہ کہا شاعر

بتائید پروردگار جہان

ہر برزخ قاتل مشرکان

ز بتخانہ و بت بہانہ نام

بھی ثقیف و موازن تمام

خواب دیکھنا سرور کائنات کا اور تعبیر دینا کہ قلعہ خالی نہ ہوگا اور
 التماس کرنا قوم کا واسطے جنگ کے اور اذن لینا اور ایک جماعت کا
 شہید ہونا اور پھر آنا اور پہنچنا اسد اللہ کا اور رسول خدام کا شیر
 خدا سے راز کہنا اور ندا وینا عمر کا اور منع کرنا حضرت کا

راوی کہتا ہے کہ سالار دین نے شیر خدا کو جب واسطے ٹوڑنے بتخانوں کے بھیجا تھا
 تو ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک جام شیر کا سامنے رکھا ہے اور چائے حضرت
 کہ توش فرمائیں کہ ناگاہ ایک مرغ نے منقار سے اوس جام کو گرہ دیا اس میں
 آنکہ حضرت کی کہل گئے تعبیر خواب حضرت نے اس طرح سے فرمائی کہ یہ قلعہ فتح نہ ہوگا

خواب
 کا
 تعبیر

جب صبح ہوئے تو خلیفہ اول سے اوس خواب اور تعبیر کو بیان کیا لشکر میں اوس
خواجہ شہرت پائی خلیفہ ثانی پاس رسول ربانی کے آیا اور سب مال پہنچا حضرت نے
ارشاد کیا کہ سچ ہے یہ بھی تعبیر خواب ہے اسے عرض کیا کہ اگر یہ بھی حکم قضا و قدر ہے
تو آپ اجازت دیوں تاکہ سپاہ زیر قلعہ سے چلے آوے حضرت نے اجازت
دی اور عمر گیا اور دلیران دین کو یہ حکم پہنچایا مردان جنگ ازمانی کہا کہ اگر بغیر
فتح کئے اس جنگ کے ہم جاؤ گے تو برابر والوں کو کیا موقع دیکھا دین گے
امیدوار ہیں کہ اس تنگ کو ہم پر گوارہ فرمائیں پھر پاس سالار دین کے آیا
اور پیغام انصار دین کا پہنچایا حضرت نے کہا کہ جو سبے رائی واسطے جنگ کے
ہو تو کم مضبوط باندھیں اور قلعہ کو چھینیں یہ پھر گیا اور جو حکم بلا تھا اوس کو بیان کیا اور وقت
دلیران دین نے ہر چہاں طرف سے قلعہ پر حملہ کیا اور اوپر سے اہل قلعہ نے تیر و سنگ
مار فی شروع کئے صبح سے شام تک اس طرح جنگ رہی اور بہت کوشش واسطے
لینے قلعہ کے مردان دین نے کے لیکن کچھ کارگر نہ ہوئی اور چند انصار نے شہادت
پائے جب شب ہوئی تو خدمت رسول مختار میں پھرتے حضرت نے مہربانی سے
فرمایا کہ تمہاری کوشش میں فرق نہیں لیکن حکم خدا بھی واسطے فتح کرنی اس
قلعہ کے جاری نہیں ہوا ہے تم دل تنگ نہ ہو پھر حضرت نے اوس مقام پر انتظار
علی مرتضیٰ بن توقف فرمایا بعد دو روز کے جناب امیر علیہ السلام نے آکر قلعہ پر
ہوئے اور حضرت نے گلی سے لگایا اور ماتھے پر کٹر خلوت میں لیگے اور دیر تک
حسب فرمان اپنے دشمنان رازنہان بیان کیا عمر کو حیرت ہوئے اور پس پردہ آکر
آواز دے کہ اے مقتدا اساتھ علی کے خلوت اور راز گوئی کی بجائے ہوگی حضرت نے

کہا کہ میں نہیں ساقط علی کے راز کہتا ہوں بلکہ رب کریم نہایت کرم سے راز کہتا ہے کیونکہ اس میں مقام چون و چرا کا نہیں ہے جب عمر نے یہ سنا تو شرمندہ ہوا اور صلح حدیبیہ کا عتاب یاد آیا تو چپ ہو رہا مابقی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساقط علی کی بہت دیر تک راز کہا کئے مگر سوائے خدا کے اور کوئی آگاہ نہ ہو جب وہ باتیں تمام ہوئیں تو جناب امیر علیہ السلام خندان خندان اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے

انار رسول خدا کا جفرانہ بین اور تقسیم کرنا مال غنیمت کا قوم کو اور مہربان کرنا سفیان پر

جناب رسول خدا ۷۲ دوسرے روز دھان سے روانہ ہو کر جفرانہ بین پہنچے تو پہلے سب سے سفیان نے کہا کہ اس مال میں سے کچھ مجھ کو بھی عنایت فرمائی ادا سکے کہنے سے حضرت نے قسم کیا اور چالیس دینار چاندی اور سواونٹ جوان و فرہ او سکے عنایت کئے اور وقت وہ بہت خوش ہو کر تعریف کرنے لگا اور عرض کیا کہ دو لڑکے جوان رہتا ہوں ان کو بھی کچھ عنایت ہو حضرت نے مثل ادا سکے ادا دو نو کو سہ عنایت کیا اور وقت یہ بہت سے مدح و ثنا کر نیل لگا اور کہا کہ اس ہمت و سخا کو نہ کسی سے سنایا ہی ہے اور نہ کیا ہے ادا سکے بعد ہیل و صفوان و حارث و خطلب اور حکیم اور سب سر فرانان بھلی کو سواونٹ دیکر سر فراز کیا حکیم نے کہا کہ میں اور سواونٹ کے تمنا کہتا ہوں حضرت نے موافق خواہش ادا سکے کے اور سواونٹ عنایت کئے اور ایک گروہ کو اس قوم سے بچاس بچاس ادا سکے دئے اور یہ بخشش اس واسطے تھے کہ تادین حق کے طرف رغبت کریں

پڑھنا عباس کا قصیدہ کو سامنے رسول خدا کے اور عطا فرمانا

اوسکو چار اونٹ اور ناگوار ہونا اوسکو اور حکم دینا حضرت کا
واسطے کاٹنے اوسکے زبان کے علی مرتضیٰ کو اور لیجانا اوسکو
بابر صحبت کے اور سوار اونٹ دینا اوسکو اور ارضی ہونا اوس کا
اوپر چار اونٹ کے

ایک شخص عباس پسر مراد اس کہ فن شاعری میں دخل رکھتا تھا اوسنے قصیدہ حضرت کی
تقریف میں پڑھا حضرت نے چار اونٹ اوسکو دینے کا حکم دیا اوسکو از روئے طمع کے یہ
بخشش کم معلوم ہوئے اسوجہ سے کئے شعر ناپسند دیدہ زبان پر لایا جب وہ گفتار
یہودہ حضرت کے کان تک پہنچے تو فرعام دین کو حکم ہوا کہ زبان اسکے کاٹ دو اور
حضرت اسمعین اوسکے پیکر صحبت شاہ دین سے باصرہ لینگے عباس نے جو ہاتھ پٹا
علی کے ہاتھ میں دیکھا تو خوف سے کاٹنے لگا اور رو کر کہنے لگا کہ ای شیر پروردگار
زبان میرے فی الحقیقت کاٹنے کا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حکم رسول میں ایک
سرمو فرق نہیں ہو سکتا ہے یہ شکر وہ بیقرار زار زار روئے لگا حضرت اوسکو
ہاتھ پکڑے ہوئے پاس اونٹوں کے لینگے اور کہا کہ ای پسر مراد اس رسول اللہ
سوار اونٹ تک تجھ کو حکم دیا ہے جو انہیں سے پسند کر لے جب اوسنے یہ ہو شکر کئے
دست دیا چومنے لگا اور رو کر کہنے لگا کہ ای اہلسیت سخا و کرم آب کا زبان کاٹنا
یہ ہے اب آپ جتنے فرمائیں اوتنے شتر میں لون جناب امیر نے ارشاد کیا کہ
میرے رائی تو یہ ہے کہ اوپر عطائے رسول کے راضی ہو کہ یہ تیرے حق میں صحبت
ہو عباس نے قبول کیا اور وہ پے چار اونٹ لئے اور اپنے مکان کو تشریف
کر رہا ہوا چلا گیا

ریشک کرنا انصار کا تقسیم غنیمت سے اوپر قریش کے اور بائین
بنانا اون لوگوں کا اور سنا حضرت کا اور جمع کر کے سبب بیان کرنا
اور اون کا راضی ہونا

جوانان کو تاہ نظر کم ظرف نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ میدان رزم میں ہم جانفشانی
کر رہے ہیں اور دشمن سے غنیمت ستانی کر رہے ہیں اور بنی مغیرہ و نکلوزہ اور شتر تقسیم کرتے ہیں
اور تیر و تیر ہمارے حصہ میں ہے اسی طرح کے باتیں آپس میں کرتے تھے یہ باتیں
سب سماعت خیر الانام میں پہنچیں حضرت نے فرمایا کہ ایک خیمہ نزدیک دولت سرا کے
نسب کرو اور اوس میں سب مال جمع ہو جب وہ خیمہ استادہ ہوا اور سب انصار اس میں
جمع ہوئے حضرت جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ تہام کر خیمہ میں لیگئے بعد حمد و ثنائے
خداوند جہان کے اس طرح سے انصار سے عذاب البیان ہوئے کہ بیٹے ایسا ایسا بناؤ
جو لوگ کہ بزرگان قوم تھے اوہوں نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور عرض کی کہ ہرگز
یہ گفتگو ہمارے نہیں ہے جوانان نادان جاہل کا بیان ہو گا امیدوار ہیں کہ قصور
ہمارا معاف ہو پھر اشرف انبیاء نے کہا کہ حقوق میرے کو یاد کرو آیا گمراہ نہیں تھے تم
اور میں نے ہدایت نہیں کے میرے کوشش سے مسلمان صاحب اعتبار اور مالدار
ہوئے سبہوں نے کہا کہ آپ کے حق ہماری گردن پر حد سے بیشمار ہیں پروردگار نے
آپ کے طفیل سے ہم کو مرتبہ عالی پر پہنچا رہا پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ جو جو روستہ تم
جو اپنے ساتھ دیا اور احترام و ادب کیا جب یہ بات فرمائی چکے سب انصار دین و دنیا
اور پائے مبارک کو چومنا اور عرض کیا کہ اس قدر لطیف و مہربانی کیجئے کہ جسکے محل
ہو جائیں مال اور اسباب سب آپ پر فدا ہے نوئے اعمال چاہئے حسین

آپ کی ہے وہ ہی خوشی ہماری ہے حضرت نے فرمایا کہ اہل کرم کو جو اسباب سینے دیے ہیں وہ ازراہ قرابت کے نہ تھا بلکہ اون سرکشوں کے تالیف قلوب کے واسطے تھا کہ ایمان ناچاری سے لائی ہیں نہ کہ رغبت سے اور تمکو جو مال دنیا نہیں دیا تو خاطر جمع رہتے کہ تم ایمان کامل رکھتے ہو اب صاف صاف کہتا ہوں آیا تم راضی نہیں ہو کہ وہ قوم اونٹ اور گوسفند لیکر اپنے گہروں کو جائیں اور تم بچے خوش و خرم ساتھ میرے اپنے مکانوں کو چلو جب یہ بات اشراف انبیاء نے کہے تو سب انصار با وفائے عرض کیا کہ ہم کو یہ مال درکار نہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں صبح و شام جان و مال ہو فدا ہیں

و عظم فرمایا حضرت رسالت پناہ مہ کا قوم کو اور گریہ کرنا اون کا اور ماتھے پکڑنا یاد اللہ کا اور اون کے گہر میں تشریف لیجانا

حضرت نے فرمایا کہ یقین سے جانتا چاہئے تمکو کہ دنیا میں زندگی چند روز ہے آخر کار جدا ہے اور دنیا کو فنا ہے اور عقبا کو بقا ہے وہ بات کرنا چاہئے کہ فردوس میں ہمیشہ باہم رہیں اور دمان موت نہیں ہے جب میں اس دنیا سے گذر دوں گا تو یہ انتظام باقی نہ ہوگا اور بہت سے لوگ آئیں حق سے پھر جائینگے اور آل میرے پر انقلاب واقع ہوگا اور کینہ دانی دیرینہ سے اور آل یتیم میرے کے جنا و ستم بہت کریں گے میں تم لوگوں میں بیکم خداوند ارض و ساد و چیزیں گران قدر چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور عزت اپنی کو اور ہر در و کار اپنے قدرت سے اور لب کو شر کے ان دونوں کو ساتھ اکرام کے مجھے تک پہنچائیگا اور جو انکی بزرگی کریگا وہ انکی ساتھ اور حوض کوثر کے میرے پاس آئیگا اور آب شیرین کہ دھت او سکے میں زبان قاصر ہے بی گادری قیامت میں نشہ ہوگا اور کردار دین سے مذمت پناہیگا اور دوسرے یہ کہ جو ان دونوں سے ہر گز

دور روز حساب پیار زبان شمر سے نکالے ہوئے کشیمان اپنے کردار نامصواب سے اور
ہراسان دشواری عذاب سے اور فردشان عجز و زاری سے یہ امید مددگاری میرے کے
ایلیج اور ملائکہ اور سکریٹے پاس سے ساتھ قبر کے نکالیں گے اور وقت کہوٹکا کہ یہ اصحاب
میرے ہیں ملائکہ کہیں گے کہ آپ آگاہ نہیں ہیں کہ بعد آپ کی ان ظالموں نے آپ کے
اولاد سے کیا کیا یہ لایق شفاعت و رحم کے نہیں ہیں جنت سے انکو کیا کام دونوں
اور حکام سے یہ کہتے ہوئے دورانی طرف جہنم کے بھجائینگے پھر وہ بھوکو بٹائیں گے
جسکو روز جزا فسرازی اپنے منظور ہو وہ مجھ سے جدا نہو اور عنائی خدا پر راضی رہے
اس فرمان سے سید المرسلین کے دلیران دین رونے لگے اور حضرت دہانے
اوشے اور ساتھ جناب امیر علیہ السلام کا بکڑ کر اپنے بارگاہ میں تشریف لیگے

اتنا چند آدمیوں کا اہل کفار سے اور ایمان لانا اور درخواست
اپنی قوم کے کرنا اور ہیرنا حضرت کا اونکو

راوی کہتا ہے کہ دوسرے روز جب آفتاب بلند ہوا تو اس قوم کو گرجتے سے چند آدمی
اس رسول خدا کے آئے اور ساتھ صداقت و صفائی کے بیان کیا کہ ہم گناہ گاروں
گناہ بہت ہوئے ہیں لیکن خداوند عالم نے آپ کو رحمت اللعالمین ارشاد کیا ہے
امید دار ہیں کہ ہم پر بخشش کجی یا کستہ نفس وغیرہ سے شیرین زبان آگئی لیا اور کہا
کہ علیہ جو آپ کے مادر رضاعی ہیں وہ نسبتی ہیں میرے تہیں اگر وہ بادشاہ یمن یا
سلطان روم کو دودہ پلا تین تو ان سے بھوکو فالج بہت پہنچتا اور آپ تو سب سے
اقل ہیں کہ آپ پر سب کا حق عیان ہے ہم پر بخشش و کرم کیجئے اور برابرہ والو نہیں
ختم فرمائے حضرت نے ارشاد کیا کہ تمہیں خود اس کام میں دیر کے ہیں لا تمہارے

ستہ اسیر باقی اور غنیمت ابھی تک بیٹے تقسیم نہیں کئے ہیں انہیں کہتا ہوں میں کہ سب
 غنائم نہیں دوں گا میں کہ اہل جہاد بھی حق رکھتے ہیں ان دو خیروں میں سے یا اسیر
 یا غنائم ایک چیز تم لو او سو وقت اول حاجت مندوں نے کہا کہ ناموس ہمارے ہلکو
 عنایت ہوں خیر الانام نے فرمایا بیٹے اپنا حصہ اور آل ماتم کا بھل کیا تمکو اور اسی سے
 بھی اجازت دو لو او دنگا گمر اس طرح سے کہ صبح کے نماز میں جب اصحاب دین جمع ہوں گے
 تو تم آکر اپنے حاجت بیان کرنا جب وقت نماز کا ہوا اور مؤذن نے آذان کہے اور سب
 اصحاب دین جمع ہوئے حضرت نماز میں سنتے کہ وہ لوگ آئے اور اپنے ناموس کے
 واسطے خواہش کے حضرت نے اصحاب دین کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
 ضلالت سے پھرے ہیں اور اسلام اختیار کیا ہے انکی اوپر مہربانی کرنا سب کو روا
 اور بیٹے اپنا حصہ اور اپنے عزیز دنیا کا حصہ بھل کیا تم بھی اگر اپنا حصہ بخش دو تو اس
 قوم پر احسان ہو گا اور جسکو نقصان معلوم ہو وہ عوض میں اسیر کے چہہ اونٹ
 جیسے لے سب نے عرض کیا کہ قیدیوں پر کیا موقوف ہے اگر آپ ہمارے جان
 و مال کو تقسیم کجی تو ہمکو عذر نہیں ہے پھر حضرت نے اسیروں کو اس قوم کے
 حوالہ کیا اور وہ اپنے مراد کو پہنچ کر خوش اور شاد ہوئے ۛ

در یافت کرنا رسول خدام کا احوال مالک کو اور وعدہ پھیرنے
 مال کا کرنا اور آنا اس کا اور مشرف ہونا اسلام سے او
 کعبہ میں تکر رسول اللہ کا

سرور انبیاء نے اون لوگوں سے پوچھا کہ مالک کا کیا حال ہے لوگوں نے عرض کیا
 کہ کیا کہیں حال ہم اس نوجوان کا طایف میں افسردہ دل اور خوف زدہ اپنے

اگر دار سے منفعل ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ جو وہ میرے پاس آئی اور تو را سلام
 رنگ کفر و ضلالت کو دور کرے تو میں اوسکے مال اور اسباب عیال
 اوسکو دون کاوار اسکے سوا انعام بھی دوں گا وہ لوگ دعا دیتے ہوئے شاد شاد
 طرف اپنے شہر کے روانہ ہوئے جب طایف بن پہنچے تو مالک کو خیر دی و پستی
 اس خیر فرمت اشرکے طرف سید انبیاء کے روانہ ہوا اور پہلے اگر حضرت کی خدمت
 میں آداب تسلیمات بجالایا بعد اسکے کلمہ شہادت کو زبان پر لایا حضرت نے
 بہت لطف و مہربانی سے جواب سلام ارشاد فرمایا اور پاس اپنے بٹھایا تب
 فرزندگی سے اوسنے سر جھکایا حضرت نے شفقت سے مال و اسباب اہل و
 عیال اور سوا و نٹ زیادہ بطور انعام اضافہ کر کے دل اوسکا بڑھایا اور شہر
 طایف کا امیر بنایا پس مالک بخوشی و شہوانی رخصت ہو کر طرف طایف کی
 معہ اہل و عیال اپنے کے گیا اور حضرت نے گو سپند و غیرہ اور مال اوپر بھیجا
 کے تقسیم فرمایا اور جفرانہ سے طرف حرم کے روانہ ہوئے جب داخل کعبہ سرور
 کائنات ہوئے اور غمرہ سے فراغت کی

شعر

خیر پیشہ و صاحب احترام

عزیزی ز اصحاب عتاب نام

پسو پاک اصحاب عتاب نام صاحب احترام کو اوپر اوس ملک کے حاکم کیا اور چند
 آدمی حرمان دین سے واسطے تعلیم ارکان دین کے لائل حرم پر مقرر کئے اسواسطے
 کہ نو مسلمانون کو احکام اسلام سکھائیں اور سفیان کو بھی جبر جان کا حاکم کیا وہ
 ولایت اون کے ملکیت کے بعد اوسکے خود بدولت طرف مدینہ کی تشریف لائے

آغاز و استان نازل ہونے آیت تحریم کے اور خلوت کرنا سگ
ماریہ کے اور پہنچنا حفصہ کا اور اوپر اپنے حرام کرنا ماریہ کو اور
منع کرنا اظہار حال کو

ہجرت سے نو ان سال تھا کہ رسول خدا پر آیت تحریم نازل ہوا اور باعث اسکا
مدامی نے لکھا ہے کہ خیر الانام کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر روز ساتھ ایک زوجہ کے
آرام فرماتی تھے ایک روز باری حفصہ کے آئی تو طرف حجرہ اوسکے کے قدم
رنجہ فرمایا اوسنے عرض کیا کہ آپ آج تم کو معاف فرمائے کیونکہ مجھی اپنے پاس
کچھ کام ہے اوسکو حضرت نے اجازت دی جب وہ دروازہ سے باہر ہوئے
نبی نے رغبت بجانب ماریہ کی کہ وہ جاریہ حضرت کے تھے اوسکو اپنے پاس طلب
کر کے دروازہ بند کر لیا حفصہ اپنے باپ کے پاس سے آئی اور دروازہ کو بند پایا
اسپر رونانچا نارسول خدا نے دروازہ کو لا وہ رو کر کہنے لگی کہ اے شرف خلق کیا عزت
دو قیر میری رہے کہ بستر میرے پر یہ کینیز بیٹھی ہے حضرت نے اوسکو تسکین دلا سا
دیا اور فرمایا کہ میں ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا یہ سنتے ہی شادمانی سے خوش ہوئے
حضرت نے کہا کہ میں واسطے تیرے اوسکو حرام کیا لیکن تو اس راز کو کسی سے
نہ کہنا اور اگر گھی گے تو گناہ گار خدا اور رسول کے ہو گے

کہنا حفصہ کا اس راز کو عایشہ سے اور فخر کرنا اس راز کی ظاہر
کرنے میں اور ظاہر کرنا عایشہ کا رسول خدا سے اور ازادہ
ہونا رسول خدا کا اور نازل ہونا آیات کا

بعد ایک ساعت کے اشرف انبیاء واسطے کسے ضرورت کے باہر گئے حفصہ نے

بذوق تمام بیٹھنے سے ابوبکر کے کہا کہ ایک خوشخبر سے میں بچ کو دیتے ہوں کہ آج
غیر الانام نے بہ پاس خاطر میرے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا لیکن اس راز کو کسی سے

بیان نہ کرنا شعر

کہ فرمود تا کہ سید مرا | کہ دارم نہان در دل بن ماجرا

ظاہر بین عایشہ نے قبول کیا مگر دلیمن کہا کہ موق پاکہ حضرت سے کہوئی اسمن جہر نیل جتا
رت جلیل سے پاس رسول جلیل کے معہ آیہ تحریم لیکر نازل ہوئے اور سب حال بیان کیا
دوسرے روز جو شیخ اہم نے طرف حجرہ عائشہ کے قدم رکھا اوسنے ازراہ طہیج کے
کہا کہ اے سرور دین دل آپ کا انگلیں نہ ہوا جکی بارہ سے بیٹے ماریہ کو دی لیکن اور فکی
بارے میں اون کے غیش کو مبدل بطیش فرمایا گا اوس سے جو یہ کتاب رسول مقبولی
سے نہایت شول ہوئے کچھ جواب نہ دیا اور طرف حجرہ عائشہ کے چلے گئے اور غصہ کو
بلا کر فرمایا کہ اے ناقص العقل کسواسطے تو نے یہ راز ظاہر کیا اسکا لب خشک اور منہ زرد
ہو گیا اور عرض کیا کہ آپ سے بیان کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو علیم و ضعیف ہے
اسنے قہر مندی سے سر جھکا کر شیمان چلے گئے

بیان آیات وحی کے نازل ہونیکا بیچ مقدمہ عکوات رسول مقبول کے

روح الامین نے جانب رب العالمین سے خدمت میں سید المرسلین کے آیہ تحریم
چھپایا کہ اوپر اپنے کسواسطے حلال کو مرضی ازواج سے حرام کیا پھر وردگار غفور و رحیم
ہی اور بیان فرماتا ہے کہ کفارہ قسم کا آسان ہے پھر وردگار نے بطور حکایت کے
بیان کیا کہ پیغمبر نے صداقت سے بعض ازواج اپنے سے راز اپنا کہا تھا اوسنے
کہ غفرنی سے افشا کیا خداوند دانے اوس سے آگاہ کیا جب نبی نے اوس سے

یہ تھا کہ کیوں یہ راز افشا کیا اذکت کہا کہ کسی نے خبر دے تو کوئی نے فرمایا جو عظیم و خیر ہے
اسکے باب میں مسئلہ اسباب نے کتاب سے طرف ازواج بنی کے خطاب کیا کہ نام
یہ گفتار اپنے سے اور توبہ کر و گناہوں اس پر ہے اور بنی کو رنج نہ دے کہ خدا اوس کا یاد دہند
ہو اور وہ امت میں صالح المؤمنین ہے اور روح الامین اور ملائکہ کر و بین اوس کے
مدد کو زمین پر اتے بن بنی تمکو طلاق دیگا اور پروردگار اوس کو عورتین جس سے بہتر دیندا
اور ایمان اور پرہیز گارا اور فرمانبرداری باکرہ دیگا اور بیان اشارہ آیت کا یہ ہے
کہ شبیبہ بیٹی عمر کے کہ ایک شوہر پہلا رکھتے تھے اور عائشہ بیٹی ابو بکر کے باکرہ تھی جو حضرت
نکاح میں آئے اس بیان کے توضیح میں ریت قدیر نے آیت چند بطور تفسیر کے ضرب المثل
فرمائیں ہیں کہ جس طرح عورت لوط و نوح بنی کے کہ حکم اونکی سے باہر ہو بین تھیں
اور خیانت کی تھیں اسوجہ سے خدا نے اونکو اذن سے جدا کیا اور اذن عورتوں کا
بوجہ خصیان و انتقام کے نار جہنم میں مقام ہے اور اوجہ اسکے مثال عورت نیکو کار
کے کہ مائتہ مانند عاصیہ زوجہ فرعون کہ راہ اذن میں اوس جیسے ہاتھ سے بہت اذیت
اور مہمانی اور ایمان سے نہ بھرے جب تو اسنے واسطے طائی کے دوائی تہ بہشت پرین
میں جگہ پائے دوسرے مریم مادر سچ کہ خداوند عالم نے سنا فقر پاک کی سکہ چھوڑن و ناز
کہا ہے اور فرمایا خدا نے کہ اگر تمکو بنی طلاق دینگے تو ہم عوض اوس کے عورت شبیبہ مثل زنا
فرعون و باکرہ مثل مریم کی عطا کردگا

بیان معنی صالح المؤمنین

پہلے جو مدعی حجت قوی دہونڈی تو ثابت ہوتا ہے گناہ کہ آیت ان تنوبنا گواہ ہے اور
وہ گناہ یہاں تک پہنچا کہ طلاق ضرب المثل خداوند عظیم نے کتاب کریم میں بیان کر دیا

اور اس کے سوا کلام اور حدیث قول خدا و نبی سے توبہ قبول ہونا ثابت نہیں ہے بلکہ
 ارشاد خالق الش و جان نے یہ اوصاف صاف و نجاب بشطاطت کے عوض میں عطا فرمایا
 زمان خوب تر کا اوس جناب رسالت کو سنایا ہے اور فوہی زن فرعون اور مریم بمقابلہ
 بطور ضرب المثل کے خوب تر اور پرنیکی کے تصریح کرتی ہے دوسرے مثال زوہ لوط
 اور فون حستہ مقام لوحہ وزاری ہے کہ بیبیان پیغمبران اسات کے تہمین اور کفر و خبیثہ
 اونکی کتاب اللہ سے ظاہر ہے تیسرے یہ کہ اوس امت، بیشمار سے ایک آدمی کو
 رسول مختار اور پروردگار نے اختیار کیا اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب نیا
 پلٹ جاویگا تو نبی سے سب اجنبی ہو جائیں گے لیکن حق تعالیٰ جو دلوں کی حال سے
 آگاہ ہے تو دلالت کرتا ہے قول اوسکا اور پر جانفشانی کرنے علی مرتضیٰ کے
 اور صالح المؤمنین میں جو اصحاب نے اختلاف کیا ہے کہ یہ کس سے مراد ہے
 یہ بات بھی از روئی عناد کے ہے وگرنہ ظاہر و آشکار ہے کہ مقام نصرت میں مراد
 صالح المؤمنین سے اوسی نامدار سے ہی کسوا سطر کے کسی انسانی بین پیغمبر سے جدا
 نہیں ہوئے اور جہان مشکل برے اور اصحاب بہاگی یہ ہر جگہ ثابت قدی سے
 جان فشانی کر رہے ہیں اور بیان رسول زمان سے ظاہر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حکم
 خداوند جہان سے جو پیئے آفتاب کے طرف نظر ڈالے تو قدرت خدا سے دو سطرین
 لکھے ہوئے دیکھیں کہ اللہ خدا ہے اور محمد نبی ہے اور علی ولی ہے اور روشن ہے
 آفتاب کے اس کلام کے برکت سے تمام عالم پر روشن ہے اور فضل خدا سے
 صالح المؤمنین سوا امیر المؤمنین کے اور کسی سے مراد نہیں ہو سکتے

اور تم کہاں رسول خدا کا اور ایک ماہ حضرت کا حجرہ بین بیٹھنا

راوی کہتے ہیں جبکہ خاطر مبارک رسول انطاچ سے مکدر و ملول ہوئے اُتر دئیے سے
 قسم کھائی کہ ایک جینے تک باصرہ ہونگا اوداس مدت تک کسیکے گھر بجاؤں گا
 تو مسجد میں ایک حجرہ تھا اوس میں سکونت اختیار کئے اور وقت نماز کے
 باصرہ شریف لاتی تھے اور پھر حجرہ میں چلے جاتے تھے سب اصحاب دین کو یقین
 ہوا کہ رسول امین نے طلاق دی ازواج کو اور ازواج میں بھی اضطراب ہوا ہر ایک
 دوسرے کو برا کہتے تھے مگر نے ایک روز جا کر عرض کیا کہ سب خاص عام میں مشہور
 ہوا ہے کہ ازواج کو خیر الامام نے طلاق دی حضرت نے فرمایا کہ یہ خبر سہام
 خلاف ہے لیکن میں نے قسم کھائی ہے جنتک وہ مدت تمام نہوگی میں غلو نگا مگر نے
 ہو یہ جواب سنا خوشی سے تکبیر کہے جب یہ راز ہویدا تو سب کے دلوں سے وہ
 خیال باطل گیا اور ازواج کو بھی خوشی حاصل ہوئے جب اونتیس دن گزری
 اور زمانہ قسم کا منقضی ہوا تو حضرت دولت سرا میں تشریف لیگئے سب
 ازواج قد موسیٰ سے مشرف ہوئیں اور دل سب کا اوس عنایت سے
 شاد اور گہر سب کا آباد ہوا +

خبر پہنچنا جانی کے کفار کے پاس سلطان روم کے اور اتفاق
 کرنا و سکا آمادہ ہونا واسطے جنگ کے اور حکم دینا حضرت کا قوم کو
 واسطے مہیا ہونے کے

راوی کہتا ہے جب خیر الامام کعبہ سے طرف شرب آئی تو چندے آرام فرمایا امین
 شام سے خبر آئی کہ اعدائے دین کیا نصرانی و کیا مشرک اور کیا یہود سب آپس میں
 متفق ہو کر یا س سلطان روم کے گئے اور ظلم و جور خیر البشر سے بہت کمیا لڑکے

ترغیب و اس سے جنگ کے اور سکروانی ہے سلطان نے بھی مسعود کو لکھا کہ تم ہمارے
لشکر روم اس مزلوہ میں جمع ہو اور ہر شہر سے ایک ایک سردار مع سپاہ پیشہ
ہمراہ لیکر میدان میں خیمہ استادا کرے پس مقدار میں وہ لشکر مور و مسلح سے نہ زیادہ
اور دوسرا گروہ وادخواہوں کا مقام ہفتا سے لشکر شام تک ہر اربعہ جمع ہو رہا ہے اور
سلطان نے حکم دیا ہے کہ جب شہر باغلات سے ہوا تو رات دن لشکر طرف شربک
روانہ ہو یہ خبر خیر البشر نے لشکر انصار دین کو حکم دیا کہ جنگ پر کمر باندھیں اور طرف ملک
شام کے قبال آئے اوس لشکر کے یہاں سے روانہ ہوں بموجب حکم شاہ دین و دلیران ہا
بایقین سراخام جنگ میں سرگرم ہوئے اور طرف قبایل کے بھی آدمی روانہ کئے
راوی کہتا ہے کہ مردان رزم حکم نبی سے مستعد بعظم جنگ ہوئے لیکن کئی سامان
سفر و روزی راہ سے نہایت تنگ تھے دوسرے اوس سال قحط و نایابی غلہ سے
اور پانی سے ماتحت پاؤں سست اور لاغر ہو گئے تھے لیکن فرمان رسول زمان سے
انحراف نکلیا اور موافق مقدور اپنے کے ہر ایک نے سامان مہیا کیا

حکم دینا حضرت کا امیرون کو دینے میں اسباب سفر و جنگ
غریبوں کو اور علی مرتضیٰ کو جانشین کرنا اور متوجہ بہ شام ہونا

جناب رسالت مآب نے ممبر پر تشریف لے کر ارشاد کیا واسطے خوشنودی میرے اور
مرتضیٰ باری تم لوگوں نے سفر اختیار کیا امیر و نکو چاہئے کہ غریبوں کی خبر گیران ہوں چہو
ارشاد کے سب سے قبول کیا کینے سب مال دیا اور کینے نصف مال اور کینے ثلث مال
دیدیا اور سب غریبوں نے بھی سامان سفر درست کیا اور سبب یہ تھا کہ خداوند جہان
حکم فرمایا اوپر بندگان اپنے کے کہ جو اصحاب دین چاہے سوال کرنی اشرف المرسلین

اور اپنے مقدور کے موافق تصدق پہلے کرے جو یہ آیت جاننا ہے اللہ المبین ہے اور رسول
 امین کے آیا خون تصدق سے کہنے کوئی بات بنی گئی نہ ہو کہ نبی بجز شیراز دان شاہ بخش کے
 کہ او انبار روز و نمین روپیہ حضرت کامران کے پاس جمع تھا حضرت ایک روپیہ روز صبح کو
 رقم راہ خدا میں کرتے تھے اور نبی سے سوال کرتی تھیں اور جو اسبنتی تھے اس طرح سے
 دس روز گزری اور سواری جناب میر علیہ السلام کے کہنی نبی سے کوئی بات نہ ہوئے
 جبکہ دس روز کامل گزری پروردگار دانا و عالم سب کے دلون سے تبارک و تعالیٰ تکلیف
 تصدق کے بندوں پر سے موقوف کے اور وقت سب خوش دل ہوئے اور پاس
 رسول خدا کے آئے لگے اور مانند بلبل کے چھپانے لگے اس حصہ میں اہل بیت تمام خاص و عام
 میں انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ فرمان خلاق جہان سے دینے میں دو ایک روپیہ
 حال سب کا ظاہر ہوا نصف اور تمام مال دینا مرتبہ محال رکھتا تھا اب یہ ضمان بیان ہوا
 اب شروع داستان اس طرح ہے کہ حسب ارشاد سید زمان سے اہل شہر اور
 اہل قبیلہ کیا تنگ دست اور کیا سختی واسطے کا خدا کے دلیران شیرازن نیس ہزار سب
 سامان جنگ کے ہوئے آسمان و پیراستہ جمع ہوئے حبیب خدا صفت کردار انجام
 کار سے آگاہ تھے کہ بنی جنگ کے پہرنا ہو گا ملک شام سے اور تیغ نہ نگلی گے بنیام سے
 علی کو اس واسطے ہمراہ نہ لیگئے تھے اونکو مکان اور اسباب سب اپنا سپرد کر گئے
 تھے اور اپنے مقام پر چھوڑ گئے تھے اور خود بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے
 راہ دشمنی سے کہنا دشمنوں کا کہ رسول خدا مہین چاہتے تھے
 علی کا چہوڑنا اور آگاہ ہونا اس لئے کہ رسول کے
 سب کا آنا اور تسلی ان کے کہنا اور ہمراہ واسطے چاہتے تھے

راوی کہتا ہے کہ جب سالار دین نے علی کو جانشین کیا تو چند حاسدان علیؑ نے یہ بات کہنا شروع کی کہ سید انبیا علیؑ سے بیزار ہیں ایسے بات سے سرور کائنات نے علی کو ہمراہ نہیں لیا علی مرتضیٰ نے جب یہ بات سنی تو غم سے بیتاب ہو گئے اور پاس سرور دین کے گئے شفیع اُمم نے جو مکہ و مدینہ کمال مہربانی سے پوچھا امیر عرب نے عرض کیا کہ ادا شرف کائنات جدائی اپنی محبوب کو شاق ہے اور نفلیں جہاڑنا فخر جہان ہے آپ مہربانی اور کرم سے اس نفلیں بردار کو اپنے سے جدا فرمائے اور زبان طعنہ زنی سے نبیؐ آزرده ہوئے علیؑ سے جب یہ سنا تو رسول خداؐ رونے لگے اور پیشانی مبارک کے چند بار بوسہ لے اور فرمایا کہ تو یاورا اور مددگار میرا ہے اور تو مثل اُرون موسیٰؑ بنی کے بعد وصی اور جانشین میرا ہے اس واسطے مکان اور ناموس تم کو سپرد کیا تم جا کر میرے جگہ پر بیٹو علی مرتضیٰ نے جو یہ شفقت دیکھے تو خوشی سے چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہو گیا پھر ادب سے کچھ عرض نہ کر سکے اور طرف بیزبانی روانہ ہوئے اور خیرالانام جانب شام کے تشریف لے گئے اور بتائید خالق علامہ حیدر ملکشام مین مقام تبوک نام مین پہنچے وہ مقام عجیب فرحت افزا اور میدان دلکش درختان بیشمار میوہ دار سرساید دار تھا حضرت اوس سرزمین پر اقامت گزین ہوئے کہ وہاں چند فاطمہ سبھی ایک یہ کہ ملکشام قریب تہادوسرے یہ کہ سپاہ کو آسائش رنج راہ سے تیسرے یہ کہ لشکر سلطان روم سے وہاں تپانہ تھا اس واسطے مٹھے کہ

خبر صحیح معلوم ہو

شہر ناسرور کائنات کا تبوک مین اور پہنچنا ابوذر کا اور مہربانی کرنا اور حال آئندہ کا اون سے بیان فرمانا حضرت کارا وئی

شیرین زبان اسطر سے بیان کرتا ہے کہ سید انس و جان جب میثرب سے
جانب شام روانہ ہوئے تھے ابو ذر اصحاب خاص بالیقین اوس جناب کے
تھے تنگ دستی سے سواری اونکو دستیاب نہ تھی پیادہ روئے اختیار کے
اور ضعیف سے تمام بدن سست اور سامان سفر اوپر پشت کے تھا اسوجہ سے ہمراہ
رسول اللہ کے نہ پہنچے تھے جسقدر ہو سکتا تھا راہ طی کرتے تھے مثل گرد کاروان
پہنچے چلے آتی تھے جب تبوک میں خیر الانام نے مقام کیا تو یہ بھی اگر پہنچے حضرت
حکم دیا کہ چند اصحاب پیشروانی کو جاوین بموجب حکم کے کچھ اصحاب آگے واسطے
پیشوا کی کیگئے تو دیکھا کہ رخ زرد منہ پر گرد پستارہ پشت پر بندھا یا تھریں عصا
پاؤنچن آبلہ پڑے ہوئے اس حال تباہ سے بقوت ایمان طرف رسول زمان کے چلے آئے تین
رسول خدا نے اس حال سے اونکو دیکھ کر تعظیم کے اور پاس اپنے بٹھایا یہ پاؤن پر حضرت
گرد پڑے اور رونے لگے حضرت نے اونکے سر کو اوتھایا اور لطف و مہربانی سے حال پوچھا
ابو ذر نے عرض کیا کہ اے مقدس جہان غم جدائی نے اس ناتوان کو بجان کیا تھا اب دولت
قدیوسی سے نہایت شادمان اور فوجاں ہو گیا ہوں اور وہ رنج و سختی پیادہ روی کی بھول
گیا حضرت نے اوپر اونکے آفرین کی اور فرمایا کہ میں اوس روز کو دیکھتا ہوں کہ تھے پوچھیں گے
کہ کون سے جگہ بہتر ہے تم گھوڑے کہ زمین حرم شہان ایمان سے مشرف ہوا ہوں میں
تھے پوچھیں گے کہ بدتر جگہ کون سے ہے تم گھوڑے کہ جہان کفر میں بسر کے میں نے پھر تمکو ایک
اونٹ سست پر بٹھا کر مہار اوس کی کاٹ کے ہٹا دیئے نہ پاؤن میں رکاب ہو گئے نہ ہاتھ
میں زمام اور تم تنہا نے بار واد ہدم اوس سحر زمین میں بسر کرو گے ابو ذر نے یہ حدیث
سن کر سر جھکا لیا اور عرض کیا کہ جان ابو ذر کے خدا ہوا آپ ہمارے اس مرد زحمان تو میرا

سلامت رہیں گارنج و راحت یک سان ہے خاک جانشین کے وقت پس راوی کہتا ہے کہ یہ سب

عبداللہ بن ابی ذر پر گذرا +

توقف کرنا سرور کائنات کا تہوک میں دو مہینے تک اور پوشیدہ
اوتی بھیجنا حاکم روم کا واسطے دیکھنے احوال رسول اللہ کے اور خبر لانا
اوس شخص کا اور تکلیف دینا قوم اپنی کو اور قبول نکرنا اون کا اور زبان
پہیرنا اون کا اور آنا رسول اکا طرف یثرب کے

راوی کہتا ہے کہ سالار دین دو مہینے تک اوس سرزمین پر مقیم رہے اور شام سے لشکر نہ آیا
حضرت پر ظاہر ہوا کہ یہ خبر نے اصل سے لیکن سلطان روم نے ایک شخص ہوشیار کو خدمت
رسول میں اس واسطے بھیجا تھا کہ جو خبر حضرت جیسے نے دی ہی اس کو دریافت کرے اور وہ خبر
یہ ہی کہ نہر نبوت پشت پر اور سرخی آنکھوں میں اور غصہ کانہوتا اور نقدی کو رو کرنا
اور بد یہ کو قبول کرنا وہ شخص دانشمند لشکر گاہ اشرف انبیاء میں گیا اور صحبت میں صحیح
وشام پوشین رہتا تھا جب سب نشانیوں سے آگاہ ہوا تو اپنے بادشاہ کی خدمت میں
پھر گیا اور سب حال اوس سے بیان کیا جب بادشاہ نے یہ سب حال مفصل سنا تو بزرگان
قوم اور افسران فوج کو بلایا اور یہ راز سنایا اور کہا کہ اظہار حق کرنا چھپانی سے بہتر ہے
بیشک محمد نبی ہے کہ انجیل اوس کے وصف پر گواہ ہے راہبوں سے کہا کہ عیسے نے بھی
ان باتوں کی خبر دی ہے اگر حکم عیسے کا بجالانا منظور ہے تو اس اقبال منہ کے پیروی کرو
سب قوم کے ہرہ غصہ سے سرخ ہو گئے اور کہا کہ وہ دن خدا نہ لاوے کہ ہم عیسے سے
پہرہن اگر اسے بادشاہ تنہا کو منظور ہے تو تو دن محمد اختیار کر سلطان نے جب یہ جواب
سنا تو عقل مند ہی سے زبان کو پیہرا اور کہا کہ میں تجھ کو آزماتا تھا اور مکر راہمان لیا یعنی

کہ سب ایک زبان ہوں اور اب یقین ہوا کہ تم اپنے دین اور آئین میں کامل ہو اور خدا
تکوین نصیب کرے پھر سب خوش ہو کر ثنا و صف بادشاہ کی کرتے ہوئے اپنے مکان پر
گئے لیکن اہل تاریخ کو یقین ہے کہ یہ بادشاہ مشرف بہ دین ہوا تھا اور سالار دین بعد دو

مہینے کے طرف تشریف لے گئے

خبر پہنچنا ارادہ سے عربوں و ادئے ریل کے رسول خدام کو اور پہنچنا ابو بکر
کو وسطے دور کرنے اوس قوم کے اور جانا اوس کا اور شکست

کہانا اور پھر آنا

راوی کہتا ہے کہ ایک روز رسول خدام ساتھ مردان دین کے مسجد میں رونق افروز
تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ ایک جماعت کثیر عربوں کی و ادئے ریل میں جمع ہو
ہو اور آپس میں صلاح کرتے ہیں کہ مدینہ میں چل کر شب خون ماریں حضرت نے یہ بات
سن کر ابو بکر سے کہا کہ اسے مشرکوں کو سپاہ کو ہمراہ لے اور نشان اپنے ماتھے میں لکھا
اور طرف ریل کے جا اور اوس مشرکین کو دمان سے پریشان کر ابو بکر کے ہمراہ
سپاہ بقدر ضرورت کر کے روانہ کیا یہ چاہتے تھے کہ خبر سے پہلے پہنچوں مگر خبر اوس
مشرکوں کو پہلے پہنچے یہاں سے راوی داستان اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ
اوس راہ میں جانب مشرکین کے نشیب و فراز بہت سا تھا اور کثرت درختان صحرا
سے راہ سد و تھیں جب مشرکین نے خبر پائی کہ لشکر سالار دین قریب آگیا ہے تو
ہتیار سے آراستہ ہو کر گہات کی جگہ میں آکر بیٹھے کچھ درختوں کی آڑ میں اور کچھ گروہ میں
چھپے تھے تا وقت کارزار آشکار ہوں اور ادمر سے ابو بکر جلدی جلدی راہ طی
کرتا تھا تاکہ اوس قوم بدکردار کو پریشان کر دین لیکن غافل گردن آسمان سے

جب اوس دادے ہولناک مین آیا ہر درخت و گزہون سے ایک نہنگ نکل آیا او
تلوارین کہیں چکر مشرکین اوہراہل دین کے آکر گرے جو گرہ کہ آگے تھا وہ سب شہید
ہوا اور باقی بہت سے زخمی ہوئے اسوجہ سے سپاہ و پھدار کو سوائے پہاگنے کے
اور کچہ چار انہوا ایک بارگی سب مہاگ کر جس راہ سے گئے تھے اسی راہ سے پھرا
اور سامنے رسول مختار کے شرم سارا اظہار حال کیا حضرت نے از راہ کرم

کچہ جواب نہ دیا

بہینا سید کائنات کا عمر کو واسطے دفع کرنے اوس قوم کے
اور کید گاہ مین بیٹھا اون کا اور شکست دینا لشکر اسلام کو

حضرت نے عمر سے ارشاد فرمایا کہ نشان اپنے ماتھے مین لے اور سپاہ ہمراہ لیکر
طرف مشرکین کے روانہ ہوا اور جس طرح سے مناسب جانا اون سے انتقام
لینا یہ خوشی خوشی نشان لیکر گہوٹے پر سوار ہوا اور جوشان و خروشان ساتھ
رفیقوں کے کہتا تھا کہ ابکی ایسا نکرنا جیسا کہ ہوا ہے اب ساتھ تدبیر اور عقل کے
سمجھ کر جنگل مین پاؤں رکھنا اور پیچ تو یہ ہے کہ اوس مرتبہ ہی بہادر وون نے
کی نہ کی تھے مگر پھدار کو بہت نہوئے اور مین غنی مہر جان نثار کرنا ہون ایک
سر مو پاؤں نہ ہٹاؤ حکام بھی اگر تندہی و کوشش کرو تو دشمن کا مار لینا کچہ بات
منہیں ہے سب ہون نے کہا کہ ہم سب سر دینے کو موجود ہیں اگر تم ثابت قدم ہو گے
یہ شکر جلدی جلدی راہ ملی کرنے لگے اور کفار کو بھی یہ خبر پہنچ گئے وہ بھی کید گاہ
مین چپ کر بیٹھی جب یہ مع سپاہ و مان پہنچے تو ناگاہ مشرکین کی گاہ ہون سے
تلوارین لے لے کر اہل دین ہر آکر گرے اور آواز مائے ہو سے اوس قوم کی

ہدیت ایسے دلوں پر چہانی کہ جان سپاہ اور سپہدار باقی نہ رہے گفتگو یاد سے بہلائے
اور مثل پتوں درخت کے ہر اگندہ و پیریشان باد خزان سے ہوش تابان طرف
رسول زمان کے بہاگ آئی اور سرشہر مندرگی سے جہان سے حضرت نے ازراہ

کرم کے کچھ نضر مایا

درخواست کرنا عمر عاص کا واسطے دفعہ کرنے عربوں کے اور بھیجنا
رسول خدام اوس کو اور بھیجنا اوس کا اوس مقام پر اور متفرق ہونا
لشکر کا اور شکست کھانا لشکر کا اور شہید ہونا چند آدمیوں کا اور پھر

عمر عاص نے حبیب اللہ سے عرض کیا کہ مجھ کو واسطے انتقام لینے کے اوس قوم پر
بھیجے پیغمبر خدا نے لشکر اگر نشان عنایت فرمایا اور امیر لشکر بنایا عمر عاص اس
عنایت خاص سے بہت شاد ہوا اور نشان لیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور
پچھلی پیچی دلیران دین حکم رسول امین سے روانہ ہوئے عمر عاص نے اپنے ہمراہیوں
کہا کہ دوبارہ تلگوں پھر آئے ابکی مین وہ بات بتاؤنگا کہ مثل تیرا و بر سرشہر کین کے
پہنچ جاؤ گے تم میرے کہنے سے باہر نہ ہونا اس مین بہت اسیر اور غنیمت پاؤ
جو یاروں نے یہ بیان سنا تو کہا کہ ہم کو رسول مقبول نے محکوم تمہارا کیا ہے
ہم تیرے حکم سے کبھی عدول نہ کریں گے دل عمر عاص کا اس بیان سے بہت
خوش ہوا اور جند راہ طی کرنے لگا اوس طرف کفار کو معلوم ہوا کہ سپاہ اہل ید
آگئے یہ خبر سنکر وہ سرکش خوش ہوئے اور آات جنگ سے آراستہ ہو کر کیسکھ
مین نہان ہوئے اور اس طرف سے جب عمر عاص دیاں پہنچا تو ناہمواری زمین
دیکھ کر ہوش و خواہش باختہ ہوئے اور دل مین فکر کے کہ اس جگہ سے جلدی

گنہ جانا چاہئے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میرے نزدیک یہ مصلحت بہتر ہے کہ
یہاں سے گھوڑے ڈوڑا کر جلد نکل چلنا مناسب ہے تاکہ اعدا اپنے جگہ سے چلنے
نپائیں اگر اس میں کسی کے شہادت ہو گئے تو یہودیہ لیران دین نے یہ راہی پسند کی
اور سب گھوڑے ڈوڑا کر دس دس پانچ پانچ ہزار سے گزرنے لگے اس
تدبیر نے حال سپاہ کا تباہ کیا ہر جگہ سے مشرکین تلواریں سٹے لے کر آپڑے
اور عرصہ دیر ان کے تنگ کیا نہ راہ آمد نہ جائے گھر خداس سبب سے کئے
دلیران دین شہید ہوئے اور رفیقوں نے یہ کوشش تمام اپنے تئیں اس گھیر
ہلاکت سے نکالا اور نفرین اور پرمعاص کے کہنے لگے عمر عاص ہے سر ہکائی ہوئے

شکستہ دل منزل بمنزل پاس رسول خدا کے آیا ۔

طلب کرنا سرور کائنات کامر قاضی علی کو اور حکم دینا واسطے جنگ
عربوں کے اور لقب جبل المتین فرمانا اور واسطے رخصت کی بیرون

شہر آنا شہر بہ

بفرمودہ نگہ غضنفر کجا است کشائندہ باب خیر کجا است

حضرت نے شیر خدا کو طلب فرمایا اور مشرک اکبر شاد کیا کہ تم اس صحرا میں جا کر عرض خون
دلیران دین کا اون مشرکین سے کہ حضرت نے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ خداوند
کریم اقبال سے آپ کے ظفر بیاں کرے چکا حضرت نے جبل المتین لقب دیا اور خود اس کے تار
عرصہ لافٹا کو اوپر دلدل کے سوار کیا اور باہر شہر تک واسطے رخصت کر نیکے آئے
جب اس مقام پر پہنچے کہ جہاں عمر بن جعد و د کا سر جناب میر علیہ السلام نے جدا کیا
تھا تو حضرت رسالتا جب نے درگاہ باری میں دعا کی کہ اسے پروردگار علی کو صحیح و سلامت

اتھ فرج و فیروزی کے پہر چہرہ تک پہنچانا اور اس غضنفر کے ماتھ میں نشان اپنا دیا اور حضرت
کیا اور ہمراہی ابو بکر اور فاروق اور عمر عاص سب اصحاب خاص بعد اسی قدر سپاہ کے
کہ جس قدر پہلے روانہ ہوئی تھے رسول خدا نے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ اطاعت سے علی کے
باہر نہو نا کہ حکم انکا عین حکم میرا ہے سبہوں نے بسر و چشم قبول کیا اور حبیب خدا و مان سے
رضعت ہو کر دولت سراے کو آئی اور علی مرتضیٰ روانہ جانب عراق ہوئے جو راہ قدیم تھے

اوسکو چوڑ دیا سوا سطلے کہ راہ دوسرے ہوا رو قریب کے تھے

روانہ ہونا ضرغام دین کا راہ عراق سے واسطے انتقام لینے عربوں سے
اور مکر کرنا عمر عاص کا اور پاس چین کے آنا اور کہنا کہ اس راہ میں شیر
و سانپ بہت ہیں اور بطور صلاح کے اطلاع دینا جناب امیر
علیہ السلام کو اور حضرت کا قسم کا کہنا انا اور روانہ ہونا

عمر عاص سمجھا کہ اس راہ سے جاوے گا تو بیشک مشرکین پر فتح پاوے گا اس
سبب سے کہ اس راہ میں کہیں شیب و فراز نہیں ہے اور رسول خدا کے نزدیک اعتبار
زیادہ ہوگا اور عزیز جانی گے اور ہلکوز ندگی اوس شرمندگی سے تلخ ہوگی یہ سوچ کر اپنی جگہ سے
اٹھا اور پاس فاروق کے گیا اور کہا کہ ای بزرگان دانشمند علی اگرچہ زور و بازو میں قوی
ہیں مگر شیب و فراز زمانہ کا نہیں دیکھا ہے اور اس راہ میں شیر مثل گدگوسپند کے پھرتی
ہیں اور سانپ مثل کین و ن زمین سے نکلتے ہیں تم اونکو اس راہ سے پہر و کہ اہل دین کو
مفت برباد و ہلاکت مگر بن الفرض وہ دونو شخص گئے اور جا کر دشواری راہ کو بیان کیا
غضنفر نے سب بیان سنکر تبسم سے کہا کہ رسول زمان نے میری اطاعت کو تمہیں حکم
دیا ہے یا تمکو فرمان برداری کو کہا ہے اس راہ سے نہ پہر و کا نئی کے سر مبارک کے قسم

شیرین نے جب قسم کھینے چپ ہو رہے لیکن عمر حیدر جو آواز بلند سے کہنے لگا کہ ای مسلمان تو اس
راہ سے چہرہ داسوا سطل کہ آئیں شیر اور گرگ بہت ہیں نام داران دین نے کہا کہ معاف
رکھئے ہم تابع فرمان علی ولی کے ہیں اور حکوم اونکا بنی نے کیا ہے نہ شیر ابھر تو یہ خجالت کی
چپ ہو گیا اور جناب امیر علیہ السلام رات کو راہ چلتے تھے جب آفتاب بلند ہوتا تھا منزل فرماتی

تھی یہاں تک کہ چن روز بین وہ راہ طے کے

پہنچنا علی مرتضیٰ کا دشت کین بین اور جنگ کرنا اور ساتھ فتح و
فیروزی کے مع غنیمت پہر آنا اور استقبال کرنا رسول خدا کا معہ قوم

اور نازل ہونا سورہ والعدایات کا

راوی کہتا ہے کہ وقت صبح معہ فوج اوس دشت بین بخوف پہنچے اوسوقت اعدای دین
آگاہ ہوئے اور مرگ ناگہانی سے سہ ہینہ ہو کر کوئی تیر اور کوئی کمان اور کوئی نیزہ اونہا
لگا کہ بچا یک سامنے سے دیکھا کہ نشان مصطفیٰ علی مرتضیٰ لئے ہوئے اور ذوالفقار
کہنچی ہوئے برہماتہ ہوئے اور آپ نے اوس گروہ کو دیکھ کر دلدل کو تیز کیا اور صف دشمن
زیر تیغ بیدار کیا جس طرف ٹی ٹکرتے تھے خون سے اوس صحرا کو گل رنگ کیا تھا اور کام
اوپر اوس قوم کے تنگ کیا تھا آخر اوس قوم کو یارائی جنگ فرما لیا چار ہو کر فرار اختیار
کیا اوسوقت جناب امیر نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب کو گرفتار کر کے مشکیں باندھو
دیران دین نے حسب الحکم جب اونکا تعقب کیا تب اونہوں نے ہتھیار اپنے ڈال دیے
اور انصار دین نے مشکیں اونکی باندھ لیں اور غنیمت بیشمار لیکر معہ اسیران کفار
ہمراہ اوس مشیراز کے بہ فتح و ظفر طرف یشرب کے روانہ ہوئے جب رسول خدا کو
یہ خبر پہنچی تو حکم فرمایا کہ سب اہل ملت اپنے اپنے مکانات سے آکر ہمراہ میرے

واسطے پیشوائی علی مرتضیٰ کے جلیں اوس طرف سے شاہ مردان آئے اور اس طرف سے رسول زمان تشریف لیگئے جب نگاہ شیر نردان کے اوپر اوس نور پاک کی پڑ سے فوراً گھوڑے سے اتر کر رکاب اغساب کو بوسے دئے اور جناب رسالت مآب نے سینہ کو لگایا اور پیشائے مبارک کے بوسے لئے اور ارشاد فرمایا کہ جو کام تم سے ہوا ہر اس سے خدا اور رسول راضی ہوئے اوسوقت علی مرتضیٰ لہسب خوشی کے آب دیدہ ہوئے سرور انبیاء نے ارشاد کیا کہ اگر مجھ کو اندیشہ مثل امت عیسے کے نہوتا بین آج تمہاری ایسے فضیلت بیان کرتا کہ جس خاک پر تم قدم رکھتے نسب خلقت ہجوم کر کے مثل تبرک اوس کو اوٹھا لیجاتے اور مریض اوس سے شفا پاتی جب حضرت نے یہ حدیث کرامت بیان فرمائے فوراً سورہ والعدایات خالق کائنات سے اون کے شان میں آیا

جمع ہونا بزرگان قوم کا ایک جگہ اور مصلحت کرنا آپس میں کیہ ایمان
لاوین ہم ساتھ رسول خدام کے اور متفق ہو کر خدمت رسول

مقبول میں آنا +

راوی کہتا ہے کہ جب خبر اس فتح کے نزدیک دو در پہنچے سرکشوں کے سر سے غور
دور ہوا ہر قوم کے امیر نے اپنے قوم کو جمع کیا اور کہا کہ اے دوستوں بیشک خدا
نجی ہے کہ پشت اوس کے ٹائیڈ ایزد سے قوی ہے کعبہ سے جب ہجرت کے تو کون سوا
خدا کے سہرا تھا اور خیر یہودیوں سے کیوں کر لیا اور بتوں سے کعبہ کو کیوں کر خالی
کیا اور تیس تیس سزار کو چند آدمیوں سے مار کر بھگایا اور اس سامان سے کعبہ باز
رہن گئے کارزار سے باری باری ہر طرف سپاہ پہنچیں گے اور ہم اون سے مقابلہ
میں سوائے مارے جانے کے کچھ فائز نہ اوٹھا لینگے اور مالک و مال سب تاراج ہوگا

جمع ہونا
بزرگان قوم کا

اور حال عقلمی کا کیا معلوم ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ایمان لاوین کہ وہ قوم عرب میں
خاتم انبیاء ہیں سبہوں نے اپنے اپنے سردار سے یہ بات شنکر احسن اور آفرین کی
اور سب متفق ہوئے اور کہا کہ اس کام میں ٹھیک کرنا چاہئے

جب خبر ہوئے رسول خدا کو آنے سے عربوں صحرا نشین کے اور آسمان
کے اور زینت کے واسطے حکم دیا اور آنا اون کا اور مشرف بہ اسلام
ہونا اور رخصت ہونا اور مرنا عبد اللہ بن ابی کا

رسول خدا کو جب یہ خبر پہنچے کہ تائید جہان آفرین سے زمین تا شام کوئی مشرک
نہیں رہا ہر قوم سے ایک ایک سردار مع اپنے ہمراہیوں کے واسطے مشرف
ہوئے اسلام کے آئی ہیں اس خوش خبری سے حضرت سحیح شکر درگاہ بارے میں
بجالائے اور اصحاب سے فرمایا کہ سامنے اس قوم صحرا نشین کے جامہ مائی ریشمی اور
اور عمامہ زین جو لباس فاخرہ مکن ہو زیب و زینت سے آراستہ ہو کر آوین اور
خود بھی پوشاک تبدیل فرمائے اور ایکوان میں ایک محفل جنت آئین قرار دے
اور اصحاب دین ہر چہ ہر طرف حلقہ کئے ہوئے بیٹھے اور حضرت صدر نشین سہ
تمام مکان معطر و معبر ہو رہا تھا کہ اس عرصہ میں عرب صحرا نشین صحبت نور آگین
میں حاضر ہوئے اور ساتھ خلوص صفائی کے رسم آداب بجالائے حضرت نے
بھی لطف سے جواب دیا سب کے زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوا و سوف حضرت نے
رحمت اوپر اون کے بھیجی اور حکم اسلام کا ارشاد فرمایا سبہوں نے اسلام بدل
قبول کیا رسول آ نام نے پاس اپنے بٹھایا اور ہر ایک آدمی کو ایک ایک
اصحاب کے سپرد کیا تاکہ رسم ضیافت ادا کریں بعد ایک دو روز کے ساتھ

اکرام و انعام کے زور اور دیکر رخصت کیا بروقت جانے وطن اونکی کے ہر ایک کے ساتھ
ایک ایک سرور و دیندار کو واسطے سکھانے احکام دین کے ہمراہ کیا راوی کہ سنا ہے کہ چند
ہفتے تک حبیب خدا کو بھی شغل رہا اکثر آمد و رفت خلافت سے اوس سال کا تمام وقت
ہوا تھا اور بفضل خدا یمن سے شام تک تمام آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے مگر عبداللہ
بن ابی کہ وہ راہ دین یمن سے تھا اوس سال یمن واصل نہیں ہوا اسلام سے

مشرف نہوا تھا

اتنا سبیل کا مسجد یمن اور سوال کرنا اور کسی سے حاجت اوس کے رو
نہوئی اوسکو علی مرتضیٰ نے ہنگام نماز یمن انگوٹھی یا قوت کی کہ قیمتی خراج
چہار سالہ مصر کے تھے عطا فرمائی اور سوال کرنا رسول اللہ کا بعد نماز کے

اور حال سبیل کا پونہ پنا

راوی کہتا ہے کہ ایک روز وقت نماز کے سب اصحاب جمع تھے اور ساتھ کتاب تشریف
فرمان ہوئے تھے اس سبب سے لوگ فاضل وغیرہ سنتے نماز میں مشغول تھے کہ ایک
سبیل نہایت بھوکا عجز و انکسار سے کہتا تھا کہ ای مردان دین قسم مجھ کو خدائی
جہان آفرین کے کہ آج تیسرا فاقہ ہے اور یہ اضطراب مجھ کو گھر سے باہر لایا ہے اور ایک
روز کے خوراک کا سوال کرتا ہوں اسے طرح کہتا ہوا قریب علی مرتضیٰ کے آیا حضرت
رکوع یمن تھے آواز سبیل کے سنتی ہی دل سخاوت بہر آیا ایک انگوٹھی یا قوت کے جو
حبیب خدا کو بادشاہ مصر نے بطور ہدیہ کے بھیجے تھے انگشت مبارک اوس کے طرف
کر کے اشارہ کیا وہ سبیل سمجھ گیا اور اوس انگوٹھی کو اتار لیا کہ جو قیمتی چہار سالہ
خراج مصر کے تھے اور دعا یمن دیتا ہوا روانہ ہوا اسی وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے اور حرابین کھڑے ہو کر غار پڑائی بعد فارغ ہونے غار کے اپنے مقام

پر بیٹھ کر پوچھا کہ اوس سایل کے آرزو جو مالہ وزاری کرتا تھا کون ہر لایا

عرض کرنا قوم کا کہ علی نے سایل کو ایک انگوٹھی دی ہے یہ سنکر رسول خدا
خوش ہوئی اور علی کی حق میں دعا کی نازل ہونا حیرت نیل کا اور لانا آیت کا

اور بشارت دینا رسول خدا علی مرتضیٰ

اصحابوں نے حضرت سے جو ام کہ واقع ہوا تھا علی سے سب عرض کیا رسول خدا نے
ما تھا اور کہا کہ درگاہ باری میں دعا کی کہ اسے خلاق عالم موسیٰ نے مارون کے وزیر ہونی
کے دعا تجسے طلب کی تھے اور تو نے قبول فرمائی تھے میں بھی تجسے امیدوار ہوں کہ
میرے واسطے علی کو وزیر مقرر فرما مجھ اس دعا کے آثار وحی کے ادب بینی کے ظاہر
ہوے اور فرمان ایزدستان سے آیت انما روح الامین آسمان سے لیکر خوشی سے
نازل ہوئے اور اس آیت کو دھم ز آنگون تک پڑھ کر سنایا جب حضرت ہوش
میں آئے تو تکبیر کہ یکہ سبحان سبلائے جب سجدہ سے سر کو اٹھایا تو علی مرتضیٰ کو سنا
بلایا اور جمع مومنین میں اس آیت کو بہ اعلان سنایا اور بشارت دیکر فرمایا کہ
جیسے مارون کو موسیٰ کا وزیر کیا تھا اسی طرح سے ملکولی اور صاحب مر بعد میر
تمام امت پر کیا ہے ملک جو است میں سے امام بنائیں گے دین اوسکانا فقی اور ناقما
رہیں گے علی مرتضیٰ اس ہر مانی خدا وینے کو سنکر روئے گئے اور عرض کیا کہ کون سی
عبادت ہوئی ہے جس سے یہ عنایت خاص اس عبد ذلیل پر جانب رب
جلیل سے ہوئی باعث اسکا حضرت کے ذات ہے آپکا سایہ میری سر پر سے
کم نہوا اور بعد آپ کے زندگی اپنے ہمین چاہتا ہوں رسول خدا یہ سنکر روئی گئے

علیٰ و بنی سے جب اس طرح سوال و جواب ہوئے تو جہانبا کرم سے دوسرا آیت
ساتھ شتم کے ایسا آسمان سے آیا کہ اوس سے دل حاسد و کئی جگہ کباب ہو گئے
اور اوس جہ سے سوائے خرمین ایمان بھلائے کے کچھ حاصل نہوا

آنا عمر اور معدی کرب و مسلمان ہونا اور ایک روز قاتل کو اپنے
باپ کے دیکھنا اور دعویٰ خون کا کرنا اور جواب پانا رسول اللہ سے
اور مرتد ہونا اور جانا اور خالد کو واسطے استیصال اوس کے
بہیجنا بعد اوس کے علیٰ کو رخصت کرنا اور جانا و نکاح

ایک روز معدی کرب خدمت رسول اللہ میں حاضر ہو کر اسلام لایا اور بے گینہ
احکام دین کے میثرب میں رہنا اختیار کیا تھا کہ ایک روز راہ میں اپنے باپ کے
قاتل کو دیکھا غصہ سے آنکھوں میں خون اتر آیا اوسکو پکڑ کر کہینہتا ہوا پاس
رسول اللہ کے لیگیا تاکہ انتقام خون پدر کا لیوے جب دعویٰ اپنا بیان کیا تو حبیب
خدا نے فرمایا کہ دعویٰ ایام کفر کا بعد اسلام لانے کے خالق علام سے باطل ہو گیا
تو اس سے دست بردار ہو جب اوس نے یہ سنا ناچار گریبان اوسکا چوڑ دیا لیکن
دین سے بھی دست بردار ہوا اور بدلہ ہو کر معہ اپنے ہمراہیوں کے میثرب سے
طرف اپنے قبیلہ کے روانہ ہوا اور اشنا راہ میں جو مسلمان ملتا تھا اوسکو لوٹ
لیتا تھا جب حضرت کو اوس کے حرکت سے آگاہی ہوئے تو حضرت نے خالد کو حکم
دیا کہ تو اوس کافر و سیاہ کی طرف بقدر ضرورت سپاہ لیکر جا اور اوس کے
خانہ مان کو مباح و ہر باد کر اور مال و عیال اوسکا جو کہ لوٹ ہو گیا ہے حکم ذوالجلال
سے اوپر اہل ملت کے حلال ہے پس خالد معہ سپاہ روانہ ہوا لیکن وہ سپاہ

کار خالہ سے بہت آگے نکل گیا تھا بعد جانے خالہ کے دوروز کے جناب امیر علیہ السلام کو حضرت نے بلا کر نشان خاص عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ مجھ کو خالہ کے جانیسے دل چاہی نہیں ہے تم فوج ہمراہ لیکر جاؤ اور اس کام کا انصرام دو اور خالہ کو معہ اوسکے ہمراہیوں کے فرمان بردار کیا علی مرتضیٰ حسب الحکم اپنے دلدل پر سوا

ہو کر معہ سپاہ کے روانہ ہوئی

خزویک بھیجنا علی مرتضیٰ کا لشکر خالہ سے اور نامہ لکھنا کہ توقف کری اور غمانا اوس کا اور بھیجنا خالد بن سعید کو اور نظر بند رکھنا اونکا اور بھیجنا شیر خدا کا طرف معدی کرب کے اور نصیحت کرنا قوم اوسکی

اور نہ سنا اون کا

جب علی مرتضیٰ قریب لشکر خالہ کے پہنچی تو ایک نامہ حسب ارشاد سیدہ والاسکے اس مضمون کا لکھا کہ تم دیکھتے اس نامہ کے جس جگہ ہمدردین شہر و تآنی برے اس وجہ سے کہ تلک رسول مختار نے تابع میرا کیا ہے ولید فی یہ مضمون پر مصر کہ بہت ہرمانا اور کہا کہ لشکر آگے روانہ ہو چکا ہے یہ سنکر خود بھی آگے بڑھ گیا یہ جواب قاصد لیکر پھر آیا شیر خدا نے خالد بن سعید کو حکم دیا کہ تم جا کر جس جگہ وہ ملے وہیں شہرانا اور اگر غمانی توفیق کو اوس سے جدا کر لینا خالد بن سعید روانہ ہوئے اور بہت جلد اپنے تئیں اوسکے پاس پہنچا یا جب اوس سے ملاقات ہوئے تو انہوں نے کہا کہ امی نادار یہ حرکت تجھے بہت خلاف ہوئے اگر سہو آہوی ہو تو اوسکو معاف کرو اور ہمیں پر شہرار ہو جب تک شیر خدا تشریف لاوین اوسے کہا کہ تابع داری کیسکی مجھے نہیں ہوتی ہے اور ہر اہی میرے جیسا

رسولؐ نے کہا ہیو ویسا کرینگے سعید یہ گفتگو یہودہ شکر آشفٹ ہوئے اور ہنسکر کہا کہ ای
فضول گو حکم رسولؐ کے خلاف کرتا ہو حبیب خدا نے واسطے تابع داری علی مرتضیٰ کے فرمایا ہی
اور تو اسکی خلاف کرتا ہی اگر حکم رسولؐ کا مانا ہی تو علیؑ کے کہنے پر عمل کرو اور اگر اسمین تاہل ہے
تو جہان تیرا ہی جاسے و مان جاوے اوس سے کہہ کر چو کہ لوگ رسولؐ خدا نے اوسکے ہمراہ کئی معنی
اونسے کھا کہ ای دلیران دین تمکو رسولؐ مختار نے تابعدار اسکا کیا تھا لیکن اب محکوم تمکو اسکو
دونو کو علی مرتضیٰ کا کیا ہی سبہوں نے کہا کہ ہم تابع فرمان رسولؐ زمان کے بین حکوم زید و بکر
کچھ کام نہیں ہے خالد یہ شکر شیمان ہوا اور لاچار ہو کر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور اسی
جگہ مقام کیا دوسری روز شیر خدا بھی اوس مقام پہنچے اور خالد سامنے آیا حضرت نے
ازراہ کرم کے کچھ نفر مایا لیکن چہرہ سے خالد کے شرمندگی ظاہر تھی پہرا اور مہادران لشکر
آکر مشرف ہوئے اور حضرت نے سب کو تشفی دی اور خود بھی اوس روز وہیں مقام کیا دوسر
روز جب آفتاب بلند ہوا حضرت سوار ہوئے اور پچھی سب لشکر ہمراہ روانہ ہوا جب نزدیک
قوم معدی کر کے پہنچی تو اوسکو خبر ہوئے کہ امیر عرب واسطے انتقام کے تشریف لائے ہیں
تو اوسنے اپنے قوم سے کہا کہ کمر چیت اوپر چنگ کے باندہ ہوا ایک نے کہا کہ ای شخص یہ علیؑ جو جسکے
مثل روئی زمین بین کوئی نہیں ہے معدی کر کے ہنسکر غرور سے کہا کہ کل میدانین وقت

مقابلہ کے معلوم ہو جاوے گا

جب دوسرے روز دونو لشکر وکی صفین آراستہ ہوئیں اوس وقت
معدی کرب رو بر و شیر خدا کے آیا اور فرار ہو نا حضرت کا ایک دختر کو قبضہ

مین لانا اور غنیمت ماتھر آنا اور بریدہ کا بچان ہونا

جب دوسرے روز آفتاب نکلا تو دونو جانب سے دلیران جنگی میدان میں آئے اور مثل دیوا

اتہن کے صف بندی ہوئی سب منتظر تھے کہ دیکھی پہلے میدانِ عین کون جاتا ہے کہ دفعتاً غصہ سے
معدی کرب گھوڑا بڑا کر میدان میں رجز پڑھتا ہوا آیا اور دلیرانِ دین سے مبارز طلب کیا ہ
شیر خدا نے اودھر سے دلدل بڑھایا اور فرمایا کہ خبر داتو میں دسٹی مقابلہ کے آیا جب اوس
اند شیر خدا کی دیکھی مضطرب ہو کر گھوڑے کو بہگایا اور وقتِ حضرت نے لشکر کو حکم دیا کہ اس کے
قوم کو زیرِ تیغ کرو دلیرانِ دین نے حسبِ حکم امیر المومنین گھوڑے اوپر اوس قوم کے ڈوڑے
جھپائی اور ہتھیار اوسکا اوس جنگ میں مارا گیا اور باقی قوم اوسکی فرار ہوئے بہادر وں نے
اوپر مال و سہا کے ماتھ دراز کیا اور جہان تک قیدی اور غنیمت ماتھ آئے لیکر پاس اہر
ع کے حاضر ہوئے جب اسیر وں کو ملاحظہ کیا تو ایک لڑکی نوجوان اور عین سے حضرت نے اپنے
حصہ میں لی ایک شخص اصحاب سے بریدہ نام کہ وہ دل میں علی کی طرف غبار رکھتا تھا اوسنے
خالد کو یہ خبر دی خالد یہ سنکر بہت خوش ہوا اور محفل آکر کہا کہ ایو اوسن یہ کیا تھا حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ یہ عورت حصہ میں آلِ نبی کے بوجہ کسی اتی ہے خالد نے جو یہ جواب پایا اپنے

دل میں خیانت کا گمان کر کے بہت خوش ہوا

نامہ لکھنا خالد کا سرور کائنات کو اور بریدہ کو قاصد کرنا اور مونہ
چہیزنار سولخی رام کا اور تو یہ کرنا بریدہ کا اور آنا علی مرتضیٰ کا اور غنیمت
وغیرہ کو پاس خالد بن سعید کے چھوڑنا اور پہر آنا معدی کرب کا
پاس اون کے اور مال اوس کو دینا اور باقی بطور زکات کے

خدمت رسول خدا میں لانا

جب رات ہوئے تو بریدہ کو خالد نے بلایا اور منسکر سنایا کہ عجب کام علی سے ہوا ہے
اگر نبیؐ سنیں تو نہایت آزرده ہوں گی میں اس حال کا عریضہ لکھتا ہوں تو اس نامہ کو لیا

خالد کا
نامہ لکھنا

اور خدمت میں رسولؐ کے مہنچا اور بانی بھی کہنا اور نامہ میں بالکل شکایت شہر خدا کے
 تھے اور لکھا تھا کہ مال غنیمت میں سے علیؑ اپنے تصرف میں لائے یہ عرضہ بریدہ کو دیکر
 روانہ کیا دوسرے روز جناب امیرؑ نے وہ غنیمت خالد بن سعید کو معہ قیدی و مویشی وغیرہ
 سپرد کر کے حکم دیا کہ تم چند ہی یہاں مقام کرو میں برسوخدا کے پاس جاتا ہوں جو کوئی
 مشرکین سے تمہارے پاس آئے اور کفر سے نادم ہوا اور اسلام اختیار کرے تو
 مہربانی سے مال اور عیال و مسکود دیدینا اور جو کچھ مال و قیدی باقی رہیں اور تحصیل مال
 زکات سے جمع کر کے خدمت رسولؐ زمانہ میں آنا اور چند آدمی و اسلحہ ہمراہی اونگی کے
 چہوٹہ کر سنا تھ فتح و فیروزی کے معہ سپاہ و خالد بن ولیدؓ پاس حبیب خدا کے حاضر
 ہوئے لیکن بریدہ پہلے پہنچا تھا اور نامہ پیش کیا تھا اور حضرت نے مضمون نامہ کا
 شکریہ غصہ سے فرمایا تھا کہ خالد جو تاس ہے خالد یہ رتبہ کہاں رکھتا ہے کہ جو اس طرح سے
 نام علیؑ کا لیا ہے علیؑ نے ہر گز بجا نہیں کیا جو کہ گنیز اپنے حصہ میں لے ہے اوس سے
 حصہ اونکا زیادہ تھا بریدہ نے عرض کیا کہ جو آپ اس طرح سے ارشاد کرینگے تو قائد
 میں فرق آویگا ہر ایک اس طرح سے دست اندازی کہ فی لگے گا رسول خداؐ نے
 فرمایا کہ وای تجیر تو عدوی علیؑ ہے جو نجس حلال ہے وہ علیؑ پر حلال و مباح ہے
 جو اوسکا منافق ہے وہ مجھ سے امید بہتری کی نہ کہے جانتو ای بریدہ کہ علیؑ بعد میرے
 بحکم خدا وہی اور مقتدا تمام امت پر ہے جو اوسکو دوست رکھے گا تو خدا دوست
 اوسکو رکھے گا اور جو اوسکا دشمن ہے خدا اوسکا دشمن ہے بریدہ سے روایت ہے
 کہ جب میں نے یہ بات سنا اور دین سے شے تو تدا امت سے اپنے دل میں کہتا تھا کہ
 کاش زمین اسوقت شوق ہوا اور میں اوسکے ساتھ جاتا تو بعد اسکے رسول خداؐ سے

عرض کیا کہ میں نے سینہ سے کینہ علی کا نکال دیا امیدوار ہوں کہ میرے واسطی طلب مرزتر
 پروردگار سے کبھی کہ دل میرا خوف خدا سے کا پٹتا ہے رسول خدا نے حال میرا
 دیکھ کر مہربانی سے دعا کی اوسوقت دیکھو میرے قراہ چلا دس روز سے سوائی علی کے
 اور کسی کو میں دوست نہیں رکھتا ہوں بعد دو روز کے علی مرتضیٰ بھی پہنچی رسول خدا
 بہت خوش ہوئے اور گلی سے لگایا اور پیشانی کے بوسہ لئے اور دم تعریف و
 آفرین فرماتی تھے لیکن خالد بن ولید نے جو اپنے نسبت القاتل نہ کیا نہایت شرمندہ
 و ہشیمان ہوا اور دنان سے پاس خالد ابن سجد کے عمر معدی کرب نجات زدہ سر
 پہچانے عذر کرنا ہوا آیا اور اسلام دوبارہ اختیار کیا ابن سجد نے مہربانی کے
 اور مال و عیال اوسکو دیکر نہال کیا اسی طرح سے جو جو راہ دین اختیار کرتا تھا
 مال و عیال پاتا اور جسے اسلام قبول کرنی میں تامل کیا مال و اسباب و عیال و غیر
 سب اوسکی ضبطی میں رہے اور جو کچھ کہ زکات سے جمع ہوا تھا اور جو باقی رہا تھا وہ

سب لیکر خدمت خیر الانام میں حاضر ہوئی

نازل ہونا سورہ توبہ کا اور ابوبکر کو واسطی بیان کرنے اوسکے
 کے کعبہ کو بھیجا اور دوبارہ حضرت جبریل کا آنا اور کہنا کہ خود
 یاؤ یا مثل اپنے کسیکو بھیجنا علی کو اور حکم دینا واسطی پہنچانے

سورہ توبہ کے

اب یہاں اور داستان راوی شیرین زبان بیان کرتا ہے کہ جناب ختم المرسلین
 خاطر حق گزین میں یہ گذرا کہ اس سال سب اہل اسلام کو لیکر طرف بیت الحرام کے
 جاؤں لیکن جو کہ کفار ہر طرف سے آکر برہنہ طواف حرم کرتے تھے ان کو

نازل ہونا
 سورہ توبہ کا

نو مسلمانوں سے بھی ایک جماعت کثیر اسی وضع و رسم پر جمع ہوتی تھے طبع اقدس کو یہ رسم ناگوار معلوم ہوئے ارادہ کیا کہ اسکو منسوخ کر دین خداوند دانا و مقبوم نے سورہ توبہ کو نازل کیا اور چالیس آیات میں جو کچھ مرضی رسول کے تھے وہی مضمون متبادر حضرت اس سے نہایت شاد ہوئے اور شکرا آبی بجالائے اور ابو بکر کو بلا کر وہ آیات دین اور فرمایا کہ طرف حرم کے جا اور وقت حج کے پہنچ کر رو برو اس قوم کے یہ آیات پڑھ اور حکم خدا کو پہنچا کر قانون شرع اون نادانوں کو بتا دو قتل سے اور برہنہ آتی سے منع کرنا یہ الضیغیتین رسول خدا نے ابو بکر سے فرما کر یہ آیتیں دین سو سوا ہمراہ کر کے رخصت کیا ابو بکر نے اپنے ہم نشینو عین عزت پائی اور خدمت حضرت روانہ ہوا قیسرے روز حیرتیل میں جانب الیمین سے یہ فرمان لیکر پاس رسول امین کے آئے کہ ای اشرف انبیا بعد سلام کے رب علیل فرماتا ہے کہ یہ حکم عظیم ہے تم باجوہ مانند تمہارے ہو وہ پہنچائے پس یہ حکم سنتے ہی رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو بلایا اور ہنسکر ارشاد فرمایا کہ حکم حاکم علیم کا واسطی پہنچانے اس امر عظیم کے واسطے میرے اور تمہاری ہے مخلوط طرف حرم کے جانا چاہئے شیر خدا نے یہ شکر رو کر عرض کیا کہ ای اشرف کائنات آپ کی شان میں خدائی آیہ لولاک قرآن میں نازل کیا ہے اور آپ کو انبیائی سلف سے بہتر اور اشرف بنایا ہے میں ناچیز کیا ہوں کہ جو عزت میں مانند آپ کے ہوں میں تو حکم بردار ایک غلام ہوا خواہ آپکا ہوں جو فرمان آپ کا ہوتا ہے اوس میں تاخیر کرنا ایک آن گاہ جاننا ہوں رسول خدا اس بیان سے

بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ نافہ قصویٰ کو جلد تیار کر کے لاؤ

عنایت کرنا نافہ قصویٰ کو درچار وصیتیں فرمانا اور پہنچنا بھی ابو بکر کے

کہ آیات کو لیکر طرف مکہ کے جاؤ اور احکام سب قوم کو سناؤ مہینہ
جناب امیر علیہ السلام کا اور لینا ابو بکر سے آیتوں کا اور مکہ میں فرمان
خدا کو رو برو سب قوم کے بیان کرنا اور واپس آنا ابو بکر کا خدمت

رسول مقبول میں

رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اسی قوت بازو میرے اس ناقہ قصویٰ پر سوار ہو کر
جلد روانہ ہو اور اثنائے راہ میں ابو بکر سے وہ آیتیں لے لینا اور سپاہ بھی ہمراہ اپنے
لیکر بیت الحرام میں جانا اور ان آیتوں کو رو برو سب قوم کے پڑھنا اور جانوں کو طریقہ
حج کے اوپر آئین دین کے تعلیم کرنا اور چار نصیحتیں میرے طرف سے باواز بلند کہنا پہلے
یہ کہ جو ایمان نہ لایو یگا وہ ہمیشہ بنیاد یگا دوسرے یہ کہ ہر ہنہ طواف کرنا روا نہیں ہے
تیسرے یہ کہ کفار کو نیک نام نہ کیا ہے خداوند حرم نے اب مشرکین سے کوئی گرو
حرم کے بچائے چوتھی یہ کہ جو کوئی مشرکین سے عہد خدا و رسول میں ہو اگر مدت معین
تو اس مدت تک آمان ہے اب ان کی مدت چار ماہ تک کے واسطی آمان کے ہے اور
بعد چار ماہ کے جو ایمان نہ لایو یگا وہ آمان پاویگا وگرنہ خون اور مال اس کا حلال ہے
جب ان نصیحتوں کو علی نے سنا تو زمین ادب کو بوسہ دیا اور ادب سے رکاب قصویٰ
پر بوسہ دیکر سوار ہوئے اور حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے شب و روز
راہ طی کر کے اپنے تئیں اوس مقام پہنچا یا کہ جہان ابو بکر وقت صبح کے وضو کر کے
ساتھ اپنے ہمراہیوں کے نماز صبح کے پڑھنا چاہتا تھا کہ آواز قصویٰ کی سنکر
کھنکھاتا تھا کہ شاید رسول خدا آتی ہیں آواز قصویٰ کی میرے کان میں آتی ہے تھوڑی
دیر انتظار کر لو کہ یہ قرض اوکلی ساتھ ادا کریں اسی گفتگو میں تھے کہ شہر خدا پہنچے

اور بعد سلام علیک کے سب نمازیں مشغول ہوئے بعد فراغ نماز کے ابو بکر نے
 باعث آنیکا پوچھا امیر عرب کہا کہ جس کام کو تم آئی تھے اب اس کام کے واسطی مجھ کو بتا
 کیا ہے کہ تم سے آیتو نکو لبیکر معہ سپاہ حرم کو جاؤں اور پیام پہنچاؤں پھر ابو بکر نے
 پوچھا کہ اس راے کے بدلنے کا کیا سبب ہے حضرت نے کہا کہ ایسا سوال کرنا تم سے
 بعید ہے میری خیال ہے کہ میں حکم خدا و رسول میں سبب پوچھوں پس ابو بکر نے وہ
 آیتیں دیدیں اور ولے اندر معہ سپاہ حرم کے روانہ ہوئے اور ابو بکر کے بارہ
 میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پھر آیا خوف سے تاکہ پوچھی باعث ممانعت کو رسول مقبول سے
 دوسرے یہ کہ ہمراہ علی مرتضیٰ کے روانہ ہوا اور جس جگہ علی مرتضیٰ آیات بیان کرتے تھے
 وہاں یہ بھی بیان کرتا تھا لیکن یہ خلاف عقل ہے کہ بعد ممانعت کے ایسا کیا ہو قول
 اول درست معلوم ہوتا ہے ایندہ راست و دروغ بر گردن راوی

ان ابو بکر

انا ابو بکر کا پاس رسول خدا کے اور دریافت کرنا خطا اپنے کو اور فرمانا
 سید کائنات کا کہ از راہ عتاب کے نہ تھا حکم خدا سے دے
 خدا کو بیجا مینے اور پہنچنا علی مرتضیٰ کا کعبہ میں اور دہشت دلانا تو
 جب ابو بکر پاس رسول خدا کے آیا کہا کہ اے اشرف انبیاء و سوقت پروردگار عالم نے
 جو یہ حکم بیجا مینا اور سمجھوں نے گرد میں بلند کے نہیں اپنے مجھ کو خبر از فرمایا اور
 اصحابوں میں سے مجھ کو چن لیا تھا کونسا نقصان مجھ سے ہوا کہ راہ سے میں پہنچا
 گیا اس غم سے افسردہ ہوں کہ ہم چشمو عین سبک حضرت نے کہا کہ اے ابو بکر
 غم نکھا کوئی قصور سے مجھ کو نہیں پہنچا ہے مگر بعد جانے تیرے کے جبرئیل ازنا
 رب جلیل یہ حکم حکم لائے کہ یہ امر عظیم ہے تم جاؤ یا جو مثل تمہارے ہوا و سکے میرا

اس وحی سے پاس خاطر کسی کا نہیں ہو سکتا ہے علیؑ جیسے ہے اور بن علیؑ سے ہوں
 اسوجہ سے بیٹے اونکو بھیجا ہے تو قدر و منزلت سے علیؑ کے واقف نہیں سے
 جانتو اے ابوبکر کہ بعد میرے علیؑ جانشین میرا ہے اور وارث میرا ہے اور خلیفہؑ
 امت کے ہے ابوبکر یہ شکر چپ ہو رہا اور اس حدیث کو وقت پر فراموش کیا
 اور وہاں لئے خدا مع سپاہ کے اسوقت حرم میں پہنچی کہ جسوقت سب واسطی
 طواف کے جمع تھے کیا مومن اور کیا مشرک اور کیا طاعت گذار اور کثرت
 مخلوق سے جگہ پیر رکینے کے غلتے تھے کہ علیؑ رضی اللہ عنہ سپاہ کے ناگہان پہنچے
 خلقت کی نظر جب اوپر اوس جناب کے پڑی سرکشوں کی رنگ و ہشت سے
 زرد ہو گئے اور پیر چلنے سے لنگ ہو گئے

پہنچنا علیؑ کا کعبہ میں اور پھینا آیتوں کا اور وصیتوں کا اور مشرکین کا
 بیہودہ کہنا اور غصہ سے ذوالفقار پر علیؑ کا ماتم رکھنا اور جاری
 کرنا حکم خدا اور رسولؐ کو اور میرا ناس رسولؐ خدا کے
 شیر خدا جب اولیٰ امام چوتھین پہنچے تو موافق حکم جناب رسالت مآبؐ کے اودن
 آیات کو اس شان و شوکت سے پڑھا کہ مشرکوں کی دل خوف سے ہڑانی لگے
 اور حکم علیؑ عظیم سے رسوم قدیم کو باطل کیا بعد اوسکے وہ چارہ نصیحتیں بتا دے
 بیان کیں اسوقت ایک مشرک نے بطور جہیل کے کہا کہ باطل نہوتا وہ عہد جو تمہارا
 چچا زاد بھائی سے ہوا تھا تو میں تمکو پیشوا بنانا حضرت نے آزر دہ ہو کر فرمایا کہ اگر
 رسولؐ ام جنگ کو منع نہ کرتے تو قسم ہی او نہیں کے سر کے کہ میں ابھی تمکو تیغ سی
 دے دیتا کہ تاج اوس مشرک نے یہ غصہ دیکھا تو خاموش ہو رہا اور حضرت نے

پہنچنا علیؑ کا
 کعبہ میں

دیکھا کہ زبانی کہنا میرا کچھ اثر نہیں کرتا اور جاہلان قوم پر بہتہ طواف کرتے ہیں تو ازراہ غضب کے ہاتھ اوپر ذوالفقار کے رکھا اور فرمایا کہ قسم ہے خدا سے کہ تم کوئی برہنہ پاؤں طواف میں رکھو گا تو اس بیخ سے دو ٹکڑے کر دوں گا اس کہنے سے سب کے دل میں خوف پیدا ہوا اور جب کے جسکے پاس لباس تھا اسی پہن لیا اور نبی لباس با صحر سے اور نبی لباس کو حرم سے با صحر نکال دیا اور جس طور سے رسول خدا ص نے فرمایا تھا اسی قاعدہ سے حج کروایا اور بعد گزرنے ایام حج کے خدمت سید المرسلین میں آئے اور تعمیل حکم رب العالمین جو بجالائی تھے اور پھر سید المرسلین نے تحسین و آفرین فرمائی اور جبین مبارک کے بوسہ لئے اور ایسے لطف و مہربانی پیش آئے کہ دل حاسدوں کے آتش حسد سے

کباب ہو گئے ۔

بیمار ہونا حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا اور ذکر کرنا مرقضی علی کا اور نذر ماننا کہ بعد شفا کے تین روزہ معہ عیال کے رکھیں گے اور صحت پانا حسنین ؑ کا اور روزہ رکھنا اور یہودی سے گھوٹا ضرور سے پر لینا بطور اجور

راوی کہتا ہے کہ جب شاہ نجف اپنے مکان میں کعبہ سے مراجعت کر کے آئی تو امام حسن و امام حسین دونوں صاحب زادہ بیمار ہوئے اور حرارت تپ و رگ و پے میں دراخی اور تن نازنین مثل گلوٹے مرہا گئے تو شیر خدا نے یہ حال دیکھ کر درگاؤ باری میں گریہ و زاری سے عرض کیا کہ اے کریم بحق محمد حسین و حسن کو شفا کرا و سوفت یہ نذر بھی کے تھے کہ جسوقت انکو شفا ہو گے تو میں نہیں

بیمار ہونا

روزہ رکھو نگاپس دعا حضرت کی قبول ہوے اور حسنین کو شفا ہوے جب فضل

خدا سے منائے تو وہ نذر بجالائے

کہ حیدرؑ فوجان بالتذکر خدا نے کہا ہے

اب یہاں پرد و قول ہیں ایک یہ کہ علیؑ ہر اذ فضلہ نے روزہ رکھا تھا اور دوسرا
یہ ہے کہ علیؑ اور زہراؑ اور حسنینؑ و قمر و فضلہ نے روزہ رکھا تھا اور مکان میں کہہ
کہا نیکو نہ تھا لاجاں شیر خدا پاس ایک یہودی کے گئے اور اس سے گہو واسطی پسینے
کے چند سیر اس شرط سے لئے کہ ایک صاع یعنی پونی تین سیر پسوانی میں اجرت لینے
وہ گہو ن لا کر جناب سیدہ کو دئے اور انہوں نے عقر تک میں کرا تا تیار کیا پھر شیر خدا
یہودی کے پاس لیگئے اسے حسب اقرار اجرت دی پھر خدا نے لا کر سیدہ کو دیا سیدہ
چھ روٹیاں برابر پکاٹیں اور ایک ایک حصہ میں روزہ داروں کے آئی اور واسطی

نماز کے کھڑے ہوئے ۴

سائل کا سوال کرنا اور سب صاحبوں کا رونی کا دینا اور نماز پڑھنا

اور شکر حق بجالانا

خداوند دانائی چاہا کہ امتحان کرے اون روزہ داروں کا تاکہ اہل جہان مرتبہ علیؑ کا جانیں
اور جو لوگ کے اولئے حسد رکھتے ہیں وہ پہچانیں اس واسطی کہ حکم الہی ایک فرشتہ کو ہوا
کہ وہ ہر شکل بشر مسکین و مفلس بنکر دروازہ دولت سرا پرہ واسطی کہا نا مانگنے کے آیا شیر خدا
جب نماز سے فارغ ہوئے اور ماتھ طرف دسترخوان کے بڑھایا کہ دفعتاً سائل نے آوا
دی کہ اسے خاندان سہا و کرم میں مسکین ضعیف نہ مال رکستا ہوں اور نہ طاقت اور بسکی
دروازہ پر گیا مگر کہنے میرا سوال پورا نکلیا آپ خاندان کرم سے ہیں مجھ پر عنایت کیجئے

سائل کا سوال کرنا

حضرت نے آواز سایل کے سنے ہی روٹی اپنے ماتھے میں لیکر باہر آئے اور منہایت مہربانی فرمایا کہ سو ائی اس روٹی کے اور کچھ میرے پاس موجود نہ تھا کہ میں حاضر کر تا جب سیدہ نے یہ دیکھا تو اونہونے بھی اپنے حصہ کے بھی روٹی سایل کو بھیج دی پھر حسنین نے بھی اپنے باپ اور ماں کی بیروی کے بعد اسکے قبراور نصہ نے بھی اپنے اپنے حصہ کی روٹی دیدی پھر تو اس سایل کے جہولی مہر گئے اور ثنا و مدح کرتا مہتا اور کہتا تھا کہ سخاوت آپ کے خاندان پر ختم ہے امام انام نے فرمایا کہ ہکو شرمندہ نکریم تجھے شکر یہ نہیں چاہتے بس وہ تقریف کرتا ہوا رخصت ہو کر چلا گیا اور سب نے پانی سے افطار کیا اور غام شب طاعت رب میں مشغول رہے جب صبح ہوئے تو پھر روزہ رکھا ۔۔۔

دوسرے روزہ روزہ رکھنا علی مرتضیٰ کا معہ اہلبیت اور مغرب کے وقت پھر سایل کا آنا اور پھر سب صاحبوں کا کھانا اوسے

طرح سے دینا ۔۔۔

صبح کو پھر علی مرتضیٰ پاس بیہودی کے گئے اور اوسی طرح سے گہیون لا کر جناب سیدہ کو دئے اور اونہون نے اوسی طرح سے آٹا پیس کر سامان افطار کا تیار کیا اوس شب کو ایک نلک حکم پروردگار علیم یتیم ہنگر آیا اور سوال کیا کہ میں تین روز سے بھوکا ہوں اور یتیم ہوں نہ باپ رکھتا ہوں اور نہ ماں جس دروازہ پر جاتا ہوں سوا سے نہامت کے کچھ نہیں پاتا ہوں جناب امیر علیہ السلام نے فوراً یہ سوال اوس کا سنکر اپنے حصہ کی روٹی اوٹھالی اور فرمایا کہ وہ شخص تین روز کا بھوکا ہے اور میں دور روک نہیں کہایا ہے میں اپنا حصہ اوس کو دوں گا اور باہر تشریف لا کر اپنے حصہ کی روٹی سایل کو دے اور فرمایا کہ اس وقت سوا اسکے کچھ موجود نہیں ہے پھر جناب سیدہ نے اور حسنین

روزہ رکھنا

اور نفع نے اور قبر نے اپنا اپنا حصہ اوس یتیم کو دیدیا اور وہ تعریف کرتا ہوا چلا گیا اور ان سب صاحبوں نے پانے سے افطار کیا اور نماز میں مشغول ہوئے +

پھر تیسرے روز روزہ رکھنا علی مرتضیٰ کا معہ اہلبیت کے اور شام کو پھر سایل کا آنا اور سب کا اپنے اپنے حصہ کے

رونی دینا

پھر تیسرے روز جب صبح ہوئے تو شیر خدا باز آئے اس ارادہ سے کہ عیال کے واسطی کچہ تدبیر طعام وغیرہ کے کریں پھر اویسی طرح سے کچہ تدبیر کر کے گندم لائے اور جناب سیدہ کو دئے اور اونہوں نے اویسی طرح سے سب سامان تیار کیا جب شلم ہوئے تو حکم پر در دگار سے پیر ایک تنک قیدی بنکر آیا واسطی امتحان کے کہ دو شب روز تو بشر صبر کر سکتا ہے مگر آج تیسرا روز ہے دیکھو آج بھی سخاوت کو کام فرماتے ہیں جب شب تیسری آئے اور چاما کہ افطار کریں پھر دروازہ سے آواز آئی کہ ای صاحبان بخشش و عطا میں عاجز قیدی مسافر پر ہند و گرسنہ ہوں رات کو بسبب مہو کے نیند نہیں آئے اب میرے حال پر رحم کرنا چاہیئے شیر خدا یہ شکر رونی لگے اور اپنے اہلبیت سے فرمایا کہ ہر چند میرے اوپر آج تیسرا روز ہے مگر میں یہ کہانا اپنا سکو دئے دیتا ہوں خدا جہکوا اور دیکھو کہ کبکیر اپنے حصہ کا کہانا اوسکو دیدیا پھر سب اہلبیت نے بھی پیروی حضرت کی کے سب نے اپنا اپنا کہانا دیدیا لیکن ضعف سے شبیر و شہر کہ سین اور کچہ ساٹ برس کا تھا وہ مثل پہول کے کھلائے ہوئے بستر سے اٹھنے کے تاب نہ رکھتے تھے اور والدین اپنے اونکے واسطی رضائی خدا کے یہ سختی اوپر اولاد اپنے کے گوارہ کی اور وہ رات عبادت خدا میں ساتھ کرب کے بسر کے

چوتھی روز
آننازل ہونا سورہ
ہل آتی کا

چوتھی روز نازل ہونا سورہ ہل آتی کا اور دسترخوان بہشت کا
آننا پاس رسول خدا کے اور حوال کہنا جبریل کا اور پیغام پہنچانا
خدا کا کہ آپ جا کر علی اور زہراء سے عذر کھیئے اور آنا حضرت کا
اور حسنین کو گود میں لینا اور یوہ کا کانسٹہ بہشت کی کھانا

جب چوتھی روز صبح ہوئے آفتاب بلند ہوا اور ملائکہ نے اعمال خلائق کو درگاہ باری میں
عرض کرنے لگے تو اس حال خیر کو اہلبیت کے مثل ہدیہ کے درگاہ باری میں ہاتھوں
ماتھے تعریف کرتے ہوئے ایک آسمان سے دوسرے پر پہنچتی تھے تو انبیائی سلف
بھی ثنا خوان شاہ جنت کے ہوتی تھے جب عرش اعظم تک پہنچے تو پروردگار عظیم نے
قبول فرمایا اور لطف و عنایت سے لوح محفوظ پر لکھا گیا بعد اس کے رب
جلیل سے جبریل کو حکم ہوا کہ لوح محفوظ سے سورہ ہل آتی کو کہ شان میں صاحب
لافتا کے تھے اور ایک کانسٹہ طعام بہشت سے کہ دست قدرت سے بکا
ہوا تھا لیکر پاس رسول انام کے جاؤ اور بعد سلام کے سورہ ہل آتی پڑھ کر
رتبہ آل او نکی کا عیان کرو اور حال حسنین کو بھی بیان کرنا اور بنی کو واسطہ
عذر کے پاس علی و فاطمہ کے پیچہ روح الامین سننے سے حکم رب العالمین پہنچے
سے بیقرار ہو کر عرش برین سے اوپر روئی زمین کے پاس ختم المرسلین کے
آئے اور بعد سلام وہ قصہ تمام بیان کیا رسول خدا را رونے لگے روح الامین نے
کہا کہ حکم جہان آفرین ہے کہ آپ علی و فاطمہ کے پاس جائے اور ہماری طرف سے
بعد سلام کے عذر خواہی بھیجی اور حسنین کو گلی سے لگا کر سرد چشم کی بوسہ
اور سورہ ہل آتی کو پڑھ کر خوشخبر سے دیجئے اور اس نعمت خلد برین سے

ساتھ اودن کے تناول کیجئے یہ رتبہ کسے بننے کے ادا کو نہیں ہوا ہے ۔
 آنار رسول اللہ کا گہرین مرقضی علی کے اور خوش خبری اجر و ثواب
 کے دینا اور شفقت فرمانا حسنینؑ پر اور حجری بین جا کر
 طعام بہشت کو صرف کرنا اور بعد اوس کی سبج شکریہ جالانا
 اور باقی ماندہ کو یحسانا جبریل کا

رسول زمان حسب فرمان ایزد منان مکان میں شیر یزدان کے شادان
 تشریف لائی دیکھا کہ علی مرتضیٰ و جناب سیدہ سرہانہ نے حسنینؑ کے بیٹھی رو رہی
 ہیں جب پیغمبر خدا پر نظر پڑی تو خوشی ہو کر دونو صاحب ذویہ حضرت کی چشم
 مبارک سے حال افونکا دیکھا کہ آنسو جاری ہوئے اور مہربانی سے پیشانی کے
 بوسے لئے اور سلام و درود جانب خدا سے پہنچا کہ خوش خبری اجر کے دے
 اور بالین حسنینؑ پر تشریف لاکر آواز دی صاحب زادوں نے آنکھیں کھولیں
 اور چاہا کہ اوٹھیں مگر بسبب ضعف کے نہ اٹھ سکے تب رسول مقبولؐ نے
 گو دین اوٹھالیا اور سینہ سے لگایا اور سورہ ہل آئی کو تلاوت فرمایا جب اس
 مقام پہنچے کہ سے تمہاری شکریہ کہ گئے ہے یہ سنکر جناب امیر علیہ السلام سید
 میں ہیکے اور سبج بجالائے کہ اطاعت ہمارے قبول ہوئے رسول خدا معد آل عبا
 ایک حجری بین تشریف لگئے کہ وہاں جبریلؑ نے حکم رب علیل سے طعام بہشت سے
 دسترخوان چنا تھا سب صاحبوں نے شکریہ کیا اور وہ کہا نا نوش فرمایا لیکن اوی
 طرح سے ظرف ملوچ رہا اور سب صاحب سیر ہو گئے اور وہ برتن جبریلؑ اسی
 کیسے اور پختن زمین پر سبج خالق بین جبکہ گئے اور اس عنایت نفی عظمیٰ سے حال دل

دشمنوں کا کباب اور زہر آب ہو گیا +

آغاز داستان سال دہم ہجرت سے اور رواج دین و اسلام

کا مختصر بیان

مادی لکھنا ہے کہ جب ہجرت سے دس سال پہلے مسلمانوں کا شمار

دشمن سے پاس سید المرسلین کے ساتھ کیا گیا تھا اور ان کا نام

و نشان مٹا کر مساجد کے دروازوں پر لٹکا دیا گیا تھا اور ان کے

اور شیطان علیہ السلام نے ان کے دل کو کفر سے مصفا ہو گئے اس خوشخبری سے

بہحال کہ وہ سرور کائنات کے بھائی اور قبل اس سال کے بھی اس طرح سے رجوع

غلامان اس وقت تک کہ اسے اس کے واسطے حاصل کرنے دین کے ہوئے تھے

پیارے بیٹوں برس کے ہجرت سے اور نامہ لکھنا طرف

میں کے اور ان کا مشورہ کرنا باہم اور ابو الحارث کو مدد دین

اور ان کے خدمت رسول خدا میں بھیجنا اور ابو الحارث کا ساتھ دینا

کے گفتگو کرنا اور بہانے کا اس کے خدمت رسول اللہ

میں آنا اور مسلمان ہونا

مذہبان اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ ایک جماعت کثیر انہوں سے حیران

میں سے تھا اور ان میں جمع تھے حضرت نے اس قوم کو ایک نامہ واسطے

سلام کے تحریر فرمایا جب نامہ وہاں پہنچا اور پڑھا گیا آپس میں بہت قیل و قال

بات قرار دی کہ سرداران قوم سے چند آدمی میں سے پاس سید المرسلین کے

پاس اور ان سے سوال و جواب کریں اور جو کچھ مناسب وقت ہو گا وہ عمل میں آئے گا

اون میں سے تین آدمی صاحب اعتبار کہ قول ہوا انکے دار و مدار سب کا تھا ایک صاحب حکم کہ عاقب نام اور محترم تھا دوسرا صاحب ہوش اور لقب بہ سید تھا اور تیسرا صاحب علم تھا نامہ اور لقب واسقف رکھتا تھا اور بہت معتمد نزدیک سلطان روم تھا اور اس کے سر زمین کے تھے بہائی اوسکا گز نام صاحب انصاف اور ہوشیار اور بہ تمام تھا اور اسی صحبت سے ہمراہ اونکی طرف شرب کے روانہ ہوئے مین سے جب گئے تھے تو گھوڑا ابو احوارث کا ایک روٹھو کہ کہا کہ گز پڑا اوسوقت گز نے بی اختیار کہا کہ محمد گز کہ اس سے بنی کے لئے ابو احوارث نے کہا کہ اسے بد گہ اس طرح سے نہ کہو گز نے بد گہ کیوں کیا تو نے ابو احوارث نے کہا کہ آگاہ ہو محمد بیشک خاتم الانبیاء ہے کہ انجیل اوس پر گز نے جو یہ سنا تو تعجب سے کہا کہ اگر اس بات کا یقین کامل ہے تو پھر تو ایمان کیوں نہ کر ابو احوارث نے کہا کہ جو میں ایمان لاؤنگا تو نزدیک سلطان روم کے اعتبار میرا اور یہ دولت و عزت و امتیاز سب جانا رہیگا گز نے یہ سنکر اوسپر نفرت کے اور اوس وقت واسطے قد مبوسی رسول مقبول کے روانہ ہونا اور پہلی اپنے بہائی سے خدمت حضرت میں بھیجا اور ادب سے سلام کیا اور حضرت نے مہربانی سے سلام لیا اور پھر کلمہ

شہادت زبان پر لایا رسول خدا نے اصحابوں میں سرفراز فرمایا ۱۰

آنا انصاریون کا مدینہ میں اور بہ لباس زرعی جانا پاس رسول خدا ۱۱
اور التفات فرمانا حضرت کا اور نئے دل ہو کر جانا اونکا پاس
عثمان کے اور رومان سے آنا خدمت علی مرتضیٰ میں اور ارشاد

کرنا جناب امیر کا

جب نصرانی شہر مدینہ میں پہنچے تو لباس سفر تبدیل کر کے جامہ ہائی حریر سے اپنے تئیں آرا کر کے اور حمامہ مائے زین و طلائی اوپر سر کے رکھ کے اور انگشتیں ان طلائی ہاتھتین پہن کر خدمت حضرت میں حاضر ہو کر موافقی اپنے طریق کے سلام کیا حضرت نے نہ جواب دیا اور نہ حال پرسی کے مشرق کے طرف اون لوگوں نے گہڑے ہو کر نماز پڑھے حضرت نے مخالفت بھی نہ کی بعد نماز کے کچھ کلام کرنا چاہا حضرت نے کچھ جواب نہ دیا یہ نہایت ملول پاکر سے رسول کے چلے گئے اور دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ کیا نہ ہو کہ میں اسے فکر میں باہر عثمان کے کہ اوس قوم سے شناسائی رکھتا تھا گئے اور کہا کہ اسے دوست قدیم محمد باوجود ظلم و ظلم کے معلوم نہیں کہ ہم کو کیوں اپنے صحبت میں دلیل و خوار کرتے ہیں ہم تھے صلاح اس بات کے لیتے ہیں اسوجہ سے کہ تم اونکی عادت سے آگاہ ہو اگر صلاح ہو تمہارے دین اپنے وطن کو روانہ ہوں اوسنے کہا کہ مجھ سے زیادہ ابو الحسن آگاہی رکھتے ہیں چلو اونسے اسکے صلاح لیوین یہ کہہ کر جناب امیر علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا کہ یا ابو تراب حضرت کے ہی التفاتی سے اہل بخران کے زندگی تلخ ہے اس سبب سے مایل اپنے وطن جانے پر ہیں اس میں آپ کی راسی بڑ شیعہ خدا نے ارشاد کیا کہ لباس حریر و طلائی دین رسول میں ہر مرد و عورت کے حرام ہے اس واسطے حضرت نے التفات نہیں کیا اور دامن غرور سے زمین پر ٹکا کر چلنا یہ بھی مکر وہ ہے غرور پر جوڑ کر یہ لباس انکسار محفل رسول مختار میں حاضر ہوں جو سوال کریں گے جواب پائیں گے عثمان اور ابن عوف نے یہ سن کر خوش خوش

اہل نجد ان کو خبر دی وہ سب اس مرثدہ سے دل شاد ہوئے

آنا نصرانیوں کا پاس رسول خدا کے ساتھ اوس وضع کے کہ جو علی نے

ارشاد کیا تھا اور جواب سلام کا پانا اور دریافت کرنا اس بات کا کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے کیونکر پیدا ہوئے اور مطابق وحی کے جواب دینا رسول خدا کا اور قبول کرنا اولیٰ کا۔

دوسرے روز اوس وضع سے کہ جو شیر خدا نے فرمایا تھا محفل اشرف الانبیاء حاضر ہوئے اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور عبرانی سے واسطے بیٹھنے کے حکم دیا اور فرمایا کہ کل ابلیس ہمراہ تمہاری تھا اس سبب سے میں مخاطب نہ ہوا تھا بعد اسکے دعوت اسلام کے کی اوس قوم نے انکار کیا اور اسقف نے اوس وقت پوچھا کہ درباب حضرت عیسیٰ کے آپ کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ بندہ خاص اللہ کے صاحب وحی و کتاب بن اسقف نے کہا کہ باپ اولیٰ تھے یا نہیں حضرت نے کہا کہ وہ بی باپ کے پیدا ہوئے اوسنے کہا کہ پہر کیون آپ نے بندہ خدا کہا کس واسطے کہ بندگان خدا کوئی بن باپ کا نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ کل اس بات کا جواب دیا جاویگا اور حضرت منتظر وحی کے ہوئے دوسرے روز جبرئیل امین از جانب رب العالمین یہ آئیہ لیکر آئے کہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم حضرت نے اوس وقت اولیٰ لوگوں کو بلوا کر یہ آئیہ پڑھ کر سنایا اور پھر دعوت اسلام چاہئے اور ہنوں نے انکار کیا رسول خدا نے فرمایا کہ واسطے صداقت قول کے ہم تم درگاہ حق میں مباہلہ کریں اسقف نے یہ بات قبول کے اور کہا کل صبح کو مباہلہ کریں گے یہ کہہ کر اپنے مقام پر آئے اور آپس میں مشورہ کرتے تھے کہ صبح کو نزع کریں یا صلح اسقف نے کہا کہ مجھ کو حضرت عیسیٰ نے خبر دی ہے کہ جو بنی سامعہ اجنبی کے مقابلہ آویں تو کچھ اندیشہ نہ کرنا اور جو سامعہ اولاد اپنی کے آویں تو تم آگے پاؤں نہ رکھنا کہ +

کہ بیشک وہ خاتم انبیاء ہیں جب دعا کرینگے تو نصرا نیون سے ایک شخص روم و شام

میں باقی نہ رہیگا اس بات پر سبہون نے اتفاق کیا

اتنا سرور کائنات کا واسطے مباہلہ کے معہ جناب سیدہ اور علی

مرقضی و حسنین علیہم السلام کے اور دیکھنا اسقف کا اور کلام

عیسیٰ کو خیال میں لانا اور مباہلہ نہ کرنا اور راہِ عجز و انکسار سے جزیہ

دینا اور خبر دینا حضرت کا خواب سے بیدار ہونے اور سکے کے

اور مسلمان ہونا اوس کا

صبح کو بعد فراغ نماز کے حضرت نے اون لوگوں کو طلب کیا کہ موافق وعدہ اپنے کو آؤں

اور رسول مقبول علی و سیدہ و حسنین کو ہمراہ لیکر دولت سرا سے باہر تشریف لائے

اور اہلبیت سے ارشاد فرمایا کہ جب میں دعا مانگو تو تم آمین کہنا اور اوس طرف سے وہ

نصرانی اہل کتاب سامنے آئے اور اہل بیت کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں ایک نے کہا کہ

یہ جو ان علی و امام دینی ہیں یہ محمدیہ چادر بتول دختر رسول ہوا و یہ دونو فرزند انکی نوا سے

رسول خدا کے ہیں اسقف نام و نسب شنکر ناتھ بید کے کا اپنے لگا اور اپنے قوم سے

کہا کہ یہ رسول زمان بیشک بیگمان ہیں عیسیٰ نے بھی نشان بیان کیا ہو اگر یہ خدا سے

جہاں آفرین سے چاہیں تو پہاڑ زمین سے اوکھڑا آئے جو یہ زبان واسطے نفرین کے

کہو لیں گے تو ہم میں سے ایک آدمی اوپر زمین کے باقی نہ رہیگا اسی گفتگو میں اسقف تھا

کہ حضرت دوزانو بیٹھے اور فرمایا کہ آؤ نصرا نیو تا قدر ذوالجلال اس مباہلہ میں انفضال

فرمائے اسقف نے یہ شنکر اپنے قوم سے کہا کہ قسم و خدا و سچ کی کہ یہ بیشک خاتم

الانبیاء ہے جسکی خبر سچ نے دی تھی میں انکا دین قبول کرتا ہوں اور تم بھی اپنے جان کے

ترجمہ

دشمن نہو جس طرح سے ہو سکے کچھ جزیرہ وغیرہ دیکر راضی کرنا چاہئے اور عجز وانکسار
کیا کہ معاف فرمائے اور جو کچھ ارشاد ہو گا عمل میں لا دینگے رسول خدا نے کہا کہ اب تمکو
اسلام قبول کرنا چاہئے نصرانیوں نے عرض کیا کہ اس سے بھی عین معاف رکھیے
ہم اپنے دین سے نہ پہرین گے حضرت نے فرمایا کہ آمادہ جنگ ہو نصرانیوں نے
عجز سے کہا کہ ہم آپ سے تاب جنگ نہیں رکھتے لیکن جو آپ صلح فرما دین اس
شرط سے کہ جلد سے عین قیمت میں ہر ایک چالیس درہم کا ہی سال میں دو ہزار
پہنچا کرینگے آپ امان کیجئے حضرت نے بحکم خدا اس شرط کو قبول کر کے ان کو
رخصت فرمایا جب وہ قوم رخصت ہو کر اپنے مکانون کو گئے تو اسقف نے سب

ماجر اپنے قوم سے بیان کیا اور دل میں ایمان محض رکھا ۴

نازل ہونا آیہ تطہیر کا واسطے اہل بیت کے تیجے عبا کے لینا

رسول خدا کا اہل بیت کو شہر

جو فرمود در باب ایشان چنین

چنین گفت راوی کہ سالار دین

راوی کہتا ہے کہ جب سالار دین یہ فرماتے کہ پروردگار عالم میرے اور میرے اہلبیت کی
بددعا سے نصرانیان عالم پر آتش و قہر و غضب برسائے تو ایک آدمی اور درخت کا
نشان بیچ جہان کے باقی نرہٹا اور جو لوگ کہ رتبہ اہلبیت میں حسد رکھتے ہیں وہ
آپس میں کہنے لگی کہ رسول خدا اپنے اولاد شان میں واسطے رتبہ بڑھانے کے یہ فرماتے
ہیں ایسا جو نہیں سکتا خداوند عالم الغیب نے واسطے ظاہر کرنے رتبہ اولاد رسول
آپ تطہیر وقت چاشت کے کہ رسول خدا حجۃ اُم سلمہ میں تشریف رکھتے تھے مع جبریل کے
بہی حضرت جبریل نے بعد سلام کے آیہ تطہیر کو ساتھ سرور بسیار کے پڑھا حضرت

وہی کہتا ہے کہ جب سالار دین یہ فرماتے کہ پروردگار عالم میرے اور میرے اہلبیت کی بددعا سے نصرانیان عالم پر آتش و قہر و غضب برسائے تو ایک آدمی اور درخت کا نشان بیچ جہان کے باقی نرہٹا اور جو لوگ کہ رتبہ اہلبیت میں حسد رکھتے ہیں وہ آپس میں کہنے لگی کہ رسول خدا اپنے اولاد شان میں واسطے رتبہ بڑھانے کے یہ فرماتے ہیں ایسا جو نہیں سکتا خداوند عالم الغیب نے واسطے ظاہر کرنے رتبہ اولاد رسول آپ تطہیر وقت چاشت کے کہ رسول خدا حجۃ اُم سلمہ میں تشریف رکھتے تھے مع جبریل کے بہی حضرت جبریل نے بعد سلام کے آیہ تطہیر کو ساتھ سرور بسیار کے پڑھا حضرت

اس آیت کو سنکر شکر حق بجالایا اور اہل بیت کو طلب کیا اور زانو بزا نو پا پنچون صاحب
 بیٹھے اور اتم سلمہ سے عبا طلب کی او نہونے حاضر کی اور پنچن نے وہ رد اور چو او سو
 اتم سلمہ نے عرض کیا کہ میں کیا اہل بیت میں نہیں ہوں حضرت نے فرمایا کہ خداوند قدیر نے
 آیتہ تطہیر خاص پنچن کے واسطے مہیجا جو اسمین کوئی مرد و زن داخل نہیں ہو سکتا ہے او
 پنچن نے واسطے سجدہ شکر کے سر او پر زمین کے رکھا اور اس روز سے جب رسول خدا
 مسجد کو تشرف لیا جاتی تھے تو صاحب تطہیر کہکڑاواز دیتے تھے اور جناب امیر حسرت

بمراہ ہوتے تھے ۱۰

خبر پہنچنا مرنے کی حاکم مین کے اور رسول خدا کا پانچ ٹکڑے کہ نا
 ملک کا اور حضرت جناب امیر کو واسطے نکال نے کفار اوس

ملک کے مہیجا شعر

پدہ ساقی اکنون دو جلے مین کہ افتادہ بر سر ہواے مین ۱۱

راوی کہتا ہے کہ ملک مین سے خبر خیر البشر کو انتقال کرنے حاکم باذان کے آئے
 اور وہ ملک مثل جسم بجان بجا کم کے ہو گیا جو کہ وہ ملک بہت بڑا تھا سالار مین فی
 مصلحتاً اوس ملک کے پانچ ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا ملک کا شہر باذان کو سونپا
 اور غم باذان کا دل سے مہلایا اور ایک سمت ساتھ لشکر کے معائنہ جبل کو رخصت
 کیا اور تیسرے جانب بوہسلی اشعری کو مہیجا اور چوتھے جانب عامر نامی حمدانی
 سے کہ قوم اوس کے بہت مین مین تھے عطا کی اور پانچون سمت ابن اسیمہ کو عطا کے
 کہ وہ اہل ہجرت سے مرد دیندار مقرب سید ابراہار کا تھا لیکن کنار وں ہر اوس سر
 زمین کے کھر کا اثر باقی تھا سزاوار اس امر کے سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسی کو نہ

خبر پہنچنا مرنے کی حاکم مین کے اور رسول خدا کا پانچ ٹکڑے کہ نا

ملک کا اور حضرت جناب امیر کو واسطے نکال نے کفار اوس

جان کرانکو پاس اپنے بلایا اور ساتھ اللغات تمام کے فرمایا کہ شعر +

اگرے شیر یزدان شمشیر من	تو رفتہ باید ملک بین
-------------------------	----------------------

کہ تم بنیاد کفر کو زمین بین سے اوکھاڑ کر زمین بین کو دارالایمان بنادو جناب میر علیہ السلام نے عرض کیا کہ حکم آپ کا حکم پروردگار کا ہے بین دل و جان سے حاضر ہوں حضرت رسول خدا نے بہت تعریف کے اور فرمایا کہ تم آج جا کر سامان سفر درست کرو کل بین تمکو روانہ کرو گا علی مرتضیٰ اوس صحبت سے رخصت ہو کر سامان سفر بین مشغول ہوے راوی کہتا ہے کہ جب صبح ہوے تو رسول خدا نے ولیران دین کو حکم دیا کہ سب آراستہ ہوں اور خیمہ واسطے علی مرتضیٰ کے آراستہ کیا جاوے اتنے بین شیر خدا کمر باندھے ہوے مع سامان سفر خدمت رسول خدا بین حاضر ہوے سالار دین نے ازراہ کرم کے فرمایا کہ بین تمکو واسطے دعوت اسلام کے بھیجتا ہوں طرف بین کے پہلے یہ چاہئے کہ کفار کو ساتھ لطف و مہربانی کے سمجھاؤ اور احکام دین سکھاؤ جو تمہارے کہنے سے اسلام قبول کرے اوس پر مثل بہانوں کے مہربانی کرنا اور جو تمہارے طبیعت غافی اور کفر سے باز نہ آئے اوسکے رشتہ حیات کو شمشیر سے جدا کرنا اور اوسکا مال اور اہل و عیال سب غنیمت بین لینا جناب امیر نے انگشت اطاعت اور چشم کے رکھی حبیب خدا نے خوش ہو کر اپنا عامہ خاص اپنے ماتھے سے سر مبارک علی مرتضیٰ پر باندھا اور دو بیچ ایک کم اور ایک زیادہ جانب پشت کو لٹکانے اور نشان خاص دست مبارک سے ماتھے بین علی مرتضیٰ کے دیا امیر عرب شاہ نجف نے نشان پر او بے بوسہ دیا اور نشان لیکر رخصت ہوے رسول اللہ نے ماتھے دعا واسطے فتح و فیروزے کے درگاؤ خدا بین بلند کیا

اور جناب امیر تائید رب قید سے ہر روزہ راہ طے کرتے ہوئے سرحد ملک

مین میں پہنچے

پہنچنا علی مرتضیٰ کا حمی ہمدان مین اور باہر آنا اوس قوم کا واسطے
جنگ کے اور طلب کرنا جناب امیر علیہ السلام کا چند
آدمیوں کو اون مین سے اور نصیحت فرمانا اور مسلمان ہونا
اونا کا اور نامہ لکھنا حضرت کارسوخا کو

مرتضیٰ کا ہمدان
مین

پہلے جب شاہ مردان حمی ہمدان مین پہنچے اوس گروہ کے دلاورون نے داہمہ سے
جمع کیا اور سب ذرہ پوش ہتھیار سے آراستہ ہو کر تعظیم جنگ مع تیر و تفنگ سامنے
فوج اسلام کے آئے اور ادھر سے شیر خدا راہیت مصطفیٰ کو لئے ہوئے آگے سپاہ کے
پہلے آئے تھے جب ہمدانیوں کو دیکھا تو باگ گھوڑے کے روک لے اور انصار دین سے
ارشاد فرمایا کہ دینے اور بائین صفین آراستہ کر دین اوس طرف سے ہمدانیوں نے
بھی صف آرائی کے ولی خدا نے ایک اصحاب سے فرمایا کہ تم پاس ہمدانیوں کے
جا کر پیام دو کہ تم مین سے چند عقلمند واسطے نصیحت و پند کے پاس امیر کی آویں
بعد اوسکے صلح یا جنگ اختیار کریں فرستادہ حضرت کا پاس اوس قوم کے گیا او
یہ کہا اون مین بزرگ اوس قوم کا ہوش مند تھا یہ پیام سن کر خوش ہوا اور چند آدمی ہوشیار
خدمت مین حضرت کے بھیجے جب وہ خدمت مین جناب امیر علیہ السلام کے آئے اور سلام
موافق قاعدہ کے بجالائے شیر خدا نے ازراہ کرم کے فرمایا کہ اسے دلیر و تم گروہ عرب
مین صدق صفا و دانش مندی مین تعریف کئے گئے ہو جو کہ کہ مین کہوں او سکون غور و تامل
منہوا اور راہ راست کو اختیار کر دے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ حکم و ندر جہان نے ہمیشہ

انبیا کو واسطے حق و باطل جدا کرنے کے حضرت آدم سے نوح و خلیل و ذبیح اور موسیٰ کو
عیسیٰ تک واسطے رہنمائے خلقت کے بھیجا ہے اب اس رسول کو جو بھیجا تو اس میں
تعجب کیلئے دوسرے جو تم جہوت جانتے ہو تو پیغمبر کے چند نشان ہوتے ہیں
اعجاز اور وحی اور نازل ہونا کتاب کا اور احکام ملت ساتھ و جنیک کے اور اعجاز
خیر البشر سے زندہ کرنا مرد و نکا اور شق کرنا قمر کا اور علاوہ اسکے اور معجزی بہت سے
مشہور ہیں دوسرے آیات کلام مجید کہ فصیح اور دانشمند مقابلہ میں ایک آیت کے
عاجزا و پریشان رہے تمہارے بھی کان میں پہنچا ہے کہ ایسا کلام کبھی سننے میں نہیں
آتا ہے اور اصل دین ہمارا پرستش اس خدا کی ہے کہ جو خالق اور رزاق اور موت و
حیات بخشنے والا ہے اور محمدؐ بیشک رسول اس کے ہیں کہ جنکے شرع میں صوم و سلوٰۃ
اور جہاد و دین میں اور خمس و زکات دینا شمار ہے اور صبر اور شکر اور صدق اور
عدل و کرم انہیں دین میں بہترین عمل ہیں اور تمہارے اصول میں ایک تمہر کو سجدہ
کرنا کہ کتر ہر شئی سے ہے اور تابعدار شیطان کا ہونا اور فروغ اس کے میں فسق و
فجور اور دروغ و غرور سے ان دونوں میں غور کرو کہ کون بہتر ہے اون لوگوں کو نے
سنگہ عرض کیا کہ آپ نے نصیحت فرمائی ازراہ لطف و کرم کے مگر اتنی اجازت ہو کہ
ہم سردار قوم سے بیان کریں جیسے اسکے رائی ہوگی ویسا عرض کیا جاوے گا جناب
امیر علیہ السلام نے اجازت دی اور وہ اپنی قوم میں گئے اور اپنے سردار سے
بیان کیا اس دانش مند نے کہا کہ ای گروہ باتیں یہ سب حق ہیں اور حق سے
منکر ہونا جہل اور عنانہ ہے اور انصاف سے بعید ہے یہ کہ ہم کو قوم خدمت حضرت
میں آیا اور درود و سلام بجالایا اور اسلام مع تمام قوم کے قبول کیا شہر خدا

اوس سے بہت خوش ہوئے اور عقل و دانش کے تعریف کے اور یہ سب حال سہو
انبیاء کو لکھا حضرت یہ حال شکر بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے اور جواب

ساتھ لطف و مہربانی کے نامہ بھیجا۔

آنا شیر خدا کا دوسرے قوم میں اور باہر آنا اوس قوم کا
اور مکر نصیحت فرمانا اور قبول نکرنا اون جاہلون کا آخر کار

قرار اور پھر ٹھائی کے ٹھہرنا

اوس جگہ سے شیر خدا دوسرے سمت روانہ ہوئے کہ وہاں بھی مشرک سکونت
رکتے تھے جب خبر حضرت کے آنے کے سنئے تو مردان جنگی کئے ہزار ذرہ پوش
واسطے مقابلہ کے آئے اور اس طرف سے لئے خدا نشان محمدی ماتھے میں
لئے ہوئے آگے آگے سپاہ کے جب مقابلہ پر پہنچے اور صف ارا می مشرکین کے
دیکھے تو دلیران دین سے ارشاد فرمایا کہ اپنے جگہ پر ٹھہرو میں ایسے حجت تمام کو بلا
یہ کہہ کر دلدل کو بڑھایا اور آگے صف مشرکین کے جا کہ نصیحت کے جیسا کہ ہدایت
سمجھایا تھا اور دعوت اسلام چاہے لیکن اون سرکشان جہول نے نصیحت کو
قبول نہ کیا شیر خدا اپنے لشکر میں پھرتے اور صفین آراستہ کین اور قبل
جنگ کے دوبارہ پھر نصیحت فرمانی مگر وہ نہ ہونے مانا اور آمادہ جنگ ہوئے

آنا ایک کافر کا میدان میں اور رجز پڑھنا اور مقابلہ کو اوکھ
اسود کا جانا اور بعد جنگ و کوشش بیار کے قتل کرنا

اون مشرکین سے ایک شخص رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا اور اہل دین سے
سبارز طلب کیا اس طرف سے حکم شیر خدا ایک دلیر اسود کا مقابلہ تو پڑھا

اور دونوں میں سنان چلنے لگے آپس میں بہت سے حملہ ہوئے مگر ایک دونوں میں غالب نہ آتا تھا کہ اسود مثل شیر کے پہلو کے جانب سے چھپٹ کر آیا اور ایک نیزہ ایسا لگایا پہلو پر کہ وہ خاندین سے اوپر زمین کے آیا اور نعرہ تکبیر اہل اسلام میں

بلند ہوا اور یہ سارے فوج و فیروزی کے اپنی لشکر میں پھرایا

آنا ایک کافر کا میدان جنگ میں اور جناب امیر علیہ السلام کو طلب کرنا اور میدان میں جانا آپکا اور معہ میں آدمی کے قتل

کرنا اوس کو

ایک کافر کا

بعد اسکے ایک نامور اوس لشکر سے گھوڑا بڑا کر میدان میں آیا اور کہا کہ علی کو میں ہم آؤں چاہتا ہوں پس شیر خدا نے جو گفتار اوس نابکار کے سننے فوج سے گھوڑا طرف میدان کے برتا کر مثل شیر غضب ناک کے پاس اوس دشمن خدا کے پہنچے اور فرمایا کہ جسکو تو نے طلب کیا تھا وہ آیا ہو شیوا ہو جب اوس نے یہ سنا تو گھوڑا بڑا کر چاروں ناچار سامنے آیا اور تلوار میان سے لیکر لاف و گداز بکاتا ہوا حملہ کیا حقا خدا پر واسطے غضب فرمے ہوئے پھر حضرت نے نعرہ اللہ اکبر اس جوش و خروش سے کیا کہ سامعین کے ہوش اڑ گئے اور ایک وار ذوالفقار کا ایسا اوس دشمن دین پر لگایا کہ سر سے

ناپشت زمین دو ہو کر اوپر زمین کے گرا اور لشکر اسلام سے آواز تکبیر بلند ہوئے اور حضرت نے اوس کے قتل پر اکٹھا کیا اور مبارز لشکر کفار سے طلب کیا ایک سوار اور میدان میں آیا اوسکو بھی پہلو میں پہلے کے ٹھلایا اسی طرح سے میں آدمی ایک دوسرے کے بعد مقابلہ پر شاہ دہل سوار کے آئی اور دم و افتاد سے جان بر نہوئے تائید

خدا سے سپاہ دشمن میں پھر کوئی لڑنے والا نہ رہا

نہ آنا کفار کا میدان جنگ میں اور گھوڑا ڈوڑا نا اسدا اللہ کا اونکی
اوپر اور شکست پانا اور امان طلب کرنا اونکا اور کرم سے

آمان دینا اور مسلمان کرنا اسدا اللہ کا

جب کوئی مقابلہ کو میدان میں نہ آیا تو شیر خدا نے قلب لشکر کفار پر حملہ کیا اوس قیادت کنگ
خون سے بہا گے شیر خدا کی رحم فرمایا اور ماتمہ روک لیا اور زبان کہولی اور آواز دے کہ
اے مردم زشت خو کیوں اپنے جا اور مال کے سے وہو اسلام لاؤ تا امان پاؤ جب اونلو کو کنگ
اس طرح پر لطف اور مہربانی دیکھی اپنے کہ دارنا شاہ سند سے پشیمان ہوئے اور راعب
طرف اسلام کے سوجان سے ہوئے غمخسرو سے آمان چاہی بعد اسکے بہت سے آدمی اوس
قوم سے عذر کرتے ہوئے حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا امیر المومنین نہایت خوش ہوئی
اور اونکی حق میں دعا فرمائی اور اعزاز و اکرام سے سب کو سرفراز کیا پھر اون افسران
قوم نے عرض کیا کہ اے صاحب بخشش و عطا اپنے ہلکے دولت عن سے نسیب از کیا
اور ظلمت کفر کو نور پہلاست سے روشن کیا ہمارے مال میں سے جو حق خدا ہو وہ لیجئے
اور تقسیم کیجئے اور ساتھ فتح و فیروزی کے طرف اور مشہد کون کے قدم رنجہ فرمائی ہم معہ
فوج ہمراہ رکاب نظر انتساب ہیں جو راہ دین میں آوے اوس سے حق صد لیجئے اور جو
گمراہی سے باز نہ آوے آپ حکمرانی کیجئے تا ہم اوس سے ٹہرن اور تھمتیج بیدار کون
جانا اسدا اللہ کا گمروہ کفار میں اور مسلمان کرنا اونکا اور زکوٰۃ

لینا اور سرور کائنات کو نامہ لکھنا

جناب امیر علیہ السلام نے اون لوگوں کی تعریف کے اور ہمراہ لیکر اور مشہد کین کہ جو محمدا
نشین تھے مثل برقی کے گئے جس نے دولت اسلام کو قبول کیا اوسنے جان اور مال سے

آئین پاسے اور سوائے زکوٰۃ کے کچھ نقصان نہ ہوا اور جسے ابلیس نے بہکایا اوس کے جان و مال کو حیات سے وبال ہوا اور خود دستگیر اور مال و اسباب سب تاراج ہوا پس اول ہمارے بیوں نے مال کثیر کیا مال غنیمت و کیا مال زکوٰۃ تائید پر روزگار قدر سے جمع کیا اور وہ ملک سب فرمان بردار اہل اسلام کا ہوا اور جو کافر باقی رہے اوہوں نے جزیہ دینا قبول کیا شیر خدا نے یہ سب حال نامہ تین تختہ پر کر کے پیغمبر خدا کو بھیجا حضرت فوجیہ مضمون نامہ کا سنا تو نہایت خوش ہوئے اور شاہ مردان کے حق میں

و عاف رہائے

ارادہ کرنا طرف حجتہ الوداع کے رسول خدا کا اور قبیلوں کو خط لکھنا اور طلب کرنا اونکا اور علی مرتضیٰ کو لکھنا کہ لم لم کو تین پر اپنے تین پھنچا کر احرام باندھنا

راوی کہتا ہے کہ اس سال سالار دین نے حکم رب العالمین ارادہ حج کا کیا اور ہر گروہ اسلام میں خیر الانام نے پیام بھیجا کہ اس سال واسطے حج کے شرب سے طرف حرم کے جاؤنگا تم میں سے جو کوئی زارادہ رکھتا ہو اور کوئی مانع او سکا نہ وہ اگر آداب حج چھو سکے اور ہمراہ چلے جب خدام خیر الانام سے ہر قبیلہ میں خط پھنچا تو ہر قبیلہ سے گروہ گروہ بکثرت جمع ہوئے اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی یہ نامہ لکھا کہ کوشش تمہاری سر امر مقبول خدا و رسول ہوئے میں اس سال احرام حج بیت الحرام کا باندھا ہے تمکو چاہئے کہ ملائین سے طرف کعبہ کے معانجمن آؤ جب چاہ لم لم پر پھنچو گے تو غسل کر کے اور احرام باندھ کر میرے پاس آنا جب یہ نامہ قاصد نے ضیغم کو پھنچا یا مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر حکم نبی سے عازم راہ ہو

اور یہ روایت حج کے تواریخ میں مشہور و عام ہے لیکن راوی اہل بیت اس طرح شرح اس داستان کے زبان ابن یمان سے روایت کرتا ہے شعر

کہ آنراست گور اذلیقہ است نام | اصدق است مشہور در خاص عام

حکایت حذیفہ اور حضرت جبریل کہ بصورت وحیہ سر مبارک سو لگو
اور پزانو کے رکھتے تھے اور آنا مر قنضی علی علیہ السلام کا اور سلام کرنا
اور جواب دینا جبریل کا امیر المؤمنین کو اور بیدار ہونا پیغمبر کا اور
فرمانا کہ جبریل تھے

راوی اس روایت کے ابن یمان کہ نام اونکا حذیفہ بھی ہوا اور راست گوشہ مشہور
خاص و عام میں بین انکی باربعین روایت ہے کہ ایک روز احد بنی ہن و شخص ہم مدعی
تھی پاس رسول انام کے جسے دعویٰ کیا تھا اسکے گواہ حذیفہ تھے جب واسطی گواہی کو
طلب ہوئے اور حذیفہ نے گواہی دی تو رسول مقبول نے گواہی انکی برابر دو گواہوں کو
تصور فرمائی اوس روز سے یہ راست گوشہ مشہور ہوئی اون سے روایت ہے کہ
پیشتر جانے علی مرتضیٰ کے میں کو میں ایک روز واسطی کام کے خدمت رسول خدا میں
گیا تھا تو دیکھا میں نے کہ وحیہ سر مبارک اوپر زانو اپنے کے رکھی ہیں اور حضرت خواب
کرتی ہیں جو میں نے یہ بات سنے تھی کہ وحیہ جب بیٹھی ہوں تو میری محفل میں بیجا بگوئے
نہ آوی کہ اکثر فرمان رب جلیل سے جبریل اسطور سے میری پاس آتے ہیں
یہ فرمان جو مجھ کو یاد آیا تو میں فوراً وہیں سے بھرا یا اثنائی راہ میں جناب امیر
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی خدمت رسول خدا میں جاتی تھے بعد سلام
و علیک کے ہنسکر بونچا کہ کہاں سے آتے ہو ای ابن یمان میں نے عرض کیا کہ خدمت

حکایت حذیفہ

رسول خدام سے آتا ہوں پہ فرمایا کہ کس کام کو گئی تھے بیٹے عرض کیا کہ واسطے ایک سال کے لیکن جو وجہ کو مینے بیٹھا دیکھا اور منع فرمانا ہی کا یاد آیا میں فوراً وٹان سے پھر آیا علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ میرے ہمراہ آؤ اس واسطے کہ میں تمکو گواہ کروں گا میں ہمراہ شاہ نجف کے دولت سرانی رسول زمان پر آیا تو جناب میرے پردہ اوٹھا کر اندر گئے اور میں باہر کھڑا رہا سنا مینے کہ شیر خدا نے وجہ کو سلام کیا اسکے بعد وجہ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! اپنے نبیائی کا سراب آپ زانوں پر لیجئے کہ اسکے سزاوار آپ ہیں شیر خدا نے سر زانوں پر لیا اور وجہ باہر گئے جناب امیر علیہ السلام نے جھکو اندر بلایا میں حاضر ہوا اور شل غلاموں کے موقب بیٹھا اور ایک ساعت بعد حبیب خدا بیدار ہوئے اور فرمایا جناب امیر علیہ السلام سے کہ کتنے تمہاری زانوں پر سرور پیدا علی نے عرض کیا کہ وجہ ناما دے یہ سعادت جھکو حاصل ہوئے رسول خدا نے ہنس کر فرمایا کہ وہ روح الامیں تھے یا علی بیان کر دو کہ طرح باتیں تھیں ہوئیں جناب میرے جو کہ کہ باتیں ہوئیں تھیں بیان کیں رسول خدا نے فرمایا کہ مبارک ہو مبارک ہو تمکو یا علی کہ اس سے بڑھ کر اعزاز سا کنان زمین سے کسی کو حاصل نہیں ہوا کہ سالاری مومنین کے سا کنان عرش بریں سے اور یہ حکم خداوند عالم کے جانب سے واسطے تمہارے آیا ہوا اور مجھے بھی حیرت میں لے گیا تھا کہ امیر المومنین خطاب کروں یہ کہ کمر میری جانب منور کیا اور کہا کہ ارعذ یقہ مینے اپنے کان سے سنا جو کچہ کہ حیرت میں لے گیا مینے عرض کیا کہ قسم ہو خدا و رسول کے مینے اپنے کان سے سنا و سوقت رسول خدا نے فرمایا کہ جو کچہ تم نے حیرت میں لے لیا ہے اور مجھے سنا ہوا اسکو ہر شخص سے بیان کرنا تاکہ یہ راز افشا ہو خداوند کہتے ہیں کہ جب

میں دولت سرائے رسول سے باہر گیا تو جو کوئی مجھ کو اٹھائے راہ میں ملتا تھا اس میں یہ حال بیان کرتا تھا اور ثنا خوان جناب امیر علیہ السلام کا تھا ایک روز اٹھائے راہ میں عمر سے ملاقات ہوئے اور سنئے کہا کہ اے حذیفہ میں نے سنا ہے کہ جس اہل بیت ملاقات تم کرتے ہو اس سے رتبہ علی کا زبانی حیرتیں اور رسول خدا کے بیان کرتے ہو یعنی کہا کہ سچ ہو میں حکم نبی سے بیان کرتا ہوں عمر نے آہستہ کہا کہ مجھ کو اس بیان سے تعجب ہوتا ہے اس کے بعد علی ولی حکم نبی سے طرفین کے گئے تھے اور اتنی روزوں

میں میں رہے کہ رسول خدا واسطے حج کے آمادہ سفر ہوئے

وحی بھیجنا ناجبرئیل کا جانب رب حلیل سے پاس اشرف انبیا کے واسطے جانی حج کے اور ادا اب ارشاد فرمائی کو اور بھیجنا اس خبر کا علی کو اور روانہ ہونا اولی کا

روح الامین پاس ختم المرسلین کے آئے اور کہا کہ خداوند عالم بعد درود و سلام فرماتا ہے کہ جو کچھ امر وہی سے تھا وہ سب تنہا بندوں پر بھیجنا یا اور حجت تمام کی دو امر اور باقی ہیں اونکو بھی بھیجنا چاہئے ایک حکم واسطے حج کے ہو کہ جو لوگ غنی ہوں اونکو دو اور دوسرا حکم غنی اور فقیر کل عالم کے واسطے وہ وصیت ہے کہ بعد رسول کے گمراہ نہ ہوں اور اگر خلاف گریں گے تو سزا خدا دیگا اونکو چاہئے کہ پہلے شرب سے واسطے حج کے طرف حرم کے روانہ ہو اور منادی کہو کہ اے صحابہ دین سب چہرہ ٹی اور بڑی کیا اہل شہر اور کیا اہل قریہ سب واسطے حج کے ہمراہ چلیں اور اونکو آداب فرض و سنت سکھاؤ اور ایک وصی اپنا مقرر کر و حسب حکم خیر الانام نے طرف قبیل کے پیام بھیجا بموجب سنئے اس حکم کے مردمان سے جماعت

کثیر جمع ہوئی حسب فرمان امیر زمان رسول زمان طرف کعبہ کے روانہ ہوئے اور
بقدر اعداد اصحاب میں کہ اس سفر میں ہمراہ تھے اختلاف تھا ایک راوی کہتا ہے کہ
شتر ہزار اور ایک راوی کہتا ہے کہ لاکھ اور ایک فی کہا ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار
معد اس مجمع کے نشان و شوکت منزلیں علی کرتے ہوئے چلی جاتے تھے جب مقام
ذو حلیفہ میں پہنچے تو گھوڑی سے اترے اور غسل کیا اور چھپٹا سٹھ اونٹ واسطے
قربانی کے علیحدہ کئے اور پھر گھوڑی پر سوار ہوئے اور زبان مبارک سے لبیک
کہتے ہوئی اور موافق شاہ دین کے سب لبیں احرام باندھ ہی ہوئے لبیک کہتے تھے
مگر قربانی کا اتفاق نہوا اور صدائی لبیک مومنین سے زمین اور آسمان میں

ایک غلغلہ تھا۔

آنا سرور کائنات کا واسطے طواف حرم کے اور پھینچا اسد اللہ کا
اور پیر چاہ لم لم کے اور احرام باندھنا اور ہدیہ لینا اور لشکر اسلام
کو چھوڑنا اور خود پاس سرور کائنات کے چلے پھینچنا

اوس طرف سے جناب امیر علیہ السلام جب دشت لم لم میں پہنچے تو احرام سا تھا اس
نیت کے باندھ کہ احرام باندھتا ہو غنیمت بیت الاحرام کا ساتھ اوس قصد کے کہ جو
رسول انام نے کیا ہو اور واسطے قربانی کرتے کے امام غنی سے چونتیس ۱۳ اونٹ
سے اور جو لوگ کہ ہمراہ حضرت کے تھے اور نہونی سے احرام باندھ جناب امیر
علیہ السلام نے اول سے کہا کہ میرے تین شوق قدوسی حضرت نے بیتاب کیا ہے میں
قبل حج کے خدمت حضرت میں پہنچو نگاہم سب ہمیں ہر دو اور ایک شخص غنیمت بہت
صاحب وقار تھا اوسکو سپاہ اور اونٹ اور مال غنیمت سب سپرد کیا اور کہا کہ

کہ تم لوگ یہاں شہر وین حضرت سے کہہ کر تمہاری واسطے بھی جو حکم ہو گا وہ کہلا رہے ہوں گا
 تم جنک نگہبانی مال غنیمت کی دشمن سے کرو یہ کہہ کر ترلین طے کرتے ہوئے بہت
 جلد پاس رسول خدا کے پہنچو رسول خدا نے دیکھ کر گلے سے لگایا اور بہت خوش ہوئی
 اور پوچھا کہ تم سے کیا نیت احرام کے ہے علی نے عرض کیا کہ اس باب میں حکم آپ کا کوئے
 نہ سمجھتا تھا اس واسطے غنیمت کی کہ احرام باندھتا ہوں میں اور ہر قصد رسول اللہ کی
 پھر حضرت نے فرمایا کہ اپنے ہمراہ ہدیہ لائی ہو جناب میرے نے عرض کیا کہ چونتیس اونٹ
 لایا ہوں رسول خدا نے خوشی سے فرمایا کہ اے ابو الحسن میں چہا سٹھ اونٹ لایا ہوں میرے
 اور تمہارے ملا کر سو اونٹ ہو گئے اور تم پروردگار کی مہربانی اور عنایت سے میرے
 حج میں شریک رہو گے احرام پر ثابت ہوا اور اپنے لشکر کو پھر جاؤ اور غنائم کو جمعہ اس
 قوم کے لئے آؤ تاکہ وہ بھی حج سے محروم نہ رہیں حسب فرمان رسول زمان شاہ مردان
 فوراً سوار ہو کر روانہ طرف لشکر اپنے کے ہوئے

سچینا علی مرتضیٰ کا لشکر اسلام میں اور سنا اس بات کا کہ جب
 آدمی غنائم کو لیکے ہیں اور یہ لشکر آئندہ ہونا اور غنائم کو
 اونٹ سے پھیر لینا اور آنا پاس رسول خدا کے اور شکوہ کرنا
 اون لوگوں کا اور حکم منادے کا دینا کہ شکوہ علی کا نکر میں
 جب فرغام دین لشکر میں پہنچے تو دیکھا کہ چند آدمی مال غنیمت سے قبا میں اور کمر بند
 ہوئے ہیں یہ بات ناگوار طبع ہوئے تو جسکے سپرد تھا وہیں سے پوچھا کہ اسباب انکو
 کیونکر ملاؤ سنے عرض کیا کہ میں نے منع کیا مگر ان لوگوں نے میرے کہنے کو ماننا نہ حضرت
 اور وہ ہو کر حکم دیا کہ سب مال پھیر دیں یہ سب خدمت رسول اللہ میں جاوے گا

جسکو وہ چاہیں گے اوسکو دیوبند کے کسبوتہ سے کہ وہ مالک اور مختار بین اوسوقت
وہ مال پہیر لیا گیا لیکن وہ آدمی آزدہ ہونے اور ایہ بخت مد سپاہ و غنائم طرف
حرم کے روانہ ہوئے جب خدمت رسول بین مد گروہ مسلمین پہنچے تو رسول خدا نے
ہر ایک پر شفقت اور عنایت فرمائی لیکن وہ چند آدمی کہ جنسے مال پہیر اتھا اونہوں
شکایت جناب میر علیہ السلام کی کہ علی نے ہمارے تیر و کیا جو مال کہ جسے اپنے حصہ
بین لیا تھا اوس کو ساتھ قبر و غضب کے چہین لیا یہ شکایت جب رسول خدا نے سنے تو
منادی کو حکم دیا کہ با آواز بلند ندا کرے کہ کار دین بین دست اندازی مسلمین نکرین
سیکمان اجراے حکم خدا سے جو ان کا کرینگے جب ندا سننے سب کارنگ زرد ہو گیا
عکسین اور دوست شادمان ہوئے اس بات سے کہ جو علی کرتے بین وہ بنے کو

قبول ہوتا ہے

داخل ہونا اسد اللہ کا کعبہ بین مد علی مرتضیٰ اور مسلمانوں کے
اور بوسہ لینا حجر اسود کا اور سعی صفا فرمانا اور پھینچنا جبریل کا
بعد اسکے جناب رسالت مآب بارادہ طواف حرم اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور
شیر خدا اپنے دلہل پر سوار ہوئے اور اہل دین سے کیا بوڑا کیا جوان مد سوار
و پیادہ زیادہ حساب سے لبیک کہتے ہوئے چلے زمین و زمان بین لبیک سے ایک
شور برپا تھا تیسرے ماہ ذی الحجہ کو ساتھ اوس شوکت و شان کے اندر مسجد کے
داخل ہوئے اور بوسہ حجر اسود کا لیا بعد اوسکے سب اہل دین نے بوسہ لیا
پھر مقام خلیل اللہ بین مد سپاہ تشریف لیگئے اور وہاں جا کر دو رکعت نماز ادا
کے اور پھر مسجد سے باہر آئے تاکہ طریقہ حج کے ادا کریں پہلے مقام سنا بین گئے

اور طرف مرد کے ساتھ پہرے کئے اور سبح اور حمد خدا زبان پر جاری رہے
بعد سعی کے جب مقام مرد پر ٹہرے تو جبریل میں آیت لیکر آئے
وحی پھینچنا جبریل کا رسول امین کو اور حکم فرمانا رسول امین کا
مسلمین کو کہ جو ہدیہ منین لایا ہے وہ محل ہوئے اور نہ ماننا
ایک جماعت کا

نبی رسول خدا نے اس آیت کو سنا تو اہل دین سے خطاب کیا کہ اگر وہ مسلمین
جہان آفرین یہ ہے کہ جو ہدیہ اپنے ہمراہ لایا ہے وہ طواف عمرہ کر کے احرام بزم
قدم رہے اور طواف حج بجالائے اور جو ہدیہ ہمراہ منین لایا ہے وہ بعد طواف
عمرہ کے محل ہو جائے جب پھر وقت حج کا آوے گا تو از سر نو احرام باندھیں گے جب
اون لوگوں نے کہ جو ہدیہ منین لائے تھے یہ مذاق بہت سے لوگوں نے
اطاعت کی احد اکثر حکم خدا سے پہرے اور ظاہر میں یہ بھانپا کیا کہ کیونکر ہو سکتا
کہ رسول خدا موہر نشان امین اور ہم غسل کرین اور کپڑے پہنے جب یہ بات سنا لاریں
سنے تو دانتو غین اونگی دبا بی اور فرمایا کہ عمرہ میں داخل ہونا حکم جہان آفرین سے
میں یہ حکم دیا ہی اور اگر میں یہ جانتا تو میں بھی ہدیہ نہ لاتا مگر اگر مومن ہوتے حکم خالق کی
خلاف نہ کرو ایک دن آدمیوں میں سے کہا کہ یہ حکم ابکی سال بھی یا ہمیشہ کے واسطے
ہے حضرت نے فرمایا کہ جب حج ہو گا یہی حکم بیگا پھر اسنے عرض کیا کہ آپ سے یہ
آئیں میں نے سیکھا یہ کہ اگر احرام توڑا اور محل ہوا یہ نصیحت اکثر کو گار گروئے اور بعض
احرام باندھے رہے سننے میں آیا ہی کہ اونہیں ایک عمر خطاب بھی تھا حضرت کو
یہ ناگوار ہوا اور فرمایا کہ اے عمر حکم خالق سے انحراف کرنا ہے اس جہت سے کیا کیا

میں ہرگز اس بات کو مترنمین جانتا کہ رسول خداؐ کو دو غبار میں ہوں اور میں کپڑے بھنوں اور غسل کروں آپؐ مجھ کو اپنے احرام تک معاف رکھئے حضرت نے آرزو ہو کر فرمایا کہ تو یہ حکم خدا تعالیٰ کا آخر اس نے ایسا ہی کیا حضرت نے بعد طواف حرم کے حج کر کے طواف خیمہ کے مراجعت فرمائے دیران دین بھی بعد طواف کے خیموں میں آئے اور انما رسول خدا کا واسطے آداب حج کے اور نازل ہونا حضرت جبریلؑ اور لانا سورہ عنکبوت کا اور خبر دینا وصی کرنے کے عالم کو

راوی کہتا ہے کہ رسول خداؐ سات روز تک وہاں مقیم رہے آنحضورؐ ذبحہ کو بعد انصار دین منہا میں تشریف لیگئے اور ایک روز وہاں رہے بعد اسکے عرفات میں گئے اور اوس جگہ ذکر خدا و نماز میں مشغول رہے اسی طرح اوپر قانون دین کے معراج اہل اسلام افعال حج سے فراغت کر کے احرام سے باہر آئے بعد اسکی حیرئیل امین آسمان سے سورہ عنکبوت خدمت ذیشان رسولؐ زمان میں لائے کہ مفاد اوس کا حسب فرمان واجب الاذعان خالق انس و جان یہ تھا کہ آگاہی بندگان خدا و نبی سے پائین کہ بندہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ میں اونکو چوڑ دوں گا فقط بیان کرنے زبانی ایمان کے ایسا نہوگا میں امتحان کوں گا مثل اگلے لوگوں کے کہ جو کہ امتحان میں ثابت قدم نہ ہونگا اور کامل لایمان ہوگا بہتر اور جس کا کہ پاس یقین فقر شکر کیا اور یگان ہوگا وہ کافین سے ہے جب یہ وعظ سنے تو حضرت نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ وہ امتحان کیا ہے روح الامیں نے کہا کہ اے اشرف روی زمین رب العالمین نے بعد سلام کے یہ راز ظاہر کیا ہے کہ جب حجت اپنی جہان سے اڑھا لوں گا اور بندہ مثل شاگرد اور نبی مثل استاد کے ہے کہ احکام تمام خاص عام کو پہنچا دیکے گا اوسکو اپنے پاس بلاؤں گا اور اس کے

مقام پر ایک وصی اور سکا مقرر کرونگا کہ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ سرکس سے
ظاہر ہوگا اور خیر کس سے سزاوار اس کام کے علم و عمل میں کامل اور سہو خطا سے بری
مثل نبی کے معصوم وہ خلق کے واسطے مقتدا ہوگا تاکہ مسیر و افسر مرہین بندے اور
احکام دین کم و زیادہ ہونے پاویں وہ نگہبان رہیگا یا رسول اللہ امتحان ہے
کہ جیسا گلوں کے واسطے بھی ہوا ہے جو دسی کے اطاعت کرے گا وہ رہاست گواور جنتوں
میں ہوگا اور ہوا نکار کہ گناہ کا ذب خوار و بی آبرو ہوگا اور وہ زمانہ قریب آتا ہے
کہ آپ ملک دنیا کو چور کر دے البقا کی طرف تشریف لیجائیگا اور ملک جمعی سے
طرف ہرم روحانیوں میں جلوہ افروز ہوئیگا اور آپ کو واسطے پھینکانے احکام
دین کے دنیا نے دنی میں بھیجا ہے آپ واسطے نبوت کے مقبول ہوئے اور علی
واسطے وصی ہونے کے امت کا اسی پر امتحان ٹھہرا کہ بعد تمہارے جو اطاعت علی
کے کریگا اور انکو مقتدا جائیگا وہ ایمان میں کامل اور جنتی ہوگا اور جو اس حکم سے
انحراف کریگا وہ جہنمی اور کاذب ہوئیگا اور سوائے علی کے کوئی لایق اس کام کے
نہیں ہے کہ امر و نہی اور فرض و سنت کہ تمام خلائق محتاج اسکے ہی وہ تعلیم کرے گا
تم اہل دین کو جمع کر کے علی کو وصی اور قائم مقام اور امیر اور پیشوا اور اہل علی کر
سنا رسول اللہ کا احکام الہی کو مقتدا وصی کہ نے علی کے
اور جبریل کا جواب دینا اور علی مرتضیٰ کو بلا کر خلوت کرنا اور سونپنا
امیر المومنین کو امانت اسے کا

حضرت یہ حکم شکر سجدہ شکر درگاہ خالق میں بجالائے بعد اسکے سرادٹھا کر جبریل
سے فرمایا کہ میں ابھی حکم رب جلیل سے علی کو بلا کر خلوت کرونگا اور جو امانت پروردگار

مقام پر ایک وصی اور سکا مقرر کرونگا کہ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ سرکس سے
ظاہر ہوگا اور خیر کس سے سزاوار اس کام کے علم و عمل میں کامل اور ہو خطا سے بری
مثل نبی کے معصوم وہ خلق کے واسطے مقتدا ہوگا تاکہ بیسروا فسر نہ بین بندے اور
احکام دین کم و زیادہ ہونے پاویں وہ نگہبان رہیگا یا رسول اللہ یہ امتحان ہے
کہ جبرائیل کے واسطے بھی ہوا ہے جو وصی کے اطاعت کرے گا وہ سبست گو اور خیرتوں
میں ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ کاذب و نوار دہی آبرو ہوگا اور وہ زمانہ قریب آتا ہے
کہ آپ ملک دنیا کو چھوڑ کر دارالبتا کی طرف تشریف لیجا ئیگا اور ملک جمہانی سے
طرف بزم روحانیوں میں جلوہ افروز ہوئیگا اور آپ کو واسطے پھینپانے احکام
دین کے دنیا کے دینی میں بھیجا ہے آپ واسطے نبوت کے مقبول ہوئے اور علی
واسطے وصی ہونے کے امت کا اسی پر امتحان ٹھہرا کہ بعد تمہارے جو اطاعت علی
کے کریگا اور انکو مقتدا بنیگا وہ ایمان میں کامل اور حقیقی ہوگا اور جو اس حکم سے
انحراف کریگا وہ چھینی اور کاذب ہوئیگا اور سوائے علی کے کوئی لایق اس کام کے
نہیں ہے کہ امر و نہی اور فرض و سنہ کہ تمام خلائق محتاج اسکے ہی وہ تعلیم کریگا
تم اہل دین کو جمع کر کے علی کو وصی اور قائم مقام اور امیر اور پیشوا اور اہل کور
سنا رسول اللہ کا احکام الہی کو مقدمہ وصی کرنے علی کے
اور حیرتیں کا جواب دینا اور علی مرتضیٰ کو بلا کر خلوت کرنا اور سونپنا
امیر المؤمنین کو امانت اسے کا

حضرت یہ حکم شکر سجدہ شکر درگاہ خالق بن بجلائے بعد اسکے سرادشا کر حیرتیں
سے فرمایا کہ میں ابھی حکم پر چلیں سے علی کو بلا کر خلوت کرونگا اور جو امانت پروردگار

لی میرے پاس ہے وہ اونکو سوہنوں کا لیکن وصی اوسوقت کروں گا کہ جب شہر یثرب
 میں پھینچوگا اسوجہ سے کہ لوگ علی سے رشک رکھتے ہیں مبادا کسی طرح کا کڑی پھینچتے
 روح الامین یہ شکر شادشاہ وانہ ہوے اور رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو خلوت
 میں بلایا اور بشارت جانب خدا سے دی اور سب حال سنایا جناب امیر علیہ السلام
 رونے لگے اور عرض کیا کہ یہ سب عنایت پروردگار کے آپکی وجہ سے ہے مگر
 میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر رہے جناب رسول خدا یہ
 شکر آب دیدہ ہوئے اور فرمایا یہ کہ اے ابن عم بعد میرے تمہارے قدر و منزلت
 درگاہ باری میں سب سے زیادہ ہے اس وجہ سے تمکو سرفراز و ممتاز فرمایا
 یہ کہ سب راز اسے ہویدا و منکشف کرنے پس ایک شب دروز علی پاس
 بنی کے رہے جو جو حضرت نے ارشاد کیا وہ امیر المومنین کے دل پر نقش لگیں
 ہو گیا بعد اسکے علی ومان سے رخصت ہوئے اور رسول خدا خلوت سے
 باہر تشریف لائے

جد اہونا رسول اللہ کا خلوت کرنے علی مرتضیٰ سے اور
 تنہا عالیشانہ کا اور استفسار کرنا اور کہنا رسول اللہ کا وصیت
 علی مرتضیٰ کو اور افشائے راز کرنا

راوی کہتا ہے کہ جس رات و دن امیر عرب خدمت بنی میں رہے وہ شب عالیشانہ کے
 سبجے اوس شب کو محروم رہ کر آب دیدہ و غصہ میں بہرے ہوئے بعد جانے علی
 مرتضیٰ کے خدمت بنی میں آئے اور شکایت کے کہ یہ کیسی خلوت تھی اور کیا گفت
 و شنید تھی کہ اتنا عرصہ گزار رسول خدا کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئے جب اسنے

چھتر اقدس پر ملا دیکھا تو یہ خوش آمد سے کہنے لگی کہ میں اور کچھ نہیں کہتے ہوں بلکہ یہ کہتے ہوں کہ اگر کوئی نیک بات ہو تو میں بھی اوس میں شریک ہوں حضرت نے فرمایا کہ سوائے خیر کیا ہے مگر ظاہر کر نہیں اوس کے خیر نہیں ہے اگر تو کسی سے نکتے تو میں تجھے کہوں حالانکہ خود میں اسکو ظاہر کرونگا مگر جو جیسے پہلے اسکو ظاہر کرے گا وہ گنہگار ہوگا عارشہ نے کہا کہ جس بات کے چھپانی کے واسطے آپ ارشاد فرمائیں گے کے مجال ہے کہ وہ ظاہر کرے حضرت نے اوس قصہ کو اول سے آخر تک سب اسکے رو بہ بیان کیا بجز دسے اس راز کے آتش حسد سے جگر اسکا جل کر کباب ہو گیا اور دلیں کہا کہ افسوس یہ دولت خلافت قیامت تک اولاد خاندان میں گئے لیکن ظاہر میں خوش ہوئے اور کچھ نہ کہا جب خدمتِ حضرت سے رخصت ہو کر حفصہ کے پاس گئے اس قصہ کو ساتھ اب و تاب کے بیان کیا حفصہ کا دل اوس سے زیادہ کباب ہوا بیتاب ہو کر اپنے باپ عمر سے کہلا بھیجا کہ اے غافل ہو شمار ہو جب عمر نے یہ سنا سرت ہو ش اور دل سے قرار جاتا رمانے اختیار پاس ابو بکر کے گیا اور اوس کو اس راز ہتان سے خبردار کیا ابو بکر بھی خستہ دل ہو کر تہہ بیکارہ میں فکر کر کے یہ قرار دیا کہ سرکشانِ قریش سے جو کوئی علی سے آزدہ ہوں اودن سے اسکے صلاح کرنا چاہئے یہ کھکراؤن کو جمع کرنے کے لئے بلایا مثل خالد و عثمان اور ابن عوف اور ابو عبیدہ اور معاذ جبل اور سعد و قاص و عمر بن عاص اسی طرح سے اور لوگ کہ جو علی سے عداوت رکھتے تھے اون سے ایک مٹھل آراستہ کے شعر

کہ بودند از شیر حق دل گران

بنیگو نہ دیگر ز نام آوران

تیسری

طیش میں ہونا اور حد کرنا اور سن جماعت کا ساتھ علی کے
شہر میں رکھتے تھے اور آپس میں عہد کرنا اور منجملہ اونکی چودہ آدمی کو
قرار دینا واسطے ہلاکت رسول خدا کے

جب وہ لوگ جمع ہوئے تو اس طرح سے بیان کیا کہ اس رسول نے پہلے تو اپنے تئیں ساتھ
وہی اور اجماع کے ممتاز کیا اور ہم شہر طراقت بجا لائے اور دشمنوں سے سختیاں ادا کرتے
اس واسطے کہ بعد اونکے خلافت میں سے کسی کو ہو گئے اور ہر ایک کو ایک ایک ملک
بخشے گا کہ ہم خود شہر یار اور امیر ہونگے نہ کہ دوسرے کے حکم، ان لیکن وہ یہ چاہتے تھے کہ
اپنے اولاد سے کسی کو اپنا قائم مقام کرے اور واسطے علی کے اہل علی کے آج سے
قیامت تک خلافت قائم رہے اور وہ مالک ملک ایمان مردم کے ہوں اور ہم
ہوئی آئندہ میں پس یہ بہتر ہو کہ وہ فکر کریں کہ جو ہم ہوں جو اسے اور خلافت
آج سے لی یونین اس فکر میں سب کے سب گفتگو کی نہ گئے آخر کو آپس میں ایک بات کو قرار
کر لیا کہ ہر شے ہوے کہ وہ بات کسی پر ظاہر نہ ہوے یہی ہے جو وہ آری جو مشورہ میں ایک
ان شے اونکی باسے میں راوی روایت کرتا ہے کہ واسطے اہل نبی کے اتفاق کیا اور
کہ بعد پھینچنے شریک جب وہ علی کو مسئلہ نشین کرینگے ہم پہلے ہی سے کام ادا
کام کرینگے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ راہ بہت سخت
اور دشوار ہے پھر میں کہ یاؤں خیال کا لنگڑا ہوتا ہے اور وہاں راہ اونچے
شے سے اور کوئیں سے سب وہاں ناقہ رسول خدا کا پیچھے گا تو ہم ایسے بات کرینگے
کہ ناقہ ہمارے گا اور وہاں سے ناقہ سے گریں گے مطلب ہمارا حاصل ہو جائے گا

تیسری

تیسری

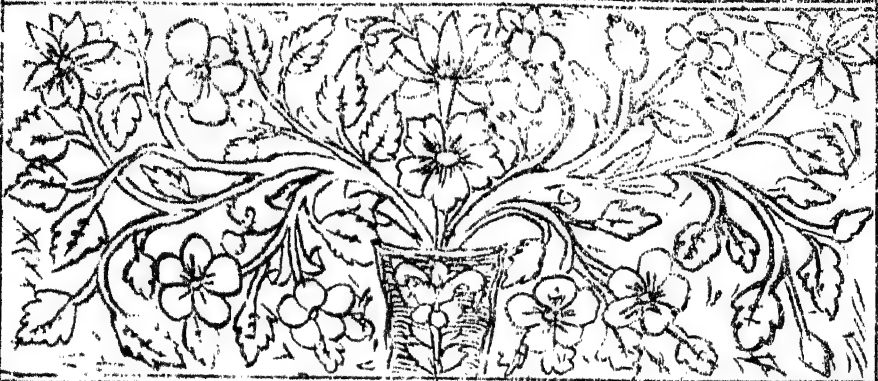
خبر پھینچنا نا جبریل کا افشا کرنے راز کو کہ عایشہ نے کیا تھا اور کو

رسول اللہ کا اور انکار کرنا اوسکا اور لانا جبرئیل کا آیہ صالح المؤمنین
کو اور پیغام وصی کر نیکا علی کو اور فکر یارون کے اور جواب دینا
رسول اللہ کا کہ دشمنوں سے وسوسہ ہے پیر بن تمیل اس کے

کرونگا اور جانا جبرئیل کا

جناب رسول خدا کے پاس جبرئیل فرمان رب جلیل سے آئے اور خبر ظاہر ہونے راز کی
اور فکر یاران ہنگامہ ساز کے بیان کے اور یہ بھی راوی کہتا ہے کہ آیہ صالح المؤمنین
اس جگہ وارد ہوا ہے اور روایت پہلے عوام سے ہے اور یہ روایت ابن حبان سے
ہو کہ جسکو نبی نے اپنے زبان سے راست کو ارشاد فرمایا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ حد
اوشائین رسول خدا کہ جنکا خدام و گارہو اور ملائکہ اور جبرئیل و امیر المؤمنین بہر حال جب یہ
خبر رسول زمان کو معلوم ہوئے تو عایشہ کو طلب فرمایا اور کہا کہ میں اس راز کے چھپنا
میں اس قدر تنگ ہو گیا تھا کہ تو نے اوسکو ظاہر کر دیا یہ شرمندگی سے عرق ہوق ہو گئے
اور چہرہ زرد ہو گیا اور عرض کیا کہ یہ پیچہ اقر ہے ہر گز نہیں کسی سے نہیں کہا رسول
مقبول نے ہنس کر آیتوں کو پڑھا و سوقت یہ بہت شرمندہ ہوئے اور سر جھکا لیا
رسول خدا نے کہا کہ تو نے نسب اعمال اپنے برباد کئے اور اوسکا حال کہ جو یارون نے
فکر کے تھے اس سے کچھ کہا اور کعبہ سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے جب دو تین
مترل راہ طے کے تو جبرئیل امین آئے اور آیت جانب رب جلیل سے لائے
اوس غمخواروں سے خیر البشر بیچ مقدہ وصی کر نیکا مترو ہوئے اور فرمایا حکم خالق اکبر
بسر و چشم منظور ہے لیکن اندیشہ اہل حد سے اوس بات کا کہتا ہوں کہ جو
فکر اوشوں نے کی ہے اور تم نے مجھ اوس سے آگاہ کیا ہے علی کو جانشین کر و غلبہ

اور وہ ہوا تو سے کوئی نقدہ بر پاکوین اس واسطے بندہ کی کرتا ہوں میں کہ غریب میں پہنچا
جانشین کردن روح الامین یہ سنکر بجانب صدرۃ البقیۃ کے گئے تا جواب الامین +



ساتھی نامہ سوار ہونا رسولی تا واسطے طے کمر نے منزل کی اہلکار
ذی الحجہ کو اور پہنچنا حوالے مخم غدیر میں اور آنا جبریل علیہ

السلام کا اشتهار

بیاد ساقی اسے نامہ شام دل	بیاد ساقی اسے نامہ شام دل
دین روہ فرخندہ پر خاقان و ام	دین روہ فرخندہ پر خاقان و ام
علی را اللہ بان کے قدیر	علی را اللہ بان کے قدیر
براستہ مخبر وہ امام دایمہ	براستہ مخبر وہ امام دایمہ
نبی کہ وہ تبلیغ خود را امت	نبی کہ وہ تبلیغ خود را امت

راوی کہنا ہے کہ ائمہ کرام کو وہی آیت کی بعد نماز صبح کے رسول فرمایا وہی را ان دین
جب پشت زمین پر سوار ہوئے اور میدان باو دست کہیں کثرت لشکر سے تنگ دیکھا
وینے لگا اور فرما کہ دست سیدان تیرو تار میں ہمنامیں مثل تار وینے لگا کہ چھین تکت
اور حضرت مثل ناو بہار وہ کے قلب لشکر میں جلاہ افزہ سبب اور آئے رسول جلاہ
علی مرتضیٰ مثل ستارہ و فرخندہ کے طرف توجہ کے جاتے تھے جب قریب اوس
مقام کے کہ پانی اوسکا بہت شیرین و صاف اور نام اوسکا تخم غدیر تھا و نام پتہ پہنچے

آماجہ بریل علیہ السلام کا اور تاکید کرنا واسطے پھنچانے حکم کے
 کہ آؤں متفرق وٹان سے ہوتے تھی بتا کید حکم کو نہ چکا آنا اور آؤں
 کو بلانا اور منبر کجا و ڈکنا ناختم غمیرین

جب خم غمیرین پہنچے تو روح الامین پاس ختم المرسلین کے آئے اور بعد رود
 سلام کے جانب رب العالمین سے خطاب ساتھ عتاب کے آیا واسطے وصی کرنے
 علی کے کہ جو کچھ حکم ہوا ہے اسکو امت پر پھنچاؤ اور جو نہ پھنچاؤ گے تو گویا کوئے
 احکام الہی بجا نہیں لائے اور جو اندیشہ غلو حاسدین سے بھی اسکا پھر غرض
 نکر و کیونکہ رب العالمین نگہبان آپ کا ہے حضرت نے فرمایا کہ پروردگار عالم
 ہو یہ آئیہ بھیجا ہے اطف اور عتاب سے تاکید اور خطاب مجھے فرمایا اب میں
 نذر حاسدین سے کہ غم نہیں رکھتا رضائے الہی مقدم ہے اگر تیغ دشمن کی
 بھی اوپر سر میرے سے پہلی تو کیا غم ہے میں جلدی کہتا ہوں گے تیرے میں پہنچکر
 حکم خدا کو آشکارا کروں روح الامین نے دوبارہ کہا کہ اسے اشرف خلق
 تمام روئے زمین پر حکم رب العالمین ہے اس جگہ کہ راہین خم غمیر سے جدا
 جدا ہونگے لوگ یہاں سے پراگندہ ہو جائیں گے غلو چاہے کہ پہلے متفرق ہونی سے
 سب کو خم غمیر میں جمع کر کے علی کو وصی اور جانشین اپنا کر داور بیعت واسطے
 علی کے ہر خاص و عام سے لو تا کہ حجت ہمارے تمام ہو اور پھر جو بند و بین سے
 کوئی سرکشے کہ یگا تو خدا و سکار و قیامت میں نہ سہیئے ہم جب یہ حکم حکم سارا
 دین سے سنا تو خوش ہو کر فرمایا کہ ہر جانب کو سنا دیا کرے کہ آج حکم حکم
 بھکود واسطے پہنچانے امر عظیم کے ہوا ہے کہ سب چھوٹی اور بڑی کا کیا شہر

اور کیا وہی کیا اصحاب ہجرت اور کیا انصار دین اور کیا سابقین اور کیا لاحقین
 سب جمع خم غدیر میں انکے کہیں کہ حکم حکم خالق عالم پنچاؤنگا میں جب یہ حکم حسب
 خدا سے منادی نے سنا تو ہر جانب ندا کے اور بعد اوستکے رسول خدا نے
 اوس راہ سے دہنے جانب تھوڑی دور جا کہ حکم دیا کہ اوس دشت کو
 مومنین سنگسار اور کلوخ سے صاف کریں بموجب ارشاد ختم المرسلین کے سب
 اہل دین نے مانند آئینہ کے اوس دشت کو صاف کیا بعد اسکے فرمایا کہ ممبر کے
 جگہ پر کجاوی اوٹھون کے تلی اوپر رکھو اوس وقت حسب حکم کجاؤنگا منبر بنایا
 گیا اور سب اہل دین جمع ہوئے کہ کثرت خلق سے اوس میدان کشادہ میں
 چونے کے پیر رکھنے کو جگہ نہ تھی ہر جانب منبر کے سو سو صف سے زیادہ تہمین
 لیکن گئے ہوئے سب چادرین لپیٹے ہوئے تھے اور انتظار میں اس حکم
 سننے کے سب کھڑے ہوئے تھے

اتنا رسول اللہ کا اوپر ممبر کے اور ماتھے علی کا پکڑ کر اوپر
 ممبر کے لینا اور دل حاسدوں کے نگین اور دل دوستوں
 کے شاد ہوئے

اس اثنا میں جناب رسالت مآب ماتھے علی مرتضیٰ کا اپنے ماتھے میں لیکر اوپر
 ممبر کے کھڑے ہوئے اور زبان بیچ حد و سپاس خالق آسمان وزمین کے
 کہونے ملائکہ مقربین نے مرجا و آفرین کے اور قدسی عرش ہرین سے
 جانب سطح زمین کے دیکھتے تھے اور شیاطین خوف ملائکہ سے دور دور
 بہانے تھے طاسدین نے جو یہ دیکھا تو رنگ چھرونگا بدلنے لگا کہ قابل

ممبر بنایا رسول اللہ

بیان کے نہیں ہے اشعار	
ایک لب بدندان گزندہ گرفت	چشم کی خون چکیدن گرفت
ایک دست از افسوس بگرفت	ایک زانگہ ز ہر آلودہ بود
غرض کہ دشمن کفِ افسوس ملتے تھے اور غصہ سے ہونٹ جباتی تھے اور دوست خوشی سے مانند گل تازہ کے خندان و شادان بیٹھتے تھے اور شکرانہ میں اس عنایت ربانی کے شکر ادا کرتے تھے	

آغاز خطبہ فرمانا سرور کائنات کا شہ

کہ ناگہ حبیب حکیم سلیم	خطیب ملائک بہترش عظیم
<p>شروع کرتا ہوں ساتھ نام جہان آفرین کے سرور انام نے یہ خطبہ پڑھا اللہ الرحمن الرحیم تعریف اوس خدا کو زیبا ہو کہ جو گیت اور غفورا اور ہر چیز سے نزدیک اور سب سے دور اور بزرگ ہر بیچ حکم کے اور عظیم ہے ذات اوسکی بیچ ارکان اپنے کے اور احاطہ کئے ہوئے ہے ہر چیز کو علم اوسکا اور قہر کرنی والا تمام خلقت کو ساتھ تو انائی اپنے کے ایسا بزرگ کہ نہیں نازل ہو گا اور ایسا محمود کہ ہو گا زوال اوسکو اور بلند کہ ہو والا آسمانوں کا اور پچھلا اسطر زمین کا اور مجبور و تائب والا آسمانوں کا اور پاک ہے اور پاک اور رب ملائکہ اور مہاجر اور چیز کے صاحب فضل و احسان ہے اور جو کہ نزدیک رہا ہوتی ہیں نہیں مگر اوس کا زیادہ ہے اور کوئی آنکھ اوس سے پوشیدہ و تمہاری گردنوں آنکھ اوسکو دیکھ نہیں سکتے کہ ہم ہے اور حلیم اور سے ہو جو اس حکم سے نکال دیر کہتا ہے اور ہر چیز سے بڑی ہے رحمت اوسکے ہو گا کہ کوئی نہ بند لایگا ذرا اور جناب رسالت سے</p>	

احسان لغت اسکے کا اور نہیں جلدی کرتا ہے عذاب میں اور نہیں انتقام
 لیتا ہے ساتھ جلدی کے تحقیق کہ دانا اور خبردار ہے راہ ہدینوں سے
 اور وہ چیز کہ دل میں پوشیدہ ہو نزدیک اسکے ظاہر ہے اور نہیں ہوتا
 کوئی پوشیدہ اوپر اسکے مشتبہ ہر چیز کو ذات اسکے احاطہ کئے ہوئی
 ہو اور سنے والا اور دیکھنے والا اور قوی اور قادر ہے کوئی چیز مانند اسکے
 نہیں ہو سکتی کہ سب مخلوق میں اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھے وہ ہے
 پیدا کر نیوالا ہر چیز کا ہر جہت سے ہو اور ہمیشہ رہیگا اور نہیں ہر کوئی سوائے اوکے
 خدا اور وہ عزیز اور حکم داور اسکو نہیں پاسکتے ہر کوئی نظر اور وہ دیکھنے والا نظر دیکھ
 اور وہ لطف کر نیوالا اور خبردار ہر چیز سے ہو اور نہ کوئی تعریف اسکی کر سکتا ہو اور
 نہ اسکو ظاہر یا پوشیم پاسکتا ہو لکن وہ تعریف کہ جو اسنے اپنے بادین ارشاد
 فرمائی ہو اسکی گواہی دیتے ہیں ہم ساتھ ان وصفین کے کہ دوسرے کو رد نہیں ہو
 اور گواہی دیتے ہیں ہم اس رب کی کہ بھرا ہوا ہو پاکیزگی اسکی سے جہان اور وہ
 خدا شہرہ و چون و چرا سے اور نور اسکا ہمیشگی کو گہرے ہوئے جو کچھ چاہتا
 کرتا ہو کوئی مشیر اسکا نہیں ہو اور نہ کوئی اسکا شریک ہو اور نہ اسکی تدبیر میں
 کچھ فرق ہوتا ہو کہ نئی پیدا کرتا ہو اسکا نمونہ ہوتا ہو اور نہ مثال اور پیدا کیا
 جس جس اشیائیں جنار و دگار کے اور نہ کوئی چیز پیدا کرنا اسچہر گران و دشوار
 ممبر کے کہرے تم میں یہاں جوئی ہو اسوقت پیدا ہو گئی جس چیز کو چاہا اسنے
 کہونے ملائکہ مقرر نہ تمام اسکی کوئی بہار صنعت اسے تمام اور ہر آل اور
 جانب سطح زمین کے دیکھنے سے کلا پہر ناما کو کلا دیکھو گواہی دیتا ہو زمین کہ وہ پاک
 بہا گئے تہہ طاسدین۔

اور اس کے دو گار جو کہ ہر شئی اور ہر قدرت اور سب کے گز گز انہواری و لجا جت کر نہوا لے کر
 بیعت اور سب سے اور مالک ملکوں کے ہر ذات اور سب اور پیدا کر نہوا لے آسمانوں کا ہے حکم
 اور سب کے میں اتنا اور تہ تاب گھر سے ہو سب میں جس طرح سے کہ فرمایا ہو اور رات
 وہ ان حکم اور سب سے کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو جاتے ہیں اور شکست دینے والا ہے ہر
 ستمگر کو اور تباہ کر نہوا لے ہر دیو سرکش کو نہ کوئی اور سب کا ہمسرہ نہ مقابل یگانہ ہو اور
 بے نیاز نہ کیونکہ جناب ہو اور نہ کسی سے جنا ہو اور نہ کوئی اور سب کا شریک ہو وہ اکلید ہو اور
 بیچ کاموں اپنے کے تھا ہو اور جس چیز کی خواہش کی وہ موجود ہو گئی اور جس چیز کا
 ارادہ کیا وہ بن گئی اور جو کچھ کہ اس کے علم میں ہو ذات اور سب کی گیرے ہو سب ہو اور ملتا
 ہو اور جلاتا ہو اور فقیر کرتا ہو اور امیر کرتا ہو اور رولانا ہو اور ہنسنا ہو اور جسکو چاہتا ہو
 ملک دیتا ہو اور واسطے اس کے حمد ہو اور وہ اُپر ہر چیز کے قادر ہو کبھی رات کو دن کرتا ہو
 اور کبھی دن کی رات کرتا ہو اور وہ عزیز ہو اور بخشنے والا ہو اور دعا کا قبول کر نہوا لے سب سے
 اور سب کے کوئی دینے والا نہیں ہو اور اسطرح سے آخر تک خطبہ کو تمام کیا اب یہاں سے
 راوی روایت کرتا ہو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ وقت بیعت ابن خطاب
 کو ایک شخص نورانی دیکھائی دیا جبکہ اس نے کبھی اسکو دیکھا نہ تھا پس اس مرد
 نورانی نے ہنس کر کہا کہ ایسا مجمع اور اسطرح سے بیعت مضبوط ہوتی ہے نہیں دیکھو
 کہ جو سو لکھ اس نے اپنے چچا زاد بھائی کے واسطے مضبوط کی ہو اور تمہاری گروہوں
 میں یہ رستی ایسی مضبوط ہو کہ اس سے سر اپنے نکال نہیں سکتے ہو جو اس حکم سے نکال
 کر لگا وہ روز جزا خداوند عالم سے سزا پائے گا اور وہ عذاب ہو گا کہ کوئی تباہ نہ لائے گا
 یہ کلمہ فطر سے غایب ہو گیا عمر اس ماجرے سے حیران ہوا اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے

جو کہ وہ کون تھا اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے جو نصیحت اور نھونے کی ہر وہ بہت درست ہو اگر اپنے دونوں جہان کے خیریت چاہتے ہو تو اسکو خوب یاد رکھنا اور اس سے خائف نہ کہو نہیں جو کچھ کہ وعدہ عذاب کا کیا ہے وہ ہو گا جب سب مرد بیعت کر چکے تو حضرت نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ بھی بیعت کیے بغیر چنانچہ عورتوں نے بھی بیعت کی اس طرح سے کہ ایک پر وہ درمیان میں ڈال گیا اور ایک طرف پانی کا رکھا گیا اس میں سب عورتیں اٹھ کر اپنی تر کر کے بیعت کرتے تھیں حکم پروردگار سے خیر الایمان نے اُمت پر اس طرح سے حجت تمام کے شعر

ہمارا حق چون سچن کسری است	علاج عدو ضربت حیدری است
---------------------------	-------------------------

زبان عجز بیانِ تعریف میں امام انس و جان کے مانند پائی

مور بد یہ سلیمان چونے کے بد یہ واسطے سلیمان کلمہ شعر

زبان را بحد علی برکشائے	سر طبلہ مشک وغیر کشائے
-------------------------	------------------------

زبان مدح علی میں کہو لانا انسان کا کام نہیں ہو کہ خدا نے جان خود فنا خوان ہے مرتبہ امامت ایسا ہو کہ نفس پیغمبر خدا نے فرمایا تو اور حضرت آدم علیہ السلام کو بفرمان خالق انس جان ملائکہ نے سجدہ کیا اور پروردگار عالم نے عصا سبۂ ارشاد کیا اور حق تیز صاحب ذوا الفقار کے سعیاً مشکور افرمایا اور حق میں نوح کے کہ اُمت کے شکایت کو غضب آتی اور طوفان ظاہر ہوا اور حق میں ضرغامہ یمن کے کہ شدت عداوت سے جا بیلین جب خطاب کرتے تھے تو حضرت اُنکی سلالتے چاہتے تھے اور فضیلت نوح پر انصاف سے حضرت کو ہوئے اور خلیل اللہ نے حب دعا کے تھے

کہ کیونکر مردہ کو تو زندہ کرنا ہی مجھی معلوم ہوتا میرے قلب کو اطمینان ہو جناب امیر علیہ السلام ایسا مرتبہ یقین کار کئے تھے کہ فرماتے تھے کہ اگر پروردہ حجاب کے اور جاؤں تب بھی مرتبہ یقین کا جو ہواو سے نہ بترہنہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب ساحرون سے مقابلہ ہوا تو ڈر گئے تھے اور خدا نے فرمایا لا تخف اور جناب امیر علیہ السلام بستر نبی پر بخوف واسطہ رضائے خدا کے جا کر لیٹ رہی اور حضرت عیسیٰ جب ولادت کا زمانہ مریم کو بچپنا تو بیت المقدس سے حکم ہوا کہ ماہر جاؤ اور جب فاطمہ بنت اسد والدہ جناب امیر علیہ السلام کو دروزہ معلوم ہوا تو حکم ابو طالب سے طرف کعبہ کے گئیں تاکہ دیوار کعبہ سے مس کرین اور شکل آسان ہو جب دیوار کعبہ سے چسپید ہوئیں تو عنایت رب قدیر سے دیوار شق ہو گئی اور ندا غیب سی آئی کہ اے مادر سرور اولیا اندر کعبہ کے آج جب یہ اندر گئیں تو علی مرتضیٰ پیدا ہوو سوائے انکے کون خانہ ناد خدا ہے اشعار

خوشامخوشا دین و دنیاے ما	کہ بہت این مناقب مولاے ما
ندائیم بعد از خدا و نبی	بغیر تو مولاے خود یا علیؑ

کو بیخ کرنا سید المرسلین کا اور وارہ ہونا نصرت حارث کا اور سوال کرنا واسطہ اپنے درگاہ احدیت سے اور فرے الغور پھنچنا عذاب کا

راوی کہتا ہے کہ تین پھر رات تک حکم خدا سے رسول خدا بیعت مرتضیٰ علی کی لیتے جاتے تھے اور لوگ رخصت ہوتے جاتے تھے جب وہ شب گزری اور صبح ہوئے تو سواری کا حکم سالار دین نے فرمایا سب اصحاب دین اپنے اپنے گھوڑوں کے

راوی کہتا ہے کہ تین پھر رات تک حکم خدا سے رسول خدا بیعت مرتضیٰ علی کی لیتے جاتے تھے اور لوگ رخصت ہوتے جاتے تھے جب وہ شب گزری اور صبح ہوئے تو سواری کا حکم سالار دین نے فرمایا سب اصحاب دین اپنے اپنے گھوڑوں کے

کو بیخ کرنا

زمین پر چبھے اور کوچ کیا اُنکی آگے جناب میر علیہ السلام نشان لئے ہوئے موافق
 حادث کے جاتے تھے اور یہ خیرامام اور امیر ہونے کے تمام خاصہ عام
 میں پہنچی اور دوست و دشمن سب نے سنا ایک خارجی نصرین حادث نام کہ شا
 دین سے بغض تمام رکھتا تھا اس خبر کو سنکر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مثل
 برق کے دوڑانا ہوا آیا اور رسول خدا بھی تک ایک مترل میں اپنے پیچھے میں
 بیٹھے تھے کہ یہ عجیب مثل شراب خوار کے آیا اور سلام حادث سے نیکیا اور
 حمد سے یہ کلام زبان پر لایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تم نے یہ ظاہر کیا
 تھا کہ جملہ خداوند عالم نے واسطے پہنچانے احکام دین کے زمین پر بھیجا ہے
 یعنی اس بات کو عبادی قبول کیا کہ تم رسول خدا کے ہو اور دوسرے صوم
 و صلوٰۃ کو فوج سب واجبات سے حکم مانا اب تم نے علی کو جو وصی کیا یہ بھی حکم
 خدا کا ہے حضرت نے جواب دیا کہ مان یہ بھی حکم خدا سے میں کیا ہوجب اوسنے
 یہ سنا تو عقل اوسکے گم ہو گئے اور دونوں اطراف آسمان کے بلند کر کے کہا کہ
 اے پیدا کر نیوالے آسمان اور زمین کے اگر تیرے حکم سے خیر الانام نے
 علی کو وصی اور امام کیا ہے تو ایک تھمر میرے سر پر آسمان سے بھیج تا میں قتل
 ہوں مثل عذاب ابابیل او پر اصحاب فیل کے یہ کمر بہت غصہ سے چلا اور
 اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور زبان پر یہ ہے گفتگو تھمتی میں ایک آواز مہیب
 آسمان سے آئے کہ تمام زمین اوس صحرا کے لرز گئے اور ایک پتھر بڑا اوسکے
 سر پر آسمان سے گر ا کہ وہ معہ ناقہ ریزہ ریزہ ہو گیا جب وہ داخل جہنم ہوا
 تو حضرت اوس جگہ سے آگے کو روانہ ہوئے اور بسبب تمازت آفتاب کی

شب کو راہ طے کرنے کے

کھات میں بیٹھنا منافقین کا گھر ہے میں واسطے اذیت
پھینچانے سید المرسلین کے اور حفاظت کرنا پیر و دروگاہ
عالم کا شراون سکے

اور رات کو حضرت مرتبین طے کرتے ہوئے جب قریب عقبہ کے پہنچے تو وہ وہاں موجود
آدمی کہ جو آپس میں قسم کھائے ہوئے تھے وہ کہیں گاہ میں نظر سلجھیں سے پوشیدہ
ہو کر گھات میں جا بیٹھے اور پٹاری میں تھمر بھر کے یہ ارادہ کیا کہ جب شب تاریک
میں ناقہ رسول اللہ کا یہاں بھیجے گا تو اسکو لٹکھ کاٹینگے تاکہ اسکی کھمر گھڑا
سے ناقہ بھڑکے اور رسول خدا گریہ میں لیکن پہلے بھیجے اوس مقام کے
جبریل امین نے اگر خبر دے رسول خدا نے حذیفہ کو بلا کر ہمارے شتر کی دی او
لٹھا کہ تم سمجھ کر راہ میں پیر رکھنا حذیفہ موافق حکم خیر الانام باسعیاط تمام راہ طے
کرتے ہوئے جاتے تھے فقہار اوس شب حکم خدا سے ابڑ سیاہ گھرا ہوا تھا کہ نہ
تارے دیکھائی دیتے تھے اور نہ ماہ کبھی کبھی برق کی روشنی ہو جاتی تھی جب ناقہ
حضرت کا قریب اوس جگہ کے پھینچا تو اون لوگوں نے اوس پٹارے کو لٹکھ کر لیا
اور اوس میں سے گھر گھر اٹھ ہوئے حذیفہ نے ہمارے شتر کے خوب مضبوط لٹکھ کر
تاکہ نفزش نہ کرے اور فوراً ماتف کے ندا آئی کہ اے ناقہ ہو شیار ہو کہ رسول خدا
تیرے اوپر سوار ہیں اور اوسوقت پھلی ایسی چمکی کہ وہ شب تیرہ ایسے روشن
ہو گئے کہ وہ لوگ جو کہیں گاہ میں بیٹھے تھے بھیجاں لئے گئے اور ناقہ نے باؤں
ایٹانہ طایا اشرف انبیاء نے ناقہ سے فرمایا کہ اگر تجھ کو یہ آواز نہ آتی تو تو کیا کرتا

کھات میں
پھینچانے

قدرت خدا سے گویا ہوا اور بعد سلام کے عرض کیا کہ میں آگاہ تھا اس سے کہ میرے
 اوپر اشرف خلق سوار ہیں اور پتارہ کیا اگر پہاڑ بھی اپنے مقام سے حرکت کرتا تو میں
 پیر بیجا نہ اٹھاتا حدیث نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ان لوگوں کو پہچان گیا ہوں اگر ارشاد
 ہو تو سب کا نام بتا دوں رسول خدا نے فرمایا کہ میں ان کی رسوائی کا راضی نہیں ہوں
 یہ فرما کر ساتھ خیر و عافیت کے آگے بڑھے اور وہ لوگ نادیم و پیشان ہو کر ایک ایک
 متفرق ہو گئے اور بعد دو تین روز کے رسول زمان دولت سرا میں پہنچے اور روز بروز
 دین قوی ہوتا تھا اور کفر ذلیل ہوتا تھا جب زمانہ قریب دو مہینے کے پہنچا تو رضا
 اتنی اس طرح پرمہوے کہ وصل سے حبیب اپنے کو سد فدا فرمائے

آغاز قصہ رحلت سید عالم اس جہان فانی سے طرف عالم
 جاودانی کے اور علیہل ہونا حضرت کا

راوٹی اندوہ غم اس طرح سے رقم کرتا ہے کہ وہ نہ ہر قائل سے جو خیبر میں مہاجر
 گذر کر بدن اطہر میں پہلا تھا اب وقت شہادت جب قریب پہنچا تو ناشیرا و س کے
 ظاہر ہوئے اور حرارت و سہم زیادہ ہوتی جاتی تھے اور در دہر بڑھتا تھا صبر نبوت
 سے حضرت اضطراب فرماتے تھے لیکن آثار سے اور کھن سے حیرتیں لین کے
 یقین تھا کہ اس عارضہ سے شفا حاصل ہونگے اور سید المرسلین کو اس دار فنا
 رحلت کرنے کا خود یقین تھا اور اکثر ارادہ کرتے تھے کہ حاسدون کو اپنے پاس
 دور کریں اس سبب سے کہ شیر خدا کو خلیفہ کیا تھا باوجود تپ اور درد سر
 عامہ سہ پر باندھ کر بازنگ رخ زردنا طاقت سے ردا اور بے ہوئے گھر سے
 طرف مسجد کے تشریف لانے اور مہر پر گئے تاکہ دین کو سدا بخام دیوں +

رخصت کرنا سرور انبیا کا اُسامہ پسر زید کو سا کھڑا سا کھڑا
اصحاب کے طرف تبوک کے

حاضرین اصحاب سے حکم دیا کہ اُسامہ کو میرے پاس لاؤ جب اُسامہ خدمت نبی میں
حاضر ہوئے کمال مہربانی سے ارشاد کیا کہ زید راہ دین میں فدا ہوا اب میں تمکو واسطے
انتقام خون پدر تیرے کے مع سپاہ مجھ کو روانہ کرتا ہوں اُسامہ نے یہ سنکر
زمین ادب کو بوسہ دیا اور دست اطاعت کو اوپر چشم قبول کے رکھا حضرت نے
نشان طلب کیا اور اپنے دست مبارک سے اون کو دیا اُسامہ نے نشان ماتم
میں لیا اور سر بلند اصحاب ارجند میں ہوئے اور اوس کے بعد جبہ قدر سپاہ کے فرو
تھے وہ ہمراہ کے اور اصحابوں سے ابو بکر اور عثمان و عمر ابن خطاب اور زبیر اور طلحہ
اور اکثر دلیہ سوائے شیر خدا کے کہ وہ جانشین تھے حکم رسول امین سے اُسامہ
ان سب پر امیر ہوئے یہ حکم بھی لوگوں کو ناگوار ہوا کہ اوپر ہمارے اُسامہ امیر اور
پیشوا ہوا مگر پاس ادب سے کوئی دم نہ مار سکا اور سرور دین سے اُسامہ رخصت
ہوا اور رسول خدا اسی شدتِ تپ و درد میں مسجد سے دولتِ مراہین تشریف
لیگئے لیکن یہ لوگ خلافِ مرضی اور بے قدری اپنے سے شرمندہ و خفیف ہو کر خوش
دلی سے کہتے تھے کہ یہ غلام بچہ زرخیز نے کہاں سے یہ قدر اور منزلت پائے کہ وہ
پیشوا ہوا اور ہم مقیدی اوپر ہوں قوم یتیم اور عی ہو کہ ان لوگوں کو پیشوا ہونا امیر
المؤمنین کا پسند نہ تھا حکم خدا و رسول سے پسر زید پیشوا ہوا یہ سب کے سب آہ و فغان
کرتے تھے کہ ہم سب کے سب ایسے بیوقار ہوئے کہ ہمارے اوپر اُسامہ امیر
ہوا اگر رسول خدا ہمارے کاٹ ڈالیں تو بھی اس راہ میں ہم پیر نہ کریں گے

جب اس لشکر کے خیر البشر کو ہوے تو آئندہ وہ ہو کر دولت سر اسے اور
 تپ میں غضبناک باہر تشریف لائے اور احباب کو طلب فرمایا اور ہنر پرطیش میں
 تشریف لیگے اور وہ لوگ طلب کئے ہوئے جو جمع ہوئے تھے دل اور زبان اور
 رکتے تھے رسول خدا نے بسبب عیب پوشی کے نام کسی کا نہ لیا اور محل خطاب کیا
 ساتھ عتاب کے کہ اے بند گان خدا اگر ایمان اور خدا کے جہان کے لئے
 ہو تو کبر اور غرور اور حسد یہ بدترین شعار ہے اور شیوہ شیطان کا ہے خدا
 اس عادت سے خوش نہیں ہوتا اور نزدیک خالق کائنات کے انکسار اور
 عاجزی کرنا بہترین صفات ہے اور نزدیک خدا کے وہ ہی بندہ سرسرا کر
 ہوتا ہے کہ جو بجز اور انکسار اختیار کرتا ہے اور جو کہہ کہ حکم خدا و رسول ہوا
 اسے چاہے کہ ساتھ رغبت کے قبول کرے اُسما کو میں نشان دیکھ
 اوپر اس لشکر کے امیر کیا ہے مستحق ہو نہیں کہ چند آدمی اسے تین ہستہ
 اس سے جانکر سالاری اور اس کی قبول نہیں کرتے اور جانا چاہیے کہ یہ سید
 قبل اس کے راہ خدا میں شہید ہوئے اور میں سالامہ کیا تھا اور امیر لشکر
 کیا تھا اور تم سب ہمراہ اس کے گئے تھے جب یہ گفتگو نہ کے یہ اُسما اور سید
 بیٹا ہے اور میں اسے سرفراز کیا اور نشان دیا ہے جو کہ خدا و رسول
 قبول ہو وہ ہمراہی میں اس کے بیغذر جاوے اور جو اس حکم سے انکار کرے گا
 وہ خدا و رسول کو قہر میں لاوے گا جب یاروں نے یہ بات سنے تو ہاتھ اٹھائے
 کا پکڑ کر رسول خدا کے پاس سے باہر لیگے بعض نے رضا مندی سے
 اور بعض نے مکاری سے ہمراہی اور اس کی اختیار کے اور رسول مقبول مسیہ سے دولت

سرا کو شریف لیکے اور اسامہ اپنے خورجے پر سوار ہوئے
متوجہ ہونا اسامہ کا طرف ثوک کے اور اثنائے راہ میں
شدت مرض پیدا ہوا اسے آگاہ ہونا اور پھر آنا و سکا
اور شیخین کا مدینہ میں

اسامہ مع سپاہ روانہ ہوا اور سب کے سب چار و ناچار ہمراہ تھے اور میں
منزلین طے کرتے تھے کہ تعمیرے روز اسامہ مع چند مسلمانوں کے بیٹھا ہوا تدبیر کا
میں باتیں کر رہا تھا کہ ایک گمراہ یاں ہوئے سب باتیں موقوف کر کے اوس
طرف دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک شتر سوار آتا ہے جب وہ نزدیک آیا اور
اپنے اونٹ سے اوترا تو بغل سے ایک نامہ نکال کر اسامہ کو دیا اسامہ نے
جو پڑھا تو دیکھا کہ مان اوس کے نے لکھا ہے کہ بعد سفر کرنے تیرے کے شدت
مرض رسول خدا پر ایسے ہوئے ہے کہ سب اونکی حیات سے ناامید ہیں تو آگے
سمجھ کر میرا بھنا اپنے کار سے ہوشیار رہنا جب اسامہ نے یہ مضمون پڑھا تو
رنگ اسکے چہرہ کا زرد ہو گیا اور رونے لگا مہجوں نے یہ حال دیکھ کر پوچھا
کہ کیا خبر ہے تب اسنے یہ سب حال بیان کیا اور سب اس میں صلاح پوچھے
بعد گفتگو بسیار کے یہ بات قرار پائی کہ سپاہ سب میں جا رہے اور سچہہ دا
اپنے نامہ پر سوار ہو کر خدمت رسول خدا میں دریافت کرے کہ ہم لوگوں کے باپ
میں آت کیا حکم ہوتا ہے جب یہ بات قرار پائی تو اسامہ اپنے اونٹ پر بیٹھ کر
اوس وقت روانہ ہوا بعد اسکے روانہ ہونے کے دوسرا قاصد بھیجا واسطے ابو بکر اور
عمر کے انکی صاحب زادوں کے پاس سے اور اوس نامہ میں لکھا تھا کہ حکم قضا

و قدر سے خیر البشر دور و زور پھر نہیں کرتے معلوم ہوتے ہیں تم کیوں آگے چلے جاتے ہو جتنے راہ گئے ہو جلد پھر آؤ اس نامہ کو پڑھ کر مضمون کو چھپایا اور کسی کچھ حال بیان نہ کیا جب شب ہوئے اور سب اپنے اپنے خواب گاہ میں گئے یہ دونو صاحب اپنے اپنے ناقہ پر سوار ہو کر روانہ طرف مدینہ کے ہوئے کہ کوڑا آگاہ ہوا اسی طرح سے راہ طے کر کے آدھی رات کو اپنے مکان میں پہنچے۔

آگاہ ہونا سید المرسلین کا پھر آنے یا رون سے اور طلب کرنا سیدہ کو اور خبر دینا اون باتوں کی کہ جو بعد رحلت کے ہوئی اور کھبر کے واسطے وصیت کرنا

اوس وقت جبرئیل امین نے یہ خبر سالار دین کو پہنچائی حضرت نے ایک آہ سرد دل پر درو سے کہیں اور فرمایا کہ آج کے رات گردش آسمان سے اس شہر میں بڑا فساد برپا ہوا ہے کہ یہ امت میں آج سے تا حشر رہیگا یہ فرما کر جناب سیدہ کو بلایا خاتون جنت روتی ہوئیں میرا مصیبت زدوں کے مانند حاضر ہوئیں رسول خدا یہ حال جناب سیدہ کا دیکھ کر بہت غلین ہوئے اور پاس بلا کر بٹھایا اور بہت لطف و مہربانی سے فرمایا کہ اوجان پدید و روز اور میں مہمان ہوں اور فکیریں تمہارا اور تمہارے لڑکوں کی غلین ہوئیں کہ بعد میرے تمہارے جفا اور ظلم اور غضب رہیگا اور ان لوگوں سے کچھ خیر نہ دیکھو گے اور جس وقت کہ گھر تمہارا جلایا جاوے سوائے صبر کے کچھ شکوہ زبان پر نہ لانا یہ سن کر جناب سیدہ زار زار رونے لگیں اور موٹھ سینہ پر اپنے پدر بزرگوار کے ملنے لگیں اور عرض کیا کہ ان سب مصیبتوں کے جمکو خبر دے آپ نے اب میرا بعد آپ کے کون پوچھنے

والا ہے یہ کہا اور واسیہ واسیہ کہہ روئے لیکن اور عرض کیا کہ بعد اس کے
 حسنین کا سینہ پر بیٹھائیوا لاکون ہے اور میرا تشقے دینے والا کون ہے اور بعد
 آئیے ان دشمنوں کے ہاتھ سے میرے حسنین کو انوع انوع طرح سے
 اذیتیں بھیجیں گے اور یہ دشمن بابا جان مجھ کو کسی طرح سے چین نہیں دیوں گے
 یہ بیان کرتے تھیں اور بقیہ راز راز روتی تھیں رسول خدا جناب سیدہ کو
 بار بار گلی سے لگاتے تھے اور صبر کے واسطے فرماتے تھے کہ حال میں تم صبر
 کرو نا خدا تمہارا معین و مددگار ہے وہ سب آسان کرے گا +
 بلانا سید المرسلین کا علی مرتضیٰ کو اور مثل سیدہ کے
 آگاہ کرنا اور واسطے صبر کے ارشاد فرمانا

جناب رسالتؐ نے علی مرتضیٰ کو بلایا جناب امیرؑ روتی ہوئے سامنے آئے
 رسول خدا بھی رونے لگے اور پہلو میں اپنے بٹھایا اور فرمایا کہ اے ابوالحسن
 بعد میرے اہل حدیث اذیت تلو بھینچاؤ نیگے اور وہ کوشش جو میں نے خمدیر میں
 حکم قادر قدیر سے کی ہے اسکو مثل بیوشون کے بہلاؤ نیگے اور قرأتی سے
 حرص دنیا میں کچھ یاد نہ لائینگے اور سوائے ظلم و ستم کے اس قوم سے کچھ
 راحت نہ پاؤ گے تم اسوقت میں سوائے صبر کے کیا کرو گے شیر خدا نے غفر
 کیا کہ اسے سرور انبیاءؑ کو آپ کا فراق اپنے سر دینے سے زیادہ دشوا معلوم
 ہوتا ہو اور اسوقت سخت میں جیسا ارشاد ہوگا ویسا بجالاؤ گا یہ کہہ روئے لگے
 پس رسول خدا بھی رونے لگے اور فرمایا کہ سوائے صبر کے کچھ نکرنا سوائے صبر کے خداوند
 کریم تمہارا دین باقی رکھیں گا اور پھر یہ قوم رجوع کریں گے اور حق ظاہر ہوگا اور دین تاج

باقی رہی گالیہ فرمایا کہ خاموش ہوے اور شدت ضعف سے بیہوش ہو جائے

اَنَا اُسَامَہ وِشَحْنِیْنَ کا خدمت رسول مقبول میں راہِ رازِ روہ ہونا
اور لعنت کرنا خلافِ کرمیوالوں پر

راوی کہتا ہے کہ اوس شب کو تمام سپاہ اندیشہ مند رہے صبح کو جب کہ بین دشن دشن سننا
میں آدمی جمع ہو کر آپس میں صلاح کرتے تھے کہ اس حالات میں اگر نبی جہاں سے گذر گئے
اور علی کو ہم پر خم غدیر میں امیر کیا ہی مگر اکثر لوگ اوسے خلاف ہیں اور آپس میں ہم قسم ہیں
کہ بعد رسولؐ اُس کے کارِ خلافت کو مشورہ پر قرار دیونگے ہم لوگ تابعین میں سے حکم نبیؐ کو
کا رہند ہوں یا انلوگوں کے کہنے پر عمل کریں یہ صلاح ہو رہی تھی کہ آپس میں سب کو معلوم ہو
کہ ابوبکر اور عمر دونوں جہاں سے چلے گئے پس پھر توفج بیسر کے ہو گئے جس کا جسطرف کو
جے چاہا گھوڑا اوٹھا کر چلا گیا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اُسامہ پاس سے غیر البشر کے کیا
بھیجتا ہے دود و چار چار کر کے سب متفرق ہو گئے اب راوی کہتا ہے کہ اسامہ جب
خدمت رسولؐ میں پہنچا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا ضعف سے تکیہ لگائی ہیں اس نے سلام کیا
حضرت نے بعد لینے سلام کے ارشاد فرمایا کہ کیوں پھر آیا تو اس نے عرض کیا کہ جب یہ جز
شدت مرض کے پہنچے تو سبھو نے چاہا تھا کہ ایک بارگی پھر آؤں اسوجہ سے میں تھا
لشکر کھا وی مقام پر چوڑ کر خدمت میں حاضر ہوا کہ حال سپاہ کا عرض کروں پھر جو
حکم ہو وہ کیا جاوے یہ کہ رہا تھا کہ صدیق و فاروق بھی ناگمان درانہ چلے آئے بعد
سلام علیک کے رسول خدا نے فرمایا کہ میں تمکو ساتھ اُسامہ کے حکم خدا سے بھیجتا تھا
تم کیوں چلے آئے اُنہو نے عرض کیا کہ ہکو دشوار معلوم ہوا کہ حال آپ کے
عالت کا غیروں سے پوچھیں اس سبب ہم چلے آئے کہ اپنے آپ سے دیکھ آؤں

رسول خدا نے فرمایا کہ عدول حکم خدا اور رسول سے دشوار زیادہ ہو یہ کہہ کر ساتھ اٹھا کر گشت کی اور اس شخص سے کہ جو لشکرِ سامہ سے پھرتے لیکن انکو کچھ اثر نہوا اور وہ اپنے اپنے

مکان پر چلے گئے طلب کرنا سید انبیا کا دوات و قلم و کاغذ کو مالہ ویت نامہ لکھین اور منع کرنا سرگروہ صحابہ عمر بن خطاب کا اور نسبت ساتھ نہریان کے اس جناب کو کہ یاد دوسرے روز صبح کو سب اصحاب جمع ہوئے

اور جہز آدمی حسین سے مثل ابو بکر و عمر جس جگہ کہ حضرت تکیہ لگاے ہوئے بیٹھے تھے یہ پاس گئے اسوقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ دوات و قلم لاؤ تاکہ میں حکم حکم بطور وصیت نامہ کے لکھ دوں کہ اس بھاکوئی سرنہ پھیرے بعض اس بات سے خوش ہوئے اور بعض نے کہا کہ یہ شخص چاہتا ہو کہ خلافت واسطے علی کے حکم دجلی ہو جاوے اس واسطے دوات و قلم و کاغذ اسوقت دینا نہ پاتے اس جماعت کے دو فرقہ ہو سکے پھر راضی تھے اور کچھ منع کرتے تھے یہاں تک کہ لشکر کی کثرت ہو گئی کہ آوازیں بلند ہوئیں اور عمر بن خطاب نے باواز بلند کہا کہ ہم مردار کس بنجو ہر شخص

چکر و نڈا ستاد نہریان ادا

ہر شخصت سیدان ان گفتگو

معاذ اللہ نہریان کتابا ہی ہوت اسکے قول کا اعتبار نہیں ہو حضرت نے یہ بات سن کر نہریاں اٹکی جانب سے پھیر لیا اور فرمایا کہ تم سب یہاں سے باہر جاؤ یہ مقام جنگ کا نہیں کہ اس بات سے سب خاموش رہے اور حضرت نے پھر نصیحت کے کلمہ فرمائے کہ میں نے پوچھا کہ یا حضرت بعد وفات کے آپکو غسل کون دے گا حضرت نے فرمایا کہ سواے بچا زاد بھائی اور وصی میرے کے کوئی نہیں غسل دے سکتا ہو کہ میں نے پوچھا کہ آپ کے بعد میرے کون ہو حضرت نے کہا کہ جسکو میں نے حکم خدا ختم غدیر میں امام اور اس کے پاس سے فرما کہ حضرت سے تکیہ پر سر رکھا اور یہ پوش ہو گئے سب اصحاب باہر گئے لیکن

اچسپین یہ کہتے تھے کہ حضرت ہم سے آزرده تو ہوے مگر مدعا ہمارا حاصل ہو گیا کہ تحریر
وصیت نامہ کی نمونے پر تشریف لیجا حضرت کا مسجد میں
باوجود ضعف کے اور پانی کی کرنا اصحاب کے بعد اطلال کے

ازان گفتگو گشت از بس غمین

چنین گفت با وی کہ سالار دین

راوی کہتا ہے کہ سالار دین اس گفتگو سے از بس کہ غمین ہوئے تھے اور سبب
شدت پر کے ایسا ضعف طاری تھا کہ اس روز دولت سرا سے باہر نہیں گئے
اور نہ کسی کو اپنے پاس بلایا اس روز مسجد میں احباب جگہ خالی دیکھ کر آہ و زاری
نمایاں بیقرار سی سے کرتے تھے یہ خبر حضرت کو بھی تو صیب خدا نے حکم دیا کہ میرے واسطے
معاذ کونون سے علاحدہ پانی لاؤ جب پانی آیا تو جسم مبارک کو ہر ایک پانی سے
جوا جدا دہو یا اس ضعف میں کچھ تخفیف ہوئے تو مسجد میں تشریف لا کر منبر
پر گئے سب لوگ اس خوشخبری کو سن کر بے اختیار دوڑے کچھ واسطے تھمتے
کے اور کچھ ازراہ اعتقاد کے جب سب مسلمانوں سے پھر گئے تو حضرت نے ایک خطبہ
پڑھا مذہب دنیا سے بے اعتبار اور مدح میں دارالقرار کے اور اپنے رحلت فرمادے
خبر دی اور فرمایا کہ یہ خطبہ آخری ہی اور دعا کی موسین کے حقین اور فرمایا کہ میں
کیا رسول تھا تھا رسد واسطے سبہوں نے رو کر عرض کیا کہ ہم ولو جان سے
گواری دیتے ہیں کہ ایسا شرف خلق نہ ہوا ہو اور نہ جو کوششیں کہ آپ نے واہ دین
میں مکیں ہن اور کفار کو سلمان کیا ہو ہم اس احسان کے ادا کرنے میں عاجز ہیں
اور حقوق آپ کے پر بہت ہیں حکم دینا سید عالم کا اصحاب کو واسطے
طلب کرنے قصاص کے کہ جو دمہ اس سرور کے ہوں

اور ظاہر کرنا بعض مومنوں کا اور چھوٹا ایسا ہے حق کو عباد کے

استدراک المسلمین نے فرمایا کہ اسے دایران سلیمین خداوند عالم عادل اور

رائف ہی اور مقرر کیا ہو اسے کہ جو کئی بندہ دوسرے بندہ پر ستم کرے یا کفر

مسا کا چھین لے دے تو روز جزا داد و منکرم کی وہ داد کر لے گا اور میں دینا ہے

جاتا ہوں اور تمکو قسم دیتا ہوں کہ جو حق جس کی سیاق و سباق کو بے خوف ظلم

کر وہ جب یہ بات حضرت نے فرمائی تو ایک شخص اہل دین سے اٹھ کر اہوا اور

عرصہ کیا کہ آپ کے حق بہت بہت سے ہیں لیکن آپ نے جو قسم دی ہے اسو جب سے

اظہار کرتا ہوں کہ ایک روز ایک سائل کو تین درہم بخشے وہ اسے تھے مینے تاج

ایک طلب نہیں کی اب آپ کے حکم سے ظاہر کیا حضرت نے اس کے حقین و عافوائی

اور وہ تین درہم عطا کئے پھر دوسرا آدمی اٹھ کر اہوا اور کہا کہ ایک لفظ میرے

تین مردہ کرنا فاقہ میں حلال تھا مینے بیست لال سے تین درہم چور کرنا قوت

کیا تھا اور خالت سے ظاہر نہیں کیا تھا آپ اسے اپنے جو اجازت فرمائی تو یہ روپیہ

دیتا ہوں میں اسیدوار ہوں کہ تو یہ میری قبول ہو حضرت نے ارادہ عنایت کے

تو یہ اس کی قبول کی اس آئینہ میں ایک شخص اور اٹھ کر اہوا اور کہہ کہ اسے

رحمت پروردگار میرے نفس کو رخصت طرف ظلم و ستم کے ہمیشہ رہی مگر اب

اسیدوار ہوں کہ میرے گناہوں کے واسطے دعا فرمائے تا نجات پاؤں اسات

میر نے اسکو گھر کا اور کہا کہ تجھے شرم برابر دالون میں نہیں آتی ہو اپنی رسوائی

کرنا ہو رسول خدا نے فرمایا کہ خاموش رہ اسے مردہ اقرار گناہ اپنے کا کرنا ہو اور

اس بلکہ ملائکہ سب حاضر ہیں اور اوپر قول اور فعل تمہارے کے ناظرین تبارک و تعالیٰ

گناہ کار سوائی انہیں ہو بلکہ پسندیدہ ہو خدا کو اور اسکی بھی گفتار پر مبنی دعا کی اور خداوند عالم نے دعائیں مستجاب کی اور یہ شخص پاک و صاف ہو گیا اور حال رسوائی کا مجھ سے سن کہ روز قیامت کے اہل بغض و عناد کو فرشتہ سامنے بیٹھیں اور اوصیا اور راست گویوں کی خلق اولین و آخرین کے مجمع عام میں حکم خالق انام سے گردن میں طوق پابہ زنجیر لعنت کرتے ہوئے طرف قارہنم کے لیجا کر سر کے بھل ڈالیں گے اور سب اہل محشر دیکھیں گے ایسا

برسوائی و بافیضت بر بند	بقمر سقر رنگون افگند
بود آن فیضت نداین لے عمر	کند عاقل از آن فیضت حذر

عرض کرنا مکاتبہ کا تازیانہ کو جو حضرت کے ہاتھ سے اُسکے کا ندھے پر لگا تھا قصاص اُسکا طلب کرنا

راوی کہتا ہو کہ عکاسہ نے ایک شخص تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یاسید المرسلین جس سال کہ آپ ماتھے فتح و فیروزی کے طرف ملک شام کے جاتے تھے اونٹ پر سوار اور تازیانہ ہاتھ میں تھا اور میں پیچھے اونٹ کے تھا اپنے تازیانہ جو اونٹ کے لگا یا تھا وہ میرے لگا تھا اب آپ کے حکم سے میں بھی قصاص اُسکا چاہتا ہوں حضرت نے یہ سن کر فوراً مسلمان کو حکم دیا کہ تم حلب جاؤ اور وہ تازیانہ سیدہ کے پاس ہو گا اُن سے مانگ لاؤ مسلمان حسب ارشاد رسول زمان کے گئے اور جناب سیدہ سے وہ تازیانہ طلب کیا سیدہ نے مسلمان سے کہا کہ حضرت میں سوار ہونے کی طاقت نہیں ہوں تازیانہ کیا ہو گا مسلمان نے سب ماجرا بیان کیا جناب سیدہ یہ سن کر سیرار

ہو گئیں اور رونے لگیں اور جناب امام حسن و امام حسین علیہ السلام کو بلایا
 اور فرمایا کہ نانا میں تمہارے طاقت نہیں ہو تم جا کر عکاسہ سے کہو کہ عیوض میں
 اس ایک نازیانہ کے ہم پر سو سوتا زیانہ لگالے پس یہ سنکر جناب امام حسن
 و امام حسین علیہ السلام روتے ہوئے اس انجمن میں پہنچے اور باہ و فغان بپھرا کر
 کے عکاسہ سے کہا کہ عیوض میں نبی کے ہمارے بدن پر بدے ایک نازیانہ
 کے سو سوتا زیانہ لگالے اس بیان سے ایکہ دازگریہ کی سجد سے تا آسمان بلند
 ہوئی اور درگاہ کبریائے پیغمبروں اور کرروہیوں اور حاملان عرش کو ندا ہوئی
 کہ دیکھو جسکے لئے ہنسنے بنیاد دینا و دین و آسمان و زمین کی ہانکی ہو وہ میری دہشت
 سے شل غلام ذلیل کے کس طرح سے اپنے بدن کو قصاص میں دیتا ہو اور بہ معرفت
 عدالت میں کس قدر خائف ہو جب رسول خدا نے اپنے جگر گوشہ کو اس طرح سے
 ساتھ بغیراری کے روتے دیکھا تو دل میں خیال گذرا کہ یہ ایک نازیانہ لگانیکو چھپر
 روا نہیں رکھتے اور بعد میرے انہی اور انکی اولاد پر کیا کیا ظلم ستم ہوں گے اور حاسد
 کیسی بُرائی کریں گے اور گوئی مددگار نہ ہو گا یہ خیال کر کے بہت روئے اور فرمایا کہ
 اے فرزندوں قصاص دوسرے پر نہیں ہو سکتا ہو یہ کہکر عکاسہ سے کہا
 کہ قصاص اپنا مجھے لے عکاسہ نے عرض کیا کہ اس روز میرا شانہ سنگا تھا آپ
 بھی کپڑے اور رولے مبارک کو اتار ڈالئے پس حضرت نے فوراً شانہ
 اپنا برہنہ کیا اسوقت تمام حاضرین محفل رونے لگے اور ایک جوش و خروش
 گریہ کا بلند ہوا اور عکاسہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ساتھ مالو زاری کے کہت تھا
 کہ جان عکاسہ آپ پر سے فدا ہو یہ کہتا ہوا یا اس حضرت کے آیا اور سر ہونکے

نے اور کہا کہ یہی مطلب میرا تھا کہ آتشِ جہنم حرام ہوئے لہذا حسین علیہ السلام سے
 سی عذو خواہی کی غلبہ کرنا ضعف کا جہاں رسالت کا کتبہ کو اور حکم
 و نیا ام المؤمنین عائشہ کا ابو بکر کیسے کہ اطلاع رسول خدا و اسے
 پیشتر بخاڑی کی راوی کہتا ہے کہ دوسرے روز نہ سب شدت ضعف کے رہا
 مقبل میں اتنی طاقت نہ تھی کہ واسطے تازہ کے سب سے تشریف لیا جو بن جب
 وقت نماز کا آیا تو بلال نے آواز دے کر اٹھ کر بلند کی حضرت نے سکر دھادی
 اور کہا کہ خدا جزا سے خیر تجھ کو دے مگر یہی ضعف کے سبب میں بخاڑی کے
 ایک ساعت کے بعد بلال نے اسے لے کر حضرت سید پر ہمیشہ وشی اور شدت
 مرض کے جواب نہ لیا لیکن عائشہ نے بلال کو پیام دیا کہ حضرت نے ابو بکر کو اپنے
 کے نام کیا ہے واسطے نماز پڑھا نے کے بلال یہ سکر ابو بکر کے پاس آوریہ کہا ہے
 فوراً ابو بکر سے بر کر کھڑے ہوئے اچھا بن جو دیکھا کہ محراب میں بجائے نبی یہ
 اجنبی کھڑا ہے بس اس حال کو دیکھ کر سب کو کمال ملال ہوا اور گریہ و نغان سے سجد
 میں آواز گریہ آواز کی بلند ہوئی اس وقت جناب رسول خدا ہوشیار آئے اور
 احوال گریہ و زاری کا پوچھا تو گون سے عرس کیا کہ ابو بکر کو آپ کے مصلے پر آگ دیکھ کر
 ہوتے ہیں یہ مشورہ اصحاب کے گریہ و زاری کا ہر پھر حضرت نے پوچھا کہ ابو بکر کو
 کسے اجازت دی ہے عرض کیا گیا کہ مادرِ مومنین عائشہ نے حضرت ابابہ سے
 اتہودہ ہوئے اور فرمایا کہ پناہ بخدا لے کر تمہارے اور غصہ سے سربارک بلال
 اور علی مرتضیٰ اور عباس کو پاس بلایا اور دونوں صاحبوں نے زیر بغل
 ہاتھ دیکر اٹھایا اور دولت سیرا سے سجدہ کو گئے اور اس وقت وہاں آگ

کہ حیووت الیہ بکریا تھو شد و مد کے قرات کر رہا تھا حضرت نے گریبان اُسکا پکڑ کر
نیچے پٹایا اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا اُسے سب خلقت کو خوشی حاصل ہوئی
بعد فرامغ نماز پھر حضرت اسی طرح سے دولت سر کو تشریف لیگئے مگر بسبب شد

مرض کے طاقت سوال و جواب کے نہ تھی بیہوش ہونا حضرت کا اور غلبہ
ضعف اور بے طاقتی ام المومنین سلمہ اور بیان کرنا علی اور فاطمہ
اور حسنین کا اپنے اپنے خالوں کو اور تعبیر دینا اُس سرور کا

راوی کہتا ہو کہ جب حضرت سجد سے دولت سر اکین تشریف لاکو بیہوش
ہو گئے ام سلمہ سرانے بیٹھی تھیں وہ رونے لگیں حضرت رسول مقبول نے ارشاد
فرمایا کہ اب وہ وقت قریب آتا ہو کہ تم مجھ سے کچھ جواب نہ منو گی اس کہنے سے
وہ حد سے زیادہ رونے لگیں شیر خدا نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے شب گذشتہ کو
خواب میں دیکھا کہ زرہ جو میں پہنتے ہوئے تھا یکایک وہ میرے بدن سے جدا
ہوئی ہر چند مینے ڈھونڈا مینے مگر اسکا نشان نہ پایا اسکے بعد جناب سیدہ نے کہا
کہ اے سرور انبیاء میں نے خواب میں دیکھا کہ قرآن کا ایک ورق میرے ہاتھ سے
گڑبڑا ہر چند مینے ڈھونڈا نہ پایا پھر حسین و حسن نے کہا کہ کل شب کو ہم نے
خواب میں دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر جاتا ہوا ہمارے سرونیس اور ہم اسکے نیچے ہیں
جناب امیر علیہ السلام کے خواب کی تعبیر یہ فرمائی کہ زرہ تمہاری میں تھا اب میں
تم سے جدا ہو جاؤ لگا اور تم تنہا رہ جاؤ گے کوئی یار مددگار تمہارا سو آگیا ہمارے
منوگا بعد اسکے سیدہ سے ارشاد کیا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہو کہ جو ورق
تمہارے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ میں ہوں اب مجھ کو ہر چند ڈھونڈو گے مگر کچھ

نشانِ نیاؤ گے اور دشمنوں کے ہاتھ سے اُس در و فراق سے اذیت اٹھاؤ گے
اور غریقِ خداوندِ عالم تجھ سے تگمولا لے گا اور تعبیرِ خدا ب حسنِ حسین کے یہ فراموش
کہ اُس تخت ہو اسے مرادِ نبوت تمہارے نانا کا ہو کہ اُس کے بیٹے تم روتے ہوئے
جاؤ گے اور سو اے مانِ ادیبِ آپ کے کسی سے راحتِ نیاؤ گے اور دشمنوں کے
ہاتھ سے رنج اور ملال اٹھاؤ گے بعد اُس کے خداوندِ عالم سے ان سب صاحبِ خونِ حقین

دعا کی اور یہ سب صاحبِ رونے لگے آنار و ح الامین کا خدمتِ سید المرسلین
میں اور خبرِ دنیا اس بات کی اور پوچھنا کہ دنیا میں رہیگا یا خدا سے
ملاقات کیجئے گا اختیار کرنا ملاقاتِ خدا کو اور نازل ہونا ملکِ الموت کا

جبریل بن جانبِ اہلِ امین سے آئے اور کہا کہ اے اشرفِ آدم جو مرعنی تمہاری ہو
دنیا میں رہنے کی تو میں ابھی شفا دوں اور جس قدر جہانِ حین رہنا منظور ہو تمہاری
خوشی کی جاوے اور اگر ملاقاتِ رب پہننے کی چاہتے ہو تو تگمولا ہوں حضرت
جواب دیا کہ میرے بقاتیری تھا ہو جبریل امین حکمِ خالقِ جہانِ آفرین سے پاس
ملکوتِ الموت کے گئے اور حکمِ بھیجا کہ حبیبِ میرا میری لقا کا شتاق ہو تم ساتھ
ادب کے جاؤ اور دروازہ پر ٹھہرے رہنا بے اجازت اندر مکان کے
نہا نا ملکِ الموت حسبِ الحکم کے در دولتِ رسولِ مقبول پر حاضر ہوئے اور
پکار کر عرض کیا کہ اہلبیت پر سلام ہو جو اور کہا کہ میں مردِ اعرابی ہوں اور دودھ
آیا ہوں مجھ کو رسولِ خدا سے ایک کامِ ضروری ہو مگر اجازت ہو تو میں اگر جواب
د سوال کروں سیدہ نے جواب دیا کہ وہ جنابِ نہایت ضعیف میں ہیں اور طاقت
جواب و سوال کی نہیں رکھتے میں پھر دوبارہ ملکِ الموت نے اجازت چاہی پھر

تیسری مرتبہ باور بلند کہا کہ اس آواز سے رسول خدا چونک اٹھے اور پوچھا کہ یہ کون ہے جناب سیدہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی دروازہ پہنچھا ہوا اور اجازت اندر آنے کی چاہتا ہے رسول خدا نے فرمایا کہ تم نے جاننا کہ وہ کون ہے اور کیوں اجازت چاہتا ہے حضرت نے کہا کہ یہ کسی کی بیان اجازت طلب نہیں کرتا ہے اور سیتہ کرنے والا اولاد کا اور بیوہ کرنے والا ازواج کا ہے جب سیدہ نے یہ سنا تو رونے لگیں اور کہا کہ ہمارے مدینہ خراب ہوا حضرت نے بقیہ رسی جناب سیدہ کی دیکھا گلے سے لگایا اور بیہوش ہو گئے اور دل سیدہ کا پھر بیتاب ہوا اور پکارا تو رسول خدا نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور پھر بیہوش ہو گئے بلانا رسول اللہ کا اہلبیت و ازواج و اصحاب کو اور ہر ایک کو وصیت فرمانا اور وداع کرنا پس حضرت پھر ہوش میں آئے اور اہلبیت و ازواج و اصحاب کو طلب فرمایا اور ازواج سے ارشاد فرمایا کہ بعد میری رحلت کے تم اپنے اپنے مکانوں میں سکونت اختیار کرنا اور نامحرموں سے پردہ کرنا اور مشغول طاعت پر لگا رہنا اور حکم علی سے باہر نہ ناسینے بارہا کہا ہے کہ بعد میرے وصی اور ولی اور صاحب حکم تمہارا علی ہے ان کے حکم سے باہر نہ ناسینے سیدہ کی طرف موند کیا دیکھا کہ اہلبیت صاحب عزائم کہ اے فرزند حسین کو میرے پاس لاؤ جب وہ صاحب زادے روتے ہوئے سامنے آئے تو حضرت نے آنکھیں ملین لیا اور جناب امام حسن کو گھونچو جوتے تھے اور حسین کے سینہ پر ہاتھ رکھے تھے اور سیدہ پیرون کو گھونچو لگاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ ان بچوں کا سر بہت اور آرزو بر لانے والا کون ہے پس سیدہ کے منکر حضرت بھی روتے تھے اور واسطے صبر کے وصیت فرماتے تھے

بعد اسکے اصحاب کو بلایا نیک و بد سب حاضر ہوئے بعد سلام و جواب سلام کے
ارشاد فرمایا کہ اے دوستوں جو کچھ خدا نے احکام فرمائے تھے حج و جہاد خمس
وزکوٰۃ روزہ و نماز خلل و حرام اور معین کرنا امام و وصی کا وہ سب احکام مینے
ادا کئے اور ایک سرسوگمی و بیشی نہیں کی ہو اور نہ کیسکے پاس داری کی ہو حکم خدا
ختم وغیرہ میں علی کو وصی اور امیر اور خلیفہ کیا اور یہ سب حکم خدا سے کیا ہو اور اگر
اس سے بارہا کہا ہو کہ دو چیز میں نہایت بزرگ اور گران واسطے تمہارے
چھوڑنا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری عترت اور یہ اوپر جو صل کو شر کے
میرے پاس پہنچیں گے اور جس سے یہ دونوں راضی ہوں گے اس سے
خدا اور رسول راضی ہوگا اور جس سے یہ آزر دہ ہوں گے وہ طرف جہنم کے
جاوے گا اور اے دوستو یہ آخر نصیحت ہو حکم خدا سے تمہارے واسطے نمکو
جائے کہ اسے اپنی اولاد کو پہنچاؤ اور اسی طرح سے نصیحت کرنا کہ وہ اپنی
اولاد کو پہنچا دین تاکہ روز قیامت تک اس طرح سے چلا جاؤ اخیر و داع کرنا
سید انبیاء کا اہلبیت کو اور سپرد کرنا اسرار ربانی کو شاہ ولایت
کو اور رحلت کرنا عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے
اصحاب کو رخصت کیا کوئی ہنستا ہوا اور کوئی روتا ہوا رخصت ہوا بعد اسکے آل عبا
کو بلایا پھر دوبار اسیدہ حسنین کو ساتھ لئے ہوئے با حال تباہ روتی ہوئی
حاکم رسول خدا کے سینہ سے لپٹیں اور دونو صاحب زادہ بھی لپٹے ہوئے گئے
تھے کہ اسوقت کے مشورہ فغان کے بیان میں زبان قلم آتش غم سے مثل ضمع کے
سوزان ہوتی تھی حضرت نے رو کر ارشاد فرمایا کہ میرے حبیب کو لاؤ غصہ نے

عائشہ سے کہا کہ ابو بکر کو بلائے ہیں عائشہ نے اُس سے کہا کہ اے بے خبر رسول
خدا سو اے علیؑ کے اور کسی کو حبیب اپنا نہیں جانتے ہیں علیؑ کو بلا دو جناب امیر
خبر سنکر سر سیمہ حاضر ہوئے رسول خدا نے اشارہ کیا کہ میرے سینہ سے لگ
جاؤ اور کان میرے لب سے لگا دو جس طرح کہ ارشاد ہوا تھا اسی طرح جناب امیر نے
سینہ سے لگ کر کان اپنے لب سے لگا دیئے اور رسول خدا ارزا المی کہنے لگے
اور علیؑ سننے لگے روایت کرنے ہیں جناب امیر سے کہ اس وقت حکم پروردگار سے
دوازدہ ہزار علم لہ نہی سے خجھر پڑے کہ ہر ایک سے ہزار ہزار اور خجھر نکشف ہوئے
اور اُس کے بعد شیر خدا جدا ہوا اور ملک الموت نے اکر سلام کیا اور کہا کہ حکم
خدا ہے اگر آپ احباب ت دیوین تو میں اپنے کام میں مشغول ہوں حضرت نے کہا
کہ میں مستعد ہوں مگر آنا صبر کرو کہ جبرئیلؑ جانب سے رب جلیل کے میرے پاس
آئیوین اس اثنا میں روح الامین سامنے آئے حضرت نے کہا کہ تم مجھ کو یہ
اسیذہ تھی کہ اس وقت میں تنہا مجھ کو چھوڑا جبرئیلؑ نے کہا کہ میں آپ ہی سکام میں
مشغول تھا واسطے آپ کے خوشخبری لایا ہوں کہ کرسی سے عرش تک اور رب
حور و قصور حکم خدا سے فرین و آراستہ ہوئے ہیں اور جہنم سرد ہو گیا ہے
مثل زہرہ کے اور ملائکہ صف باندھے منتظر ہیں حضرت نے کہا کہ اسی بہتر کوئی
انبیاء صلف صف باندھے ہوئے منتظر ہیں حضرت نے کہا کہ اسی بہتر کوئی
خوشخبری مجھ کو دو جبرئیلؑ نے کہا کہ پہلے سب سے روز قیامت میں آپ اپنے نزدیک
اٹھئے گا اور پروردگار سے ملاقات کیجئے گا اور ہو جائے گا بھر حضرت نے
کہا کہ کوئی ایسی بات کہو کہ جس سے دل میرا خوش ہو جائے جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ

کس بات کی آندور کہتے ہیں حضرت نے کہا کہ اس امت کے انجام میں فکر نہ کرو
 اسوقت حضرت جبریل نے کہا کہ پروردگار آپ کی امت کو اسقدر بخشے گا کہ آپ خوش
 ہو جائیے گا اسوقت حضرت کا دل شاد ہوا اور ملک الموت کی طرف اشارہ فرمایا
 کہ حکم خدا بجالاؤ جب وہ مشغول ہوئے حضرت کا حال دگرگون ہوا رنگ چہرہ کا
 زرد ہوا اور آنکھیں طرف جہت کے لگ گئیں اور شدت احتضار میں ہاتھ و پدم
 درگاہ کردگار میں اٹھاتے تھے اور مدد جانتے تھے اور راست عاصی کے حقین

دعا کرتے تھے اتنے میں اہلبیت سے آہ و شیون بلند ہوا اور امت و پیغمبر
 بے اعتبار کی اور نتیجہ محبت اس خدا رکا اس دنیا سے ناپائیدار

برا اعتبار کرنا چاہئے اگرچہ ظاہر میں لذت دنیا سے فانی میں عیش و نشاط زندگی
 کا سامان دکھائی دیتا ہو اور اسکی سعی اور جست و جو میں دل کو آرزو ہوتی ہو مگر جب
 اجل آتی ہو تو نہ زر کام آتا ہو اور نہ زور سواے حسرت و افسوس کے کچھ ہاتھ
 نہیں آتا ہو پس جو لوگ کہ حق پرست و ثابت قدم ہیں وہ اسکے فریب میں نہیں آتے
 اور ایک ذرہ خاک کے برابر نہیں جانتے اور سواے مرضی حق کوئی کام نہیں کرتے

تذکرہ کرنا صاحبان ہوش کی وقت احتضار رسول خدا کے درباب
 لینے خلافت کے راوی کتابہ کہ جب سالار دین کو دم واپس میں سو اہل حق

اپنے باب کے پاس آئے وہی بھیجکر خبر دی کہ رسول خدا کو احتضار ہو تو اپنے کام
 غافل نہ ہو یہ خبر سنکر خراسان گیا اور پوشیدہ اس سے کماؤ سنے اپنے دوستوں
 ساتھ آہ و فغان کے لکھا کہ مقام افسوس کا ہو ابھی اسلام کو قوت اچھی طرح سے
 نہیں ہوئی اور دشمن گرد و پیش بھی بہت ہیں وہ اس بات کو سنکر حیرت منہ ہو گئے اور

واسطے جنگ وجدال سے تیار ہوں گے اور اسلام کو پائمال کرنے کے ہم کو ضرور ہر گز ہمت
 دین کی کریں اور تدبیر اسکی یہ ہو کہ جسوقت انتقال رسول زمان ہو تو ایک کو خلیفہ مقرر
 کریں تاکہ اعدائے دین کو فرصت نہ ملے اور ایک لحظہ بعد نبی کے جائے خلافت خالی نہ رہے
 جو گروہ کہ ان سے موافق تھا وہ انکی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ سچ ہی اعدائے دین ہیں
 فکر میں ہیں انکو مہلت نہ دینا چاہئے اور خلیفہ ضرور مقرر کرنا چاہئے جو لوگ کہ بنی حنظل
 تھے انھوں نے کہا کہ اس کام میں خود دخل واقع ہو گا اسوجہ سے کہ جناب امیر کو
 رسول خدا خود وصی اور امیر سپر کر چکے ہیں اگر سید عالم دنیا سے سفر کرینگے تو
 وہ شیر الہی انکی جگہ پر کام کوٹینگے اور خیال کیسکی ہو کہ انکی دہشت سے سر اٹھائے
 نہ گامہ سازوں نے جو اندیہ کیا ہے وہ یہی درست ہے ہر مملوک اس بات سے
 آگاہ نہیں ہو سکتا کہ کیا دخل ہو پس اس کے بعد ابو بکر عمر خالد اور ابو عبیدہ اور لوگ
 اس مجمع عام سے اٹھ کر علیحدہ خلوت کرنے لگے اور اسپسین بیٹہ کر تدبیر کا رکن خوب
 مضبوط کیا کہ جب یہ بات آشکارہ ہوگی تو ہم تم ساتھ حسن کلام کے یہ بات کہیں گے
 اور عوام سے بیعت لیونگے اگر خاص لوگوں نے چند آدمی رہ جاوینگے تو ساتھ
 مدد ایک دوسرے کے سر انجام دے لیونگے اور اس کام کو پہلے کرنا چاہئے
 جب تک کہ علی دین سے فراغت حاصل کریں یہاں تدبیر پوری تھی کہ دولت
 سراے رسول سے آواز آہ و شیون کی بلند ہوئی سب مضطرب ہو کر طرٹ حجہ کے
 دوڑے جب تحقیق ہوا کہ نبی نے انتقال کیا تو عمر نے ہاتھ تیغ بر کھڑا واسطے ویس
 دیئے عوام کے کہا کہ ہرگز رسول خدا نہیں مرے ہیں اور جو کوئی ایسی بات
 منہ سے لکائے گا تو اسکا سر جدا کر دینگا ابو بکر نے کہا کہ اس اخلاص محبت پر جان

میں تیرے اور برفہ اکرون کو بجا ہوں لیکن کتاب میں خدا در باب نبی کے فرمایا ہو
 اَلْكَانُ سَيِّئُ عَمْرٍو نے سکر آفرین کی اور کہا کہ اس اضطراب میں موت نبی سے
 تعجب تھا جھکا اور مضمون اسی آیت کا فراموش تھا ابو بکر نے جو دیکھا کہ اصحاب
 میں ایسا انقلاب اور اضطراب ہو اور زمین سے آسمان تک فریاد و اسیدہ
 بلند ہو پس یہ فوراً منبر نبی پر چڑھا اور واسطے تسکین اہل عزا کے کہا کہ اے
 بندگانِ خدا نبی گرچہ بظاہر خفی ہوئے لیکن خدا جس کے تم بڑے بیوہ دایم اور قائم
 ہمیشہ ہو یہ لیکر منبر سے اُتر آیا عمر نے کہا کہ اب مقامِ غفلت کا نہیں ہو جیتا کہ
 علی تجہیز و تکفین میں رہیں ہم امرِ خلافت کو مضبوط کریں گے جناب ابنِ منذر
 انصار سے تھے انھوں نے جو یہ بات فاروق سے سنی نہایت تعجب سے کہا
 کہ کل سید عالم نے خم غدیر میں علی کو ساتھ اس اہتمام کے امیر و امام کیا تھا
 اور آج بزرگانِ دین یہ فکر میں کر رہے ہیں جب حکمِ خدا اور رسولِ جاری نہ تو
 اس سے بہتر یہ ہو کہ میں بھی جلد جا کر سعد عیادہ کو خبر دوں کہ آج وہ سردار
 انصار کا ہو کہو لگا میں کہ سب قوم میں یہ گفتگو ہو رہی ہو اس ارادہ مسجدِ باہر گیا
 جانا جناب بنِ منذر کا پاس سعد بنِ عبادہ کے اور بھانا خبر کا گوشت
 بیعت سے اور بعد جانا طائلبانِ خلافت کا واسطے انفصال کے
 جب عمر نے جناب کا جانا بیوہ نہیں ہو کا نہیں ابو بکر کے کہا کہ جناب جب
 یہ خبر انصار میں پہنچا دلیکا تو وہ اپنی تجویز اور کر نیگے اس سے بہتر یہ ہو
 کہ میں اس مخالفت سے جا کر منع کروں اور علی کو نبی کے کفن و دفن میں
 چھوڑ دو اور حاضران سے کہا کہ تمکو سب کو اتفاق کرنا چاہئے جو لوگ کہ علی

برخلاف تھے انہوں نے غوثی سے یہ منظور کیا اور بعض شرم سے خاموش رہے
 اور بعض نے طعنے زدے قبول کیا اور ایک گروہ بطور تماشا کے تفرق ہو کر طرف تقیض کے
 گئے اور سلمان اور ابو ذر اور قتادہ اور عمار اور جابر اور عبد جبار آدمی اور کہہ گئی تیسرا وہ بھی گئے
 ان کے ہمراہ گئے اور گوشتہ مسجد میں ٹانگیں پٹھیں اور بجناب امیر علیہ السلام غسل مضمین
 میں مشغول ہوئے اب یہاں سے حال سعد عبادہ کا بیان کیا جاتا ہے ان روزوں میں
 بیمار تھے بستر پر پڑے رہتے تھے طاقت اٹھانے بیٹھنے کی نہ تھی کہ ناگمان خبر
 رحلت فرمانے بنی کی پہونچی اضطراب میں گھر سے با حال تباہ با برآے اور حاکم
 آتا تھا اس سے حال خیر البشر کا پوچھتے تھے اسی اثنا میں جناب آئے اور خبر دی
 کہ جب روح پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف درگاہ کبریا کے گئے اور آیا
 رحلت فرمائی عمر سے یہ کہا اور ابو بکر نے ایسا کہا نہ غمگین ہوئے اور نہ اندوہ گین
 نہ بد غسل و کفن نبی کی کی بلکہ فکر خلافت چھین لینے علی کی ہو اور وعدہ وحییت
 کا خلقت سے کر رہے ہیں تاکہ علی فارغ ہونے کے بعد دعویٰ منون اور اگر دعویٰ بھی
 ہونے لگے تو تنہا کیا کر سکتے ہیں جب بیٹے نگر اور تدبیر یار و نکی ایسی دیکھی تو میں
 تمہارے پاس آیا کہ مارت حکم رسالت سے باقی نہ رہی وہ اپنے جانب سے
 امام کرتے ہیں جو کہ خدا و رسول کی طرف سے امام نہ ہو کہ سوا اس کے ہم اسکی اطاعت
 کریں اور سوا اسے تیسرے کسی کو ہم سزاوار حکومت کا نہیں جانتے ہیں جب
 جناب نے یہ کلمہ کہا تو سعد عبادہ نے کہا کہ معاذ اللہ اے دوست یہ کیا آرزو
 کی تو نے اب ایسا کلمہ کہنا دو رخ میں جلنے کی بجائے اب نہیں ہو خلافت جو اس
 علی کے کہ خدا و نبی نے دی ہو کسیکو زیما نہیں ہو اگر ہو تو امام امیر علی ہوں

آئے گا نہ بد اور شریر ہو اسوقت انصار سے پیر اور جوان جتنے پاس سے جمع تھے سب اس بات سے خوش ہوئے اور شفق ہو کر کہا کہ حباب معقول کہتا ہو کہ اس وقت ہم ظان ظان شخص کو اسیر اور اپنے سر کرین اس سے بہتر یہ ہو کہ اپنی قوم سے ایک سردار مقرر کریں سو نے اسوقت کہا کہ میں کیا مانع نہیں ہوں لیکن میں لائق اس کام کے نہیں ہوں اور نہ بیعت میں سو اے علی کے کسی سے کروں گا ایسی گفتگو میں کہ وہ مدعی خلافت سامنے سے آئے اور سعد کو سلام کیا انھوں نے ناچار سی سے جواب سلام دیا

جمع ہونا نہ عیون خلافت کا تصفیہ نبی ساعدہ میں اور بحث کرنا انکار تھا عجب کہ پس جناب رسول خدا کو یاد کر کے سب رونے لگے اور کہا کہ تقدیر الہی سی طرح کیا چارہ بعد ان لوگوں نے سعد سے کہا کہ خلافت کے بار یکین ہم چاہتے ہیں کہ یہ انجن ہے سردار نہ رہے اور البتہ ہو کہ اسلام میں خلل پڑے سعد نامور نے کہا کہ بات سمجھ کر کہنا چاہئے خلیفہ حکم نبی سے علی ہیں اور ہم سب انکی بیعت میں ہیں جب قبض و ذوق سے فراغت پاؤں گے تب نرم خلافت میں جلوہ افروز ہوں گے ان لوگوں نے کہا کہ یہ کو معلوم ہو گیا ہو کہ علی کو رعبت اس کام کی نہیں ہو ایسے سے گوشت نشین ہیں سو نے کہا کہ ابھی نفس نبی سے فراغت حاصل نہیں ہوئی ہو بعد فراغ کے ایسا کہ تو ایسا کہ چاہئے کہنا پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگرچہ نبی نے انکو اسیر اور امام کیا تھا مگر اہل اسلام راضی نہیں ہیں اس سبب سے ہم اندیشہ مند ہیں کہ دین میں خلل پڑے اسوقت سعد نے ہنس کر کہا کہ افسوس ہو اسے مردمان ہوشمند کہ حکم نہ الوم رسول سے اسطر حکم امیر انکار کرنا اور اپنے پیغمبر مسلمان جاتا اور پھر زیاد

بیان کرنا اور حکام اسلام کو اپنے اختیار میں جاتا جس پر چاہنا راضی ہو جیسا کہ جبکہ
 چاہنا مانا یہ دین خدا نہادین تمہارا ہوا عمر نے کہ اسے صاحب عقل اور کام میں کیسی
 محال کہ خلافت حکم خدا و رسول کے کرے اسی وقت سرکات ڈالوں میں سعد نے
 ہنسکر کہا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی ہوا اب ہی تو اس طرح سے کہتا ہو خیال کرنا چاہئے کہ
 جس کو خدا و رسول امیر اور جانشین کرے اور امت اس سے راضی نہ ہو تو وہ مفضول
 ہو جائے کیا خوب فرما بوعری اور سرکاتنا آپکا ہو عمر نے کہا کہ حکم خدا کی جانب سے
 ہوتا ہو نہ بشر کی اور جو کہ حکم نبی کا ہی وہ حکم خدا ہی اور جو کوئی خلاف کریگا اسکا خون گنا
 مثل شیراء و رکے حلال ہی پھر سعد نے ہنسکر کہا کہ ہوشل پیٹہ درست کر کے کہو جب
 کہ بدلتا حکم خدا و رسول کا نہیں ہوتا ہی تو پھر اسکا بدلتا ضرور ہی سببات کو سنکر بنے
 چاہا کہ صحبت کو بہم کریں اور سعد پر زبانیں کھولیں اسوقت انصار نے یہ اڑواہام
 سعد پر دیکھ کر نگاہ غضب سے دیکھنا اور دونوں جانب سے گفتگو سخت ہونے لگی
 اور دست بقیضہ ہوئے سعد یہ حال دیکھ کر عذر کرنے لگے کہ میں بیمار ہوں مجھ میں
 زیادہ طاقت بیٹھنے کی اور گفتگو کی نہیں ہی تمکو خدا کو سونپا لیکن یہ خوب تصور کرو

کہ جب نبی خضر ہے تو کوسی دنیا میں ہمیشہ نہ ہیکا جنگ کرنا مہاجر اور انصار کا
 واسطے مقرر کرنے امام کے اور دلیل لانا ہر ایک کا اوپر مدعا اپنے کے

جب سعد عبادہ یہ لکھ کر اپنے مکان میں گئے تو لوگوں نے انصار سے بیعت نہ کرنا
 چاہی اسوقت انصار نے انکار کیا اور غصہ سے پکے چہرہ لال ہو گئے اور کہا کہ تمکو
 نہیں سچو کہ تمکو اپنے اوپر امیر اور امام کریں اس پر اصحاب ہجرت نے کہ بقول تمہارا بہت
 نا درست ہی سوچہ سے کہ ہم پہلے ایمان لائے ہیں اور نبی کے ساتھ ہجرت کی ہو اور دوسرے

یکہ قول نبی سے تشریح فضل میں انصاف کے کہا کہ کلیم اور حدیث کے اس میں رعایت کیا
 وفضل ہو کہ واسطے کہ اگر حدیث پر عمل ہی تو نشان علی میں کیوں نہیں ملے کرتے باوجود حکم
 نبی کے علی سے سرکشی کرتے ہو اگر ہی ہو تو ہم اپنے میں سے ایک ایسا راہیہ اپنے کے ساتھ
 جیسے تمہوں نے انکار دیکھا تو منظر اب ہوا اور ابو بکر اور عطاء کھڑا ہوا اور انصار دین کو نہ
 کرتے کہ اس شر اور فساد میں اگر دشمن آگاہ ہو گئے تو بہت مشکل برپا ہو گی اور اسلام
 میں خلل آوے گا اور قریش بیشک اسے افضل میں نزاع کو مو قوف کر دے اور میر دا
 میں دو شخص ہیں انصاف نے پوچھا کہ وہ کون ہیں ابو بکر نے کہا کہ اولیٰ سر بعد علی
 عیسٰی و ثابت نامی انصاف نے کہا کہ یہ ہرگز ہم کو قبول نہیں ہو کہ جا رسول پر یہ بیٹھیں
 اگر تم علی سے برخلاف ہو تو اور دین سے اہم ہے کہ وہ کو نبی نے اسیر کیا تھا اور
 انہارے انکار پر برہم ہوئے تھے یہ سن کر نے الفور راضی ہو گئے اور کہا کہ ہم کو کام
 قتل علی کے بار میں ہی سوا اسے اونکے جو ہوا ایمان خلافت یہ سر غصہ سے اس
 برہمن کرنے لگے اور کہا کہ تم لوگ صاحب احترام ہو کر اپنی حرمت پر نظر نہیں کرتے
 اور غلام کی کی بے ادبی پر غور ہو گواہی طلب کرنا عمر کے ابو ایوب انصاف سے
 اوپر بزرگی قریش کے درباب خلافت کے اور انکا جواب دینا
 بزرگ انصاف سے ابو ایوب نامی گوشہ میں انتقال نبی سے غمگین بیٹھے تھے کہ سن
 عمر نے انکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ رسول خدا سے اکثر مشورہ لیتے تھے اور ہمارے
 وانا فی پر بڑا اعتبار تھا تم انصاف کرو کہ واسطے سلامتی کے ہم سختی میں یا انصاف
 انکھوں نے کہا کہ در میان میں ذکر حق اور انصاف نہ تھا اسوجہ سے میں خاموش
 بیٹھا تھا اب جو تم حق پوچھتے ہو تو سنو کہ جہا میں رسم ہو خصوصاً اہل اسلام میں کہ

یہ کہ تول نبی سے تشریف فضل میں انصاری نے کہا کہ کلام اور حدیث کو اس میں عین کیا
 دین ہی کہ واسطے کہ اگر حدیث پر عمل ہو تو شان علی میں کیوں نہیں ملے گرتے باوجود حکم
 نبی کے علی سے سرکشی کرتے ہو اگر ہی ہو تو ہم اپنے میں سے ایک ایسا راہیہ اپنے کرتے
 جب انہوں نے انکار دیکھا تو مضطرب ہوا اور ابو بکر اوٹھ کھڑا ہوا اور انصاری دین کو ترک
 کرنے لگا کہ اس میں شر اور فساد میں اگر دشمنی آگاہ ہو گئے تو بہت مشکل پر جاویگی اور اسلام
 میں خلل آویگا اور قریش ہیشک سے افضل ہیں نزاع کو موقوف کرو اور میرا دست
 میں دو شخص ہیں انصاری نے پوچھا کہ وہ کون ہیں ابو بکر نے کہا کہ اول عمر بن عبد المطلب
 عبیدہ ثابت نامی انصاری نے کہا کہ یہ ہرگز ہو کو قبول نہیں ہو کہ جاگ رسول پر یہ بیٹھیں
 اگر تم علی سے برخلاف ہو تو اور دین سے امان بہتر ہو کہ اس کو نبی نے امیر کیا تھا اور
 تمہارے انکار پر برہم ہوے تھے یہ سن کر نے انور راضی ہو گئے اور کہا کہ ہر کو کلام
 نقطہ علی کے بار میں ہو سو اسے اونٹ کے جو ہوا لبان خلافت یہ سن کر غصہ سے اس
 برصن کرنے لگے اور کہا کہ تم لوگ صاحب احترام ہو کر اپنی حرمت پر نظر نہیں کرتے
 اور فدا مہی کی نابعداری پر لگے ہو گواہی طلب کرنا عمر کے ابو ایوب انصاری سے
 اوپر بزرگی تو اس کے درباب خلافت کے اور انکا جواب دینا
 بزرگ انصاری سے ابو ایوب نامی گوشہ میں انتقال نبی سے غمگین بیٹھے تھے کہ اس
 عمر نے انکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ رسول خدا سے اکثر مشورہ لینے تھے اور ہمارے
 دانائی پر بڑا اعتبار تھا تم انصاف کرو کہ واسطے سلامتی کے تم سختی میں یا انصاف
 انھوں نے کہا کہ درمیان میں ذکر حق اور انصاف نہ تھا اسوجہ سے میں خاموش
 بیٹھا تھا اب جو تم حق پوچھتے ہو تو سنو کہ جہاں میں رسم ہو خصوصاً اہل اسلام میں کہ

میں کسی کے در بیان کوئی انتقال کرتا ہوا دے اور اعلیٰ شغولی دین و دنیا میں
 اب بالفضل تہمین سے ایسا بزرگ اور مہربان دنیا سے اور شہ گماں کو چاہے
 تھا کہ ایک مدت ماتم میں واسیدہ کہتے اور دستہ کہ اس قدر طبع دامن گیر
 ہوئی کہ ابھی دین و دکن سے بھی فراغت حاصل نہیں ہوئی اور تم حق پوشی
 پر آمادہ ہوئے اس بات پر زبان ہیود اور نصاریٰ دراز ہو گئی یہ شکر سب نے
 سر جھکا لئے لیکن دل اوس آرزو سے نہ بھرے ناچار نبی کے مرنے پر دروگر
 افسوس کرنے لگے اور خطا دوسری یہ ہو کل سانسے ہمارے تمہارے کس جہد و کد
 اشرف انبیاء نے حکم خدا سے علی کو خلیفہ کیا تھا اُس وقت ابو بکر نے اور تو نے اے
 عمر خیر البشر سے کہا تھا کہ آیا یہ بیعت خدا کی طرف سے ہو اور نبی نے کہا تھا کہ حق
 فی کتاب میں یہ خطاب کیا ہو تو اوس آیت سے اسے دوسو کہ خبر دیتا ہو
 خداوند علیم کتاب کریم میں پھر ابو بکر سے کہا کہ اسے راست گو نہیں جانتا ہو تو
 کہ رسول خدا نے پہلے تجھ کو آئین دیکر طرف کعبہ کے بھیجا تھا بعد اوسکے
 علی کو بھیجا کہ او بخون نے تجھ سے راہ میں واپس کر لین اور تو نے اگر کلمہ رسول
 خدا سے کیا تھا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ میں نے نہیں کیا بلکہ جانب خدا ہے حکم ہو ہو
 اور فرمایا تھا کہ بعد میرے تیرے علی امیر ہو گا اب تم نے اوسکی خلاف کرنا بھی ہو
 پھر عمر سے کہا کہ نہیں یاد ہو تجھ کو اے عمر کہ سب سے پہلے تو نے علی کا ہاتھ پکڑ کر
 مبارک باد دی تھی اور بعد تیرے صحابہ ملت نے بیعت کی تھی اور حسب قریب
 مرگ کے حضرت نے دوات و کاغذ و قلم مانگا تھا تاکہ مقام گفتگو باقی رہے
 اور تم کو یقین ہو اٹھا کہ واسطے علی کے وصیت نامہ لکھیں گے اور تیرے تخت

نہ بیان کی کی تھی اب اس گفتگو سے مجھ کو شرم نہیں آتی ہوا اور مجھ کو کچھ مطلب نہیں ہو سکا
 میں سچ کہتا ہوں کہ اوپر نفس اپنے کے اور ابلیس کی لعنت کرو اور اوپر بیعت سالح کے
 ثابت قدم رہو یہ سنکر وہ فکر کرنے لگا اور سر جھکا لیا اور سوا سے اس جواب کے اور
 کچھ بن نہ آیا کہ غمی جیسے اس مقدمہ میں فساد نہ کرینگے کہ انکو اس طرف خود غبت نہیں ہو
 اسپر او کھون نے جواب دیا کہ انکو غبت ہو یا نہ ہو مگر یہ حکم پروردگار ہر مثل صلوات و حج
 و رکوع کے امانت بھی واجب ہو بلکہ یہ احکام تحت میں ہیں نہیں زیادہ کیسکو سوا اس کے
 کہ خدا نے رسول و امام کیا ہوا در اگر انہی تجویز سے کرو گے تو فتنہ برپا ہوگا اور ہر ایک
 یہ چاہیگا کہ ہم میں سے امام ہو اسپر عمر نے یہ کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ فتنہ و فساد
 نہ پانہوا و ہم میں سے کوئی ادا مقرر ہو جائے اور جو کوئی بکھرا مادہ فساد ہوگا تو میں
 سرسکا اس تیغ سے جدا کر دنگا اسپر ابوالویب نے ہنسکر کہا کہ اسے شخص جوابات تو نے
 کہی ہو اسپر تو خود غور کر کہ اخرا ف کر نی بیعت سے کون سزاوار سر کھٹنے کا ہوگا
 آرزو ہو نا حجاب بن ہنذر کا سخت گوئی عمر سے اور مناظرہ الکا ساتھ عمر
 اسات حجاب آرزو ہوے اور خطاب کیا کہ میں دیکھتا ہوں تیغ تیرے واسطے
 جائے کہ تو نے ہر جگہ میں نشست دیکھا فی اور تیری تلوار سے کوئی احمق ڈرے گا
 اور ان باتوں سے خلقت کو فریب دینا ہو تیرے موخہ میں زبان ہو سوہن ہو اسپر
 یہ نام ہوا اور غور کرنے لگا اور کہا کہ اے دوست سر فراز فتنہ سے مجھ کو بھی خوف ہو
 ایسی واسطے کو تنش کرتا ہوں میں کہ دین میں خلل نہ پڑے اور حلیہ ہی سے کوئی امام
 مقرر ہو جائے اور تلوار میں بنام میں رہیں اسپر حجاب نے کہا کہ بھائی بے تیری یتیم
 کسی سے خوف نہیں ہو سوائے علی علیہ السلام کے تو نے دین میں خلل پیدا کیا ہو اور

اب پاس داری بیان کرتا ہوا سب بات کی بھی خدا نے خبر ہی ہوتی تھی و خیر ان کی تہان
 میں کہ اگر ایک پشت کے بعد دوسری پشت گذرے گی جب بھی عداوت بن جائیگی اور خدا
 حافظ دین کا اور روح الامین اور صالح المؤمنین میں گئے وہ ہرگز ہماری اور تیری نظر
 نہ پھر نیگے اور نہ حق کو ہاتھ سے دیونگیے عمر اپنے دل کی بات کو نکلے گا اور کہ اسے
 دوستو تیری نصیحت کو مانو اور اس کام میں جلدی کرو ابوالوہ صاحب تیرے اندیشہ
 کیا کہ جو بھی ارادہ ہو کہ بہت سے امام ہو تو اس کام میں دخل دنیا بن جائے اس سبب سے
 کہ خلل دین میں ظاہر ہو اسوجہ سے جواب دیا کہ ہم کو اس بات سے کچھ کام نہیں ہوتا ہمارا
 جسکو چاہیے اسکو امام بناؤ ہم بھی بیعت کر لیں گے جب اؤ بھون نے یہ کہہ کر اپنے
 یاون اس دربان سے نکال لیا تو مہاجر کے اوسوقت تین فرقہ ہو گئے

راضی ہونا انصار کا اور خلافت قریش کے بعد گفتگو بسیاری او
 نزاع مہاجرین کے مقرر کرنے خلیفہ میں اور بیعت کرنا ساتھ ابوبکر کے

ایک فرقہ ساتھ ابوبکر کے راضی ہوا اور ایک فرقہ ساتھ ابوعبیدہ کے اور ایک ساتھ
 عمر کے اون انصار میں سے بعضے انصار اون متینون آدمی سے راضی نہ تھے
 ثابت عمر سے خلاف تھے حباب ابوبکر سے بنی را اور ایک پہلوان عبیدہ سے
 برخلاف تھا یہ خصوصیت جو در بیان میں پیدا ہوئے تو پھر وہ ہی بیعت اول
 تجویز کرنے لگے پھر اسمین صلاح ہوئی کہ غصہ کو دفع کرنا چاہئے اور ایک شخص
 کو جائے بنی یزید مقرر کرنا چاہئے مگر علی صاحب اختیار رہ گئے اور حسب نسب کچھ دیگر
 نہیں ہو جو شخص کو عابد ہوا و متقی ہو جائے غلام ہو یا خواجہ ہو نظر او پر ابرارے
 کار سے کرنا چاہئے اور جو شریفانہ کفرائیں بجا لاتا ہو اس پر کسی کو ترجیح نہ دینا چاہئے

اور آپس میں ایک دوسرے کو چاہتے تھے کہ سب دینی بھائی ہیں حبیب الہی ہیں اور ان کے لئے ہر شے
 ہو اور سب خاموش ہوئے اور سوقت ابو بکر نے کہا کہ ہم تین آدمی لائق اسکے ہیں
 لیکن یہ کام بہت بڑا ہو اور میں اپنے نفس کو لائق اس کام کے نہیں سمجھتا مگر ان دونوں
 صاحبوں کو جو کہ جسکی بیعت اختیار کریں میں بھی اوسکی ساتھ بیعت کروں عمر یہ سنکر کہنے لگا
 کہ تم سب سے بہتر ہو اور لائق اس کام کے ہو اور اسلام میں بھی اول شخصے قدم رکھا ہی
 اور ہجرت نبی میں تم یار غار تھے تمہارے پیروں میں اوس غار میں ممانہ کا ٹاٹھا اور تم نے پہلے
 بیٹھی اپنی نبی کو دی ہو یہ لکھنا تھا ابو بکر کا پکڑ کر بیعت کی اور بوسہ لیا اسکے بعد سب عثمان
 علی نے بیعت ساتھ ابو بکر کے کی اور عمر اس کام میں کسیکو وعدہ روپیہ دینے کا کرتا تھا اور
 کہ یکروز خود دلا تا تھا اور کسی خوش آمد کرتا تھا غرض کہ تین روز شک ہی گرم بازاری رہی
 جیسا کہ رسول خدا نے خبر دی تھی کہ بعد میرے صاحبان جو شقیفہ میں جمع کرینگے اور
 غلی بیعت توڑینگے مسلمین کو یہ دیکھ کر بات رسول امین کی یاد آئی اور آپس میں کہا کہ شقیفہ
 نے گمراہ کیا کہ اسنے قول نبی کو بھلا دیا اور کچھ خیال اس بات کا نکلیا کہ دین خدا دینی کا ہو اور
 جسکی بیعت میں رسول نام نے اہتمام کیا کیونہ بنے اس سے انکار کیا یہ تو کہتے تھے
 مگر شقیفہ کا یہ تو عقیدہ ہے کہ طرفہ یانی کے بعد مال و جاہ سب کے سب آنکھ بند کر کے چلے گئے
 اور دنیا کو لٹک جا کر وعدہ حقہ کا خیال نکلیا جہنیز و تکفیر کرنا علی کا سید انبیا کو
 اور معزز و حسنین کے اپنے مکان پھر آنا اور تعزیت بجالانا
 راوی راست بیان اسطرح سے بیان کرتا ہو کہ جب سرور انس و جان اس جہان سے گز گئے
 تو پیران دین نے دامن دنیا کو بکڑا اور طرفہ تقیفہ سے گئے تاکہ اپنا مقصد حاصل کریں
 اور شقیفہ میں و عمار قرظہ پیش آئی اسے عزیز و غمگین ایک گوشہ میں بیٹھے تھے اور ٹٹا

فکر و تدبیر یارون کا دیکھتے تھے اور علی علیہ السلام اور عباس غسل و کفن میں خیر الام
 کے مشغول تھے اور ایک پروردہ واسطے عوارات کے ڈال دیا تھا اور عباس کی آنکھوں پر
 ایک بٹی باندھ دی تھی تاکہ بدن حیر البشر کا عریان نہ دیکھیں کہ سوائے وہی سے اور عریان
 بنی کو نہیں دیکھ سکتا ہو اور عباس کو حکم دیا کہ بانی لاوین اور خود تن پاک کو برہنہ کیا
 اور عباس بانی بنچاتے تھے اور علی علیہ السلام غسل دیتے تھے اور وقت دھونی
 کے پہلو بہ پہلو غسل زندون کے تن مبارک خود بچھرتا تھا اس حال کو دیکھ کر شیر خدا
 رونے لگے اسوجہ سے کہ حدیث بنی انکو یاد آئی اور حدیث یہ ہر کہ حبیب خدا نے جب
 شیر خدا کو وقت پیدا ہونے کے غسل دیا تھا تو پہلو بہ پہلو بچھرتے تھے رسول خدا
 یہ دیکھ کر روئے تھے اور ابوطالب نے کہا تھا کہ کس واسطے خوشی میں روئے تم حضرت
 نے کہا کہ اسے چچا جیسا کہ اسوقت میرے غسل دینے میں یہ لڑکا پہلو بہ پہلو بچھرتا ہو
 اسطرح سے ایک وقت ایسا ہوگا کہ میں جہان سے گزروں گا اور یہ مجھ کو غسل دے گا اور
 اسطرح سے میری لاش بھی پہلو بہ پہلو جنبش کرے گی اسوقت کے یاد آئے چچا کو وقت
 ہوئی اس اتنا میں کہ علی غسل دے دے تھے اور بیٹی عباس کی آنکھوں سے کہل
 گئی اور اوپر اس جسم اطہر کے نظر ٹہری فوراً نبیائی آنکلی آنکھ سے جاتی رہی کہ تا
 زندگی بچہ بنی نہ ہوے دوسرے یہ کہ جبریل لغیران رب جلیل فردوس سے کا فور
 واسطے حبیب خدا کے لائے تھے اور وہ وزن میں مینا شقال تھا اور یہ حکم تھا کہ
 اسکے تین حصہ کیجئے ایک حصہ واسطے اپنے اور دوسرا سیدہ اور تیسرا واسطے علی
 علیہ السلام کے رکئے کہ وقت رحلت دنیا سے اس سے حوطا کرنا رسول خدا نے
 اسطرح سے تقسیم کیا تھا جناب امیر نے اسوقت اس کا فور کو طلب کیا اور بعد

غسل کئے اوس سے جنوٹ کیا بعد فراغت ہونے غسل و کفن تک طرف اس حجرہ کے گھر
جو رسول خدا نے اپنا مدفن معین کیا تھا گئے اور قبر تیار کی بعد اوسکے جو لوگ
کہ مسجد میں غمگین بیٹھے تھے انکو طلب کیا وہ سبکے سب حاضر ہوئے اور جناب
امیر علیہ السلام آگے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے دفن کیا پھر حجر
سے آواز آہ و شیون کی بلند ہوئی مخصوص جناب سیدہ و حسنین کا ایسا حال پر پلا تھا
کہ اوسکی تصریح محال ہو اسکے بعد قبول اور حسنین کو واسطے صبر کے ارشاد فرمایا اور
اوس جگہ کو رسول خدا سے خالی دیکھ کر روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ کس طرح
بے آبکے آبکی جگہ کو دیکھیں اپنے دولت خانہ میں مع حسنین و سیدہ کے پھر آئے

بعد انتقال رسول خدا کے تیسرے روز فراغت اہل خلافت کو خلیفہ
مقرر کرنے سے حاصل ہوئی اور بہانہ سے نماز کے ارادہ مرتد کو دیکھنے
اوں سرور کا کیا اور جناب امیر مائع ہوئے اور خوف و اندھا

اب راوی اس طرح سے بیان کرتا ہوں کہ جب دوست رسول خدا کے اپنے کام سے فارغ
ہوئے تو آپس میں کہا کہ انتقال سید انام کو تین روز ہوئے ہر چند کہ دیر ہوئی مگر ہم
کار دین میں مشغول تھے علی نے تجہیز و تکفین کی اسباب پر کف افسوس ملتے تھے کہ ہم
اس شرف سے محروم رہے بعد شیمانی کے آپس میں یہ قرار دیا کہ نبی کو قبر بنے گا لانا
چاہئے تاکہ ساری امت نماز پڑھے اس فکر پر وہ پر بعضے ہستے تھے اور بعضے کھرتے
کہتے تھے جب یہ خبر شیر خدا کو پہونچی کہ اصحاب ایسا قصد رکھتے ہیں جناب امیر غضب
ناک تلوار حائل کئے ہوئے اور غصہ سے چہرہ لعل ابرو پر بل سا تھم قہر و غضب کے
باس قبر بنی کے اکھڑے ہوئے اور بسبب تشیش کے ذوالفقار خود بخود غلاوٹ سے

باہر آئی تھی اصحاب نے جو یہ حال دیکھا تو عذر کرنے لگے کہ اے ابو الحسن ہم بھی اس شرف سے محروم نہیں کہ حق حضرت کے ہم سہرہ ہوں اور کیا ہوتا کہ جو تم دفن میں جلدی کر کے ناک امت سے بھی شرف ہوتے اس شرف سے اور اب کیا نقص ہو کہ جو ہم خاک سے نکال کر نماز پڑھیں اور پھر خاکین سپرد کر دیں یہ سنکر شیر خدا فرمایا کہ تجھ پر نگہیں و نماز سے ٹکوں کون مانے ہوا تھا اب تین روز کے بعد بے خودی ہو نہیں سکتا ہوا دیکھتا ہے ہو کہ قبر کھود کے میت پر نماز پڑھو قسم ہے خدا اور رسول خدا کی اگر ایسی بار اس بات کو زبان پر لاؤ گے تو تیشیر سے جواب پاؤ گے اور حدیث نبوی کو یاد کرو کہ اس روز کی بھی خبر دی ہو جب یہ جواب اصحاب نے سنا تو اس فکر کا صواب باز رہا اور اپنے اپنے مکان کو گئے اور شیر خدا بھی اپنے دولت سرا کو تشریف لے گئے بلانا ابو بکر کا سعد بن عبادہ کو بمشورہ عمر کے واسطے لینے بعیت کے اور گفتگو ان کی ساتھ اسکے اور باطل کرنا و نکاد دعوی خلافت کو ساتھ

دلیل کے راوی کتابی کہ ایک روز ابو بکر نے لصلح عمر کے سعد بن عبادہ کو پیام بھیجا کہ جبکو کچھ غصے کہتا ہو اس واسطے تم ایک لحظہ کو میرے پاس آؤ سعد عبادہ نے کہا کہ میں بسبب بیماری کی طاقت آنے کی نہیں رکھتا ہوں جو کچھ کہنا ہو اسکو کہلا بھیجو اسکا جواب دیا جاوے گا جب پیام برنے یہ خواب آکر دیا تو ابو بکر غاموش ہو رہا اور عمر نے آرزو ہو کر اس پیام پر کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ اولیٰ کہنا یہ بات روبرو کہنے کی ہو پیام و سلام سے ادا نہ ہو گی ٹکوا آنا ضرور پڑے گا اور اگر تامل کرو گے تو بزور طلب کئے جاوے گے جب پیام برنے یہ پیام سعد کو دیا تو سعد عبادہ اس سے شفتہ ہوئے اور کہا کہ اسکو یہ غرور ہوا ہو کہ جبکو بزور بلا دیا گیا عمر نے اپنے تئیں کیا سمجھا ہوں

اور سکی صحبت میں جواب سے زبان اور سکی بند کرونگاہ کہہ خصہ سے تلو اور اپنی لیکر حائل
 کی اور مسجد میں گئے تو نبی کی جگہ پر ابو بکر کو دیکھ کر ایک آہ سرد کھینچی اور بعد سلام کے ابو بکر
 نے جواب سلام کا دیا اور اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ است نے میری سالاری پر جمع کیا ہو
 اور بیعت کرنا تمکو بھی ضرور ہو اور وقت اوس نامدار نے کہا کہ میں اوس بیعت پر تاجم ہوں
 کہ جو رسول خدا نے علی کے واسطے روز غدیر کی تھی عمر نے اس وقت کہا کہ لوگ اوس بیعت
 پر راضی نہیں ہیں اور کبھوں نے اجماع اس طرف کیا ہو سعد نے کہا کہ دعوتے تھے اس بات
 کا کیا ہو کہ جو کتاب اللہ میں خبر ہو کہ بعد رسول اللہ کے انقلاب ہوگا اور اوس پر لوگ اتفاق
 کریں گے اس کہنے پر عمر آزرده ہوا سعد عبادہ اوس سے زیادہ آزرده ہوئے عمر نے خصہ سے
 کہا کہ میرے نزدیک کافر ہو وہ شخص کہ جو اجماع است سے الکا کرے اس پر سعد جواب دیا
 کہ کافر وہ ہو کہ جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور حکم خدا اور رسول کو غفلت سے اسی وقت ابو بکر
 نے کہا کہ اسے شخص تو نے کلام خیر الانام نہیں سنا ہو کہ جمع ہونا است کا اوپر گراہی
 کے نہوگا اور سپر سعد با وفائے کہا کہ اسے وارث حق مصطفیٰ یہ قول میں نے نہیں رسول
 سے سنا لیکن خیرے کہنے کو قبول کیا مگر ہوش میں آ اور قول نبی کو سمجھ مراد نبی کی
 کلی است سے یہ ہو کہ ساری است گمراہ نہو جاو گی کہ حق چھپ جاو اس صورت میں
 کثرت برا عمدا نہی اپنے قول خیر البشر سے ظاہر ہوتا ہو کہ گمراہ بہت ہو جاوینگے مگر
 کل نہونگے حضرت کو آگاہی اس سے تھی اسی وجہ سے یہ فرمایا تھا اور اسی کے
 باب میں یہ قول ہو کہ بعد تیرے اس است کے ستر فرقہ ہونگے ایک انھیں سے
 ناجی ہو اور باقی ناری میں اور ایک سے بہتر زیادہ ہوتے ہیں ابو بکر نے جواب دیا
 کہ ہم ناجی مسجد نے کہا بیچ بچ تم اسی فرقہ میں ہو کہ جو اپنے عہد پر مضبوط ہو اور کیا

میں اس وقت نہ تھا کہ جب مننے والے بیعت کے رسول خدا سے سوال کیا تھا اور انھوں نے حکم دیا کہ لہلال سے فرمایا تھا کہ علی بعد میرے حاکم دین ہو اور میں نے حکم خدا اور رسول کو ظاہر میں قبول کیا تھا اور مبارک باد اچھا پڑا کہ علی کا وہی تھی اب ناجی ہوا دنیا کی ٹھہرے دائرہ خدا اور رسول سے کمر و بان آچہرہ در رکھتے ہو جو جاہلوں کے مگر حقیقت بیان کرنا خطا ہو اسکے بعد حدیث یادہ نے کہا کہ اے عباس بن رسول تمہیں ایک بات میں بڑی فکر ہو شاید تم سے حل ہو خلیفہ نے پوچھا کہ کہو وہ کیا ہو سعد نے کہا کہ میں نے خیر الانام سے سنا تھا اور تم بھی موجود تھے کہ داوات و قلم کا غلط طلب کیا تھا کہ ایک سزا لکھ دیوین تاکہ سب پیروان دین گمراہ نہ ہوں اور ہلوگ اس بات سے خوش ہوئے تھے مگر ہلوگ راضی نہ ہوئے اور اس طرف سے واپس نہ انکار کیا کہ جسکی وجہ سے رسول خدا نے اپنے پاس سے تم کو اور ٹھادیا تھا کہ اسو اسطعمہ اوس حکم پر راضی نہ ہوئے خلیفہ اس بات سے پسینے پسینے فرزندگی سے ہو گیا اور کچھ جواب نہ سکے عمر نے مونہ نہ بنا کر غصہ سے کہا کہ اے مرد سرکش تو بہت مصطفیٰ سے نہیں ہو جو اجماع سے انکار رکھتا ہو سعد نے کہا کہ میں ات سے ہوں اسی وجہ سے سوائے قول رسول کے اور کیا کیا کہنے پر عمل نہیں کرتا ہوں اس گفتگو میں نوبت تکرار کی یہاں تک پہنچی کہ دونوں کی حدائیں بلند ہوئیں اور گفتگو بہت ہوئی بعد اسکے عمر نے کہا کہ تم جانے نہ پتاؤ گے جب تک بیعت نہ کرو گے اور میں تو میں تلوار انہی تمہارے خونین ڈبوں کا اسپرینگر سو رہا ہوں کہا کہ بیعت سے تو حاضر ہوں لہذا سبط سے حاضر ہوں عمر جب غصہ سے ڈرا لگا لگا تو سونے قبضہ پر ہاتھ رکھا جب لو بہت بہرہ ان ایک پہنچی تو رفیق عمر کے تابع ہوئے

اور سعد کی طرف انصار اکٹھے ہو کر ابو بکر سامان جنگ کو دیکھ کر راکہ بیعت میں داخل
 ہونے خوش آمد سے سعد کہنے لگا کہ اسے سردار مسلمانوں کے کوئی آپ سے مقابلہ
 نہیں کرتا آپ اپنے مکان کو تشریف لیجائے سعد نے کہا کہ میں (مواسطے پہنچے ہی
 غلہ کیا تھا مگر عمر یہ چاہتا تھا کہ اپنے غصہ سے ڈرے آج جسے سر سے پہلوان
 بنا ہوا یہ بیکر سعد سے اپنے مکان کو گئے اور پھر کبھی نہیں آئے اور اون لوگوں
 نے بھی بے جنگ سے جانا انکا غنیمت جانا مادہ کرنا عمر کا ابو بکر کو واسطے
 بیعت لینے علی ابن ابی طالب سے اور لکھنا ابو بکر کا اوس جناب
 کو اس باب میں رقعہ اور جواب لکھنا اسیر المؤمنین کا
 راوی کہتا ہو کہ جب دو چار روز گزرے تو ایک روز عمر اس فکر میں وقت تنہا
 ابو بکر کے گیا اور خلوت میں کہا کہ جو کچھ ہو کر اور اضطراب تھا وہ تو طالع کی یاری
 سے دور ہوا اور اس کام میں کئی ایک سبب تھے اول یہ کہ عرب سراسر علی کو کار
 دین میں بہت سخت جانتے ہیں اور طبیعتیں طرف نرمی کے مائل ہوتی ہیں دوسرا
 یہ کہ بزرگان قبائل اکثر انکے ہاتھ سے قتل ہوئے اس سبب سینہ اونکا
 کینہ سے بھرے ہوئے ہیں تیسرے یہ کہ جناب رسالت مآب فوق دیتے تھے اور
 اصحاب کے اور ہمیشہ فرماتے تھے کہ بعد میرے علی تمہارا امام اور امیر ہی ماضی
 بیعت غدیر کے کوئی انکے ساتھ نہ مگر چند آدمی اور ہمارے ساتھ جماعت
 کثیر ہو گئی اور کام درست ہوا لیکن اس وقت پابندار ہو گا کہ ابوتراب سب بیعت
 یومینہ جو سعد اس قدر شور و شر یہ آمادہ تھا یہی وجہ تھی کہ ہم علی کے ساتھ
 ہیں اصبر سے چند شخص نسل سلمان و ابوذر و عمار و مقداد و جابر وغیرہ ہمارے

ساتھ ہرگز بیعت نہ کریں گے اور اگر تھوڑے روز کی مہلت پانہنگے تو دلوں میں لوگوں کی
 حدیث غدیر کو یاد دلاؤ گے اور خدا اور رسول سے ڈراؤ گے اور لوگ ہم سے مثل
 سعد عبادہ کے پھر جاؤ گے اور سوقت ہم سے سوائے کف انوس ملنے کے
 اور کیا ہو سکے گا اور علی کو صبح کو بلا کر بیعت لینا چاہئے ابو بکر نے کہا کہ بات تیری
 اور قدیر درست ہے مگر علی کو مثل اور دن کے نجان اور حقیقت میں حقدار اس کا علی بن ابی
 اور دیگر حکومت کرنا اسباب میں ایسا نہیں ہے ابو بکر نے کہا کہ پہلے اؤ کہو کہ
 دیکھو کیا جواب دیتے ہیں عمر نے اس بات کو پسند کیا اور خلیفہ بنے اور سرحد
 بعد القاب کے یہ لکھا کہ اے ابو الحسن ابیکے کام میں اور جو جی ہوگی کہ چاہے
 بڑے سب اصحاب سے بعد رسول خدا کے اس کے جاری کرنے احکام دین سے
 اور نگاہ رکھنے حد و حد کے اور اس کے صحیح کرنے شکر کے اور جو کچھ کہ متعلقہ
 دین سے ہو اصحابوں نے اختیار دیا ہے اگر اب بھی ازراہ کرم کے
 اور جمعیت کے راضی ہیں اور بیعت کیجئے تو اس کام کو قوت ہو جاوے
 اور نہیں تو مجھ کو مواں کہنے کے مینے حجت تمام کی یہ کہ کہ جناب امیر علیہ السلام
 کو بھیجا جب حضرت سے اوسکو بڑا توجہ اب اوس وقت تحریر فرمایا کہ تو اگر اپنے
 تین مسلمان جانتا ہو تو نے کس واسطے سرکشی حکم رسول سے کی کہ حکم نبی کا
 حکم خدا کا ہو اور اب بیعت مجھ سے جانتا ہو اگر مین انکار کر دین تو تو مجھ کو حکومت
 دکھاویگا اور تو نے مین سنا ہو رسول خدا سے میرے بارے میں فرمائے تھے
 کہ علی کا دین مین نہیں ڈرتا ہو ملامت کرنے والوں سے استسکارا اور نہ ان
 اور دوسرے باب مین میری رضا مندی چاہتا ہو مین نہ راضی تھا نہ ہوں

اور نہ ہو گا یہ جواب کہ ہر کچھ جابجا جب خلیفہ نے پڑھا تو جملہ کباب ہو گیا اور عمر کو اپنے پاس بلایا اور تحریر کو سنایا جب عمر اس مضمون سے آگاہ ہوا تو کہا کہ اسے نامور حکمران بالو نہ کہ نظر کرنے کے جب اونپر زور ہو گا تو سر جھک جائیگا ابو بکر نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے اور ایسا ہی کرنا چاہئے مینے انعام حجت پہلے اسیدو اسطے کی ہر کل صبح کو من انکو کہہ دیا وہ فک تو سب کو جو کہ علی سے منحرف ہیں او نکو جمع کر کہ ابو الحسن سے حجت لینا اسان نہیں ہے یہ آپس میں صلاح کے تود عمر واسطے اس کام کے را نکو سیکے سب حاضر ہوں را دی کتا ہو کہ جب صبح کو آفتاب نکلا اور خلیفہ مسجد میں بیٹھا اور یہ یومین وہ پیش دست آکر بیٹھا اور سب لوگ سلج ہو کر تعین لئے ہوئے خلقہ

کو دھکے پہنچے اس جمعیت سے غرور اوزکا دوجہ ہو گیا طلب کرنا عمر کا بعد جمعیت انکے علی مرتضیٰ کو اور آنا اس جناب کا اور یو نہ چھنا ابو بکر سے بلاتے کی وجہ کو کہ کسو واسطے بلایا ہو عمر نے اون نمیشنون

میں سے ایک کو کہا کہ تم جاؤ علی کے مکان پر اور علی کو آواز بلند دروازہ سے پکارنا اعد کہنا کہ نکو جانشین بنی بلاتا ہو اگر وہ آنے من عذر کریں تو جسطر سے آویں او اس طر سے اپنے ہمراہ لانا جب وہ اوس طرف کو گیا تو عمر نے سب حاضرین سے کہا کہ اگر علی آویں تو کوئی تعظیم کو او نکو نہ اوٹھنا فرستادہ جب دولت سرا اسیر کف پر پہنچا تو سلام یا آواز بلند کیا علی نے جواب سلام دیا او سننے خلیفہ کا پیام ہو گیا یا امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ مینے عہد کیا ہو کہ جب تک کتاب خدا کو جمع نہ کروں گا تب تک مکان سے باہر نہ آؤں گا اور روانہ اوڑھونگا پھر پیام برنے عمر من کیا کہ اسے حضرت اب اور طر حکامند دست ہو جماؤ سے

عز و اہل حسد کا بڑھ گیا ہو اگر آپ مکان سے باہر تشریف نہ لایا گیا تو برائی کرینگے
 اہل جفا میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں یہ سنکر شہیدانہ فرمایا کہ علی کو کیا
 سمجھے ہیں کہ جو مجمع سے ڈراتے ہیں اب میں سے ردا جلتا ہوں یہ فرما کر باہر
 تشریف لائے اور روانہ ہوئے جب اس مجمع میں پہنچے تو بزرگ قوم نے
 سلام کیا اور سب واسطے تعظیم کے اودھ کھڑے ہوئے نصیحت عمر کی بھول
 گئی اور خلیفہ شہید ہو کر خوش آمد کرنے لگا اور ہاتھ پکڑ کر دست پوسی کی اور
 مسند رسول پر بٹھایا اور عمر اس کے پاس ترش روئی سے آیا اور حضرت کو ادب
 سے سلام کر کے ایک طرف کو خاموش بیٹھا اور سب بادب جب بیٹھے تھے
 اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ سے پوچھا کہ میرے بلانے کا کیا
 سبب ہو ابو بکر نے ادب سے عرض کی کہ اے عالم دین بعد رسول
 مقبول کے جانشین واسطے نگہبانی ملک اور شکوہ دین کے ایک شخص ضرور ہو
 اور اہل ملت نے خاص و عام سے مجمع کر کے میرے تین اس کام میں درود
 افضل جا کر مقرر کیا ہو اسی باعث سے تکلیف دی ہو کہ محض یہ آپ کے بعضی
 ہو جاوین تاکہ میں اپنی حقیقت کو پہنچوں حضرت نے جواب میں فرمایا کہ
 امام کا ہونا کچھ واجب نہیں ہو اور سلمان کچھ کاروبار میں مجبور نہیں ہیں
 احکام سے سب واقف ہیں عمل اپنے رائے کے موافق کرتے ہیں جیسا سمجھتے
 نے یہ جواب سنا تو ایک زبان ہو کر کہا کہ اسے واقف از ایزد غفار اب سے
 بعید ہو یہ گفتار سننے رسول خدا سے یہ بات بر ملا سنی ہو کہ جو کوئی امام زمان
 کو نہ جانے گا وہ جاہل جہان سے گذر لے گا اور خدا کے نزدیک کچھ آبرو و اوکلی نہ ہوگی

اور فرمانے سے رسول کے ہونا امام کا واجبات سے ہو جواب دینا وصی
رسول کا پیروان ہوا وہوس کو اور الزام دینا اول کے مغرور و تکبر
اور سوقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم یہ بات جانتے ہو کہ امام کا ہونا واجب
سے ہو پھر کس واسطے رسول خدا نے ترک کیا اور اگر ترک واجب کا نبی سے ہوا تو
مواخذہ دار خدا کے ہوے ایک نادان نے یہ جواب دیا کہ وہ حضرت واقف
تھے کہ ہم اپنے تئیں بے امام نہ رکھیں گے اس واسطے اس کام میں اہتمام نہ کیا
اور سوقت وصی نبی نے کہا کہ اے بے عقل بات کو سمجھ کر کہو جب امام کا تہ
نزدیک خدا کے ایسا ہو کہ جو اہل اسلام سے امام کو بنانے کا وہ جاہل مر لگا اور
مثل کافر کے جہنم میں جاو لگا جب اس طرح سے بزرگی خدا اور رسول نے دی اور او کو
خلق اپنے طور پر کرے تو اس کو یہ مرتبہ ہو سکتا ہو اور وہ خالق کے نزدیک معتبر
ہو سکتا ہو اور جیسا کہ فیہ سب سے افضل ہوتا ہو اور اس طرح سے امام بھی سب سے
افضل ہوتا ہو اور اعدائے دین سے مثل نصرانی و مجوس وغیرہ سے جو حجت
میں غالب آوے اور اس سے جو کچھ کہہ پوچھنے والے آسمان و زمین
اور گذشتہ و آئندہ جس شکل سے سوال کریں اور سنت فرض و حلال حرام
اور حدود الہی سے تمام از روے یقین نیک جواب دیوے اور واقف کتاب
الہی سے ہو اور حق و باطل جدا کر سکے یہ بے فضل خدا کسی سے نہیں ہو سکتا ہو
اور واسطے ان باتوں کے امام ہونا ہو نہ کہ واسطے بادشاہی اور جب جاہ کے
اور ایسا امام سوائے خدا کے کوئی معین نہیں کر سکتا اور ایسے امام کو جو کوئی
کہہ نہ پائے اور نہ بھیجے گا اور مرے گا تو جہنم میں جاو لگا جب یہ جواب دینے

تو شرمندگی سے سر جھکا لیا اور سب سرنگون ہو گئے ابو بکر نے کہا کہ اے ابو تراب کسی مجال پر ایک جواب
دے سکے لیکن صحابہ سب چوتے اور بڑے مجھ سے بڑے کر نیکیوراشی ہو
میں آپ بھی راضی ہو جئے حضرت نے فرمایا کہ حال صحابہ کا حسب طرہ کیفیت
میں بیچھ کر بیعت ہوئی ہی سب جھکو معلوم ہی اور جیسا کہ تھے انصار کے مجھ سے
کی کہ ہم تھے اولے امین اس طرح سے میں تم سے سب اولے ہوں کہ رسوا خیر
نے جھکو لمحک لمحی فرمایا ابو بکر نے کہا کہ امی ابو الحسن آپ کے عزیز اور بزرگی میں
کسی طرہ کفار فریق نہیں ہو سکتا اگر رسول خدا یہ بھی تو فرمایا تھا کہ بیعت گراہ نہیں ہو سکتی ہر امت
نے مجھ سے بیعت کی ہی آپ بھی بیعت لیجئے اور مہکور خج نہ دیکھ حضرت نے
فرمایا کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی شاید ایسا بھی فرمایا ہو تو ساری امت سے
مراد اکثر گمراہ ہوں سے ہی اور اگر ساری امت ایسا کرتی تو حق چھپ جاتا ہوتا
کو تھے حکم سمجھ کر پر ملا خلافت کیا اور اجماع کو کب کہا تھا بلکہ کل امر مثل مسواک
و گنگلی کرنے کے سنت ہی اوپر امت کے نہیں رکھا خود احکام جاری کئے اور
اتنا بڑا امر اجماع امت کا اسکو بیان نفرمایا یہ موقوف اور پرتما سے رکھا
اسی سے دعوے تمہارا باطل ہوتا ہی اور دوسرے یہ کہ اگر اجماع امت
مقبول ہوتا تو میں کیا امت میں نہ بتا ابو بکر بے اختیار ہو کر بول اڑھا کہ آپ
سب سے زیادہ فضل و شرف میں امتیاز رکھتے ہیں حضرت نے کہا کہ سلمان
و مقداد وغیرہ قریب تیس آدمی کے یہ بھی امت سے کیا نہ تھی ابو بکر نے کہا
کہ یہ سب بزرگ ہیں حضرت نے فرمایا کہ کب تمہارا جماعت میں ابو بکر
شرمندگی سے چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا پھر شیر خوار لے لے لے لے لے

زیادہ قوی دلیل یہ ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ امت کے میرے تہتر فرقہ نہو گئے
اونین سے ایک ناہی ہو اور باقی ناری ہین اور یہ تفرقہ بسبب خدا جہاد کے ہو
نہ از روئے اعتقاد کے اور زیادتی مگر اسون کی بھتا د و فرقون باطل سے ظاہر ہو
تم انصاف سے ان دونو حدیثون کو تلاؤ کہ تمام امت گمراہ نہوگی یعنی ایک فرقہ

نجات پانے والا رہیگا ایک بات کہنا عمر کا امیر المؤمنین سے اور
جواب دینا اولکاسا تھ دلیل برائین کے عمر نے کہا کہ بسن دین تو

ابا دھ گیا اور حق پرستی عہد نبی سے آج تک واضح ہوئے جناب امیر علیہ السلام
نے فی الفور جواب دیا کہ رسول خدا کے وقت میں میں لفاق کہاں تھا اور قرآن میں
خدا نے خبر دی ہو عذاب منافق کی کافر سے زیادہ اور عبد نبی میں دون میں لفاق
رکھتے تھے مگر قدرت ظاہر کرنے کی نہ تھی اب میدان خالی پا کر عناد باطنی کو ظاہر کیا
دوسرے یہ کہ جو فساد آج اوٹھا یا ہودہ کتاب الیوم سے کہ وہ دین کی چٹری اور
ہمارے گہر میں نازل ہوا ہو رسول خدا نے بار بار فرمایا اور خم غدیر میں بھی مجھ کو
امیر نمبر کیا اور تمکو گواہ کیا اور کہا کہ میں دو چیز میں تم میں بھاری چھوڑا ہوں
ایک کتاب اللہ اور دوسرے عترت اور یہ دونوں آپس میں جدا نہونگے اور جو
کوئی ان دونوں کو دست رکھے گا اسکو آب کوثر سے سیلاب کروں گا اور
بہشت میں پہنچاؤں گا اور جو کوئی ایک کا بھی انکار کر لگا وہ بدتر شترکین سے
ہوگا اور حدیث سفینہ دلیل تیسری ہے کہ جو کوئی امت میں سے ہم باہلیت کو نہ منسکھا
اگر لاکھوں کا اجماع ہو اونین اور دو چار ہمارے ساتھ ہوں تو بھی وہ اجماع
صحیح نہوگا تیسری آیہ صالح المؤمنین کا خبر دیتا ہے کہ ایک تن امت میں سے ہو

کثرت کے اور بر گمان فاسد بن جائے پروردگار نے قرآن میں آشکارا قریب سو جگہ
 کی مذمت کثرت کی اور مدح قلت کی کی ہو اور رسول خدا سے مکرر آیتیں میری خلافت
 کی سینے اور بچہ خلافت کو بہ جبر لیا اور غلبہ اجماع کا ٹھپسایا اور دین خدا کو نقصان کر کے
 بنا ظلم کی ڈالے اور عوام کی اجماع پر امیر اور امام بنایا اور حدیث رسول کی جسطرح
 چاہتے ہو دلیل اپنے واسطے لاتے ہو اسطرح سے اس امت کے تہتر فرقہ ہو سکے کہ ہر ایک
 اپنے عقل کے موافق راہ چلا اور خدا سے مجید نے واسطے خلافت کے آل نبی
 کو تفر کیا اور علم لینی عنایت کیا کہ ہم اور ونسے ممتاز ہوں اور جو کوئی سوال کرے تو ہم
 عاجز نہ ہوں اور تم نے خلافت کو اپنے طور پر سمجھ کے مگر اسی دین میں ڈالی اس سے
 پہلے اجتناب کیا اور اور اصحاب خاص نے مثل سلیمان ابو ذر اور عمار کے تمہارے
 طریقہ کو ناحق مبالغہ کار کیا پس تو دو چیز میں واسطے اس بات ذات خدا و رسول کے
 کافی ہیں جو کہ خدا تمہارے کردار سے آگاہ تھا اسوجہ سے خبر دیتا ہو قرآن میں کہ جب
 رسول خدا جہان سے گزرنیکے تو نتیجے انکے امت میں انقلاب واقع ہو گا اگر
 یہ اجماع درست ہوتا تو ایسا ارشاد نہوتا گفتگو کرنا ابو عبیدہ جراح
 اور بشر کے ساتھ علی علیہ السلام کے اور جواب دینا
 اوس جب کا اور آزر دہ ہونا عجم کا اور جاپنا بیعت کا
 اور غضب میں آنا شیر خدا کا اور گھر کنا عجم کو اور غدر
 کرنا اوس کا راوی کہتا ہو کہ ابو عبیدہ نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا
 کہ اے شرفِ مسلمین! میں کچھ فرق نہیں ہو کہ آپ شجاعت میں اور حسبِ نسب
 میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں مگر ابو بکر بھی قریش سے ہو اور سب سے پہلے ایمان

آیا ہوا اس سبب سے لوگوں نے اجماع کر کے بیعت اوس سے کی ہو اگر آپ بھی
 انکار کیجئے تو لایق وزیر ہوا بعد اسکے کہ سر سے کہا کہ اے علی مرتضیٰ واسطے خلافت
 سے آپ اول تھے لیکن آپ تو نظر سے غائب ہو گئے اور اوس مجمع میں نہ آئے
 اور نہ کوئی بات اقرار اور انکار کی کی کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ خود یہ بات منقولہ
 نہ تھی یہ واسطے نگہبانی آمین حفظ و تحریک سے اضطراب نہ بیعت کی وجہ سے کی اولاً
 کہ رسول خدا و اماد اونس کے تھے دوسرے یہ کہ اسلام میں سلین سبقت رکھتا ہو تب
 یہ کہ بار غار نبی کا چوتھے یہ کہ قریش سے تھی اور حسب نسب میں نبی سے ملتا ہوا ان وجہوں
 اصحاب دین نے اول سے بیعت کی ہو یہ سنکر جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا
 کہ پہلے جو یہ کہا تو نے کہ خلیفہ ہونا ضرور ہو رسول خدا نے اس بات کو انجام نہیں چھوڑا
 کہ جبکہ رسول خدا نے غم غریب میں ابھی زمانہ نین تینے کا نہیں ہوا کہ وصی اور امام
 بنایا تھا اور تم رسول خدا کے دفن و کفن میں شریک نہ ہوے اور ایک صحبت
 مقرر کر کے اور فرصت پا کر یہ بات قرار دے دوئی اور شرم خدا و رسول سے نہیں
 کرتے اور ایسے کام ایسا سہل سمجھے اگر رسول خدا کسی اور کو مقرر کرنے تو قسم ہو
 خدا و رسول خدا کی کہ میں ایک سرواؤسکی اطاعت میں فرق نہ کرنا اور ایسا عذر کر د
 کر روز انتقام جواب دے سکویہ سنکر حجاج نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا اور
 اور لوگ بھی چپ ہو گئے وزیر خلیفہ نے جب یہ دیکھا کہ اصحاب جواب حضرت کو
 نہ دے سکے تب اس وقت یہ چلا کر بولا کہ اے علی مرتضیٰ جب تک جو بھٹکر لوگ
 ہرگز جانے نہ پاؤ گے جس وقت جناب امیر علیہ السلام نے یہ بات عمر سے سنی تو غصہ
 سے طرف اوسکے دیکھ کر فرمایا کہ خاموش ہو اور جیسا اور نگہبانی اپنی سر کے کر لیت

سنکر عمر کے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور بدحواس ہو کر غدر کرنے لگا اور سب کے موافق
 ہونگے خلیفہ یہ دیکھ کر حضرت سے عذر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسے شیر خدا کی طاقت
 ہو کہ اب پر جبر کر سکے اگر آپ کی خوشی ہو تو بیعت کیجئے ورنہ اپنے دولت سرور کو شریف
 لیجائے بس حضرت غضب ناک فوراً اس صحبت سے اٹھ کر دولت سرور کو
 شریف لیگے بعد جانے آپ کے آپس میں کوئی تو کہتا تھا کہ بیشک حق علی کا ہو اور کوئی
 کہتا تھا کہ ہنسے بسبب اجماع کے بیعت ابو بکر سے کی ہو یہ باتیں جو عمر نے سینہ میں
 اسکے اضطراب پیدا ہوا اور فکر کرنے لگا کہ لوگوں سے وعدہ وعید کر کے کیسے
 بیعت لینا چاہئے جب کہ علی تنہا رہ جاؤنگے تو میں کہوں گا کہ ہمارے مدعی ہیں
 خلوت کرنا عمر کا ساتھ ابو بکر کے واسطے بیعت لینے شیر خدا
 سے اور بلانا مسلمان اور ابوذر کا مصلحت سے عمر کی اور بیعت
 چاہنا رادھی کہتا ہو کہ اس فکر میں عمر یاس ابو بکر کے گیا اور خلوت میں کہا بیعت
 لینے میں علی کے فکر سے میرا آرام و خواب جاتا رہا ہو اور دیکھتا تھے کہ کل کس طرح
 گفتگو علی نے کی کہ سب نے سر جھکا لئے اور خاموش ہو گئے اور اگر چند نے
 یوہین گزاری کا تو بیعت اول نبوت جادگی خلیفہ نے کہا کہ اے مہربان اسپین
 چارہ کیا ہو عمر نے کہا کہ میں نے بڑی فکر سے ایک بات پیدا کی ہو کہ مسلمان ہو ابوذر
 اصحاب خاص خیر البشر کے ہیں اور وہ علی مرتضیٰ کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں
 یہی باعث اختلاف ہو جب اول چند اویسویسے ہم بیعت لے لیوینگے تو ابو الحسن
 تنہا رہ جاؤنگے اگر بیعت کرینگے تو بہتر نہ ہم کہیں گے کہ یہ مدعی ہمارے ہیں
 خلیفہ نے یہ راسے پسند کی عمر نے کہا کہ اب اسپین تاخیر کرنا چاہئے بس خلیفہ

فوراً ایک آدمی کو واسطے بلائے سلمان و ابوذر کے پیچھا اور دوسرے روز وہ
 شخص اونکو اپنے ہمراہ لیکر آیا جب اونھوں جتنے نبی کی حکمت خالی دیکھی تو زار زار
 رونے لگے اور ساتھ ملال کے اوس قوم کو سلام کیا اوس وقت بھون نے اونکی
 تعظیم کی اور خلیفہ بنے بڑی تکریم سے اپنے پاس بٹھا یا اور بعد گفتگو بسیار کے
 بیعت طلب کی سپر سلمان نے کہا کہ میں نے خود اس روز کا خیر البشر سے سوال کیا تھا
 مجھکو اس سے معاف رکھ میں نبی کے فرمانے سے اخراج نہ کروں گا عمر نے کہا کہ
 کہ اوس سوال و جواب کو بیان کرو تا کہ یہ قوم بھی اوس سے آگاہ ہو سلمان نے
 کہا کہ میں نے ایک روز نبی سے پوچھا کہ جب آپ دنیا میں نہو گے تو ہم پیروی کیسکی کریں گے
 تو اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے علی تمہارا پیشوا ہو پھر میں نے
 احتیاط پوچھا تھا کہ روز حشر میں ایک طرف علی ہوں گے اور ایک طرف ہوں گے
 ہم کس طرف جاویں حضرت نے کہا تھا کہ علی علیہ السلام ہر عاملین اوے میں من مکم
 سالار دین سے ہرگز سر بھی میرا جدا کرو گے تو نہ بھروں گا عمر نے کہا کہ اے
 باری سبحانہ کو بھی تو سمجھ کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ سب بہت گمراہ نبوی سلمان نے
 کہا کہ اس بات کا جواب تو تو سعد و علی سے سن چکا ہو یہ سن کر حضار مجلس سب کہنے لگے
 کہ خلیفہ ہونے سے مطلب اجرائے دین سے ہو خواہ بجائے علی کے ابو بکر ہو
 سلمان نے کہا کہ اے تابعان رسول حکم خدا سے سید کائنات نے حج و صوم
 و صلوٰۃ زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اگر وہ وقت پر نہ ہوں اور او میں تبدیل کر دو اس پر عمر نے
 کہا کہ یہ جواب خلاف ہو کیا ان صوم و صلوٰۃ کہ وہ اجبات سے ہیں اون احکام میں
 خلاف نہیں ہو سکتا ہے لیکن خلافت میں درست ہو کس واسطے کہ جو خلقت رجوع

کرے اس بات پر سلمان نہیں اور کہا کہ اے عقلمند خود انکشاف کر کہ جب خدا وہی
کو کوئی شخص نیک و بد نہ جانتا ہو تو ضرور ہو کہ جانشین نبی مثل ازلت بنی کے مبرا ہو
و خطا سے ہوتا پیشوا ہو سکتا ہو اور عالم سب ملتوں کا ہو کہ جو سوال کرے اس کو
جواب دے سکے اور خداوند عالم نے خبر دی ہو کہ دین محمد تمام عالم کو گھیر لیا گیا اور ان
اور کیا تو ان اور کیا روم و چین و خطا تمام عالم میں دین و آئین اور انکا تہذیب و تمدن اور انکا
اور ابتدا سے خلقت سے یہی انتظام خالق عالم نے کیا ہو کہ ہر ایک ملک
میں بادشاہ جدا جدا ہوتے ہیں تاکہ خلافت محفوظ رہے اور جو سب بادشاہ مسلمان
ہوتے تو غرور و ریاست سے ہر ایک اپنے تئیں امام کہتا اور بعد خدا و رسول کے
یہ طریقہ دنیا میں عام ہو جاتا تو ایک ایک مائتہ میں سو سو امام ہوتے اور سب
گمراہ ہوتے اس واسطے پروردگار جہان نے کہ وہ آگاہ آشکارا اور نہایت ہی
ایک خاندان میں امامت عطا کی کہ وہ آل رسول ہیں اور ان میں سے بھی بارہ تن
جن لئے ہیں سو گیارہ اوٹھیں سے اپنے زمانہ میں خلق کی رہبری کریں گے اور
زندگانی و موت اور انکی مثل ابلیس کے ہو گئی لیکن خاتم آل عبا قائم رہیگا اور
نظر دے پوشیدہ اور دور اور انکا قیامت تک پونچھے گا اور قریب قیامت کے
ظہور ہوگا اور جہان کو وہ پاک کردیونگے کفر اور عناد سے جو کچھ کہ میں نے
کہا ہو اسکے سب خبر خدا نے اپنے پیغمبروں کو دی ہو اور اس وقت ان کے ہلکے
مکرم و زیادہ خیر پونچائی ہو تاکہ ناحق آدمی ملت نہوں اور ساتھ انکے صدق و
یقین لائیں تاکہ دنیا سے ایمان جائیں اور یہ امام عالی مقام برحق ہیں اور انکے
انکا عذاب کیا جائیگا پھر ابو بکر سے کہا کہ مجھ سے سن اور غور و تامل کر اور غم غم

کو فراموش نہ کرو اور اپنے تین امیر دنیا پر کار جہالت وغرور حسد سے ہو کہ عالم کو
جنہم میں ڈالے گا جب سلمان نے یہ کہا تو ابو بکر سن کر چپ ہو رہا اور عمر نے غصہ
سے کہا کہ جتنے تجھ کو واسطے بیعت کر سکے بلا یا ہو یا واسطے نہ بیعت دوا عطا کر سکے
غصہ کرنا عمر کا سلمان پر اور جواب سننا ساتھ دلیل و برہان کے

اور اجماع قول نبی سے نہیں سننا ہو تو تے کہ اسکو نہ مان کرنا ہو سلمان نے کہا
کہ اے خود پسند اجماع ادس باتیں کہ جس میں کوئی دلیل نہ ہو اور جس باب میں کہ حکم
خدا ہو چکا ہو اس کے برعکس کرنا کفر ہو اور ایسی بات کو میں کہتا ہوں کہ رسول
خدا نے خم غدیر میں چمکوا گاہ کیا تھا اور جان تو کہ ایسا امام ہمارے واسطے حجت
ہو روز قیامت کے تو خود غور کر کہ جب روز جزا ہمارے تین واسطے حساب کے
لاونگے اور خداوند عالم پوچھے گا کہ ان اماموں کو کسے حکم سے کیا ہو تو ہم کہیں گے
کہ جبکو عمر نے خلیفہ کیا تھا اور خداوند عالم فرمایا کہ اے کافرون جبکو رسول نے
میرے حکم سے امام اور امیر کیا تھا اور بیعت تم سے لی تھی اس ایک بارگی سب نے
ہاتھ اٹھا لیا عمر کو کیا دخل تھا امور دین میں رہی کی بندہ مثل تمہارے تھا
کیون اس کے کہنے پر عمل کیا عمر اس بات کا جواب نہ دے رہا کہنے لگا کہ
اجماع امت سے باہر ہونا چاہئے سلمان نے کہا کہ اوس بات کو نہ ارادہ
تو کہے گا تو کیا ہو گا میں جواب اسکا پہلے دیکھتا ہوں عمر نے اس بات پر چھٹکا
اور فکر کرنے لگا سلمان اور طرف کو دیکھ رہے تھے کہ ایک بارگی اسے اٹھ کر
سلمان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کینچ کر ابو بکر کے ہاتھ پر بکھدایا اور غل جمانے لگا
اگر دن کش سرداں فارس نے بیعت کی مبارک ہو سلمان اس پر ہنسنے لگا کہ اگر یہی

طریقہ بیعت کا ہو تو خبر لیں یہ کہ اگر ابو ذر کے ساتھ اپنے مکان کی چلے گئے اور عمر
 خزنون و اندوہ ناک ہوا کہ یہ فکر بھی خالی لگتی راوی کہتا ہو کہ جب یہ کوشش بھی نہ کام
 ہوئی تو عمر کو بہت اضطراب ہوا کہ علی فوق رکھتے ہیں مہرباب میں اگر چہ پیرواؤنگے
 کم ہیں مگر اپنی بات پر قائم اور مضبوط ہیں اور گفتگو میں بند کر دیتے ہیں ان کو
 کرنا عمر کا ابو بکر کو واسطے لینے فدک کے جناب سیدہ سے
 اور منع کرنا ابو بکر کا خمس کو آل رسول پر عمر نے ابو بکر سے کہا
 کہ اب اور طرہ سے فکر کرنا چاہئے اور منع بھی اور طرہ سے کرنا چاہئے باغ فدک
 کو زہرا سے چھین لینا چاہئے اس تدبیر سے کہ بعد رسول خدا کے یہ مال
 مسلمانوں کا ہو مگر تو صرف اسکا بچا ہے یہ تجویز کر کے خلیفہ کے پاس گیا اور
 اور خلوت میں سب حال کہا اسپر ابو بکر نے کہا کہ اولاً در رسول سے اسکو پیڑنا
 بچا ہے اس سبب سے کہ خود رسول خدا نے اونکو دیا ہو عمر نے کہا کہ میں دوست
 تیرا ہوں یقین جان کہ بیعت ابو تراب خوشے سے نکرینگے جو میں کہتا ہوں اس
 سے غافل نہوا سبب چندانہ ہیں اول یہ کہ علی بے معاش ہو جائینگے اور
 قوت ٹوٹ جاوے گی دوسرے یہ کہ سلمان ہمسے خوش ہونگے اور ہمالہ ی
 اطاعت کرنیگے تیسرے یہ کہ دعوے نیاید اسوگا پہلا دعوے بیکار ہو جائیگا
 خلیفہ نے جو یہ فائدے سنے تو اسے اسکی پسند کی اور رحم اور انصاف کو
 ہاتھ سے دیا لیکن عاجز کرنا سب طرہ سے چاہئے اگر خمس کو بھی ہم بند کریں
 تو اود زیادہ کام درست ہو گا فاروق نے یہ سنکر آفرین کی اور ہاتھ جوئے
 ابو بکر کے او سو قوت کہا کہ پہلے کیونکر اسکا کام کو شروع کریں عمر نے کہا

کہ میں ایک عامل پوشیدہ واسطے معذولی عامل فاطمہ کے فرمان لکھ کر کہ باغ فدک حق
 مسلمانوں کا اسوجہ سے اہل دین روا نہیں رکھتے ہیں کہ غیر کو اس میں دخل ہو اس واسطے
 عامل فلان کو بھیجا ہوا اور اختیار فدک کا دیا ہوا اس سوز میں کہ لوگوں کو چاہئے
 کہ عامل اہل دین کی مدد کریں اور عامل کسبہ کو نکال دین کہ دو عامل نہیں رہ سکتے ہیں
 اور میں ایسا عامل تجویز کروں گا کہ جو جان سے دشمن علی کا ہوا اور سیدہ جب دعویٰ
 کر نیگے تو میں اوندکو بھی جواب معقول دوں گا خلیفہ نے یہ سن کر اوسکا موٹھ چوم لیا
 اور تہنیر کرنے لگے عامل بھیجنا ابو بکر و عمر کا فدک میں اور اوٹھا دینا
 عامل سیدہ کو اور جاتا جناب سیدہ کا پاس ابو بکر کے واسطے
 اثبات حقیقت کے باحیازت تہاہ اولیا کے سیح ہو کر بعد
 رسول خدا کے آل عبا نے یہ جھٹلن واسطے دین کے کاغذوں سے بلکہ مسلمین
 سے اوٹھا لیں میں بیان کرنا اوسکا ضرور ہوا واسطے آگاہ کرنے فاطمہ کے اس
 حکایت کو بے کم و زیادہ راوی اسطر سے بیان کرتا ہوں کہ اون خیر خواہان خیر البشر
 نے اس عامل کو بھیجا کہ جو دشمن آل نبی کا تھا اور اسنے چند ظلم ایسے کئے کہ بیان
 سے اوسکے زبان چلتے ہیں جب وہ نابکار پلید باغ فدک میں مانند آفت مرص
 تند و تیز کے پہونچا اور عامل فاطمہ کے ساتھ بہت سے عناد کیلئے یہاں تک کہ جو
 حاصلات باغ وغیرہ سے موجود تھا وہ سب اس مرد و نڈار سے چھین کر
 بحال نباہ نکال لیا وہ روتا ہوا دروازہ فاطمہ پر دیا خواہ آیا اور یہ سب حال بیان کیا
 جب اہلبیت نے سنا تو نہایت رنج کیا اور خیر خدا سے پوچھا کہ اب آپ کیا فرمائیں
 میں ان غاصبوں سے حق اپنا طلب کروں یا صبر کروں ولی خدا نے کہا کہ

اے نور چشم سالار دین اخیر کو تو صبر سے کام ہو گا لیکن دعوے اپنا ظاہر کر دنا کہ اس ظلم سے است آگاہ ہو جائے اور قیامت تک یہ بات مشہور رہی گی بس جناب سیدہ نے اجازت پا کر آپ کو چادر پہنی کیا اور طرف دیوان خانہ ابو بکر کے تشریف لے چلین ثابت کرنا جناب سیدہ کا حق اپنے کو بموجب پوششہ ہمہ سید انبیاء کے اور گو اسی دینا سید اولیا اور حسنین و ائمہ اہل بیت علیہ السلام کا اور قبول نہ کرنا ابو بکر کا سند کو راوی اس خبر کا لکھتا ہو کہ جب جناب سیدہ چادر پہنایاں ولا حولی گویاں بھیجیں تو او سوقت ابو بکر مسجد میں ساتھ چند آدمیوں کے عمر سے باقیں کرتا تھا ابو بکر نے برابر اپنے بیٹھایا اور اس حال حستہ کو دیکھ کر حق شناسوں کے دل شکستہ ہوئے پس بیٹی نے رسول کی خلیفہ سے خطاب کیا کہ اے بیٹے بوجہ حق کے جھکواند اپنی جاننا ہو تو نے میرے باپ سے نہیں سنا سو کہ بارہا میرے حق میں فرمایا ہو کہ فاطمہ بارہ جگر میری ہو جو اسکو اذیت دینا کا اوسنے بلا شک جھکواذیت دی پھر اوس شخص کو سواے جہنم کے اور جگہ کہاں اور جہنم ہی جہنم ہی اور خدا کو اذیت دی ہو ابو بکر تو جنوں نہیں ہی سوچو اور سمجھو کہ اس حکم سے باہر نہیں ہو سکتے اور انصاف کر اور جو بات میں کہتی ہوں اسکو سوچو فکر جھکواذیت دینا ہو اسکو سنے حکم سے رب العالمین کے اور آیت لائے ہیں روح الامیں اور حدین مقرر کر کے ہر کر دی ہو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر یہ سنکر منفعل ہوا اور کہا کہ وہ کاغذ کیا ہوا جو پیچنے دیا تھا جناب سیدہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس موجود ہو بس حضرت دولت سرا کو گھٹیں اور جا کر وہ کاغذ لائیں اور سامنے

ابوبکر کے رکھنا یا امیر و وزیر دونوں نے اسکو بڑھا اسپر عمر نے کہا کہ کاغذ اعتبار
 نہیں رکھتا ہر اس سبب سے کہ گواہان اسپر نہیں ہیں جناب سیدہ نے فرمایا
 کہ کیا حاجت گواہی کی ہو بڑی گواہی میرا قبضہ نبی کے وقت سے اور آج تک
 موجود ہو یہ اعتراف تیرا چھپر نہیں بلکہ رسول خدا پر پہنچتا ہوا و خون نے کیوں
 اپنی مہر کر کے حق مسلمین کو جھکودیا اور تجھ کو کیا ہوا ہو جو آل نبی کا حق چھین
 تا ہو عمر نے اسپر کہا کہ یہ گفتگو کیا ضرور ہو بے گواہوں کے یہ کاغذ منظور
 نہو گا ناچار خیر النساء ہائے واسطے گواہوں کے روانہ ہوئیں تاکہ گواہ بنے
 لیکر ہمراہ آویں علی و امین و حسنین کو اپنے ہمراہ جناب سیدہ لائیں اور انہوں نے
 گواہی دی خلیفہ نے کہا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی درست نہیں ہو اور
 حسنین خود ابھی کم سن تھیں اور دوسرے یہ کہ شرع رسول میں گواہی عزیز و نکی
 درست نہیں ہو جناب سیدہ نے کہا کہ غفلت سے ہوشمیں آ اور آہ تھمیر کو
 تو نے اور سب مسلمانوں نے سنا ہو کہ ہمارے شائین خاص ہو اگر یہ
 قول سچ ہو تو گمان خطا کا کرنا ہماری جانب خطا ہو اور اگر قول خدا سنیں
 جانتا ہو تو جو تیرا جی چاہے سو کر اور تیسرے اے ابوبکر خوب جان کہ بانی
 شرع نے گواہی حرمہ کو بجاے دو گواہ کے قبول کیا حرمہ سے تو علی
 کا مرتبہ بڑھا ہوا ہو کہ انکی ٹانگی کی خبر دی ہو اور نسبت چھوٹھ کی ہماری طرف
 روا نہیں ہو اور چوتھے یہ کہ دو نو فرزند میرے حسنین کہ ہر عیب سے بری
 ہیں تو مثل اپنے کاذب جانتا ہو کہ بعد نبی کے جانشین بن گیا اپنی گریبانین
 سدا ال اور غور کر کہ کیا نسبت یکو رسول سے ہو اگر تو گواہ اور سند قبول نہیں

کہ نالو ہلکو وراثت میں دے کے ہم وارث مصطفیٰ کی ہیں اس ظلم و جفا سے ہاتھ
 اوٹھا ابو بکر نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا ہو اس واسطے کہ انبیاء کا ورثہ نہیں ہوتا ہو
 جناب سیدہ نے کہا کہ جو حکم اوپر خاص و عام کے جاری ہو اس سے بھی انکار ہوا ہو
 آپ تو اپنے باپ کا ورثہ لیرے اور میں اپنے باپ کا ورثہ نبیوں خلیفہ سے کہا کہ میں
 اکثر اس جناب سے سن رہی ہوں کہ یہ فرماتے تھے کہ گروہ انبیاء میراث نہیں رکھتے ہیں اور جو
 کچھ کہ ہمارے بعد رہتا ہو وہ تصدق ہو خاتون جنت نے جو ابدیہ کہ ہرگز یہ نہیں
 فرمایا ہو کس واسطے کہ خلاف کتاب اللہ کے حکم نہ دیتی خود قرآن سے ثابت ہو کہ
 سلیمان نے داؤد کی میراث پائی اور یسعیل حکایت بیان ہو کہ جب ذکر پانے فرزند
 کے خواہش کی اور یہ کہا تھا کہ ایک فرزند عطا کرنا وہ میراث لیوے جیسے اور آل
 یعقوب سے کیا وہ دیندار نہ تھے ابو بکر نے جواب دیا کہ میراث سے مراد نبوت کو
 سیدہ نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہو نبوت میراث نہیں ہوتی دلیل اس کی سن کلام
 خدا سے ابراہیم نے جب حق سے طلب کیا تھا کہ اوپر خلق کے میری ذریت سے
 امام ہو اس پر حق سے جواب ہوا تھا کہ میرے بعد کو ظالم نہیں یا سکتے اس حکم
 حکم سے تو یہ میراث نہیں یا امام کا ہونا مخصوص چلیں میراث ہو اور اگر حکم ایسا بھی ہوتا تو سیدہ لیلیٰ اور جبرائیل
 سے یہ حجاب کہتے کہ ہمارا ورثہ نہ لینا اور ام ایمن کہ بانی میراث خیر الامام
 میں دلیل تمام رکھتی ہو اور یہ بیان خیر انبی پر افتر ہو کس واسطے کہ یہ بھی انفرمایا ہو
 کہ جو خلاف کلام خدا کے حدیث کو بیان کرے اس کو جہوٹ جانا اور دوسرے
 یہ کہ اگر حدیث نبوت سے مراد ہوتی تو چاہئے تھا کہ سب اولاد کو یہو سچے
 اس سے زیادہ کیا ظلم ہو کہ ہر ایک پاوے اور اور اولاد محمد رہن نمی جس کے

چار بیٹے تھے اور یعقوب کے دس بیٹے تھے اور نبوت ایک کو ہوئی اسی نے
 قول کے خدا نے خلافت کیا کہ خود وارثوں کو بیان کیا اور ایک کو حق دیا و سب
 ابو بکر نے کہا کہ اس دلیل اور حجت سے کچھ کام نہیں ہی رہتا خود رسول خدا سے
 سنا ہو پس جناب سید نے آرزو ہو کر فرمایا کہ اے دشمن خدا اپنے جھوٹ
 نہیں واقع ہوتا ہو کہ آپ بطریق قدیر نے بھیجی ہو وہ پہاڑی راستی پر گواہ ہوا اور
 جھوٹا وہ شخص ہی کہ جو حدیث بتاتا ہو اور خلافت رسول کے کراہی جو سیر کہ لعنت
 رسول خدا نے کی ہو جیسا کہ لشکر اس سے پھر آنے والوں سے فرمایا کہ حکم رسول
 کا خیال کیا اور اس کے خلافت کیا اور دوسرے جس وقت کہ دوات و ظلم طلب
 کی تو اس سے انکار کیا اور راضی اس پر ہوئے اور اگر ان کا حکم سند تھا تو
 کیوں سکر پھر اور اب اس بات کو سند کرتے ہو کہ اجماع است کہ کہا ہو جو قہر
 خدا سے نڈرے اس سے حدیث کا بنا لینا کیا دور ہو خلافت کے بارے
 میں حکم پروردگار سے باید ہمارے انھیں لوگوں سے بیعت لی تھی اور اس
 روز سب سے پہلے تو نے بیعت کی تھی اور تیسرے بعد عمر نے اور بعد
 وفات رسول خدا کے اس ظلم و ستم پر مکر باندھے ہو اور عطاے خدا و نبی
 کو ہمسے ساتھ ظلم کے چہین لیا خدا اور رسول سے شرم نہیں آئی اب یہاں
 تک ظلم پر مکر باندھی کہ ہماری روزی کو چھین لیا روز حساب بعد موت کے
 اس جور و جفا کی سزا دیکھیگا اس حجت لا جواب سے خلیفہ ہر بازنندگی
 سے سر جھکا لیتا تھا لیکن عمر بن حفص سے و سبدم حق سلین کہہ کر نزع کرتا تھا
 اور ابو بکر کی طرف موند کر کے ترغیب لے لینے پر فک کے دلاتا تھا

کہنا سیدہ کا عمر سے کہ خبر جبریل نے سیدہ ام سلمہ کو دی تھی
 اور اوس جناب نے فرعون آل محمد لقب کیا تھا اس پر غصہ
 کرنا عمر کا اوپر تبول کے اور چاک کرنا یہ نامہ رسول کو
 اس وقت جناب سیدہ نے فرمایا کہ تجھ سے ایسے کاموں کا ہونا عجیب نہیں ہو سکتا
 کہ جبریل امین نے سالار دین کو خبر دی تھی اور انھوں نے اس غصہ اور ظلم کی خبر
 ہم کو دی تھی اور واسطے مہر کے ارشاد کیا تھا اسی سے تیرا لقب فرعون آل محمد
 رکھا تھا تو واسطے ظلم کرنے کے ہو اور ہم واسطے صبر کے عمر کا دل اس طعنہ سے
 جگمگایا ہو گیا اور غصہ سے جواب دیا کہ بلغ مذک سلمانوں کا تھا اور ملکوتیم
 کو دیا مینے یہ لکھ کر نہایت قہر و غضب سے جناب سیدہ کے ہاتھ سے عینہ ماہمین
 کر چاک کر ڈالا اور سامنے جناب سیدہ کے پھینک دیا اور کہا کہ اس کو حفاظت
 سے رکھو ایک روز یہ کام آویگا سیدہ نے وہ ٹکڑے کاغذ کے اٹھائے اور
 کہا کہ اس کا کچھ تجھ سے عجیب نہیں اور تیرا کہنا جبکہ دل سے قبول ہو اور میں ان
 ٹکڑوں کو حفاظت سے رکھوں گی اور روز قیامت سے پیش کر دوں گی مگر تو بھی
 یاد رکھنا کہ یہ بات تیرے بھی کام آویگی اور یہی بات اوس روز بھی کہنا
 ہو چاہیے وہ ظلم ہم پر کرے کہ اس بات کے رسول خدا نے ہم کو خبر دی ہو
 لیکن اپنے ستیٰں رازق نہ سمجھ کہ خداوند کریم رسان ہو اور اس سے
 لطف و مہربانی سے آئیے لکھیں ہماری شان میں نازل کیا ہو اور اوپر
 یہاں کی توقیر ہماری فرض ہو اور مرحمت سے سورہ ہل آتے بھیجا اور آیت
 تو لیت اور آیت اہل بیت علیہم السلام یہ سب آیت ہم پر آئے ہیں اور مقرر کیا ہے

ساتھ حکم جلی کے دوستی ہماریکو بحسن نبی اور کہاں تک میں حساب کروں آیات کا
 کہ جو ہماری نشان بین قرآن میں آئے اور ہمارے واسطے آیہ انقلاب و انقلاب
 جملہ ہر جنگ میں تمنے نہایت اوشالی ہو اور بنی کو بدخواہوں میں چھوڑا ہو اور ہمارے
 ہو اور بھاگے و اونکی نشانین بیس المصیر یعنی جہنم ہو اور دوسرے حکم شرع رسول خدا
 کو کہ جس میں آیات پیدا و بیشمار بھیجے ہیں اور عطا کین ہیں پروردگار نے رسول مختار
 اور عزت اونکی بر حرام اور حق اصحاب کا تمام ہو گیا اور ایسے وارث دین نبی
 کے تم ہو گئے کہ ہم اجنبی ہو گئے آج تمہارا زور ہو چو چاہو سو کر کل تاریخ اوقت ہو گا و بخیر صفدر
 و کتاب کو خاص کی سیکے آج غرور اس قدر اور کل کو یاد رکھ کہ جس روز مدعی ہونگے
 سامنے خدا و رسول کے اور حاکم روز حشر انصاف کر لیا ہمارا اور اس وقت
 کوئی تیرا مددگار نہ ہو گا اور دو ستر اس قدر کھتی ہوں میں پروردگار سے جس طرح کہ
 آج تو نے چاک کیا ہو خط شفیع ام کا اسطر سے ایک روز تیرا شکم چاک
 کیا جاوے گا یہ لکھ جناب سیدہ چب ہو رہیں اور مذک خمس سے ہاتھ اٹھایا
 ان باتوں غیرت افزا سے کہ فرمائیں تھیں شرم سے ادن لوگوں کے منہ زرد
 ہو گئے لیکن نہ دل آرزو سرد ہو گفتگو کرنا امیر المؤمنین کا ساتھ
 ابو بکر و عمر کے ساتھ دلیل برہان کے اور عاجز ہونا اونکا
 جواب سے اور باز نہ آنا طریقہ دشمنی سے پھر شیر خدا نے
 اسطر سے فرمایا کہ ایک بارگی احکام دین سے زبھو اور قول خدا و بنی کو
 دیکھو منکر یہ حکم حق سے بنی نے فرمایا ہو قسم کو اور مدعی سے گواہ اور گواہ
 تو نے زہر سے کس اعتبار پر مانگے تھے خلیفہ نے طرف وزیر کے دیکھا ہو

جواب سخن امیر کانہ بن یادریہ کہ کبھی اضطراب ہوا اور سوائے اس بات کے اور کچھ جواب
 نہ آیا کہ دختر خیر البشر جانتی ہیں کہ حق مسلمین کا لبو بن اس سبب گواہوں کا لینا ضرور جائز
 شیر خدانے جواب دیا کہ اسے حاکم ملت مصطفیٰ بات کہہ دو افواج شرع نبی کے اور مالک
 اور مدعی میں فرق کر اگر کچھ سید المرسلین کے اس سرزمین پر سیدہ تھیں کرتی اور
 اور حق و ناحق میں شبہ ہوتا تو تجھ کو گواہ طلب کرنا چاہئے تھا لیکن وہ سرزمین چرچہ
 قبضہ میں رسول امین کی آئی تو حکم خداوند رب العالمین ملک میں خیر النساء کے دی
 تھی اسکو کبھی جانتا ہوں اور مسلمان اور اس روز سے عامل اور کاجد اگانہ محصول
 یہی جانتا تھا عمر نے کہا کہ یہ بات سچ ہے مگر سالار دین مختار تھے اونھونے واسطے قوت
 اونکی کے دیا تھا اب جانب اہل کے رجوع کیا کہ تقسیم ہو گئی اہل حق کو شیر خدانے
 فرمایا کہ میں اس ماجرے سے اگاہ نہ تھا کہ امر حق میں کوشش خدا و نبی سے زیادہ
 رکھتا ہوں کہ اونھونے ناحق کیا اور تو حق کرتا ہوں اس بات کو یاد رکھ کہ روز قیامت کے
 کام آویگی پھر طرٹ ابو بکر کے مونہہ کیا اور کہا کہ پروردگار نے اوپر اہل جہان کے جب
 آل نبی واجب کی ہو اور حقوق نبی کو دلیہن یاد کر کہ حی قد بنے حق میں اپنے بندوں
 فرمایا ہوں کہ افرائے نبی سے محبت کرو اور دیکھو کہ شرط محبت کیا ہو اور بالفرض کہ
 حق نہیں ہو مگر پاسداری آل رسول کی ضرور چاہئے اور دوسرے کردار
 رسول مقبول سے میں دلیل لانا ہوں اوپر اس مدعا کے کہ یاد کہیں ہر تہیکو بدین
 جب فتح اہل اسلام کے ہوئے تھے اور اسیر و غنیمت ہر حضرت زینب کے آئے
 تھے تو گلو بند اپنا حضرت زینب نے بطور ہدیہ کے پاس رسول خدا کے بھیجا تھا
 اور اسکو رسول خدا کو کھکھروئے تھے کہ وہ خدیجہ نے دیا تھا اور حضرت نے

اصحاب سے فرمایا تھا کہ جو کچھ میرا حق ہو وہ میرے چھوڑا اور اصحاب نے بھی اپنا
 ابنا حق چھوڑا اختار رسول خدا نے اسکو چھوڑ دیا جسے پانچ سو روپے یا پانچ سو روپے اس گفتگو
 سے یہ ہو کر نزدیک رسول خدا کے تمام مسلمانوں سے دوست زادہ خیر النعمین کی یاد آ رہا ہو
 یا کہیں نکلمات اعزاز کے زمانے میں اسدی طرح سے تو بھی اصحابوں سے بخشوائے کوئی
 اس میں غرض نہ کرنا اس قدر عظیم و مستم کرنا اور پارہ جگر رسول خدا کے نیا ہے جب اول لوگوں
 نے یہ بات علی سے سنی تو سب شرم سے سر جھکا لئے اور رونے لگے مگر اس کے ملیں
 رحم نہ آیا اور کہا کہ رسول خدا مالک اور مختار تھے میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اس وقت خیر خدا
 کہا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی ہو بطعنہ تو نبی پر کرتا ہو حضرت نے فرمایا کہ تو قول نبی میں تبیل
 کرتا ہو آپ بطہیر کس کو اسطے ہو اسنے کہا کہ یہ آپ اہلبیت رسول کی شانیں آیا ہو پھر خیر خدا
 نے کہ جو سیدہ کوئی جرم کلام کرین تو تو کیا انکے حق میں کر لگا اس وقت ابو بکر
 حجت کو سمجھا لیکن بیگیا می سے جواب دیا کہ جس حد کی سزاوار ہو نگئی وہ کیا جا لگا علی رضی
 نے فرمایا کہ یہ حد کسکی حکم سے ہو اسنے کہا کہ حکم خدا و نبی سے مر لھنے نے کہا کہ خوب
 سمجھ کے بات کہو آپ بطہیر کس کے قول سے ہو جسکو کہ خدا نے خطا سے پاک کیا تو اس پر
 گمان افتری کا کرتا ہو بعد اسکے خیر النعمین سے ارشاد فرمایا کہ اسے بیٹے رسول کی اس
 گفتگو سے کچھ حاصل نہیں ہو بس مکان کو چلو حجت بنے ایسے تمام کردی بس وہ دونو
 صاحب وہاں سے روانہ ہوئے خیر خدا تو مکان میں تشریف لائی مگر خیر النعمین رسول
 پر گہن اور پیچھے پیچھے سلمان ہی با حال تباہ و تے ہوئے ساتھ سیدہ کے گئے
 حاتم سیدہ کا اوپر مرقد منور خیر البشر کے اور شکایت کرنا جو
 ابو بکر و عمر سے جب جناب سیدہ مرقد منور پہنچیں تو بقراری سے رو رو کر گھٹن

کہ کہاں گئے اسے سرور ہمارے اور کہاں گئے اے غنچوار ہمارے اور کہاں گئے
 اے باباجان ہمارے نگہبان اور سر تلج ہمارے اور آپ تو فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ بیگم
 سنی یعنی فاطمہ بارہ جگر میری ہو جسے اسکو اذیت دی اسنے جھکواذیت دی اور جسے
 جھکواذیت دی اسنے خدا کو اذیت دی اور جسے خدا کو اذیت دی وہ کافر میرے
 باباجان میرا اٹھکڑے ٹکڑے عمر نے کیا ہو نہیں معلوم کہ کیا اذیت آپ کی ذات سے
 اسکو پہنچی تھی کہ جسکا عیوض آپ کی بارہ جگر سے لیا ہو اور جو آپ نے علی کو خیم وغیر
 میں امیر و جانشین کیا تھا سوا ب تمام است دشمن ہو گئی اور انکے خون کی باریسی میں
 اور کادل دشمنی سے بھر رہا تھا اب وقت فرصت کا ہاتھ آیا ہو انواع و انواع طرح کی
 اذیت دیتا ہوا کہ یہ وہ جیسا کہ کفار و منکرے دل پر تلوار اوٹکی کا سکے ہو اور اب بھی وہی
 تیغ اور بازو رکھتے ہیں اور ہو سکتا ہو کہ اوٹکی گر دو نہیں کفن اے خوں مینا دین
 مگر بوجہ ارشاد آپ کے کہ آپ نے واسطے صبر کے حکم دیا ہو اسی وجہ سے بظلم اور
 جبراد ٹھاتے ہیں اور حسنین کو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ دو بچوں میں میرے مانع کے سو
 غور کیجئے کہ ان دونوں کے جنازہ جو رستم سے امت کے زرد ہو گئے ہیں اور ان
 کو گون کو بھی منظور ہو کہ ہمارا دنیا میں نشان باقی نہ رہے اور اصحاب ہی کو امت
 جانے اور علی کو نگہبان دین جانکر نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارا دریا بخین قدم انکا
 رہے اور نظامہ میں آگیا نام لیتے ہیں اور کام موافق اپنی رائے کے کرتے ہیں اور
 فذک کو ہمسے زبردستی چھین لیا نہ سند منظور کی اور نہ گواہ اور یہ بر ملا کہتے ہیں کہ
 رعوے تیرا کیا ہو حق مسلمانوں کا اور خمس کو بھی ہمیر حرام کیا ہو نہ تو کھانا صحیح کو ہر
 اور نہ شام کو تیرا کی جدائی میں ہمیر عمر اور ابو بکر نے وہ ظلم کئے ہیں کہ اگر دنیویوں

تورات ہو جائے اور جیسا کہ حق تعالیٰ نے کتاب میں فرمایا تھا کہ ادریغ تھا یہ تمہارے انقلاب ہوگا ویسا ہی پہلے سے سوچے پھر لیا ہوا ہے چند آدمیوں کے اور کوئی شمار ساتھ نہیں ہو سکا وہ بھی ہماری وجہ سے بلا میں گرفتار رہتے ہیں اور طرح طرح کے رنج اٹھاتے ہیں کوئی مدد کرنے والا ہی نہیں اور نہ حال پوچھنے والا ہوا آپ جھک کر اپنے پاس بلا لیجئے کہ غلطی میں طاقت ان صمدیوں کے اٹھانے کی نہیں ہے جب قبر رسول پر اس وقت دیکھو کہ وہی حالت ہے تو اس وقت ایسی وحشت محراب و ممبر و مرقہ حضرت سے ظاہر ہوئی اور ایسا لڑکھن میں پیدا ہوا کہ دیوار و نکی جڑ سے گرداؤڑنے لگے اور ہول سے رنگ طور شہر کا زرد ہو گیا مسلمان نے جو یہ حال دیکھا تو غل حجاب کر کہا کہ اسے پارہ جگر مصطفیٰ اب دنیا زیور ہو جاوے گی اور ان چند گنہ گار و نکی وجہ سے عالم تباہ و برباد ہو جاوے گا اور آپ کی والدہ ماجدہ اہل جہان کے واسطے رحمت کر دے گی آپ تو ان کی بیٹی ہیں اپنے باپ کی امت پر رحم کیجئے اور جس طرح سے کہ فرمایا ہو صبر کیجئے اور سو اکابر کے کوئی علاج نہیں ہے جب سیدہ نے یہ بات سنی تو اپنے باپ کی قبر سے جدا ہوئیں اور رخصت ہو کر ابی مخنف سے اسے میں تشریف فرما ہوئیں اس داستان سے فراغت حاصل ہوئی اب دوسری داستان دل سوز نسل اس کے بھری ہوئی ذکر ظلم و ستم سے بیان ہوئی ہے اس خوا کر ناعمر و البکر کا خالد بن ولید کو واسطے قصد ہلاکت شاہ اولیاء کے اور یہو بخینا خالد لعین کا چالاکیوں سے دست مبارک اسد اللہ سے سزا کو راوی کہتا ہے کہ شیر خدا ہر صبح کو طرف باغات کے جایا کرتے تھے اور وہاں آب پاشی کیا کرتے تھے جو کچھ اسکی اجرت ملتی تھی اس سے بسراوقات کوٹنے تھے اس حال سے بھی اسپین لوگ کہتے تھے کہ تدریر ہماری کچھ کارگر نہ ہوئی البکر و عمر

جا کر ابو بکر سے کہا کہ جب تک علی زندہ ہیں یہی شکایں رہیں گی ایسی تدبیر کرنا چاہیے
 کہ ملک شام سے نکل جاویں ابو بکر نے کہا کہ اسے مہربان یہ بات آسان نہیں ہوئی نہ ابو
 حکم واسطے صبر کے دیا ہو اسوجہ سے ظلم و ستم اٹھاتا ہے میں ورنہ اگر وہ الفقار ہاتھ
 میں لیتے تو سبکو زندگی و ثواب دیتی عمر کے کہا کہ میں بھی اس قدر عقل رکھتا ہوں مگر اس کا
 کو تدبیر سے کرنا چاہیے ابو بکر نے تدبیر اسکی پوچھی عمر نے کہا کہ غالباً اس صفت میں ہے
 زیادہ مردانگی اور حسرت رکھتا ہو اسکو بلا کر تینو آدمی لشکر نکلتا ہے کجا بیٹھے اور
 مشورہ کیا خالد نے کہا کہ میں تم دونوں کے کہنے سے باہر نہیں ہوں عمر نے کہا کہ وقت
 صبح کے نازین یہ کلام ہو سکتا ہو اور وقت پر ظن نہیں ہو کل صبح کو جب ہم نماز کو
 مسجد میں آویں تو نو بائیں طرف کھڑا ہوتا اور وقت فرصت کے خیر مارنا وہیں کھڑا
 ابو بکر ہو گیا اور صبح کے قریب تک کھلی جب واسطے نماز کے مسجد میں آیا اور سوچا
 صفین درست کر کے واسطے نماز کے کھڑے ہوئے شیعہ خدا بھی ایک صف میں کھڑے
 تھے اور خالد حضرت کے بائیں جانب تک کھڑا ہوا لیکن وقت کے ٹنگ ہونے سے
 لشکر میں ایسی تدبیر ہوئی کہ وقت طلوع کا قریب پونچا تھا اسوقت ابو بکر نے پکار
 کر خالد سے کہا کہ اب وہ کام کرنا یہ بات مستکر شیعہ خدا نے خالد سے کہا کہ جس بات کو اس نے
 کہا تھا اسکو کرتا تو اس نے کہا کہ ہاں ضرور کرتا اسی کام کی تدبیر میں تھا اسوقت
 شیعہ خدا نے اسکو پکڑ کر زمین پر اس طرح سے گرایا اور ایسا رگڑا کہ وہ پہلو ان غل جپانے
 لگا اور آنکھیں اسکی کل آئین مثل جان کندہ کی کے ہو گیا اسوقت یہ دونوں صاحب
 اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اسے صاحب جو دو کرم اسکو
 بخشے کہ یہ شخص بے عقل ہو حضرت نے اسکو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ یہاں تو علی کو اور

اپنے تین اس فکر پیودہ بین نڈالو اس روز سے شیر خدا تے ترک صحبت کی
آزادہ دل ہو تا سعد عبادہ کا بسبب ظلم منافقین کے اور وطن
سے ارادہ شام کا کرنا اور جانار و ضد منکر رسول خدا پر واسطے
وداع کے جو سعد عبادہ نے یہ حال دیکھا کہ ازراہ انبض کے گھر انہوں نے اولاد
رسول سے ایسا کچھ کیا تو اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جبکو صبر استدر نہیں ہو کہ میں
انکے ظلم و ستم کی تاب لاؤں اس سے بہتر یہ ہو کہ میں طرف تمام کے یہاں سے چلا جاؤں
اس واسطے کہ وہ ملک یہاں سے چالیس روز کی راہ کے فاصلہ پر ہو یہاں کے ظلم و ستم
کی باتیں میرے کان تک پہنچیں گی یہ تجویز کر کے اسکے سامان میں مشغول ہوے
اور تیاری کر کے واسطے رخصت کے تربت رسول پر گئے اور قبر مبارک سے
رور و کہتے تھے کہ اے حضرت آپکے یاران با وفائے بعد آپکے آپکی آل سے کیا کیا
فدک کو چھین کیا اور خمس کو منع کیا اور جو کوئی آل تمہاری اور علی سے دوستی کھاتا
اور کو دشمن خدا دینے کہتے ہیں اور مرتد جانتے ہیں اور مجھے نہیں ہو سکتا ہر قسم خدا
کی کہ میں آپکی آل سے دشمنی کروں اور مجھے ظلم و ستم خلفاؤں کے اٹھائے جاوے
اے بہتر یہ ہو کہ میں یہاں سے طرف ملک تمام کے چلا جاؤں اور میں نہیں چاہتا تھا
کہ قبر حضرت سے مفارقت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اسی خاک و زمین میں میرا بھی سپرد ہو
جاوے مگر ان ظالموں کے ہاتھ سے مجھ پر ہو کر جلا وطن اختیار کرتا ہوں یہ بیکار و ضد
منور سے باہر آے جانا سعد عبادہ کا خدمت علی علیہ السلام میں واسطے
وداع ہونے کے یہ ارادہ سفر تمام سعد عبادہ حضرت کے روضہ سے
رخصت ہو کر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں واسطے وداع ہونے کے حاضر ہو

اور اسکو روانہ رکھنا چاہئے کہ تیری عہد میں ایسا ظلم ہو پوچھنا ابو بکر کا حضرت
 خضر سے نام زائد کا اور حال رحلت کرنیکا اور بیان کرنا اذکا
 سب ماجرے کو اور نام لینا سید ابرار کا خلیفہ نے رحم و مہربانی سے کہا
 کہ اسے پیرِ مظلوم بیان کر کہ اوس مرد زائد کا کیا ہم تھا تو میں لیتا دمی حق پرست کو بچھو
 تاکہ وہ اس سے حق دار تون تیر کا لیوے اور اوسکو سزا دیوے اور ہلکوا جو حاصل
 ہوئے دوبارہ اوس پیر با احترام نے اور ہی طرح سے کلام کیا اور فرمایا کہ مردِ مہر سے
 افراد کرتے ہیں اب سنو بڑے بھائی میرے رسول خدا تھے اور دختر سیدہ اور بن
 دونوں فرزند اوسکے اور داماد علی بن اور بن حضرت یونس اور تو حاکم ظالم اور یہ پہلو
 نشین تیرا غاصب اغوا کرنے والا ہو اور آل نبی کے ستم کیا اور فدک کو چھین لیا
 اور مرگے قبر کو بھول گیا از بسکہ ظلم بے پایان کیا اور خود اپنی زبان سے بیان کیا
 یہ لکھ کر نظر سے پوشیدہ ہو گئے اس بات سے سب حیران و پریشان ہو گئے اور
 سب نے سر جھکا لئے اور خلیفہ کا تو مارے شرمندگی کے غیر حال ہوا عمر نے اوس پوشیدہ
 ہوئے بن یہ بات بنائی کہ یہ جن تھا اور واسطے اغوا اسے اہل دین کے آیا تھا اور یہ
 بنانا تھا کہ یہ امت گمراہ نہو گی جب عمر سے یہ کلام صادر ہوا تو اوس مرد پیر نے پوشیدہ
 نظر سے آواز بلند و زبان فصیح سے یہ چند تہن پڑھیں کہ مضمون اذکا یہ ہم کو
 بسبب حرص و ہوس کے آنکھیں بند کر لیں اور ہمتہ دراز کیا طرقت اوس کام کے جسکے
 لائق نہ تھا اور مانند چور کے کہ لباس شاہی پہنے سر پر تاج درست نہیں رکھ
 سکتا ہو شوکت شاہی کہاں اور پنہ دوزی و پیشہ نانی کہاں اور تو اس جگہ بیٹھا کہ
 کہ جو سو اسے علی کے ادر کسکو زیبا نہیں تھا اور میں خضر میں اور تو اہلسر کشتی اور

انفاقا ابن عباس بے ملائے ناگہان اوس صحبت میں چلے آئے اور انکو افسوس کرتے ہوئے دیکھا ظاہر میں تو سب کچھ کر انکو فرح ناک اور خندان ہوئے مگر اس بات کی تاکید کی کہ اب کوئی بے اجازت نہ آنے پادے اور باتیں خیالت سے کبھی اچھی اور کبھی بری کرنے تھے ایک کھڑکی تھی اوس مکان میں مگر وہ کم کھولی جاتی تھی کیا ایک سبب دیکھا کہ وہ کھڑکی کھلی اور ایک مرد ضعیف ہاتھ میں عصا لئے ہوئے سامنے آئے اور سلام ملیک کی خلیفہ نے جواب ساتھ تعظیم کے دیا اور عرض پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں تشریف لائے ہیں اور کیا مطلب ہو اوس پر پریشانی نہ ہوئے کہا کہ درد دل میرا کون سا ہے تو میں اہل نجد سے ہوں اور میرا ایک بڑا بھائی تھا اور وہ سب طرح سے مجھے علم تقویٰ اور خلق میں زیادہ تھا اور اوس مملکت کے لوگ سب ہوا خواہ اوسکے تھے اور وہ مثل فرزندوں کے سب برہنہ تھا اور اوس سرزمین میں ایک باغ رکھتا تھا اور اوسکو اپنے داماد کے سپرد کیا تھا سو اب اوسنے اس دنیا سے انتقال کیا ایک سال کی اور دو چھوٹے لڑکے اوس باغ سے معاش رکھتے تھے اور کوئی میراث نہیں ہو ظلم سے حاکم اوس شہر نے اغواے ایک سودی بابکار سے اوس باغ کو غصب کر لیا اور حق و انصاف سے چشم پوشی کی ہوا اور وہ ضعیف زید اور تقویٰ میں مثل اپنے باپ کے اور وہ لڑکے صغیر مال دنیا سے قلیل و کثیر اوقات بصیرت کو کچھ نہیں رکھتے ہیں اور ایسا حال ادا نکا ہو کہ اگر کار سنگدل بھی ادا نکو دیکھے تو رجم سے دل اوسکا موم ہو جائے اور یقین رکھتا ہوں میں کہ کسی اہل دین پر یہ صعوبت اور سختی نہ ہو گی کہ جو اوس عورت و لڑکوں پر ہر چار ناچار مینے سفر اختیار کیا اور اس ضعیفی میں تم کہا اپنے تئیں پہنچا یا عمر نے یہ بات جس سنی تو خلیفہ پر غصا ہوا اور کہا کہ اوس سنگدل ظالم سے حق ادا نکا دلوانا چاہئے

اور فذک کو آل بنی سے لیا خدا و بنی سے اجنبی ہو گیا اور میں بھی اس کا گواہ ہوں
 کہ باغ فذک کو حکم خدا سے رسول خدا نے خیر النساء کو دیا تھا اور تو نے اس کو ظلم
 و ستم سے چھین لیا اس کام سے تو بکرا و آل بنی پر ظلم کر اور خدا و بنی سے شرم
 کر اور ہول قیامت کا خوف کر اور جان کر اپنے تئیں آتش جہنم میں مثال جبرجھو
 نے یہ باتیں سنیں تو سب کے لب خشک ہو گئے اور چہرہ زرد ہو گئے اور ابن عباس سے
 کہا کہ تم باس علی کے چھاؤ گے تو یہ حال اونسے بیان نکریا ابن عباس نے کہا کہ
 میں نقتہ انگیز نہیں ہوں پھر خوش آمد سے ان دونوں نے کہا کہ آپ قسم کھا لیوں
 تو بکو تسکین ہو انھوں نے قسم کھائی اور ہر ایک قریب بیٹھ کے اپنے اپنے مکان کو
 چلے آئے راہ میں اتفاقاً شیعہ خدا سے اور ابن عباس سے ملاقات ہوئی
 سنا سنا ہونا امیر عرب کا ابن عباس سے اور بیان فرمانا ماجرائی
 شبکو جناب امیر علیہ السلام نے ہنس کر ابن عباس سے کہا کہ رات کو ہاتھ لے کیا کہا
 ابن عباس نے عرض کیا کہ میں اس بات کو عرض نہیں کر سکتا ہوں اس وجہ سے کہ
 میں نے قسم کھائی ہوں امیر عرب ہاتھ اڑا لیا پھر کڑا ایک گوشہ میں بیٹھے اور رات کی باتوں
 کو اس طرح بیان کیا کہ گویا شریک تھے اور اوان بہتوں کو بڑھ سنا یا ابن عباس
 نے تصدیق کی حضرت نے ارشاد کیا کہ حضور بھی میرے پاس سے گئے ہیں
 عباس نے قسم کھا کر عرض کیا کہ حضور صے کہا تھا اس میں کسی طرح کا
 فرق نہیں ہو سکتا ان گراہوں کو اس حجت آشکارا سے شرم ساری ہو گئی
 یہاں سے داستان دوسری بیان کی جاتی ہے سنا مالک بن نویرہ کا خبر
 رحلت خیر البشر اور سانچو نکو اور تغریہ رکھنا اور انامہ مذکورہ

میں اور کچھ جاننا راوی راست گفتار بیان کرتا ہے کہ مخلصان رسول خدا سے جو لوگ کہ دل و زبان موافق رکھتے تھے ایک لوگوں میں سے مالک بن نویرہ نام تھا اور وہ بزرگ قوم اپنے گروہ میں تھا جب پیغمبر انتقال رسول مختار کی سنی تو گریبان چاک کیا اور آہ افغان کرتا رہا بعد اسکے یہ سنا کہ ٹہٹ بین آشوب ہوا ہوا اور بیعت علی سے ہاتھ اٹھا ہوا ابو بکر سے بیعت کی مالک بن نویرہ نے یہ سن کر تعجب کیا اور سننے سے اس بات کے رنج اور سکڑاؤ زیادہ ہوا اور ارادہ کیا کہ مدینہ میں جا کر قبر رسول کی زیارت کروں اور علی سے ملازمت حاصل کروں یہ تجویز کر کے سامان و دست کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ میں پہونچا اور مسجد رسول میں آیا تو دیکھا کہ ابو بکر غنیمت پر بیٹھا ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا دلیری ہو کل رسول خدا نے خم غدیر میں علی کو جانشین اور امیر کیا تھا اور سب سے اونسے بیعت کی تھی اب کیا سبب ہو کہ ابو بکر ان کی جگہ پر بیٹھا ہو اسکو صاحب جماعت ہاں اگر اوس شخص نے کہا کہ اگرچہ علی کو رسول خدا نے امام کیا تھا لیکن بعد رسول نام کے قرعہ ابو بکر کے نام پر نکلا اس سبب سے اسکو جانشین کیا اس بات کو سنکر مالک نے کہا کہ اے فضول گو ہو شمعین آج جسکو کہ خدا و رسول مقرر کرے پھر کیسی مجال ہو کہ اوس سے بچھر سکے میں تو علی کو امام اور جانشین جانتا ہوں اور سولے اونکے کسی کو امام نہیں جانتا یہ کہہ کر دوسرے زیارت روضہ نبوی کی اور وہاں سے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر رسم تعزیت کو پڑھایا اور کہا اے ولی الدار اگرچہ آپ غنی ہیں مگر اس پنچ حق میں آپ اونسے گفتگو کیجئے اور لیجئے اور دعوے کیجئے اور میں دل و جان سے واسطے جان نثاری کے حاضر ہوں شیر خدا نے اوسکی تعریف کی اور کہا کہ مومن ایسے ہوتے ہیں

اور مجھ کو رسول خدا نے اس روز کی خبر دی تھی مگر واسطے صبر کے ارشاد فرمایا تھا اس سبب سے میں اسے جنگ نہیں کرتا ایک وقت اسکا بھی آویگا مگر اگر سو سکے تو اس وقت آنا اور شریک ہونا بدین کو دلیمن رکھو اور واسطے دفع ضرر کے جو مناسب جانو ویسا کرو کہ حفاظت نفس کی واجب ہو اس مرد صاحب اعتقاد نے کہا کہ میں آپ پر سے فدا ہوں مجھ سے ہرگز یہ نہ ہوگا کہ حق سے پھیروں اور آپ کے دشمنوں سے ہم کلام ہوں یہ کہہ کر بہت روئے اور حضرت سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو چلے گئے یہ سب حال حاسدوں نے ابو بکر سے بیان کیا بھیجنا ابو بکر کا خالد بن ولید کو اونکے گردہ میں واسطے اسکے کہ خفیہ قتل مالک بن نویرہ کو کرے اس غصے ابو بکر نے سر جھکا لیا اور فکر کرنے لگا خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ گردہ اور سکا ساتھ مالک کے اتفاق کرے اس بہتر یہ ہو کہ مالک ہی کو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ اس قصد سے نجات ہو لیکن عمر سے اس بات کو نہیں کہہ سکتا تھا اسوجہ سے کہ وہ اس سے اتفاق رکھتا تھا اور بے راے اس کے بھی نہیں کچھ کر سکتا تھا ناچار ہو کر عمر سے اس طرح سے پرکھا کہ بیشرب کی کچھ خیر نہیں ہو کہ کسائیں پرہیز اس سبب سے چاہتا ہوں کہ ایک سپاہ گران وان بھجوں تاکہ جو لوگ ثابت قدم ہیں اونکو تسلی دین اور جو منحرف ہوں اونکو بائیمال کرین عمر نے اس را کو پسند کیا اور تعریف کی اور ارادہ خالد کو کہ مالک سے کہنہ رکھتا تھا سالار تجویز کیا عمر اس سے آگاہ ہوا تھا اسوجہ سے تعریف کرتا تھا اسنے خالد کو ہلاک سالار کیا اور حکم دیا کہ جو ہمارے امین پر ہوا اسکے ساتھ احسان کرنا اور جو برشتہ ہو اسکو سزا دینا خالد نے

کہا کہ یہ مجھ کو بسو چشم منظور ہو پہر نشان فوج کا سنگو اگر دسکو دیا خلیفہ نے وقت شب
 عمر سے پوشیدہ پھرا دسکو بلایا اور کہا کہ اسے نامدار جو کہہ کہہ میں نے کہا ہو یہ سب تمہید تھی
 تو اس گروہ پر تہمت مرتد ہونے کی رکھ کر سر مالک کا کاٹ لانا اور بعد اسکے اس قوم پر
 پر شمشیر کین کاٹنا اور خیران زمان اسیر کر کے مع مال غنیمت کے لانا اور تو کچھ اندیشہ
 کسی سے نہ کرنا یہی طرح سے شریک تیرا ہوں اور جو تو یہ کام حسب لخواہ میرے کر لگا تو جب تک
 میری خلافت ہو تجھ کو سالار رکھوں گا اور امیر سیگا جب صبح ہوئی تو خالد شل باد صبر
 کے وہاں سے روانہ ہو کر پہلے طرف ایک دو قوم کے گیا اور اونکو البدار وین
 لکھ لیا اور اعزاز اونکا کیا اور خلیفہ کی طرف سے تسلی دی اور بہر طرف مالک کے راہ
 لی اور ارادہ اونکے قتل کا کئے ہوئے تھا جب مالک اوسکے آنے سے مد فوج
 آگاہ ہوئے تو مد جماعت اپنے کے واسطے استقبال کے باہر آئے چنانچہ خالد
 بن ولید کا حلی مالک بن نویرہ میں اور باہم کلام کرنا خالد کا ساتھ
 مالک کے اور ارادہ کرنا مالک کا مہمانی خالد کو مالک نے موافق رسم
 عرب کے لب ساتھ مہمان نوازی کیے کھولے اور لطف کلام سے پیش آیا خالد نے
 بعد سلام علیک کے حال دیندار میں گفتگو شروع کی مالک نے کہا کہ میرا اس پوچھنے
 سے جی ملتا ہو اور تجھے اس بات کا گمان نہیں ہو کہ میرے باب میں تو شبہ کرے
 جس عہد کو کہ ساتھ نبی کے باندھا ہو اوس زمانہ سے اس وقت تک نہیں بھڑکوں
 تو مدد لیران دین کے یہاں اور تراور دینداری کو میری دیکھ خالد نے اس وقت
 تم کو فی بات برخلاف نہیں کی اور نزدیک اونکے گروہ کے اور تراجب وقت
 نماز کا آیا تو سوزن نے دونوں طرف سے اذان و اقامت کہی اور دونوں طرف

کے آدمیوں نے نماز جماعت ادا کی اس حال سے خالد فکرمین پڑا کہ جنکا ایسا
 اعتقاد ہوا تو کس قدر حسے الزام دونوں ایسے وجہ قتل کردن اسی فکر میں تھا کہ مالک
 دوبارہ آئے اور کہا کہ آپ میرے مکان پر قدم رنجہ فرمائے کسواسطے کہ آپ مہمان میرے
 ہیں خالد نے اس سے زکوٰۃ کے بار میں پوچھا مالک نے جواب دیا کہ عہد رسول میں
 یہ مقرر تھا کہ ہر سال وقت ادا ہونے زکوٰۃ کے ایک شخص رسول خدا کے پاس سے
 آتا تھا اور سب مال جمع کر کے حکم رسول سے مساکین ہمارے کو تقسیم کر دیتا تھا نہ غیر فکر
 تجھ سے بھی یہی امید ہو خالد اس بات سے دل میں بہت خوش ہو اور نظا میں جواب دیا
 کہ عقل سے یہ بات دور ہو کہ اب نہ رسول خدا ہیں اور نہ اولیٰ الحکم ہر ایک خلیفہ وقت کا
 یہ حکم ہو مالک نے کہا کہ تجھ سے یہ کلام کہنا بہت بعید ہے نہیں جانتا ہو تو کہ روز
 قیامت تک یہ حکم جلی کا ہر قرار ہو گا اور جو سچ پوچھتا ہو تو تو خلیفہ علی ہیں اس کے
 کہنے سے جبکہ کچھ عذر نہیں ہو اور اولیٰ کا قول موافق رسول کے ہو لیکن آج کی
 رات تو مہمان میرا ہی قدم رنجہ کر کل صبح کو جو کچھ ہو گا اس کی تدبیر کرو و نگاہ خالد
 پر یہ حال نما ہوا کہ وہ ہوا خواہ علی کا ہو تو دل میں ارادہ خونریزی کا کیا لیکن دعا
 سے جب مالک نے مہمانی کو کہا تو خالد نے کہا کہ اگر ہم سب تمہارے مکان پر آویسے
 تو تمکو تکلیف ہوگی اور پھر ہرج ہو گا اس سے بہتر یہ ہو کہ ہر ایک ہمارے ہر ایک
 تمہارے ہر ایک کے کان میں مہمان ہو جاوے اور ہر ایک اپنی اپنی صحبت میں کھجاب
 بارام خورد و خواب کرے جو کہ مالک اس فریب سے آگاہ نہ تھا اس نے سب اگلے سبکدیا
 جانا خالد بن ولید کا معہ سیاہ مہمانی حی مالک بن نویرہ کے
 اور قتل کرنا ہر مہمان کا میر بآن ایسے کو اس طرف مالک بن نویرہ نے

سر انجام میمان دار کا گیا اور اس طرف خالد نے اپنے رفیق قنوسی لکھا کہ مینی سلسلہ کہ مالک
 مرتد ہو گیا ہے لہذا اس کا قتل ہم پر واجب ہے اور ہم نے یہ تدبیر کی ہے کہ ہم میں سے کسی کو
 نقصان نہ پہونچی اور جس وقت کہ بعد کھانی پینے کے صاحب نہ سو جاوے تو ہر ایک مہمان
 ہر ایک صاحب خانہ کا سر تقصید ثواب کاٹ لیں گے سبہوں نے اس بات کو قبول کیا اور
 مہمانی میں گئے اور بعد کھانے اور پینے کے جیسا کہ خالد نے کہا تھا ویسا ہی کیا صبح ہر ایک
 مکان کی عورتیں گریہ و زاری کرتے نہیں اور یہ سب اونکو لوٹ تے تھے ایک محشر باخفا
 جب یہ خبر عمر نے سنی تو نہایت غضب ناک پاس خلیفہ کے آیا اور کہا کہ مالک لیا و نثار
 تھا اس کے ساتھ تو نے ایسی حرکت کی اسکو بجز انکار کے اور کچھ نہ بن آیا کہا کہ خالد
 آوے تو اسکا حال معلوم ہو کہ حق دلیں کیا ہو اور دوسرے روز خالد بھی
 آپہونچا اور عمر کی آزدگی کو سنکر تنہا پاس خلیفہ کے گیا دربان نے روکا اپنے
 پانچ دینار سرخ اسکو دے تے تب تو وہ ہنسر کہنے لگا تو کہاں تھا اور کب آیا
 اور کیا مطلب ہو خالد نے کہا کہ تجھے میں اس بات کا امیدوار ہوں کہ جس وقت عمر ایک
 ابو بکر کے نہواو سوقت تو مجھ کو وہاں پہونچا دے مشہور ہو کہ رشوت ملت احمدی
 میں بھی پہلے جو دیگئی یہ ہو بھر تو راہ رشوت کی کھل گئی اور خالد کو دربان وقت
 تنہا اسکے پاس خلیفہ کے لیگیا اور خالد نے سب ماجرا خلیفہ سے بیان کیا اور کہا
 کہ میں نے حکم سے یہ کام کیا ہو اور عمر جیسے آرزوہ ہو اسکی صلاح کیجئے خلیفہ نے
 کہا کہ خاطر جمع رکھ کل میں مجلس آراہوں گا تو مال و رغبت لیکر آئیں تجھے ظاہر میں
 بہت خفا ہو کر پوچھو گا تو کہنا مالک مرتد ہو گیا تھا اور کچھ خوف نکرنا دوسرے روز
 خلیفہ ایوان بارگاہ میں آکر بیٹھا اور عمر بھی اس کے پاس آکر بیٹھا تھوڑے عرصہ

خالد اسیر و غنیمت لیکر حاضر ہو خلیفہ نے ظاہر میں ترش ہو کر کہا
 کہ یہ تو نے مسلمانوں کے سر کاٹے ہیں خالد نے کہا کہ اے حاکم شرع کیا میں مسلمان
 نہ تھا جو مسلمانوں کا نقصان چاہتا ایک چند مردوں کا سر لبتے بیٹے کا ٹاپہ عمر کے کہا کہ ہٹا
 نکر کوئی بات تو نے انکی مرندی کی دیکھی کیا ناز نہ پڑھتا تھا خالد نے کہا کہ ذکوہ دینے
 میں غور کیا اور اجماع امت پر راضی ہوا بر ملا اوسنے کہا کہ غاصب کی خلافت کو
 نہیں ہو عمر نے جو یہ بات سنی تو سر جھکا لیا مگر ولین خالد سے کہنے رکھا ابو بکر اس بات سے
 بہت خوش ہوا اور خالد کی تعریف کی اور یہ جرم ٹھہرایا کہ اجماع کے منکر تھے وہ لوگ
 اس بہت مال اور اولاد اونکی اور پر اصحاب کے تقسیم کی جناب امیر علیہ السلام نے جو یہ
 بات سنی تو بالکین نو پیرہ کے حقین دعا فرمائی اور اس ظلم اسکا را سے نہایت
 غمگین ہوئے اغوا کرنا عمر کا ابو بکر کو در باب بیعت لینے کے امیر المؤمنین
 سے اور جانا عمر کا ساتھ ایک جماعت کے مکان علی مرتضیٰ کے
 اور لات مارنا اوپر وہ وارے کے اور اوسکے صدمہ سے سقاط
 حمل جناب سیدہ کا ہونا رادی کہتا ہو کہ جو یہ حال عمر نے دیکھا کہ سعد عبادہ کو
 شام کے چلے گئے اور علی مرتضیٰ تھا اپنی رائے پر مضبوط تھے عمر نے پاس ابو بکر کے
 کہہ کہا کہ دلیران شیرانگن سب ہمارے ساتھ ہیں جس کام کو چاہیں وہ اوپر لادہ
 ہاں پھر تو علی سے بیعت کیوں نہیں لیتا ہو ابو بکر نے کہا کہ در ابھجنا چاہئے ابناکو
 کہ علی جو جب رشاد رسول خدا کے صبر کر رہے ہیں ورنہ اونسے لڑنا کچھ آسان نہیں
 ہو تم سب لڑائی میں اونسے عہدہ برانہو گے عمر نے کہا کہ جو تو چاہتا ہو کہ پاس رسول
 کار کھتے ہیں تو جو کچھ کہ ظلم وجفا اوپر ہوگی صبر کرینگے کچھ یاد اش اوسکی نکندینگے اور

کچھ عمر نہ کہا کہ کل میں ساتھ جماعت کے اونکے مکان پر جاؤ لگا اور لکڑیاں لیجاؤ لگا اور
 اگر دو وارہ کہہ لو لینگے تو لگا لگا دو لگا جب ہم سب چہار طرف سے گہیر لہوینکے تو ایک
 آدمی سے بجا بلہ ہار کے کیا ہو سکے گا اور ہم تیسرے پاس کشان کشان لاؤینگے تو
 اس وقت ہنس کر زخمی سے باتیں کرنا اور چکو شدت کرنے سے منع کرنا ابو بکر نے کہا
 کہ اے شفق اول تو یہ بات اچھی نہیں ہو اور اگر یہی ارادہ ہو تو پہلے یون بلانا چاہئے
 جب وہ عذر کریں تو اسی جرم پر شدت کرنا چاہئے عمر نے کہا کہ اسکے تو کچھ احتیاج نہیں لیکن
 یہ بھی کچھ دشوار نہیں ہے اگر تیری خوشی یون ہے تو صبح کو بلا بیٹھا اور میں اپنے کاروبار میں
 مشغول رہوں گا یہ کہہ کر ہانسی اپنے مکان پر گیا اور راتوں رات اسے یہ بندوبست کیا کہ تمام
 سب لوگوں کو پیام پہنچا کہ کل صبح کو سب لوگ ہتیار سے آراستہ ہو کر حاضر ہوں جب
 صبح ہوئے اور خلیفہ اپنے یوان میں آکر بیٹھے اور لوگ سب مصلح ہو کر حاضر ہوئے پہلے
 خلیفہ نے ایک آدمی خدمت میں جناب امیر علیہ السلام کے بھی حضرت اوس پیام پر
 ارشاد کیا کہ میں جمع کرنے میں کتاب اللہ کے مشغول ہوں اور کسی سے جنگ و جدل
 نہیں چاہتا اور تم کو کوئی اختیار ہے جو چاہو سو کرو مجھے دست بردار ہو عمر نے جو یہ بات
 سنے تو مانند مار سیاہ کے چرچ و تاب کھانے لگا اور خلیفہ سے کہنے لگا کہ وہ ساتھ تھوڑی
 نمائیں گے چھکو وہ غاصب جانتے ہیں اب تو میرا تماشہ دیکھ کہ میں اونکو کس طرح کشان
 کشان لاتا ہوں یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی آگ اور لکڑیاں اپنے ہتھ لکین
 اور چ اپنی جماعت کے روانہ ہوا اور بنے ہاشم کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو سب سے پہلے
 بجو شش دل ہتھیار لگائے اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف چلے لیکن عمر پہلے
 دولت خانہ حضرت پر پہنچ گیا کھڑا دروازہ کو حضرت کے بند پائا شمشیر

باستاد و گرد این نذر امد علی
دگر نه در این خانه کشتن ز نسیم
چو بشنید خیر النساء این ندا

کہ از بہر بیعت بر آسے علی
زما و پنچہ آید بجا نیت ک نسیم
چنین گفت گریان بشیر خدا

عزف کہ جناب سیدہ نے جناب امیر کو روکا اور خود چادر پہنچا ہو کر دروازہ کے پیچھے
تشریف لائیں اور فرمایا کہ اے عمر خدا سے شرم کر ہم دروازہ بند کیے ہوئے ہیں
ہیں تو کیوں ہلکوستا تا ہی او سنئے کہا کہ یہ عجبند و زاری کچھ فائدہ نہ بخشتے گی
جب تک کہ ابو الحسن بر سر انجن ابوبکر سے بیعت نہ کرینگے اور انہیں تو میں اس مکان
آگ لگا دوں گا اور دیکھتا کہ میں علی کے ساتھ کیا کرتا ہوں جناب سیدہ
یہ بات سن کر تاب نہ لائیں اور کہا کہ تو اپنے تین مرتد کرتا ہی جو خانہ سنوت
میں ارادہ آگ لگانے کا کرتا ہی عمر نے جو لفظ مرتد کے سنئے تو غضب ناک
ہوا اور ایسے لات دروازہ پر ماری کہ وہ دروازہ اوکھڑ کر جناب سیدہ
پر گرا اور غافلہ نے ایک آہ کی دردناک ایسی کی کہ دل کو بیو لگا چاک
ہو گیا اور عسدرش برین لرزے لگا اور استقامت حاصل دسی صدیہ سے ہو انکار انان
و خیر ان اپنے تین حجرہ یک پہنچا یا جب دروازہ گر گیا تو سب لوگ ہمراہی عمر کے پہنچا
اوس مکان میں کہ جس مکان میں ملائیک بے اذن نہ آسکتے تھے یہ سب در آئے
داخل ہو نا سعادین کا گھر میں ضرغام دین کے اور یکڑ لیجانا
اذ کا امیر عرب کو طرف مسجد کے پاس خلیفہ کے جب دروازہ
عمر کے پیر کے ضرب سے اڑھڑ گیا تو ایک غلام عمر کا فقرا م کہ دشمن جان
اولاد خیر الانام تھا تا زیانہ لئے ہوئے اندر مکان کے دروازہ پہنچا

کا نہ تھے پر ایک تازیانہ مارا اور پیچھے اوسکے خالہ آیا اوسنے ایک تلوار ادا لٹی خواب پرہ
 سکے دوسرے شانہ پر ماری جب جناب فاطمہ نے درد سے ایک آہ کی تو جناب امیر کو تاب
 مزہ می اور اب اپنی جگہ سے اٹھ کر دوڑے اور پاس جناب سیدہ کے پہونچے عمر بھی
 اون دونوں کی مدد کو آگیا اور شیر خدا سے لپٹ گیا اور علی مرتضیٰ کہنے لگے اگر انہی خیرت جانتے
 ہو تو بے غدر بہتر ہو کہ ہمارے ساتھ پاس خلیفہ کے چلے چلو ورنہ ہم آپکو جبر سے
 چلنے کا واسطہ سے لیجاونیکے شیر خدا نے کہا کہ تم جو روح جفا سے لئے چلتے ہو یہی جبر
 کہہ رہے تھے کہ عمر نے ایک رسی علی مرتضیٰ کی گردن میں ڈالی ایک سراعمر کے ہاتھ میں
 اور دوسرا خالہ کے ہاتھ میں تھا اس حال سے حضرت کو مکالمے لیکر چلے جی بی ہاں
 کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ تلوارین لے لیکر آہونچے اور یہ حال دیکھ کر دست بقبضہ ہوئے
 اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز تلوار نہ کھینچنا اور صبر کرو کہ حکم
 رسول کے خلاف نہ پنا ہے یہ سنکر سب نے سر جھکا لئے مگر مارے غصہ کے سب کے سب
 کانپے تھے پس وہ میدان رندان خاص شیر خدا کو لیکر چلے اب آگ لگانے میں
 دروازہ مکان کے در و قول میں نزدیک اہل تواریخ کے پہلا قول یہ ہو کہ جب باہر
 مکان کے آئے تو دروازہ میں آگ لگا دی یہ قول صحیح ہو درد سرا قول یہ ہو کہ جب
 دروازہ اوکھڑنے سے اوزکا مطلب حاصل ہو گیا اور وہ شیر خدا کو کھینچے ہوئے بے خوف
 روز حشر سے آگے جاتے تھے اور انکے پیچھے خیر النساء اپنے درو کو بہولی ہوئی اور آہ
 وزاری کرتی ہوئیں اور انکے ہمراہ حسین روستے ہوئے اور انکے پیچھے اور
 بنی ہاشم کے مرد اور عورتیں آہ وزاری کرتی ہوئیں اور تمام اہل شہر اس ماجرا سے
 حیران انگشت بدندان تھے اور کہتے تھے کہ آل نبی پر کیا ہوا ہو اور یہ کیسا ظلم ہوا ہو

حال فرغام دین سے حیرت زدہ تھے کہ وقت جنگ کے تودہ دلاوری اور وقت صبر کے یہ علم اس حال سے بازار شہر دین میں پہنچا تو اس مجمع عام میں شیر خدا نے دونوں ہاتھ خبر کشا اس طرح سے اپنے سینہ پر مارے کہ ہاتھ سے اونٹوں کے وہ رسی چھوٹ گئی اور ایک طرف کو عمر گریڑا اور دوسری طرف خالد دیوار پر گرا اس صدمہ سے ہوش و ہون کے ایسے اوڑ گئی کہ تصویر دیوار بن گئے اور جو لوگ کہ ان کے ہمراہ تھے وہ درود دیکھا گئے اور کہا کہ شیر خدا کو غصہ آیا ہے دیکھو کہ نبی ہاشم آگے آئے تاکہ اونٹ بکارد کو یارین حضرت نے پھر اونکو منع فرمایا اور واسطے صبر کے حکم دیا اور کہا کہ جنگ لڑنا ان سے منظور نہیں ہے کہ رسول خدا نے واسطے صبر حکم دیا ہے اور کچھ عاجز یسے علی نے اپنا کلا اس سے پہنچا ہوا ہے فقط واسطے دیکھنے خاص عام یہ گوار کیا ہے اب جب کا جی چاہو ساریسے آوے اور اپنے زور بازو کو دیکھا اور خداوند عالم کے اور کسی سے نہیں چاہتا تودہ بارہ وہ لوگ سامنے آکر ازراہ عجز و انکسار کہنے لگے کہ اے قدرت قادر و الجلال کسکو طایپے جنگ و جدال کی ہر اور جتنے کہ حماقت کی ہے او سنے آپ کے ہاتھ سے نرا پایا کی مگر خد قدم اور قدم بخ فرمائے کہ ابو بکر سے گفتگو ہو جاوے تاکہ فیضا جانا ہے حضرت خیال سے پھر ان کے ہمراہ روز بروز تاکہ کوئی جواب میں نہ ملے عاجز بن جائے جب حضرت پاس ابو بکر کے پہنچے تو نبی ہاشم نے ایک طرف صف باندھی اور تماشائی ایک طرف کو کھڑے ہو گئے اور حضرت کو ج میں لے لیا اور وقت خلیفہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے آیا اور عذر خواہی کرنے لگا تب فرغام دین کہہ لیا کہ جنگ کے ساتھ تیرے جنگ کرنا منظور نہیں ہے اگر کوئی دلیل سے پاس قول خدا و رسول سے ہو تو مجھ سے بیعت لے ابو بکر سامنے حضرت کے کھڑے ہو کر عذر کرنے لگا اور عمر نے ہاتھ ابو بکر کا پکڑ کر حضرت کے ہاتھ پر رکھ دیا اور غل غلا لے

لگا کر علی نے بھی بیعت کی اور بعض اہل عداویہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جب تک جناب فاطمہ
 زندہ رہیں تب تک حضرت نے بیعت نہیں کی اور بعد وفات جناب سیدہ کے علی مرتضیٰ نے
 ویسی بیعت کی اسوجہ سے کہ اپنے میں وہ شرف نہیں دیکھا اور اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جسکو
 خدا نے شرف دیا ہو نہیں ہو سکتا کہ وہ کبھی بڑھو جاوے اور کبھی گھٹ جاوے اور جس بات کو کہ آدمی
 حق جانتا ہو اسکو جھوٹ سمجھ نہیں کہہ سکتا ہوا در خاص دعائم یہ بھی مشہور ہے کہ بعد رسول
 خدا کے علی مرتضیٰ زہد و تقویٰ وغیرہ میں بے مثال تھے اور خانہ خدا میں پیدا ہوئے تھے
 اور یہ بھی مشہور ہے کہ جب خلافت پر ابو بکر بیٹھا تو حضرت اوسل جماع میں موجود نہ تھے
 اور اسکے بعد جواز نہ کو طلب کیا تو انھوں نے بیعت نہ کی کیونکہ دعویٰ حقیقت
 اپنی کار رکھتے تھے اور خدا نے اذ کی شان میں سبغیا مشکور افرمایا ہو کہ ان سے ہو سکتا
 کہ ایک وقت دعویٰ حقیقت کا کرتے اور دوسرے وقت جھوٹے جا کر اقرار خلافت
 اوسکی کا کرتے دلیل لاتا ہوں میں قول مولوی روم سے اوپر قول ان مسلمانوں کے
 تو تباریکی علیؑ را دیدہ شعر زان سبب غیور ہو بگرد
 او گھانا رنج و خستہ طے کا ظلم اعدا سے اور آنا ابو بکر کا واسطے
 عذر خواہی کے اور نہ قبول کرنا اؤن معصومہ کا عذر کو اوسکے
 اور رحلت کرنا دنیا سے بموجب حکم خدا کے راوی آل عباس سے
 بیان کرتا ہو کہ جب اسطر علی بیعت علی مرتضیٰ سے لکھے تو اؤنکو انکے حال پر چھوڑ دیا
 لیکن جناب میر علیہ السلام مرض سیدہ کے علاج میں مشغول تھے یہاں تک کہ
 وہ حمل ساقط ہوا تو اؤں اس لڑکے کا نام محسن شیر خدا نے رکھا تھا وہ صبح کو پیدا
 ہوئے اور شب کو گذر گئے مگر جناب فاطمہ کو اؤں درد پہلو سے تسکین نہ ہوئی وہ

در دروز بر دہتا گیا اور انجام یہ ہوا کہ علامات موت کے ظاہر ہوئی جب بہات
 کی خبر خلیفہ کو پہنچی تو اس نے عمر سے کہا کہ اب سیدہ اپنے والد بزرگوار کی پاسبان جاؤنگی
 اور ہماری شکایت کرنیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اب واسطے عیادت کے فاطمہ کے پاس
 چلیں اور اپنا قصور معاف کراوین جب یہ دونوں دولت خانہ جناب فاطمہ
 سلام اللہ علیہا پر آئے اور جناب فاطمہ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ ابو بکر و عمر واسطے عیادت
 کے آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں تب جناب سیدہ نے ارشاد فرمایا کہ اجازت
 اب کس واسطے چاہتے ہیں کیا اونکو کردار اپنے یاد نہیں ہے یہ وہ ہی مکان ہے کہ
 جس کے دروازہ کو اس نے اپنی لات سے گرایا ہے اور جہکواونکی عیادت منظور نہیں ہے
 دوبارہ ان دونوں نے پھر بطور عجز و انکسار کے کہلا بھیجا کہ اسے بارہ جگہ رسول
 پنے والے آپکو رنج نہیں دیا ہے ہم واسطے عذر خواہی کے آئے ہیں اس پر بھی
 جناب سیدہ نے کسیدہ سے عذر اوندکا قبول نہ کیا تب یہ دونوں شرمندہ و لاچار ہو کر
 خدمت میں شہر خدا کے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قریب
 پردہ کے خدمت خیر النساءین جاوین اور اونکو رخصت کرین اور عذر کرین
 اور وداع کر کے اونکی زیارت کر لیوین علی ولی واسطے اذن کے پاس جناب
 سیدہ کے تشریف لائے اور کہا کہ اے سیدہ پیچھے پردہ کے بلا کر مطلب دونوں کا
 سن لو اور رخصت کرواؤ سو قوت جناب سیدہ علیہ السلام نے کہا کہ لیں
 پردہ آوین اور مطلب بنا باواز بلند بیان کرین یہ دونوں گئے اور ساتھ ہی
 عرض کیا کہ اے بضعۃ الرسول وہ رحمت تھی اوپر عالمین کے اور تم اونکی
 صاحبزادی ہو اگر ہم سے کوئی خطا ہوئی ہو تو اسکو بخش دیجئے کہ اس واسطے

کہ ہم خود اپنی خطا پر نادم ہیں اور ہمارا شکوہ رسول خدا سے کیجئے گا سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ میں تمکو قسم خدا کی اور رسول کی دیتی ہوں میں نے نہیں سنا تھا رسول خدا سے فرماتے تھے کہ فاطمہ بارہ جگہ میری ہو جو کوئی اسکو اذیت دے لگاؤ اسے جھکوا دیت دی اور جس نے جھکوا دیت دی اسے اللہ کو دی اور اس کے واسطے آتش جہنم ہو ان سے بھونکے کہا کہ بے خبریہ انرا دینے والا تمہارا جہنمی ہو اور ایک بار زمین بلکہ بارہا میں نے رسول خدا سے اس بات کو سنا ہو کچھ جناب سیدہ نے کہا کہ ہرگز نہ بخشو ناکی میں اسے جو ظلم کچھ ہوئے ہیں اور پہلے رسول خدا سے شکوہ تمہارا کرونگی یہ بات حضرت سے سن کر ابو بکر نے دل سے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ واحسرتا اس پر عمر نے نفاس ہو کر کہا کہ کیوں بے فائدہ آہ و زاری کرتا ہو تمکو ایک عورت کی رضا درگاہ نہیں ہو اور جناب فاطمہ نے کہا کہ جو چاہے گا وہ شکوہ ہمارا رسول خدا سے کیجئے گا یہ کہہ کر اور ابو بکر کا ہاتھ پکڑ لیا اور جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا وسلم درو میں ایک رات اور ایک دن اور تین راتیں اور جناب امیر علیہ السلام واسطے معاش کے باہر تشریف لینگے تھے جب پھر گئے تو دیکھا کہ فاطمہ کوئی کام نہیں مشغول میں ایک دیگچہ جو لے پڑھا ہوا دسین بانی گرم ہو رہا ہو اور ایک طشت میں کپڑے دھو رہی ہیں اور ایک طرف کہا نا پکا ہوا کھانا یہ دیکھ کر خرابا امیر علیہ السلام نے پوچھا کہ اس درد اور ستھیری اور ضعف میں ان کا مشغول ہوا سا کیا باعث ہو سیدہ نے فرمایا کہ رات کو میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا تو میں نے اسے کہا کہ اے بابا اب جھکوتا ب ظلم اوٹھانے کے نہیں ہو اور میرے تین غماد عمر نے اس حال کو پہونچا یا میرے حال خستہ اور علی حسنین پر نظر کیجئے یہ بات زبان پر میری تھی اور دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ رسول

خبر انے رو کر مجھ سے فرمایا کہ اسے بارہ جگر میری میرے بعد دشمنوں سے بہت ظلم ہو گیا
 تھے اب اس سے زیادہ تم کو تا ب ظلم و ستم اٹھانے کی نہیں ہو کل شام کو میری پاس
 آکر روزہ افتاد کرنا یقین ہو کہ آج کی سب اس دنیا سے سفر کروں میں میرے بعد
 میرے حسن و حسین کی کون خبر لیگا اس واسطے ان کا مونہیں مشغول ہو نہیں تاکہ وہ سے
 نہ یاد ہو لیا کر کھانا لڑ کو نکو کھلا دوں بعد میرے یکس ہو گئے آپ جیسا ان کے حقین
 جانے گا ویسا کیجئے گا جب شیر خدا نے یہ سنا تو ایک ہ دل پر درد سے کہنے اور
 رو کر کہا کہ ابھی تک دلغ خیر البشر سے فرصت نہیں ہوئی تھی کہ اب تم اپنے جانے کی
 خبر دیتی ہو دلغ پر دلغ دوسرا ہو گا جب سیدہ نے علی مرتضیٰ کا یہ حال دیکھا تو خود
 بھی رونے لگیں اور کہا اپنے اختیار سے یہ امر بامریز اور قضا کا علاج نہیں ہو
 سوا کچھ کے اب آپ صبر کیجئے تاکہ میں اپنے کا مونہ سے فراغت کر لوں پھر اپنے
 راز سے اظہار کر دوں گی یہ کہکرو دونوں نشانہ راہوں کو بلایا اور شہقت تمام کھانا
 کھلایا اور نہلا کر پوٹا کئی پہنائی وہ وقت عصر کا تھا کہ دونوں صاحب زادوں کے
 کام سے فارغ ہوئیں اور جب وقت مغرب کا آیا تو صاحب زادوں کے کہا کہ تم روزہ
 جد و امجد پر جاؤ اور میری شفا کے واسطے دعا کرو بعد ازاں دونوں صاحب
 زادوں کے جانے کے شیعہ خدا کو بلا کر کہا کہ جو کچھ میں کہتی ہوں اس کو خوب
 بغور سنئے کہ یہ باتیں اخیر میری ہیں پہلے یہ کہ حکم آجکا مجھ پر بعد حکم خدا کے جاری
 تھا اور زمانہ بار میں میں نے ایک عمر میر کی سہولتیں انسان سے ہوتا ہو کر ہے
 کہ فی بات خلافت مرضی ایکی ہوئی ہو تو اس کو دے لگا لڈالئے تاکہ میں اس کی
 شرفی روبرو خدا کے زلیجاؤں یہ بات جب شیر خدا نے سنی تو بیقرار ہو کر

زار زار رونے لگے اور کہا کہ اے پارہ جگر رسول جان میری تیرے قدا سوتم وہ صاحب
 شرف ہو کہ مثل انبیا عورتوں میں نہیں رکھتے ہوا اور تمہاری وجہ سے کوئی جھکنا فخر
 حاصل ہوا اور تم اس کی بڑی جھکا میں غلام ہوں اور تمہاری صفات ہونا
 محال ہیں قسم کہتا ہوں خداوند ذوالجلال کی کہ تم نے جھکنا کسی بائین چوٹی کے برابر
 بھی آئندہ نہیں کیا اور نہ میرے کبھی کچھ خلاف کیا جو میری مرضی ہوئی تھی کیا
 میں خود جانتا ہوں کہ اس خبر وقت میں جو کچھ کہ جس سے خطا ہوئی ہوا اسکو
 بخش داور تیرے واسطے میرے دشمنوں نے یہ ستم کئے ہیں اور تم اب یہاں سے
 یاں رسول خدا کے جاتی ہو مگر تم اپنے والد بزرگوار سے یہ نکلنا کہ میں نے واسطے
 علی کے یہ ظلم اور ستم اپنے اوپر گوارہ کئے ہیں یہ کہہ دو نون آنکھوں سے جناب
 امیر کے منہ آئندہ نکال دے لگا اور جناب سیدہ کو بھی ایسی ہی وقت طاری
 ہوئی کہ سب نے کئے زبان بند ہو گئی بعد پھرنے رقت کے کہا کہ اے صاحب
 بل تے تم وہ ہو کہ اکثر رسول خدا نے فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتا تو کوئی تیرا ہمسر تھا
 اور تم وہ ہو کہ کبھی خواہ میں بھی جھکنا آئندہ نہیں کیا ہوا اور بال بال میرا وردہ
 رسول خدا کی گواہی دیکھا کہ میں علی سے راضی ہوں دوسرے حسین کے
 بار میں عرض کرتی ہوں کہ ابھی انکا وقت بے مان کے رہنے کا تھا مگر علی
 الہی سے کچھ چار نہیں اور اگر یہ کچھ شوخی کریں تو آپ طرح دیکھئے گا کہ بے
 مان کے ہیں یہ باتیں کر کے دونوں صاحب ایسے رونے لگے کہ گویا ایک نری آنکھ
 بہہ گئی اور تیرے یہ کہ تم جانتے ہو جو کہ ظالموں نے میرے روبرو بدعت
 کی ہو میں نہیں چاہتے ہوں کہ یہ میرے جنازہ کی نماز پڑھیں آپ راتوں رات

جنگلو دفن کیجئے گا اور نشان قبر کا بناے گا اس واسطے کہ کسی کا گزر بھی نہ ہو
یہ باتیں سو رہیں تھیں کہ حسنین روتے ہوئے آئے اور شیر خدا نے اونکو
گود میں لیا اور پوچھا کہ کیوں روتے ہو اون دونوں صاحبِ دون نے
عرض کیا کہ ہم مقرر رسول پر واسطے شفا کے دعا کے گئی تھے کہ ہمارے کانین
اوارا آئی کہ آج سیدہ میرے پاس آئے گی اس واسطے اسبابِ وادح پیغمبران کی پیشگو
کو آئے ہیں تم اپنے تئیں مان مٹا پوچھا کہ دم والہ بین اونکا ہوا سبکو سکر
ہم بیتاب ہو گئے اب آپ ہماری مان پاس بھکے چلے کہ ہم اونکو اپنی آنکھ سے
زہرہ دیکھ لیوں شیر خدا یہ سکر روتے ہوئے اون صاحبِ زادون کو سرہانے
لے گئے بس و لو صاحبِ زادون نے جب اپنی مائیکو زندہ پایا تو اپنے تئیں زمین پر گرا
اور آنکھیں ملنے لگے اور جناب فاطمہ نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور
شفقت سے پاس بلایا اور سر و چشم کے بوسے لینے لگیں اور پھر ہاتھ دلو کو حصار دیا
جناب میر علیہ السلام کے ہاتھ میں یا اور طرف سے گم نہ کیا شیر خدا جو حال دیکھا راضی اور
رضا الہی کے ہوئے اور اپنے اہل و عیال کو واسطے صبر کے ارشاد فرمایا اور
آپ سامان کفن و دفن میں مشغول ہوئے اب راوی یہ ملا کہتا ہے کہ جنہوں نے
یہ ظلم کئے ہیں وہ پیش خدا و رسول زرد و رہیں گے اور شرک سے زیادہ اور
لعنت دیگی دنیا میں تو لعنت سے اونکو مغفرت ملے گی اور عقبہ میں مقرر ہے اور
اگر یہ اجماع اور بدستی علی کے بے نزاع ہوتا تو موافق حدیث کے خداوند
عالم دوزخ کو نہ پیدا کرنا حاصل کلام شیر خدا نے جناب سیدہ کو شکوہ دفن کیا
اور قبر کو اس معصومہ کی چھپا دیا لیکن تازہ نگاری اس میں مدغم نہیں ہوا

اور کرا خالہ کا معہ سپاہ طرف سے شاہ دین پناہ کے اور ظاہر
کرنا ارادہ جنگ کو اور اپنے کردار کی سزا کو پہنچنا راوی معتبر اس طرح
روایت کرتا ہے کہ جناب امیر اکبر دز حسب ستور ایک بالغ عین آب کشی کر رہے تھے
اور خالہ حکم خلیفہ سے معہ سپاہ واسطے جنگ ایک قوم کے جاتا تھا زہ پہنے ہوئے
اور خود رکھے ہوئے اور تلوار کا ندھے پر اور ایک جانب کو گزرا اپنے گھوڑے پر سوار
غزو سے گھوڑا کو داتا ہوا اور ترقیب سے فوج کو راستہ کے ہوئے آگے آگے
آپ اس سفر سے نکلا کہ جس کو ملین پر حضرت بانی بھر رہے تھے حضرت کو دیکھ کر سننا
اور کہا کہ مجھ کو ہمیشہ اسکی فکر رہتی تھی کہ میں علی کو اس طرح سے باؤن اگر سو جان رکھتے
ہو گئے تم تو ایک کو کبھی سنیں باقی نہیں دے دو لگا شاہ اولیانے فرمایا کہ اے عدوے
دین خدا میں بوجہ دہون کہہ تو میں خود تیرے پاس آؤں کہ تیرے تمنا بر آوے
یہ لہذا اس کے گھوڑے کے آگے اگر راہ روک کر کھڑے ہوئے خالہ نے سمجھا اپنے
کو کو داکر چاہا کہ گز حضرت پر لگا کے تیر خدا نے خالی دیکر گزرا و سکا بکرا کر ایسا
جھٹکا دیا کہ خالہ گھوڑے سے اوپر جاگ کے گرا سپر کا ندھے سے اور خود سر سے
جدا ہو گیا تیر خدا نے اس زور سے ہاتھ کو اس کے فشار دیا کہ جڑ سے اولگیان
اسکی شے ہو گئیں اور گز رہا تھ سے چھوٹ گیا اور سہرا ہی اسکی سب جیران پشیمان
ہو کر دیکھتے تھے کہ حضرت نے گزرا و سکا اسکی گردن میں ڈال کر ایسا بچ دیا کہ وہ
گز رشل طوق کے ہو گیا اور فرمایا کہ یہ یادگار میرا بھی لیتا جا جس سے عداوت کا کرا
میرا بھی ذکر ضرور کرنا یہ لیکر آپ آب کشی میں مشغول ہوئے اور خالہ روتا ہوا
پاس خلیفہ کے چلا اور سیکھنے طوق سے سر جھکا دے ہوئے جلنا اور سوزنا

تھا اور سپاہ پیچھے اوسکے منہ سے ہوتی اور جب شہر میں ساتھ خجاری کی پہونچا تو لوگ
 پیچھے اوسکے نماشا دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ پاس خلیفہ کے اس ذات
 و خواری سے پہونچا خلیفہ نے جو یہ حال دیکھا تو افسوس بھی کیا اور خوب ہنسا اور
 سبب پوچھا سمجھون کہا کہ اسنے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کا یہ حال کیا کہ سوچ سے کہ
 سیر خدا بر غرور سے طعنہ کیا اور بخون نے اسکا یہ حال بنا کر رہا کو یا خلیفہ اسکی تدبیر
 نجات کی سوچنے لگا ایک نے کہا کہ قیس بن سعد جو پہلوان ہوا اس سے زیادہ کوئی
 پہلوان نہیں ہو شاید اس گرہ کو وہ کھول دے خلیفہ نے آدمی بھیج کر اوسکو
 بلوایا جب وہ پہلوان سامنے آیا اور خالد بن نظر کی تو ہنسا اور تہوڑی دیر خالد
 سے دلگی کی اور بعد اسکے دونوں ہاتھ سے سر گزرا پکڑ کر ایسا زور کیا کہ
 مہرین ہو سے خون ٹپکنے لگا لیکن ایک سر ہو وہ لو ہا گردن سے جدا نہو چاہا اور کا
 زور بھی حکم خدا سے کار گر نہوا تو ابو بکر بھی مضطرب ہوا اور کہا کہ آئنگردن کو لاؤ
 تاکہ سوئہن سے اسکو ریت کر جدا کرین ابن کر حسب طلب لائے اور ایک ایک
 کے ہاتھ میں دو دو سوہن تھے از لیں سوہن زور سے پھیرتے تھے مگر ذرا فی
 اونکے گھسن جاتے تھے حقوق کو اثر بھی نہوتا تھا اور وقت خلیفہ نے عاجز ہو کر
 کہا کہ یہ کام تمہارا ہو جس طرح سے ہو سکے اسکو کر دے جسے جدا کر دے آئنگردن نے
 کہا کہ تم نے دیکھا کہ لوہا سوہن کا گھس گیا اور یہی تدبیر اسکی تھی خلیفہ نے جب
 آئنگردن سے بہت اصرار کیا تو ادبھون نے کہا کہ دوسری تدبیر ہو کہ لوہا گرم کیا
 جاوے جب وہ نرم ہو تو کھلے یہ سنکر ابو بکر حیران ہوا اور تین شبانہ روز اوپر
 اسی سختی گذرے اور خواب و خور حرام ہوا اور ہر ایک سے تدبیر پوچھتا تھا

اسمین ایک شخص نے اوس سے کہا کہ تو جانتا ہو کہ کس شخص نے اسکی گردن میں طوق ڈالا ہو اگر اسکی زندگی جاتا ہو تو انھیں سے جا کر اسکے واسطے التجا کر خلیفہ ماجار سر جھکائے ہوئے پاس حضرت کے گیا اور عرض کیا کہ اے ابو الحسن خالد اپنی سزا کو پہنچا لیکن میں آپسے عذر خواہی کو آیا ہوں اسیر رکھا ہوں کہ آپ عفو تقصیر فرمائے امیر عرب نے فرمایا کہ اوسکو مسجد میں طلب کر میں بھی مسجد میں آنا ہو جب یہ خبر شہر مدینہ میں پہنچی کہ غصہ فخر واسطے عفو تقصیر کے مسجد میں آؤ نیکی تمام اہل شہر واسطے تماشے کے مسجد میں حاضر ہوئے جب تیر خدا مسجد میں تشریف لائے اور خالد کو دیکھ کر کہا کہ گردن کشی کی سزا یہ ہوتی ہو اور وہ سامنے سر جھکائی حضرت کے آکر بیٹھا اور حضرت نے اوس طوق اتارنے کے جو اتھر رکھا تو طوق آہن مثل خیمہ ہو گیا اور حضرت نے اوسکو گردن سے جدا کیا مگر خالد نے ترسندگی سے سزا اٹھائی اور پھر تازہ زندگی اظہار بہادری نہیں کیا وفات ابو بکر کی دار غور سے راوی اس روایت کو اسطر حصے بیان کرتا ہو کہ بعد رسول خدا کے دو برس اور تین مہینے ابو بکر حاکم رہا اب روایت وفات اوسکی کی بیان ہوتی ہو کہ یہ اسطر حصے حکم رانی کرتا تھا ایک گردش فلکی سے بیمار ہوا سر سے ہوش اور بدن سے طاقت جاتی رہی ہر قسم کی طبیعت بالمشاہد ہوتے تھے لیکن کچھ تسکین نہوتی تھی اب راوی راست بیان اسطر حصے روایت کرتا ہو کہ جب بیماری کی شدت زیادہ ہوئی تو بے ہوشی سے جب ابو بکر ہوش میں آتا تھا تو کہتا تھا کہ اس دنیا سے بچدورہ میں کاش کہ یہ کام میں نہ کرنا لشکر اسامہ سے جدا نہوتا اور مجھ سے رسول خدا کے سندر سونے کی طرف اور فدک کو فاطمہ سے بچھیتا اور اپنے بہن کو اشعث کو نہ دیتا کہ وہ قریب ہو گیا

اور جلا نا اوسکا یعنی فجا وہ کو کہ وہ بیعت سے میری انکار رکھتا اور سرانگہ تنگناہ
کا کٹوا یا انھیں باتوں کو یاد کر کے اپنے اوپر طاعت کرتا تھا اور افسوس کرتا تھا جب
حال اسکا یہاں تک پہنچا کہ یاروں کو اسکی زندگی سے پاس ہوئی تو عمر اسکے پاس
آیا طاہرین گریان مگر ولین نشانہ ان اور اس سے کہا کہ میں نے کیا سختیوں کی ہیں
تیرے کام میں اور تجھ کو بچائے نبی کے نبی کی جگہ پر بٹھایا ہو اور صحابہ دین کو وسط
بیعت تیرے کی گھیر کر لایا اور تیری محبت میں در فاطمہ کو جلا یا اور کس کوشش سے تیرے
بیعت علی سے لی راتوں تیرا نگہبان رہا اور اب بھی تیرے علاج سے ایک
لحظہ غافل نہیں ہوں اسوجہ سے اسید رکھتا ہوں کہ اپنی لطف و مہربانی سے مجھ کو
دلی عہد کر دے اور انصار میں سر ملید کر کہ احسان کے عوض احسان ہو لو بکر نے
کہا کہ اے مہربان جو تو کہتا ہو ایسا ہی کرو لگا لیکن میں بھی ایک مطلب
تجھ سے رکھتا ہوں اور سکو تو بھی بر لانا کہ حجرہ میں نبی کے مجھ کو بائیں باؤن کرنا
عمر نے اس بات کو قبول کیا پھر ابو بکر نے عثمان کو طلب کیا کہ وہ اسکا حجرہ تھا
اھ کہہ کہ دو اٹھ قلم لاؤ اور ایک عہد نامہ واسطے ان دلیہ دیکھو کہ لکھو کہ لکھو
خلیفہ مقرر کرواؤ ان یہ لکھ کر لے ہوش ہو گیا اور سننے موافق کہنے اسکے کہ عہد
لکھ کر نام عمر کا لکھا جب یہ پھر شوشین آیا تو عثمان سے کہہ کر جو کچھ لکھا ہو اسکو پڑھو
اور سنے اوس تحریر میں نام عمر کا پڑھا خلیفہ نے کہا میں نے تو نام عمر کا نہیں لیا
تھا تو نے کس واسطے لکھا اور سنے کہا کہ میں ایک طینت سے آگاہ تھا
اسوجہ سے میں نے لکھ دیا پھر اسنے کہا کہ یہ بھی لکھ کر میں نے تم لوگوں پر اور میرے
بھائی اپنے اور نبی کے عمر کو کیا چاہے کہ اسکو قہر و غضب میں نہ لانا بلکہ

کر کے دید یا عمر نے اس سبیل کو خوش ہو کر لیا تو اب یہ بیان یہ جاسے غور ہو کر دیکھا
 تو قلم مانگنے پر نبی کے جو کچھ کہ ان لوگوں نے کہا تھا وہ سب پر ظاہر و جہر بیکار
 حال کہ برتر ہوا تو اس کے لگا ہو نہیں اور اور چیزیں معلوم ہونے لگیں اور ان سے کچھ
 خدا کو دیکھا کہ غضب ناک ہیں اور طعنہ فرماتے ہیں بس جو دیکھا تو خوف سے کانپنے
 لگا اور ولین شیمان ہوا کہ عمر کو کیوں مینے بسمل لکھ دی اس بات پر کف انہوں
 ملتا تھا پھر اس نے اپنے بیٹے محمد سے بلا کر کہا کہ تو علی کے پاس جا اور عرض کرنا کہ مجھے
 نہایت برائی آئی ہے حقیقین ہوئی اب میں اپنے کردار سے شیمان ہوں اب میرے
 گناہوں کو بخش دیجئے محمد پاس علی کے گیا اور سب حال اپنے باپ کا کہا وہی
 رسول نے فرمایا کہ یہ بھی مجھ کو قبول ہو مگر اس شرط سے کہ وہ برسرِ انجمن بیکار کرے
 کہ مینے حق غضب کیا تھا اور اب حق مقدار کو دیتا ہوں اور وہ امام پیش کیا
 بیٹا اسکا پھر آیا اور سب حال اپنے باپ سے کہا ابو بکر نے کہا کہ جا بلا لاؤ کیا
 کہ جو آپ فرمائیں گامین سامنے آجے سب سے کید و لگا عمر نے جو یہ حال سنا تو
 باز کے آیا ابو بکر نے جو عمر کو دیکھا تو کہا اے عمر کیا کہوں کہ جو کچھ عجیبی اس وقت
 دیکھا ہے یہ تھا ہوا اور تھوڑا سا حال اس سے بیان کیا عمر نے یہ سن کر کہا کہ ابو بکر
 ہدیان نہ بک اور بڑھکر گلے کو اس کے خوب زور سے دبا یا کہ جان اس کے پرواز
 کر گئی اور بیٹا اسکا جو جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا تھا تو اس نے حضرت
 سے عرض کہ آپ قدم رنجہ کیجئے حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنی منزل گاہ پہنچ
 گیا اب میرے جانے سے کیا فائدہ ہو یہ سن کر بیٹا اسکا وہاں سے دوڑا سوالات
 باپ کے پاس آیا دیکھا کہ وہ سفر کر گیا ہوا اور عمر اسکی جگہ پر بیٹھا ہوا کہ کچھ دیر

کی کریم اور عمر نے عایشہ کے پاس پیام بھیجا کہ اس مہم خانہ و مصیبت
 کی تھی کہ حضرت کی قبر کے پاس میری قبر ہے عایشہ نے یہ سن کر کہا کہ ان دونوں
 صاحب اختیار ہوں اور باہر تلخ ہو چکا ہے اسکا دل کون کون سے ستاروں کا کچھ پائیں
 رسول خدا کا کیا اور اسی تجھ میں دفن کیا گیا ہے اسکا سر خدا کے
 اور خوشخبری دینا اپنی دعا کرتا ہے کہ اس سے راضی ہو جان کر رہو گے
 عمر تجبیر و تکفین سے فراغت حاصل کر چکا کہ گروہ سلیمین میں آیا اور اپنے حق
 نایت کیا اس پر سب بیعت کی کہینے عرض سے اور کسی نے یقین سے اس کے بعد
 عمر رسول خدا پر اول زمین پر جا کر ادب سے کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا بعد
 اس کے یہ مطلب بیان کیا کہ اے گروہ سلیمین میں تم میں اس طرح سے زندگی بسر
 کرو لگا کہ جبہ میں اوقم میں کچھ فرق نہ ہو گا اور ہر ایک کی خواہش برآؤ لگا اور
 بدخواہ سے ایسی نرمی کرو لگا کہ آخر وہ دوستوں بنیں ہو جائیں گے جو لوگوں نے
 یہ وعدہ اوس سے سنے تو زبان واسطے دعا کے کہو لی اور یہ سند خلافت بدر
 بیٹھے مگر دل میں یہ خیال تھا کہ کسی طرح سے بیعت نہ لی سے لینا چاہئے ایک روز
 اپنے حضرت کو بلایا اور اپنی جگہ پر بٹھایا اور کہا کہ اے ابوالحسن میں تم سے
 اسرار ہوں کہ مجھ سے بیعت کرو اور عجز و انکسار کرنے لگا حضرت نے مہربانی
 سے فرمایا کہ انکار میرا کچھ خود سری سے نہیں ہو بلکہ حکم خداوندی کے طور پر ہو اور
 خلاف حکم خدا اور رسول کے میں نہ کرو لگا مگر جب کو اپنے کا سونکا اختیار نہیں
 منع نہیں کرنا ہوں اور تیرے پاس آمد و رفت بھی منع و تمام رکھوں لگا اور
 احکام دین میں جو خلافت و کیون لگا تو اس سے آگاہ بھی کرو لگا اور اس کے

سوا اور کچھ ترس طلب نہیں ہے بیعت لینے کا حاصل نہوگا عمر نے جو دیکھا کہ ابوزراب
اس طرح سے اڑتا اور فرات سے بہن عیشت پر فاش کرنا کیا ضرور ہو مطلب یہ ہے
حاصل ہوا بات سے ایسے خوشی کی کہ گویا بیعت یہ ولایت کرتے تھے اور ساتھ میں

کے اپنے اور کارہ باؤنچ شعلہ انداز لیتے کرنا حال کر کا خلافت عمر کے اور جان
طوفان شام کے اور کشمیر کرنا مسعود عبادہ کو بے خبر خاندانے جب دیکھا

کہ خلیفہ عمر ہوا تو اس سے ڈر کر مہاجر ہو کر مدینہ سے باہر گیا اور مدینہ سے جو بڑے کرتا تھا
کہ کونسا ایسا کام کروں کہ جو کینہ عمر کے دل سے دھج ہو آخر یہ سوچا کہ مسعود عبادہ سے
عمر راض ہو اس سبب سے کہ اس نے بیعت نہیں کیا ہوا اگر اس کا سر لاؤ گا تو کینہ

سیر لپیٹے جو عمر کے مدینہ ہو وہ جاتا رہیگا یہ سوچ کر طرف ملک تنہا گئے گیا اور حال
مسعود بن عبادہ کا دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ وہ باغ رکھتے ہیں اور بعد فارح کھوہ کو
باغ میں تنہا سیر کیا کرتے ہیں یہ اور یہ باغ میں جا کر ایک جگہ بہت گنجان درخت تھے

اور میں جب یہاں پہنچا تو مسعود ہوا فق معمول اپنے کے اس باغ میں آئے
اور سیر کرنے لگے اور تسبیح پڑھی تھی کہ خالد نے کہیں گاہ سے ایک تیر مارا تو مسعود عبادہ
اس کے زخم کاری سے فوراً خاک ہو کر گر پڑے اور خالد دیوار بھانڈ کر باغ سے بھاگا

اور طرف یثرب کے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے حجر کے پاس پہنچا عمر نے اس کو
دیکھ کر موصوفہ پھیر لیا خالد آگے بڑھا اور کہا کہ اسے صاحب کرم وہ خوشی ابو بکر
کی تھی اور تیری خوشی کے واسطے مسعود عبادہ کو اپنے قتل کیا عمر یہ بات سن کر اس سے

بہت خوش ہو اور لقب نکا بیف الہ کیا اور مشہور کیا کہ رسول خدا نے جنگ
میرت میں یہ خطاب دیا تھا خالد اس بات سے بہت خوش ہوا اب اس کا نام یہ

چھوڑ دینا عمر کا مکان اور قبیلہ مالک کو کہ جو لوگوں کی تصرف میں گیا تھا
 اور حکم دینا خلاف حکم ابوبکر کے اظہار کرنے دین کو روایت کرین
 مسلمان کہ جب خلافت پر عمر فرمان روا ہو تو اس کی رائی میں یہ آیا کہ قبیلہ مالک اور خود مالک
 مرتد نہ تھا ابوبکر نے عداوت سے مسلمان پر تقسیم کیا نہ موافق شرع نبی کے ہوا یہ ظلم
 ظاہری ہے اسیران اوس قوم کو ہاتھ سے مالکوں کے لیکر آزا کرنا چاہئے بے شبہ
 وہ مسلمان ہیں ان پر یہ ظلم روا نہیں ہے اسکے حکم سے ایک جماعت کثیر ضعیف
 کبیر کے مکان پر گئی اور جہان جہان اونسے نشان پانے تھے باہر لاتے تھے
 راوی ہوشمند بیان کرتا ہے کہ اگر عورتیں اولاد میں سے حاملہ تھیں اس
 حکم سے اولاد لوگوں پر ظاہر ہوا کہ یہ فعل آج تک ہم سے حرام ہوا کیا اس فعل سے
 اولاد کو ندامت حاصل ہوئے اور تعجب اس بات پر آتا ہے کہ ان دونوں خلیفہ نے
 ایک دوسرے کے خلاف حکم دیا اول نے نسبت مرتد ہونے کے کر کے مثل
 بندے کفار کے تقسیم کر دیا اور دوسرے نے اُس کو چھوٹا جاکر بھروسہ
 قبیلہ کے اسلام کو قوسے کر دیا اب معلوم نہیں ہوتا کہ حق کہنے کیا اور باطل کہنے
 طرف جواب یہ ہے کہ دونوں نے حق کیا اور حق ہونا دونوں فعل کا آپس میں ضد کہتا ہے
 کس واسطے کہ حق اور باطل میں تمیز نہ ہوگی جواب کا تہمت رافضیوں کی
 دیتے ہیں اور یہ بھی خاص و عام میں مشہور ہے کہ ایک روز اس صاحب
 انتظام نے برملا سامنے اہل اسلام کے کہا کہ ابوبکر لائق اس کام کے نہ تھا
 یہاں تک بیعت واسطے ہو گئی اگر کوئی دوسرا اسطرح کی کوشش کرے
 تو قتل اور سزا دہی افسوس ہی کہ اسے کہنے نہ پونچھا کہ خلافت اُس کو

تیری کوشش سے ہوئی ہو اور سند خلافت کی اوس سے ترسے پائی ہے
 شعر گو ای عمر از چہجت رواید بود قتل اور اخلافت ترا بہ مضبوط ہونا تھا
 عمر کا اور بدل دینا بعض احکام دین کو راوی کہتا ہے کہ جب عمر کا
 متقل ہوا تو یہ فکر کرتا تھا کہ ایسی باتیں کروں تاکہ میرے بعد بھی میرا نشان ہی ہے
 اور ضروری ہے کہ خلقت اختیار میرے کو چاہے اس قصد سے احکام دین پر غور کرتا
 بعد فکر بسیار کے چند باتیں انتخاب کیں اور ایک روز بعد خطبہ کے بالائے مہجر
 باعلان بیان کیا کہ رسول خدا نے تین چیز کو حلال و مباح کیا تھا کہ حلال ہونے میں
 اونس کے کچھ شک نہیں اور ان میں سے پہلے حج تمتع ہے اور دوسرے عقد نکاح
 تیسرے حتیٰ علیٰ خیر العمل در میں نے آج انکو حرام کیا اب اگر بعد اسکے جو کوئی
 خاص عام سے مرتکب ہوگا تو وہ نر یا دیگاہ کہہ کر ممبر سے اور آبا بعد اسکے جب
 ماہ پیام آیا تو خلاف آئین رسول خدا کے غار سننے کو ساتھ جماعت کے چڑھایا
 اور کہا کہ یہ سنت شہر خاص خدا کی ہے ساتھ جماعت کے مسجد و نماز میں
 پڑھنا چاہئے کہ رونق ہو نہیں جائنا ہوں میں کہ خدا و رسول سے اس میں کون
 غفلت ہوئی میں اسکے تین اب ظاہر کرتا ہوں اور پر خدا و نبی کے چہرے
 کرتا ہوں پھر اس حکم کو اوپر خاص عام کے جاری کیا اور تراویح نام رکھا کہ اب
 وہ جاری ہے اگر کوئی اسباب میں گفتگو کرے تو رافضی واجباً قتل ہوا اور
 جو کوئی مشکل ان پر بڑتی تھے تو اس وقت علی باد آتی تھے کہ اسکا بیان لگے
 لکھا جاوے گا نامہ لکھنا عمر کا قیصر روم کو دعوت کر کے طرف
 اسلام کے اور جواب لکھنا قیصر روم کا اور چاہنا سوغات

انبیائے سلف کو راوی کہتا ہے کہ جب روق کے کام نے رونق پکری تو ایک خط
 طالب سلام میں اس طرح قیصر روم کو لکھا کہ بعد سلام کے واضح ہو تو اپنے لشکر رخوہ کر
 اور محمد خاتم انبیاء میں کہ رخیل او پڑھو اور انکے کے گواہ ہو اور انہوں نے اس
 جہان سے کوچ کیا اب میں اونکے مقام پر جانشین ہوں اور دین سول ہمارا
 ناسخ سب مینوں کا ہے اور اس طرح سے حکم خدا و رسول ہو کہ جہاں یہود و نصارا
 ہوں اور کلمہ اسلام میں لا دین اگر یقین سے قبول کر لیا تو دونوں جہان کی نیک بخشی
 پو لیا اور عمارت نزدیک محرم ہو گا اور مثل بجائیں گے گنا جاویگا اور اگر سر پر سے گا
 تو ایسی کوشش کروں گا کہ با تو دین میں لاؤں گا یا سر زمین پر گراؤں گا مینے
 شرط پر ایم کواد اکیا اب جو تیرا ارادہ ہو اس طرح سے تعجب نہ مانہ قیصر روم کو پہنچا
 اور وہ مضمون سے آگاہ ہوا تو منشی کو حکم دیا کہ جواب نامہ کا لکھ کہ نامہ تمہارا پہنچا اور
 مرعا معلوم ہوا جس خاتم انبیاء کی کہ حضرت عیسیٰ نے خبر دی ہو اس کا مرتبہ نزدیک
 خدا کے بہت بڑا ہے جیسا کہ تم اوسکے دین کو سکے طالب کر نیو واجب جانتے ہو
 سمجھو یہ بھی یہ فرض ہے کہ پہلے میں تمہارا امتحان لون بعد اوسکے پھر دین اختیار کروں گا
 اب چار آدمی واسطے امتحان کے تمہاری پاس بھیجا ہوں ایک عالم دین
 خلیل اور دوسرا عالم ملت موسائی کا قیصر ملت داؤد کا اور چوتھا نصارا کا
 ہر ایک کو اونکی کتاب سے جواب دی اور حقیقت دین اپنے کو ثابت کر تو دل
 جان سے ایمان لاؤں گا مین اور اگر یہ کام تجھے سر انجام نہ پاوے گا
 تو سر اسر تو دروغ گوئی تجھے بھی کسی بات کی آواز نہ کونایت جواب
 پس اس کے آرا تو اسنے اہل دین کو حکم دیا کہ سب اہل دین آراستہ ہو کر

اور تیار لگا کر عقل میں حاضر ہوں پھر وجہ حکم شعر بدینگوئے مجلس بتا راستہ
 فرستادہ روم را خواستند ایلمچی نے اگر سلام کیا اور نامہ شہید پار کو پیش کیا
 غشی نے اوس نامہ کو کھولا اور مضمون کو پڑھا نامہ کا مضمون سن کر ہر چہ درویش گیا
 اور مخزون کے سوال کو سن کر خیریت سے کہنے لگا اگر اس میں کافر ہے ادب
 کب پہنچا ہوں کہ ساتھ میرے اسطرح کی باتیں کہے اور اس بات دین رسول کو
 سنا اپنی کتاب سے دلیل چاہیے اور بی وقوفی سے مجھ پر انتہائی سلف
 مجھے طلب کرتا ہوا اپنے زندگانی سے سیر کر کہ ان باتوں پر دلیل اور پھر
 منہ طرف یاروں کے کر کے کہا کہ اے دلیران فولا باز و جنگ کام سالان
 بید رنگ کرو کہ میں خود میدان میں جاؤں گا اور جواب او سکورو بر و دوں گا
 ایلمچی نے ہنکر کہا کہ اے پیشوا یہ غصہ اور یہ باتیں سوال کا جواب نہیں ہے
 نہیں جانتا ہی تو کہ دھڑے نبٹے ساتھ اعجاز کے ممتاز ہوتا ہے اور نہ درویش
 سپاہ و لشکر بادشاہان جہان کو زیریا ہوا اور دھڑے نبٹے کو حلم اور علم اور
 اعجاز برتکیہ ہوتا ہوا اگر چاہے تو کوہ پانی ہو جاوے اور آگ بھول ہو جاوے
 اور ہم نے تو از روی محال نہیں کی کس واسطے تمہارا حال ہوا اور جس بات کا
 تمنے دعوے کیا ہے اوسکے دلیل ہم تم سے طلب کرتے ہیں نہ ہم بت پرست
 بلکہ اہل کتاب اور زردان پرست ہیں اگر تو اپنے دین میں طلب کرتا ہے تو کو
 امتحان لینا ضرور چاہیے تاکہ سچ و جھوٹ تمہارا معلوم ہو اور تجھ پر واجب ہے
 کہ حقیقت اپنی آشکارا کر اور اس بات کو تمام صحبت سے بوجھ کہ میں حق
 کہتا ہوں یا نہیں سببوں نے کہا کہ یہ مرد زوی اچھی بات کہتا ہے

جواب سے حجت تمام کرنا چاہئے عمر نے جو یاروں سے بھی یہ بات سنی
 تو کچھ چار اہ بن پڑا مجبور سے جواب دیا کہ کل اسکا جواب دون گا ایلمچی بہر
 اپنے مقام پر گیا اور عمر نے دلیرانہ دین سے کہا کہ تمکو کیا ہوا تھا جو تم نے
 اس کے قول کے تصدیق کی تم میرا حال خوب جانتے ہو کہ بارہ برس میں
 ایک سورہ بقرہ کو سیکھا ہے کہاں میں اور کہاں زبان عیڑائی و سر بانی اور
 کہاں توریت و انجیل اب ایسی فکر کرو کہ کل اسکا جواب کیونکر دیا جاوے یاروں نے
 کہا کہ عاجز نہ ہو اور جواب دشمن سے التجا پاس علی کے لیجا کہ یہ مشکل حل ہوگا
 عمر یہ بات سن کر چپ ہو گیا اور سر جھکا لیا ایک نے کہا کہ تامل کیا ہے عمر نے
 کہا کہ اگرچہ ہمیشہ مشکلیں علی سے حل ہوتی ہیں لیکن روبرو ان آدمیوں کے
 کیونکر علی سے ملتی ہوں میں کہ خلیفہ میں کہلانا ہوں بعض نے کہا کہ غافل اس
 کام سے نہ ہو کہ یہ کام بہت مشکل ہے علی سے بھی حل ہو تو غنیمت ہے جب
 وہ صبح کو ادریں گے تو تو کہنا کہ ایک شخص میرے تابعین میں سے ہے وہ اسکا
 جواب دیوے گا اگر وہ عاجز آوے گا تو میں جواب دون گا عمر نے اس بات کو
 پسند کیا اور جب صبح ہوئی تو وہ ایلمچی پاس عمر بن خطاب کے لئے جواب
 واسطے لے کر جواب کے آیا عمر نے ایک آدمی واسطے بلانے جواب علی سے
 علیہ السلام کے پہنچا وہ شخص بھی آیا اور کہا کہ وہ مکان میں نہیں ہیں صبح
 کہیں واسطے آپ ہاشم کے گئی ہوئے ہیں چنانچہ اسکا ساتھ فرشتہ
 کان قیصر روم کے پاس مشکا کشا کے اور طلب کے ناموخت کو
 اور دیکھتا اور لگا مہرات خلیل کو اس مظهر العجائب سے

اس شخص خدائے ہین اور حسین اپنے کے ساتھ اون لوگوں کے کہ جو واسطے تھان
 کے آئے تھے طرف اوس باغ کے کہ جہاں جناب امیر آب کشی کرتے تھے
 لیا اور جا کر سلام کیا اور اس شخص حکایت کو بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ
 چو شخص دین خلیل پر یہ پہلے اگر اپنا مطلب بیان کرے اور جواب
 تجھے ملے پس وہ شخص آگے صف کے بڑھا اور صحیفہ ابراہیم کو ہاتھ میں
 لئے ہوئے تھا اور وقت علی مرتضیٰ نے عمر سے ارشاد کیا کہ لکھو ان کا انبار کرو اور
 اوس میں آگ دیدو اور اسکے بعد اوس امتحان لینے والے سے کہا کہ جو توجہ ہے
 پوچھو اوسے مشکلات صحف کو پوچھنا شروع کیا حضرت نے بیان کرنا شروع کیا
 اور فرمایا کہ تو نکال فلان صفحہ میں اس کتاب کے اور میں دسکوڑتا ہوں
 تو دیکھتا جا اور اوسے بیان سے حضرت نے دعوائے اپنا ثابت کیا اس طرح سے کہ
 مدعی ساکت ہو گیا اور لا جواب پھر حضرت علی دہانسی اوٹھ کر طرف اوس آگ کے
 کہ جسکو دیکھ کر کتاب ہوتا ہی بلا خوف اوس آتش تیز میں چلے گئے اور وہ آگ
 گلزار ہو گئی جب دس آگ سے لالہ لگ دیکھے تو وہ سب وحی حیران ہو گئے
 اور اوس امتحان لینے والے نے بعد یقین کلمہ شہادت پڑھا اور دسی کا لایا
 اور کہا شہر محمد رسول است بیشک ربہ و می آتش توئی خالی از
 نقص و عیب ظاہر کرنا علی مرتضیٰ کا معجزات حضرت موسیٰ و
 داؤد علیہم السلام اور ایمان لانا یہودی اور داؤدی کا
 دیکھنے سے معجزات کے پھر حضرت نے تورات جاتہ والے کو بلایا
 اور فرمایا کہ اس کتاب میں فلان مقام کو نکال جب دسے وہ مقام نکالا

تو حضرت نے اوسکو پڑھو دعویٰ اپنا ثابت کیا اور اوسکے بعد یلچہ کو اپنے ہوا
 نکال کر پٹیک دیا حکم خدا سے وہ یلچہ اڑو یا سو کر طرف او سے آؤی گئے دوڑاؤ
 چلانے لگا اور کہنے لگا کہ محمد بیشک نبی میں اور آپ بیشک وصی میں مجھ کو اس
 بلا سے بچائے حضرت نے ہاتھ بڑھا کر اوس اڑو ہی کا سر ٹکڑیا تو وہ یلچہ چو گیا
 سب اس معجزہ کو دیکھ کر حیران ہوئے پھر حضرت نے عالم زبور کو بلایا اور
 اوسنے اپنے سوال حضرت سے کئے آپ نے جواب اوسکو دئے اور اوس
 بھی فرمایا کہ اپنی کتاب میں فلان مقام نکال جب اوسنے وہ مقام نکالا تو حضرت
 اوسکو اس خوش الحانی سے پڑھا گویا حضرت داؤد خود زندہ ہو گئے اور
 اوسکے بعد یلچہ کے لوہے کو موم کر کے کڑیاں بنائیں اور زرہ تیار کئے
 بس وہ قاصد بصدق دل ایمان لایا ظاہر کرنا جناب امیر کا حقیقت
 اسلام کو اور نصرانی کے انجیل سے اور زندہ کرنا حضرت کا
 مردہ بوسیدہ کو حکم پروردگار پھر نصرانی اپنی انجیل میں سے وہ مقام
 کہ جبئی منے منسل تھے پڑھ کر سوال کرنے لگا حضرت نے جواب دینا شروع کئے
 پھر حضرت نے فرمایا کہ فلان مقام پڑھو اور حضرت نے اسی عبارت سے
 دعویٰ اپنا ثابت کیا بعد اوسکے دیکھنے میں معجزہ عیسوی میں فرمایا کہ تو
 کوئی قبر پرانی تجویز کر تو میں حکم خدا سے اوس مردہ کو زندہ کروں گا پھر سب قوم
 اوسکی جہا طرف واسطے تالاش کرنے قبر کہنے کے دوڑے دیکھا کہ ایک
 قبر ایک گوشہ میں بہت پرانی ہے کہ اوسے کوئے آگاہ نہیں کہ وہ قبر کس
 ہے حضرت سے پوچھوئے لئے عرض کیا کہ اس قبر کے مردہ کو زندہ

کیجئے حضرت اون سب کو ہمراہ لیکر اوس قبر پر شریف لے گئے اور پہلے دو رکعت نماز پڑھے اور دعا فرمائے تھوڑے دیر گزری تھی کہ لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ آپ کے جادو نے آفرین کیا یہ کہتے تھے کہ مانگہاں وہ قبر نشی ہوئی اور ایک مرد وہی کہن بصورت عجیب قد و قامت میں بہت بڑا اور چوڑا برابر دس آدمیوں کے قد کے ہیں تمام سیاہ گردن میں طوق اور ہاتھوں میں سسامل اور نشان مازیانوں کے جا پہنچے پڑے ہوئے سب اوسکو دیکھ کر کانپنے لگے اور بہت سے بے ہوش ہو گئے سوائے شیر خدا کے اور کسی کوتاہ نہ رہی اوس سورہ عذاب نے براہمہ بخشایش سلام کیا امام نے جواب دیا اور پوچھا کہ کیا نام ہے تیرا اور کیوں بولا آنے میں تو نے اوسے عرض کیا کہ میں ایک مرد ہوں قوم فوج نبی سے کہ حکم اُنکے سے سرکشی کی تھی اور اغوائے شیطان اور بد نفسی سے گرفتار ہلا اس آیت میں ہر سون سے ہوں اور اوس روز سے اب تک ایک گوشہ میں جہنم کے کہ جہاں گذر ملائکہ کا بھی ہوتا ہی وہاں تھا میں آپ نے جو میرے تین اسوقت طلب فرمایا وہ ملائکہ نے مجھکو بہت دشواری سے ڈھونڈ کر پایا اور کہا کہ اوٹھ تجھکو دسے محمدیاد کو لے میں یہ فردہ سنتی ہی جان میں نے پائی اور دوڑتا ہوا آیا ہوں میں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ دسے محمد بیشک آپ میں کہ مجھکو اس بلا سے رہائی دلائے اسی وقت فرمان رب غفور سے طوق و زنجیر اُسکے بدن سے دور ہو گئی اور بدن اوسکا سرخ و سفید ہو گیا پھر حضرت نے اوس سے ارشاد فرمایا کہ تیرا جی چاہے تو دنیا سے دور کہ تو آزاد ہو گیا ہے اور اگر مائل اوس جہاں ہے تو پھر جا اوسنے عرض کیا کہ میں جی یہ چاہتا تھا کہ حضرت کے قدموں سے میں رہتا باعث غوثِ افغانی ہوں

حضور کی لطف دہرانی سے یہ دولت بے حساب مغفرت کی جگہ ملی اور رخ پاسے
 شدید سے نجات پائی اسید وار ہوں کہ اوسے جانب ساتھ عزت و اکبر کے جاؤں
 اور تیرے مشرکین سے نکل کر وہ مومنین میں داخل ہوں مینا اور زوجہ سے
 حکم فرما دو سب میں پھر دن میں جنگو گون نے کہ واسطے سے دیکھا تھا اب لکھی
 روبرو ساتھ عزت و شان کے پھر دن میں و صے نبی نے ارشاد فرمایا
 کہ پھر جاسا تھ عزت و اکبر کے پس وہ اپنی قبر میں در آیا اور مومنہ قبر کا بند ہو گیا
 نصرانے نے یہ بات دیکھی جو کہ مسیح سے شنی تھی وہ صدق دے سے ایمان لایا
 جب یہ بھڑات آشکارا ہوئے تو عمر شہ زندہ ہو کر گر گٹ کے طرحی رنگ
 بد لئی لگا اور ظاہر میں خوش ہوتا تھا آخر کار زبان عذر خواہی میں کہولی اور کہا
 کہ لولا علی لبیک عمر راوی کہتے ہیں کہ اس قول کو ستر مرتبہ عمر نے زبان پر
 جاری کیا اوسوقت ادن چاروں شخصوں نے کہا کہ اے حجت گردگار
 آپ بیشک و مے رسول فخر میں کس واسطے آپ نے خلافت کو اختیار کیا
 کہ فرض ہے حکم پر دروگہ اسے دے خدا نے فرمایا کہ و صے کلیم پمخیر کون تھا
 اوہوں نے کہا کہ بوشع فرمایا کہ بعد مے سے کس واسطے جانیں نہوئے
 حو کہ وہ لوگ اوس داستان غصہ نہوئے حق سے آگاہ تھے جب ہوئے
 اور عمر کو پاس کرا دیکھ کر کچھ بات نہ کی اور سمجھ گئے نامہ لکھنا عمر بن خطاب
 کا قیصر کو دوسری مرتبہ اور خواہش کرنا اسلام کی عمر بن
 خطاب نے خشی کو حکم دیا کہ جواب نامہ کا لکھ کہ جو یہ چاروں شخص تو نے
 واسطے امتحان کے بھیجے تھے انکا اب امتحان ہوا کہ وہ چاروں آدمی مسلمان

ہوئے اب سبکو مقام عقد کا بانی نہیں رہا اور ہم کو اختیار کر دینا چھوٹی بات بس
 وہ پاروں آدمی اور قاصد عمر کا نامہ لیکر روانہ ہوئے اور بعد تہوار کے قاصد کے
 یہ سب لوگ خدمت قیصر روم میں پہنچے اور نانہ قیصر نے فریاد کرنا اور سب
 ماجرا اپنی قوم سے پوچھا کہ جو لوگ واسطے امتحان کے آئے تھے فرستادگان
 روم نے سب ماجرا بیان کیا جو کہ پادشاہ آگاہ تھا دوسرے روز قاصد کے
 کہا کہ لکھنا جواب نامہ تیرے کا نقصان کا غذا کا مقصد ہے زبانی کہہ دینا کہ خود
 خاتم انبیاء ہے اور انجیل اور آئے اوں کے کے گواہ ہیں لیکن تو جانشین
 نہیں ہو بلکہ جاحد ہے اور جانشین اور دوسرے اڑکی علی مرتضیٰ میں کہ جسے
 یہ امتحان روشن ہوئے جب وہ صدر خلافت پر بیٹھیں گے جو کچھ کہ وہ
 ارشاد کریں گے ہم اس کو بجا لاویں گے تو یہ پورہ اپنی تین ریخ نہیے
 جب قاصد نے یہ جواب سنا تو شرمندہ و ہانسی پر گیا اور عمر کو زبانی
 پیغام پہنچایا اسنے یہ سکر خون جگر کہا یا اور خاموش ہو رہا معین کرنا
 عمر کا حد عمر کو اور الزام پانا اسکا ایک پسر زن سے راوی
 اس روایت کو اس طرح سے لکھتا ہے کہ رات و دن عمر کو یہی فکر رہتی تھی
 کہ حکم خدا و رسول میں کچھ ایجاد کروں چنانچہ بالائے مہر ایک روز غصہ سے
 بیان کیا کہ مہر عورتوں کا تین سو دہم ہمنے مقرر کئے جو کوئی اس حد سے
 تجاوز کرے گا وہ سزا پاوے گا لیکن مردوں میں سے بوجہ اپنے فائدہ
 کے کہنے جواب نہ دیا مگر ایک بڑھیا اتفاقاً مسجد میں تھی وہ اپنے
 مقام سے اٹھی اور باواز بلند کہا کہ اے عمر ترے کہنے پر کم باندھوں

یا حکم خدا پر خدا کتاب میں اپنے لطف و کرامت سے خود فرماتا ہے کہ مہربانیاں
 اگر رضا مندی تمہاری ہو تو ایک جلد بکری کے بھر کر صلا دو تو روای اور تو نے
 تین سو درہم سرفرازی اور جو کوئی ایک سو بیس یا زیادہ دیوے گا تو اس پر حد
 شرع جاری کرے گا اب ان دونوں حکموں میں سے کسے پیروی کروں یا مانگو
 سنکر عمر نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب سوائے اسکے نہ لیا
 کہ عورات گوشہ نشین بھی تجھ سے زیادہ جانتے ہیں بس یہ کہہ کر مہربان سے اتر
 آیا اور مرید لوگ اس طرح سے اس کا جواب دیتی ہیں کہ نہایت عمر لے انکس
 کیا کچھ جواب نہ آیا اب مقام انصاف یہ کہ نام زبان ناوان زیادہ گروہ زمان سے
 ہوا اور اسے کہتا ہے کہ گیارہ برس اور چھ مہینے عمر نے خلافت کے حکم کو
 اور تعرف احکام دین میں موافق لیاقت اپنے کے کیا جب آثار و ناس سے لگے

کے ظاہر ہوئی تو خردی خبر دنیا کعت ہو و سے کا عمر کو پہنچنے اجل
 سے اور نہ آگاہ ہونا اس جفا کیش کا اور شکایت کرنا
 ابولولو کا آقا اپنے سے ایک روز تنہا عمر بیتا تھا کہ کعب ل اخبار

آئے اور سلام کیا اور باتیں کرنے لگے جو کہ آپس میں ربط تھا کچھ مزاج
 بھی پہلے باتوں میں کعب نے کہا کہ اسے مہربان اب وقت بڑے جانی کا
 جہان سے قرب پہنچا بہتر ہے کہ تو اپنی فکر کر عمر نے کہا کہ یہ مزاج نہیں ہے
 اور اسکو ہنسے نہ جان عمر نے کہا کہ گوہر سے یہ خبر تو نے کہے کعب نے کہا
 کہ ایک روز میں رسول خدا کے خدمت میں بیٹھا تھا اور باتیں سو رہی تھیں
 کہ تو نے طلب جلا آیا اور کچھ بات کہی اس پر حضرت نے جواب کہ اسیت سے

دیا تھا جب تو چلا گیا تھا تو حضرت نے مجھے فرمایا تھا کہ یہ شخص بعد میری
 وفات کے حق علی بن عظیم و ستم زیادہ کرے گا اور اتنی بدت تک مجھے گاہجہ
 سے میں اسے آگاہ تھا نہ حسین چھل ہی اور نہ اقرار ہے جب وہ زمانہ
 نزدیک ہوا تو میں ہی تجھ کو خبر دی عمر نے کہا کہ کون ایسا ہے جو میری خون
 ریزی پر کرماند ہے گا مان چند سر البتہ کٹ جاوین گے خیر یہ دونو
 آدمی باتیں آپس میں کو رہے تھے کہ سامنے سے ایک شخص فرماوے
 ابو لولو نام کسے اہل دین کا غلام آیا اور کہا کہ اسے حاکم وقت میں تانا
 غلام فلان شخص کا بیون اور کسے چند پیشوں میں سپر مند ہوں اور مالک
 نے میرے دو درہم روز مقرر کئے ہیں کہ اجرت سے پہنچا کر دن اور ہر روز
 ایسے اجرت نہیں ہوتے کہ مالک کو بھی پہنچاؤں اور اپنی بھی اوقات بسر
 کروں امیدوار ہوں لطف امیر سے کہ رحم فرمائے اوپر اس حقیر کے
 اور تخفیف ہو جاوے میرے بوجہ میں عمر نے کہا کہ تجھ کو اپنے سپر و نسے آگاہ
 غلام نے کہا کہ اسنگرے اور بخاری جانتا ہوں میں اور خوردہ کاری عمر نے
 کہا کہ بہانہ مکر تین کام جان نے والے کو دو دو ہم دنیا مشکل بنیں میں اسے
 رو کر دوبارہ عرض کیا مجھ پر خفا ہوا اور ایسا ڈرایا کہ ابو لولو مایوس ہو کر چلا
 کعب نے اس وقت اسے کہا کہ یہ غلام چکی بنانے میں بھی بہت خوشیار ہے
 عمر نے پھر اس کو بلوایا وہ ناجاری سے سامنے اس کے آیا حکم دینا ابو لولو
 کو واسطے بنانے چکی کے اور تمہید کرنا اس کا قتل عمر کو اور سان
 اس ماجرے کا خلیفہ نے ابو لولو سے کہا کہ ایک چکی تمہارے

واسطے مگر اس طرح کی صفت اوسمیں ہوئے کہ کہا ہے میں زور نہ تیرے اور
 دانہ مثل سر پہ کے ہو جائے ابو لولو کا دل تو غصہ سے بہا ہوا تھا اس نے عمر سے
 کہا کہ میں آنکھ پر سے اس فرمایش کو تیری بجا لاؤں گا اور اسے حاکم وقت
 میں تیرے واسطے ایسی چکی بنادنگا کہ قیامت تک باو گاری گی نہ کہہ رہا
 سے چلا آئے راہ میں ایک ٹکرا فولا دگا مول لیا اور اوسکو آگ میں گھاڑ دیا
 چاقو اس طرح کا بنایا کہ وہ دستے میں چب جاتا تھا یہ اوس نے طیار کر کے خارج
 کے وقت مسجد میں دلیرانہ لگا اور دیکھا کہ فاروق تنہا صحن میں کھڑا ہوا
 لوگوں کو واسطے نماز کے جگہ رہا ہے جب اوس بیٹھنے چاہا کہ نوافل
 بجالائے اوس وقت ابو لولو قابو پا کر پاس اوس کے پہنچا اور وہ چاقو کہ
 دستے میں جھپٹا ہوا تھا فوراً وہ چاقو اوس کے پیٹ میں مارا کہ اس پہلو سے
 اوس پہلو سے باز نکل گیا اور عمر لوشنے لگا اور ابو لولو نکل کر مسجد سے
 بہا گیا لوگ سوتی میں سے عمر کے آواز سن کر دوڑے دیکھا کہ خلیفہ کے ہاتھ
 رگین کٹ گئی ہیں قابل رحم و پشی کے نہیں ہے جب یہ حال لوگوں نے
 دیکھا تو بعض تدبیر کار میں مشغول ہوئے اور بعض اوسکی تالاش میں گئے
 مگر زبان پر عمر کے ہر بار ابو لولو کا نام تھا کہ اوس نے کام میرا تمام کیا اب
 اوسمیں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ جو لوگ ڈھونڈ رہے تھے اوسہوں نے
 ابو لولو کو بہ دشواری تمام پایا اور اوس سے انتقام لیا اور شہید کیا
 اللہ بخیر اہل اجماع کے نزدیک بہتر ہے لیکن فرقہ مسلمین سے اس
 جرح واسطے کہتے ہیں کہ ابو لولو نے جب چکی کو بنایا تھا تو عمر کو واسطے

دیکھنے کے بلایا اور یہ تنہا ساتھ اس کے گیا کہ خلوت میں خوب غور سے دیکھتا
 جب اسے اوس چکی کو دیکھا تو بہت پسند کیا اور ہر جگہ پر اوس چکی پر
 اتھر رکھ کر دیکھتے تھے اس کے عیب و نہر کو اس وقت ابو لؤلؤ نے ایک طر
 سے اوس چکی کے پتھر کو اوپر کے اٹھایا اور کہا کہ اے امیر و کبیر نیچے کے
 پتھر کو اس کے دیکھ کہ کیسا بھار سے اور عمدہ لگایا ہے اس نے نیچے کے پتھر پر
 رکھا اس نے اوپر کے پتھر کو چوڑ دیا ہاتھ اس کا دب گیا اور وہ جا تو ٹھکرا سکی
 پیٹ میں در آیا اور شکم اس کا دریدہ ہوا جیسا کہ لکھا گیا اور ابو لؤلؤ بہاگ کر
 ایران کو چلا گیا اور تائید پروردگار سے ایسے طاقت اور سکون عطا ہوئی
 کہ ایک روز میں کاشان پہنچا اور اس طرف یہ آہ فغان کرتا تھا لوگ اس کی
 آواز سن کر اوسے مکان میں گئے اور انکو دیکھنے زخمی تر کیا ہوا اٹھالا
 اور بہت سے لوگ قاتل کے تجسس میں گئے ہر خند تلاش کی مگر نیا پایا
 عمر کا حال غیر دیکھا تو واسطے خلافت کے اس سے پوچھا کہ بعد تمہارے
 کار دین کیونکر سرانجام پاوے گا خلیفہ نے ایک آہ سرد دل پرورد سے
 کہنچی نا امید ہونا خلیفہ کا اپنی زندگی سے اور حوالہ کرنا کار خفا
 کو اوپر شورہ کے بعد اس بات کے خلیفہ خلافت کی تجویز کرنے لگے
 اور واسطے خلافت کے چہ آدمی تجویز کئے ایک عبد الرحمان دوسرا
 عثمان تیسرا زبیر چوتھی علی پانچویں طلحہ چھٹے سعد اور یہ کہا کہ ان چہر
 آدمیوں میں سے جس پر باخ اتفاق کریں وہ امام زمان ہوا اور اگر کہیں
 خلاف کریں تو عبد الرحمان جس کے طرف مہربانیت اور سپر اتفاق کرتے

اور جو کوئی اوسکے خلاف کرے وہ اپنے قتل پر آمادہ ہوا اور عبدالرحمان اگرچہ
 لیاقت نر کہتا تھا مگر علی سے دشمنی رکھتا تھا اور عثمان سے موافقت
 رکھتا تھا اور دوسرے خلیفہ صاحب کی بہن کا شوہر بھی تھا اور مراد خلیفہ
 کی اس سے یہ تھی کہ علی کو دین پر قابو نہ ہو جب اس نے اس طرح کا بندوبست
 کیا اور پاس نبی کی قبر کے فہالیش کے تاکہ قیامت تک لوگ پاس نبی
 جان کر رہتے اور اعتبار سمجھیں یہ تیجہ نر کر کے ایک آدمی پاس عایشہ کے
 بھیجا کہ میری سعی اور کوشش تم پر خوب روشن ہے عایشہ نے کہا ہبیجا
 کہ ابلاؤ سہلا خلیفہ اس جواب سے بہت خوش ہوئی اور علامات
 موت کے اپنے ظاہر ہوئے اور ایک پہاڑ بلا کا سامنے آگیا پس یہ بستر
 مثل ماہی بے آب کے ٹڑپتا تھا اور آہ فغان کرتا تھا جب اس میں قوت ضبط
 کی نہ رہی تو جو کچھ اسکی آنکھوں کے سامنے آتا تھا اوسکو بخود ہی سے
 بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کاش میں یہ کام نہ کرتا اور دوستوں سے آفات
 چاہتا تھا لیکن سب خاموش بیٹھے تھے تھوڑے عرصہ میں آواز عمر کی
 بند ہوئی اور دنیا سے گزر گئے یاران قدیم نے سامان تجہیز و تکفین کا کیا
 اور بموجب کہنے مادر مومنین کے حجرہ میں سالار دین کے انکو دفن کیا
 بائین کرنا مبنی اٹھیم کے ساتھ اہل انصاف کے امم خلافت
 میں اور باز رکھنا سرکشوں کا اوپر عقل عمر عاص کے
 گمراہی سے راہی خوش بیان اس روایت کو اس طرح سے
 لکھتا ہے کہ جب یاران عمر دفن سے عمر کے فارغ ہوئی تو ایک صحبت

خود بخود بنائی و بر بزرگان قوم اُسیہ کو اور گروہ سلین جو کہ بغض علی سے کرتے تھے
 ان سب کو جمع کیا اور ایک جماعت متصفون کئی کہ وہ علم اور فضل اور وقار
 میں علی کو فوق دیتے تھے اور کہتے تھے کہ حکم خدا سے نبی نے امام کیا
 اور اپنی حکومت میں ان دونوں خلیفہ نے غلطیاں کیں اور جناب امیر نے
 اصلاح دی بارہا اور جو اعدائے دین سے کیا یہودی اور کیا نصرانی
 اپنی حقیقت ظاہر کرتا تھا اور یہ دونوں عاجز ہوئے تھے و جناب امیر علیہ السلام
 اس کو قائل کرتے تھے اور اپنا دعوے ثابت کرتے تھے پھر ایسے نام
 جو ٹلا اور حق اولکا جو رستم سے چننا اب تم کیا جاتے ہو جواب میں ان
 سرکشوں نے کہا کہ یہ صفات اگرچہ تو تراب میں ہیں لیکن قدر کیسے پہنچ
 کرتے ہیں اور کیسے حسب نسب کا خیال نہیں کرتے خدا بھی حسین
 صلاحیت دیکھتے ہیں بس اس کا رتبہ بڑھا دیتے ہیں اگر وہ غلام بھی ہو
 تو اور شریفوں کے آبرو اس کے بڑھا دیتے ہیں اگر یہ بات نہ اوتھیں
 ہوتی تو وہ سب سے بہتر اور افضل تھے حقیقت میں یہ صفت خاص
 اس جناب میں تھی کہ زائد پر مہربانی کرنا اور فاسق سے نفرت عمر
 عاص بولا کہ جو بات میں کہوں اور تم لوگ اس کو قبول کرو تو علی اس
 سے انکار کریں گے خود بخود سبہوں نے کہا کہ کہو سب کو منظور ہے
 اس نے کہا کہ اس کام کے واسطے ایک مرد باعتبار چاہئے کہ وہ
 علی کی طرف موٹھ کر کے دل سے بیعت کرنے کے ابتدا کرنے اور لکار
 کر کہے کہ ہم حکم خدا اور رسول سے اور سنت ان دونوں کے بیعت

اختیار کر لئے ہیں جب علی یہ شرط قبول نہ کریں گے تو سب عدول کر کے عثمان
اس شرط کو چاہنا وہ رضا کو رغبت قبول کر لیں گے گا اور سوقت تم سب کے سب
تلا غدر اوس سے بیعت کر لینا سبہون نے اس بات کو پسند کر کے
اوس کی تعریف کی اجماع اہل اسلام کا واسطے مقرر کر کے
ظفر کے اور کیفیت بیعت کرنی ساتھ عثمان بن عفان

کے دوسری روز جب آفتاب بلند ہوا تو سب لوگ جمع ہوئے اور
جناب امیر علیہ السلام کو بھی بلایا حضرت نے اوس صحیفہ میں باعلان فرمایا
کہ خلافت خدا اور رسول کی طرف سے ظاہری اور باطنی محکوم اور جس کے باب میں
نبی نے آیت منی ارشاد کیا ہے وہ میں ہوں اور صاحب علم لدنی میں
ہوں اگر تم سب رضامندی خدا و رسول کی چاہتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو
اور نہیں تو جو تمہاری خواہش ہو وہ کرو عبد الرحمان اس نے آیا اور کہا کہ
اے ابواحسن آپ کے مثل کوئی اس انجمن میں نہیں ہے اور آپ
بیشک لائق و سزاوار خلافت کے ہیں اس واسطے ہم بیعت آپ سے
اس طرح سے کرتے ہیں کہ حکم خدا سے قدیر واسطے حفاظت دین و رسول
امین اور سنت شیخین متین کہ جانشین رسول کے تھے ہم بیعت منظور
کرتے ہیں شیعہ خدا نے جواب دیا کہ حکم خدا و رسول دل سے منظور ہے
مگر کار شیخین منظور نہیں عبد الرحمان نے پھر ہونہ طرف عثمان کے
کر کے اس شرط کو بیان کیا اوس نے بل قبول کر لیا اور کہا
کہ میں سنت شیخین میں فرق نہ کروں گا یہاں عبد الرحمان نے بیعت کی

پھر تمام بنی اُسیہ سے بیعت کی بعد اُنکی اور دشمنان علی سے بیعت دے
 کی بعد اسکے علی کو طلب کیا اور حضرت راستے اوسکے آگئے اور فرمایا
 کہ جو چاہے سو کر آخر ایک روز خدا کو جواب دینا ہو گا اور میں تیرے عہد عمر کے پیر
 ساتھ بسر کروں گا یہ کہہ کر حضرت وہاں سے باہر تشریف لائے اور
 مہاجر راستہ کیا گیا عثمان نے مہاجر جاکر خطبہ پڑھا اور سب سے اوپر کی
 سیڑھی پر جا کر بیٹھے کہ جہاں رسول خدا بیٹھا کرتے تھے اور ہاتھ میں
 عصا لیکر حیران کھڑا تھا اور خطبہ سے اجنبی تھا فقط نام خدا لیتا تھا اور
 چپ ہو جاتا تھا اور کچھ اسکے ذہن میں نہ آیا کہ کس طرح خطبہ پڑھنا
 چاہئے عبدالرحمان نے یہ دیکھ کر کہا کہ تجھ کو اس وقت شہرم وامن گیر کر
 تو اللہ کے ہواور نیچے مہاجر کے عثمان بن حنیف اپنے اوسکے کے مہاجر
 سے اوتر کر مسند خلافت پر بیٹھا بیٹھنا عثمان کا مسند خلافت
 پر اور وزیر کرنا مروان کو اور چلانہ قرآن کا اور قتل کرنا
 ابن مسعود کا جب عثمان مسند خلافت پر بیٹھا تو پہلے اسنے جتنے
 عمال کہ عمر کے تمام مملکت میں پہلے ہوئی تھے انکو سبکو مفرول کیا مثیل
 عراق و شام و روم اور اقلیم ایران وغیرہ میں اپنے عزیزوں کو بھیجا تاکہ وہاں
 خواہش اسکے کے انتظام کریں دوسرے یہ کہ مروان ابن حکم کہ
 شہادت میں مشہور عالم تھا اور رسول خدا نے اوسکو شہر بدر
 کر دیا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ یہ شہر میں نہ آنے پلوے اسوجہ سے
 لوگوں نے لقب اوسکا طرید رکھا تھا اور اوسکو ابوکر و عمر نے بھی اپنے

وقت میں طلب نہ کیا اور سلمان مثل کہتے کے اس کو دور دور کر گئی
 اور زناؤ قمار و شراب میں بے تکلف و بے حجاب تھا لیکن عثمان کا
 چچا زادہ بھائی تھا اور دوستے آپس میں بہت رکھتے تھے جب یہ
 خلیفہ مواتا تو اس کو باغزار بلایا اور واسطے پیشوائی کے معہ فوج و رفیقوں
 کے گیا اور ملا اور بوسے لئے اور اپنے مکان پر لا کر سند پر اس
 بیٹھایا مروان نہایت خوش ہوا اور جو لوگ کہ اس کو مثل کہتے کے
 جانتے تھے ان پر خندہ زنی کرتا تھا خلیفہ نے بہت مہربانے کی اور
 ایک خلعت خاص پیش قیمت دیا اور سو نہار دینار بیت المال سے
 شگوا کر اس کو دئے اور کچھ پردہ جبر کے نہ کی کہ مال میں شہرکت اہل
 اسلام کی تھے بسبب اختیار اپنے کے اس کو دیدیا اور نہاروں کے
 کھلی کاٹے اور اس کو وزیر ایسا کیا وزیر نے پہلے اجتہاد یہ کیا کہ مثل بادشاہان
 کے دربان و حاجب مقرر کئی اور حکم دیا کہ کوئی بے اجازت نہ آ سکے
 اور واسطے خلافت کے جگہ بلند مقرر کی اور لباس زرین واسطے
 برتری کے پھنا اور غلام ترک و دیلم و زنگیارسے زرین کلاہ و زرین کمر
 مقرر کئے تاکہ جب خلیفہ مسند آرا ہو تو وہ دست بستہ سامنے کھڑے
 ہوں اور محفل میں کوئی اہل دین بے حجاب سوال و جواب نہ کر سکے
 دوسرے تصرف مال پر بھی ایسا کیا کہ جس کو چاہا نہار ہار و پردہ دیا
 اور قرآن مجید کو کہ اس نے ترتیب دیا تھا حکم کیا کہ اصحاب دین
 اس سے نقل کر لیوں اور بخشنے قرآن کو گونہ کے پاس تھے

سورہ وغیرہ انکو سبکو جمع کر کے جلادیا اور سب سے تین ایسے تھے کہ ابن مسعود
جو قرآن کہ بسم اللہ سے تا اختتام مرتب کیا تھا اوسکو بھی منگولیا تھا اونہوں
نے عذر کیا اسنے زبردستی چنوا لیا اور اوسکو بھی جلادیا اسبات
سے دل ابن مسعود کا غمگین ہوا اور زبان واسطے طعنہ کے کہولی یارو
نے اوسکے اوسکو اس امر کے خبر دے عثمان نے یہ سنکر ابن
مسعود کو پکڑا بلوایا اور مارنے کا حکم دیا اور اب انکو مارا کہ اوسے صد جیسے
تیسرے دن مر گئے اور جہاں جہاں ملک میں چراگاہ تھی عہد سول سے تا یحییٰ

اوسپر محصول مقرر کیا اور اہل دین کو ملکر کیا ہونا جور و جفا کا حکم
عثمان سے اور لکھنا مضیبت زدوں کا اپنے اپنے
سر داروں اور ملتے ہونا آدمیوں کا عمار سے اور

ظلم کرنا اصلاح کو راوی لکھتا ہے کہ وہ سرکش جب تمام ملک میں
پہنچے اور عصا اور ردا کو ایک طرف رکھا اور لہو لعب اور وضو شستن
کے بناءے اور ڈوف و جنگ میں معروف ہوئے اور سوائے پکڑ و پکڑ
اور کوئی کام نہ تھا اور شورش اعمال نے جہاندار کو بھی کینہی زمین
مشغول کیا خلیفہ نے بھی ہاتھ واسطے گرد آوڑی کے بڑبایا اور نامہ
عالمون کو لکھے کہ ہر ملک سے خزانہ جسقد حاصل ہو سکے ارسال کرو
جب یہ حکم عالمونکو پہنچا تو دروازہ ظلم کا کھل گیا اور ہر اہل غور سامان
خلافت میں معروف و سرور تھا جب اوس ظلم سے لوگ تنگ آئے
تو پہلے عاجز رہے کئے آخر کار تنگ آکر اپنے اپنے سر داروں سے

سنتیں محال کو نمایاں کیا کہ ہمارے اوپر ایسا ظلم کرتی ہیں غرض کہ اس کے ظلم
ستم سے ہون پر جان ہے شرارت کو خواہاں پر نہ دن کو آرام و دروغ افترا سی
مال ہر ایک کا چھتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ انکی حرکتوں سے
اگاہ نہیں ہے تم لوگ واسطے اصلاح کار کے پاس امام زمان کے جاؤ اور
حال حاملوں کے ظلم و ستم کا بیان کرو تاکہ ہم ان ستم گاروں کے ظلم سے
نجات پادین اور اگر ہم اپنی داد کو نہ پہنچیں گے تو راہ غنا و اختیار کریں گے
جب اس طرح کے خط نزدیک دور سے بزرگان قوم کو پہنچے تو ہر طرف
ایک داد خواہ پیدا ہوا تو جسے ناکرین تھے وہ سب فکر میں ہوئی کہ اظہار
اسکا بے سود ہو کہ دشمن نے خود حکم اسکا دیا ہے اور جہاں نے میں تمام ملک میں
خلل مٹا ہے آخر کار واسطے اظہار کرنے کے صلاح قرار پائے اور یہ تجویز کیا
کہ ایک نامہ داران دین سے کہ جو خلقت کے نزدیک بھی صاحب احترام ہو
ہمارے طرف سے خلیفہ کو یہ پیام ہو بخاویں سب کا دل عمار پر بیل ہو اس پر
نے اوں سے اگر ساتھ عز و اکرام کے کہا کہ بیدار اس شخص کے حد سے
گندمی ہے اور اوپر اہل جہان کے کام تنگ ہوا ہے اور یہ بات ظاہر ہے
کہ اسلام کو ابھی ایسا سوخ نہیں ہوا ہے اور کفار شل سنگ و کلوج کے
میں اس ستم کرنی میں مبادا کسی طعنے کا فتنہ پیدا ہو اور اسلام میں خلل
تو اس سے بہتر ہو ہے کہ وہ ان باتوں سے درگزر کرے لیکن ایسا ہی
سمجھنے کو ہے بہتر کون نام در ہے کہ اصحاب خاص رسول امام سے ہو اور
نہ بدو تقولے ہیں اور سن و سال میں سب سے زیادہ ہو اور قدر و منزلت

تھاری خلیفہ بھی جانتا ہے آپ واسطے خوشنودی خدا کے اس کام میں پیر رکھی اور سبکی طرف سے القاس کیجے کہ جڑ سے مناسب جائے پھارے اور سے اس بلا کو دور کرے عمار نے کہا کہ واسطے ہمار

نفع کے چھکوب کو سب قبول ہے پہنچانا عمار یا تم کا ستم ویدگان کو پاس عثمان نے اور مارنا غلامان عثمان کا موافق حکم عثمان کے اس اہل ایمان کو اور منتشر ہونا اس خبر کا

اور ٹھگین ہونا اپوز کا دوسرے روز عمار اس کے مکان پر گیا اور اس نامہ کو پیش کیا عثمان اس کو پڑھ کر ترش رویہ ہوا اور کہا کہ ان احمقوں کو کیا ہوا ہے میں خلیفہ ہوں جو حکم دوں اس کو ماننا چاہئے اس کو منظور کریں گے تو بہتر ہے ورنہ ان لوگوں کو اس زمین سے نکال دوں گا عمار نے یہ سن کر کہا کہ پاس داد خواہوں گا کہ رافضیہ چاہئے اسوچہ کے کہ عامل میرے ظالم میں اس بات کو سنتے ہی غضب ناک ہوا اور گالیوں دینے لگا اور اپنے غلاموں سے کہا کہ ان کو مار کر نکالو غلاموں نے عثمان کے عمار کو بہت سارے کو ب کر کے نکال دیا اور جو دلاور ان صحبت تھے وہ اس ماجرے کو دیکھ کر انگشت بدندان ہوئے پھر کہا کہ یہ ایسی بات نہ تھی کہ جس کے واسطے عمار ایسے شخص کو زور کو ب کیا اور عمار اس مار کے صدمہ سے بیہوش ہو گئے تب غلاموں نے اس کے روبرو سے ہٹا کر علاحدہ ایک گوشہ میں ڈال دیا ایک شانہ روز نماز ان کی فوت ہوئی جب ان کو موش آلا غلام نے

ان کو زندہ پایا تو انکو اس مکان سے نکال دیا اور انہوں نے کچھ شکایت نہ کی جب یہ ظلم شہر میں مشایخ ہوا تو ہر ایک مسلمان کو اپنا اپنا خیال عیاں راوی کو بتا دیا کہ جب یہ خبر ابوذر کو پہنچے تو وہ شام میں تھے اس خبر کو سنکر نہایت غمگین ہوئی اور جوش دے دے وہ حدیث کہ جو رسول خدا نے فرمائی تھی زبان پر لائے اور اسکو جو سنتا تھا وہ غمگین ہوتا تھا یہاں تک کہ معاویہ نے بھی سنا کہ وہ وہاں کا عامل تھا اسنے یہ حال سنکر عثمان کو لکھا کہ ابوذر اس رنج سے کہ جو عمار کو تھکے پہنچا ہے ہر جمعہ اور ہر مکان میں تبرع عیب بیان کرتے ہیں اور دل خلقت کا بھیسے پھیرتے ہیں اگر انکا تدارک نہ کرے گا تو خلافت میں خلل پڑے گا جب یہ خط عثمان کو پہنچا تو اسنے منشی کو بلا کے کہا کہ جواب اس نامہ کا لکھ کہ بروقت دیکھنے اس نامہ کے ایک لفظ کی ابوذر کو مہلت نہ دینا اور ایک دنٹ نشکی پیٹ پر سوار کر کے اور ایک آدمی سنگ دل چراہ کر کے میرے پاس روانہ کرنا اور اس سے یہ تاکید کروینا کہ وہ منزلہ کرانا ہوا جلد میرے پاس اسکو پہنچا دے اور جو کچھ ظلم و جبر اس سے ہو سکے اشیاء راہ میں اس پر کرے جب یہ نامہ معاویہ کے پاس پہنچا اور وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے موافق مضمون نامہ کے عمل کیا ابوذر سمجھے کہ وہ دن آپنچا جسکی خبر نبوک میں رسول مقبول نے دی تھی ناچار اس دنٹ پر سوار ہوئے

توراوین ٹانگین ان کے چیل گئی تھیں اس حال خواب سے پاس عثمان
 پہنچے یہ انکو دیکھ کر نہایت غصہ کیا اور شتی کرنا عثمان کا ابوہریرہ
 کے ساتھ جو حبیب بیان کرنے لے حدیث رسول خدا کے
 اور نکالنا اور لکھنا دینے سے ازراہ کینہ کے عثمان نے کہا کہ اسے اگر
 تو اپنے تئیں کیا سمجھا ہے کہ جو ابوہریرہ کے زبان کہوتا ہے ابوہریرہ کہتا
 کہ اس روز کو یاد کر کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور تو تھا اور فلان فلان
 شخص تھے کہ رسول خدا نے میرے کانڈی پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا کہ نبی کا
 خاص سے ہے اگر تجھ کو لوگ عبد اللہ کہیں تو درست ہے اس وقت سے
 لوگ عبد اللہ کہنے لگے اور تو مجھ کو تا کس کہتا ہے خدا ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ عثمان
 کہا کہ تو مجھ کو برا کہتا ہے کہ مال خدا کو جسکو چاہتا ہے دیتا ہے ابوہریرہ نے کہا
 کہ یہ بات تو سننے نہیں کہے مگر جو حدیث کہ رسول خدا سے سنے تھے وہ بستر
 میں بیان کی ہے کہ اولاد ابوہریرہ سے ایک شخص ہو گا کہ غلام زید بن
 آگے اس کے کھڑے ہوں گے اور وہ کبر و غرور سے انصاف سے غافل
 ہو گا اور قریب ہے کہ وہ سکر غلاموں اپنے کے کشتہ ہو عثمان نے یہ بات
 سکر غلاموں کو جو کھڑا دیکھا نو شہر منڈگی سے واسطے چوڑا کر نکل کہنے
 لگے شعر بگفتش بہ عوث برحق چرا تو اسے مفتری کہنی افرا +
 ابوہریرہ سکر سننے لگے اور کہا کہ میں نے کبھی افرا نہیں کیا ہے اور نہ کہ
 رسول خدا پر عثمان اس بات سے درپے آزار ہوا لیکن یہ چاہتا تھا
 کہ حجت تمام کر لوں اس نے جناب امیر علیہ السلام کو بلوایا اور حضرت

داخل محفل ہوئے تو عثمان اپنے جگر سے اٹھ کھڑا ہوا حضرت نے ابوذر کو دیکھ کر
حضرت نبی کو یاد کیا اور نگاہیں ہوئے لیکن مصیبت پر ابوذر کی حد لیا خلیفہ انخاص
کہنے لگا کہ اسے ابو الحسن کوئی نہیں ہے مثل تمھارے علم و فضل میں
اس انجمن میں ابوذر یہ حدیث رسول خدا سے بیان کرتا ہے آپ کبھی اس سے
آگاہ ہیں شیر خدا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس حدیث کو رسول مقبول
سے نہیں سنا مگر ابوذر کو خوب جانتا ہوں میں کہ یہ چوٹ نہیں کہی گا
رسول خدا نے کہا ہو گا اور سوقت پر شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ آپ کو کئی
صداقت کا کاہی سے یقین ہوا جناب امیر نے فرمایا کہ میں نے اپنے کان سے
سنا ہے کہ رسول خدا ارشاد کرتے تھے کہ کوئی روئے زمین پر ابوذر
زیادہ راست گو نہیں ہے حاضرین صحبت نے کہا کہ ہم نے بھی یہ بات
رسول خدا سے سنی ہے خلیفہ نے یہ سن کر سچ و تاب کہا یا اور کہا کہ
توفیق گر ہے ابوذر نے کہا کہ میری طرف یہ خیال نہ کریں ہرگز فتنہ گر نہیں
ہوں بلکہ راست گو ہوں خلیفہ نے کہا کہ تو ہر جگہ میرا عیب بیان کرتا
ہے تاکہ میری خلافت میں خلل پڑے ابوذر نے کہا کہ اسے پیشوا میں
ایک بے نوا میرے کہنے سے کون پہر لگا عہد ابوبکر و عمر میں نہ فتنہ اٹھا
تو اپنے اعمال و افعال پر نظر کر خلیفہ نے کہا کہ تجھ کو میرے اعمال سے کیا
کام اولو الامر میں اور صاحب اختیار ابوذر نے کہا کہ اولو الامر کو دو
امر بہت ضرور ہیں حکم امر معروف کا اور دوسرے نہی منکر اور
اور میرے عہد میں اسکا نام نہیں جب عثمان نے دیکھا کہ یہ جواب میں عاجز

نہوے اور جواب دندان شکن دیا تو جناب میر علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا کہ
 یہ میری فتنہ گر جان میں شورشش کرتا ہے اور اہل اسلام کو مجھ سے بدتر
 ہے مشیر خدائے عثمان سے کہا کہ تو ان کے طرف ایسا گمان نہ کر تو
 تو خلیفہ نے لایا چار ہونے کہا کہ میں یہ جانتا ہوں کہ میرے ملک سے یہ نکل
 جاوے ابو ذر نے کہا کہ جس جگہ تو فرما سے میں چلا جاؤں خلیفہ نے
 کہا کہ روئے زمین میں کوئی جگہ اچھی ہے اور کون سے بڑی ہے
 ابو ذر نے بکیر کہنے اور کہا کہ قول نبی سچ ہوا اس پوچھنے کی بھی
 عجوبہ دہی تھی اے خلیفہ کعبہ کے زمین سب سے بہتر ہے کہ میں با
 ایمان لایا تھا اور بڑی زمین بندہ کہ وہاں کفر میں بسر کی تھی میں نے یہ
 بات سنا کہ خلیفہ نے مردان کو حکم دیا کہ ایک اونٹ بے کجاوہ لاکر آکو
 سوا کہ رو اور ایک آدمی خاص لوگوں میں سے ہمراہ کر کے اسکو بندہ
 میں پہنچا دو کہ وہ اس صحرا میں چھوڑا دے اور کوئی اہل دین
 میں سے رخصت کو اسکی خواہے پس مردان سامنے آیا اور انہوں
 کو ہاتھ بکڑ کر لے گیا اور اوپر ایک اونٹ سست کے سوار کر کے
 کیا اور ایک لڑکی ابو ذر کی تھی وہ بھی ان کے ہمراہ ہوئی واسطے
 رخصت کرنے کے علی مرتضیٰ اور حسنین و عباس و عمار و مقداد
 تھوڑے دور تک گئے اور واسطے صبر کرنے کے حکم دیا جب وہ ہر
 شہر سے ہوئے تو یہ سب بزرگ اپنے مکانوں کو پھرتے گئے
 اثنائے راہ میں مردان سے سامنا ہوا کہ ہمارے مردان کا علی

علیہ السلام سے کہ کہوں خلاف حکم خلیفہ کے کیا ہے
 اور مشایعت ابوذر کی کی حضرت نے ایک چوب
 مروان کے اونٹ پر ماری اور سنہ عثمان سے اس
 بات کی شکایت کی مروان نے شیر خدا سے کہا کہ آپ خلاف
 حکم خلیفہ کے کیوں ابوذر کے پہنچانے کو آئی اس پر حضرت نے خفا
 ہو کر مروان کے اونٹ پر ایک لکڑے ماری اور کہا کہ اسے طریقہ میں
 حکم خدا و رسول کے خلاف نہیں کرتا ہوں مروان دہان سے پاس
 خلیفہ کے آیا اور شکایت کی خلیفہ نے جناب امیر علیہ السلام کو طلب
 کیا اور کہا کہ ابو الحسن کیا باعث ہے تمہارے حکم نمائے کا غلط
 نے کہا کہ میں حکم خدا و رسول کو ماننا ہوں اور اسکے خلاف جو تو
 کہے گا تو میں ہرگز نہ مانوں گا خلیفہ اس جواب سے منفعل ہوا
 اور چاہا کہ شرعاً الزام دیوے پھر کہنے لگا کہ لکڑے اسکے کیوں
 ماری اور دشنام کیوں دے علی مرتضیٰ نے کہا کہ وہ بھی ایک
 لکڑے میرے اونٹ کے ماریوے اور طریقہ جو میں نے کہا تو وہ اسکا
 نام ہے کہ زمانہ رسول انام میں مشہور تھا حیدر کراریہ گفتگو کر کے
 اپنے دولت سرا کو تشریف لے گئے مگر خلیفہ کو اسکا بڑا اطلال
 رہا اسنے مروان سے پوچھا کہ کس طرح علی کو زیر کرین اسنے
 کہا کہ چند آدمی سنبیدہ سے کہا جاوے کہ وہ جناب میر کو سمجھا دیں
 اور جو وہ اسپر نائین تو خوف دلا دیں اور اگر یہ بات کارگر نہ ہوگی

تو اور فکر کیا وے کی خلیفہ نے ایک اصحاب مغیرہ نام کہ گفتگو میں دیکھا
تھا اس س کام پر مقرر کیا وہ اپنے ہمراہ دو آدمی لے کر کہ مثل اس کے
تھے خدمت میں شبیر خدا کی گیا اور گفتگو حضرت سے شروع کی
اور کہا کہ اے ابو الحسن اس انجمن میں مثل آپ کے کوئی نہیں
ہے کہ سوچہ سے کہ رسول مقبول کے بھائی اور وصی آپ بن عثمان
آپ کے روبرو کیا ہے لیکن دو حق آپ پر اس کے میں ایک خلافت
دوسرے قرابت اور سپر مہربان رہی اور اس کے افعال کو
مونیہ پر نہ لالے اور سہ محفل شہ مندرہ نہ کیا کیجئے شبیر خدا
نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے گا ورنہ نہ کروں گا میں لیکن حق سے
نگذروں گا اور جھوٹے کا ساتھ نہ دوں گا مغیرہ نے عرض کیا کہ
اگرچہ یہ بات لاجواب ہے لیکن آپ کی مہربانی سے اسید وار ہوں
کہ اگر حق بھی ہو وے تو اس میں تساہل فرمایا کیجئے کہ اس میں گمان
ضرر ہی اس سبب سے کہ وہ اقتدار رکھتا ہے شبیر خدا آزرہ
ہو لے اور کہا کہ اے گدے قہر عثمان سے ڈرانا ہے اور جانتا ہے
کہ حق سے گزروں اگر راہ حق میں سر بھی جاوے گا تو کچھ پرواہ
نہیں رکھتا ہوں مغیرہ نے جو دیکھا کہ حضرت غصہ میں ہیں تو خوف
سے کانپنے لگا اور معہ ہراس بیان اپنے کے دہان سے اٹھ گیا
اور عثمان سے یہ سب حال جا کر بیان کیا وہ سن کر اندیشہ مند ہوا
اور تدبیر سوچنے لگا کہ کس تدبیر سے زیر دست کروں داؤد خوا

یونان مردم بصرہ کا اور اور شہر وں کا جو حکام سے
 پاس عثمان کے نہ دینے داو منظر ہوں کو ان کے
 مردان سے خلیفہ سے ٹکر میں تھا کہ ایک حاجی سامنے سے آیا اور
 کہا کہ میں رہنے والا بصرہ کا ہوں اور سب چھو لے اور بڑے بصرہ کے
 عبداللہ جو حکم بصرہ کا ہے اس کے جو رو دستم سے جلا سے وطن کے
 پونے ہیں اور اسید اور غور کنی خلافت بنا ہی بحال تباہ دروازہ بکھرے
 ہیں اور مجھ کو واسطے اجازت کے بھیجا ہے خلیفہ نے یہ بات سنکر
 سواے بلا لینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا سب کو بلوالیا اور ان لوگوں
 نے ساتھ گریہ و زاری کے سلام کیا اور یہ کلام کیا کہ اسے بچاؤ
 رسول پیروہ بلانائل ہوئی ہے کہ اگر بچاؤ پر ہو تو پانی پوجا دے
 گئے حال کے ظلم کی کمی نہیں ہوتے اس سے ہم سب یا جمال
 ہو گئے ہیں آپ ہم عاجز وں پر رحم فرمائے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں
 کہ دروازہ سے ایک شور و فغان اور بلند ہوا عثمان نے پوچھا کہ یہ شور
 کیا ہو لوگوں نے کہا کہ یہ کوفہ کے جماعت ہے کہ حاکم سعید شقی کے
 ہاتھ سے فریادی آئی ہیں خلیفہ نے ان کو بھی اندر بلوالیا اور ان سے ہوں
 نے عمامہ زمین پر پینک دئے اور گریہ و زاری سے کہا کہ سعید شقی
 نے ہمارا مال و اسباب ضبط کیا ہے اور محصول دھانا لگتا ہے اور
 ظلم سے ناموس پر بھی ہاتھ دراز ہے کرتا ہے اس سب سے ہم شہر
 سے فریاد دے آہ و فغان کرتے چلے آئے تھے مکان اسکا فریاد کو

آہ و فغان سے ماتم سرا ہو گیا تھا خلیفہ نے یہ دیکھا کہ وہ دیکھ کر واسطے اسے
 فریادیوں کے کہا کہ جو مرضی تمہاری ہو گے ویسا کیا جاوے گا لیکن بہت
 دینا چاہئے اور زبان کو شور و شر سے بند کر دیا سہات سے لوگوں کو
 تسکین ہوئی اور امید وعدہ حصول مراد پر فریادی جا بجا چلے گئے اور خلیفہ
 نے اپنے عزیزوں کو خلوت میں بلایا اور اسے پوچھا کہ تدبیر اسکی کیا
 کرنا چاہئے کہ عاملوں کے ظلم سے رعایا تنگ ہوا وہوں نے جواب دیا
 کہ عاملوں کا بدلنا بہتر نہیں ہے کیونکہ ان کی فریاد کے وجہ سے
 عاملوں کے بدلنے میں خلافت میں خلل آجاوے گا اور رعایا کو
 زور ہو جاوے گا اور رزق اور دزدہ کاموں کو خیال میں نہ لائے
 اب کی دفعہ جو ان فریادیوں کے مراد پر نہ آوے گی تو آئندہ کب کوئی
 ایسی آزد نہ کرے گا جب خلیفہ نے یہ بات سنی تو فکر کرنے لگا کہ
 کس بات پر عمل کروں رات و دن اسے فکر میں رہا کہ دوسرے
 روز صبح کو طلحہ ساتھ زبیر کے پاس خلیفہ کے آیا اور کہا کہ
 فریاد کو فریادیوں کی پہنچ اور ظالموں کو سزا دی اور زمین تو خدا
 میں تیری خلل آجاوے گا یہ خلیفہ سن کر نہایت پریشان ہوا اور
 واسطے اسکی صلاح کے پاس شیر خدا کے گیا اور جبکہ کر
 سلام کیا اور سب حال بیان کیا شیر خدا نے فرمایا کہ ظلم میں کچھ
 عاملوں کے شک نہیں ہے اور جب تک پردہ تھا تو یہ تسکین
 تشفی فائدہ مند تھے اب رعایا اور عمال میں دشمنی ہو گئی ہے

اب عامل رعایا پر ظلم زیادہ کریں گے اگر تو یہ چاہتا ہو کہ ملک میں فتنہ ہو
تو عاملوں کو بیل دے ورنہ اس سے زیادہ فتنہ پیدا ہوگا فریادوں
کی رضا مند سے سے عامل مقرر کر اگر اس چاہتا ہے شہر نمودم حق
مشورت میں ادا نہ تو دیگر لیکن انجہ دانی رواد خلیفہ یہ بات سنا کر زمین
خوش ہوا اور اپنے مکان کو آیا کہ اس مصلحت کو سچا لائے جب
شیاطین اس کے پاس آئے شل مروان وغیرہ کے کہ عاملوں
سازگرتے تھے انہوں نے کہا کہ اسے بے خبر تو علی کو کیا سمجھتا ہے
نذا اپنے لگے اور چھپے کی بھی خبر رکھ اور عمال سب تیرے غزو
خوبش میں اور علی بداندیش ہیں چند فریادی بے سرو پا شل
کیدرون کے غل چاٹے ہیں کچھ دسوا اس اور خوف نہ کر اپنے
بات پر مضبوط ہو خلیفہ نے اپنے یاروں کی بات پر عمل کیا اور شیر خط
کے کہنے پر خیال نہ کیا جب وہ فریادی نامراد سے تو عاملوں نے
اون پر اور ظلم و ستم زیادہ کرنا شروع کیا دوبارہ وہ فریادے
خلیفہ کے دروازہ پر آئے اور اسنے کچھ نہ سنا اسی طرح سے چند
بار پر شیر و یار سے وہ خستہ جگرتے تھے اور سوائے کال دینے

کے اور کچھ نہ پاتے تھے آنا مصریوں کا داد خواہی کو پاس
عثمان کے اور طلب کرنا ادخواہان اور شہروں کو بخواب
اہل مصر کے اور جمع ہونا خلقت بسیار کا سر شہر و دیار
سے اور شور و شکر کرنا اور عثمان کے اور قلعہ بند ہونا

عثمان کا اور ابی بکر کا علی مرتضیٰ کے جیہ لوگ
 نام کام پھر کئے نوشت عالموں کی زیادہ ہوئی ابی رفیع ایک جماعت کثیر تھے
 واسطے فریاد کے آئے اور عدلت وہاں کو اجازت لانے کی ندی بے حجاب
 اندر مکان خلیفہ کے در آئے اور ایسی شور و شریک کی کہ اگر کچھ بھی خلیفہ چون چرا
 کرتا تو وہ لوگ اوسکو اوسی وقت زندہ پھوڑتے اور کہا تو خلیفہ ہوا ہر اور
 غم و دے زیادہ ظلم کرتا ہر اور جس شخص کو کہ رسول خدا نے نکالا تھا
 اوسکو ہلاک کر اپنا پیش دست کیا ہے نہ اوسکو ابو بکر نے بلایا اور نہ عمر نے
 اپنی خلافت میں اور لوگ اوسکو مثل کئے کے جانتی تھے تو نے ہلاک
 اوسکو صاحب اختیار کیا ہے اوسنے چواگاہ ہماری چھین لین اور محصول و غیر
 علی المصاعف باندہ ہے اسباب خبر الامام سے جو حق تھے اوزہور کیا
 سر جو کائے اور مروان گوشہ بین چھپ گیا اور غلام سب خاموش کئے
 دیکھتے تھے جو ہر بات پر خلیفہ کا رنگ بدلتا تھا لیکن ہوائے خاموشی
 کے اور کچھ چارہ نہ بن آیا اور کر یہ جواب دیا کہ میں اس امر سے آگاہ نہیں
 ہوں اب معلوم ہوا کہ عالموں کی خطا ہے اب میں اصلاح کار کروں گا اور
 جسکو کہو گے اوسکو موقوف کروں گا فریادیوں نے کہا کہ ہر ملک میں خط
 بھیج کر مظلوموں کو طلب کر حیف و سب جمع ہو لیو گے تو ہم اصلاح کر کے
 جیسا مناسب ہوگا دیا کر بن گئے اسنے منشیوں کو ہلاک کر حکم دیا کہ ہر شہر
 نامہ لکھو چنانچہ منشیوں نے نامہ لکھ کر ہر شہر کو روانہ کئے اور فریادوں
 تھے ہوئی جب نامہ ہر شہر و ملک میں پہنچے تو دودھوا دینے سو

اور چار سو اور پانچ سو ہر شہر سے لوگ داد خواہ آئے گئے ایسا کو پنجہ دنا رار
داد خواہوں سے مدینہ کا بھگ گیا کہ راہ آمد و رفت کی دشوار تھی خلیفہ اس مجمع کو
سنگر ڈرا اور دریائوں سے کہا کہ دروازہ کو بند رکھو غلام کمر باندہ کر یہ سامان
جنگ عقبہ در کھڑے ہوئے سب خلقت نے اگر دروازہ کو گھیر لیا اور
پکار پکار کر کہتے تھے کہ دروازہ کھولو اسے دریائوں اور سمندر خلیفہ تک جانے دے
تاکہ ہم اس سے اپنا حال بیان کریں اور وہ اپنے وعدہ کو وفا کرے خلیفہ
اس فکر میں پڑا کہ کیا تدبیر کر دں جو اس سے نجات پاؤں آخر کار پاس شیر خدا
پیام بھیجا کہ آپ قدم رنجہ فرمائے اور اس رنجہ اور بلا سے نجات دلوائے
حضرت نے جو یہ پیام اسکا سنا از راہ لطف و کرم کے تشریف لائے
فریادیوں نے جو حضرت کو دیکھا تو سب روتے سامنے آئے اور عرض کیا
کہ اے مئے برحق رسول خدا کے آپ واقف ہیں ہم عاجزوں کے حال سے
کہ ہم تباہ و برباد ہو گئے ہیں حیب تک کہ تلافی نہ کریں گے ایک قدم نہ ہٹا دیں گے
شیر خدا نے فرمایا کہ تم سب یہاں جمع رہو میں اوسکے پاس سے جتنے لگا
تو اسکا جواب دون گا اس بات سے وہ لوگ خاموش ہو رہے اور حضرت
اندر مکان کے گئے خلیفہ عقد کرتا ہوا واسطے پیشوا سے کہ آیا اور کہا کہ آپ
فرمانے پر عمل نہ کیا اسوجہ سے اس بلا میں مبتلا ہوا آپ صاحب کرم میں
آپ بھگوا اس بلا سے نجات دلوائے حضرت نے کہا کہ عاملوں کو جتنے
ہاتھ سے یہ لوگ تنگ آئے ہیں اونکو مغرول کرنا چاہئے خلیفہ نے کہا
کہ قسم خدا و رسول کی اب آپ کے فرمانے کے خلاف نہ کروں گا جب

حضرت نے اوسکا یہ عجز و انکسار دیکھا تو فرمایا کہ تو اپنے مکان میں رہو اور میں انکو جیٹ رہے ہوں گے گا راضی کروں گا خلیفہ نے قبول کیا اور غصہ فرمایا اودن فریادیوں کے گئے اور تسلی اونکی کی اور امیدوار کیا اور کہا کہ رئیس قوم سے چند آدمی ہمراہ میرے آدین تاکہ مشورہ کر کے اس بلا کو تیسے دور کروں میں حسب فرمان رئیسان قوم مکان پر اوس ملاشان کے گئے

علی کا فرو کرنا غصہ کا وادخواستوں کے اور راضی کرنا اوس جماعت کا اور شورش کرنے کے بشرط مغرول کر کے عثمان

کے عاملوں کو جناب امیر نے وادخواستوں کو اپنے پاس بلایا اور استفسار فرمایا کہ اپنا حال بیان کرو کہ تم کیا چاہتے ہو فریادیوں نے عرض کیا کہ ہم اسکے قول اور فعل پر راضی نہیں اسوجہ سے کہ جب ہم وادخواستی کو آتے ہیں تو یہ ہم سے فریب کر کے پھیر دیا کرتا ہے اب ہم اسکے قول پر اعتبار نہ کریں گے اور اسکو قتل کریں گے حضرت نے فرمایا کہ یہ گفتگو زیبا نہیں ہے اگر کوئی صورت اور مختارے واسطے بہترے کی نکل آوے تو بہتر ہے جب دیکھا اودن لوگوں نے کہ اصلاح شرع خدا کے مرضی ہے اسوقت سب نے کہا کہ اے امیر مومن! ہم سب آپ کے حکم سے باہر نہیں ہیں لیکن اس کے قول کا اعتبار نہیں ہو اگر اوس سے اقرار کیا اور پھر اپنے قول سے پھر گیا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ اس کے درمیان میں نیڑے شہر خدا نے کہا کہ میں اوس سے پوچھ کر اسکا جواب دوں گا پھر حضرت عثمان کے پاس گئے اور اوس سے

کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں اور سوقت عثمان کے کہا کہ اسے ابو جہل کہتے ہیں
ابن کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا یہ اللہ نے کہا کہ تو خوب بات کو
سمجھ لے پھر اس قول و قرار سے انخواف نہ کرنا خلیفہ جیسا اس شرط پر
راضی ہوا تو شیر خدا نے اون لوگوں سے کہا کہ ابکی دفعہ عامل کے
بدلنے پر قناعت کرو اور اگر اس میں وہ کچھ تامل و تساہل کرے گا تو پھر میں
اوسکے درمیان میں نہ پڑوں گا تم اور وہ اپنے سمجھ لینا اور یہ بشرط و ادعویٰ
ہے بھی منظور کی اور تدبیر عالموں کی کرنے لگے مصریوں نے محمد بن ابی بکر کو

انجو بکر کے ساتھ شیر خدا پاس عثمان کے لئے مطمئن کرنا عثمان کا دل خوا
ہوں کو ظاہر میں اور سوتپنا سقر رکرنے عامل کو اوپر اودن کے
اور اختیار کرنا مصریوں کا محمد بن ابی بکر کو اور پھر جاننا ہے
عثمان کا اغوا سے مروان سے خلیفہ نے اون لوگوں سے بہت

عند کیا اور ہر بار یہی کہتا تھا کہ تم حق پر ہو اور اون ظالموں کو موزوں
کر کے جاکو تمھارا جی چاہے اوسکو حامل کرو مصریوں نے عرض کیا کہ محمد
ابی بکر اگرچہ راضی نہیں ہوتا ہے بوجہ فراق علی کے اور حضرت نے تعجب
کو کہ راضی کیا ہے اور یہ بلوا اوسکے عامل ہونے پر موقوف ہو خلیفہ
خوش ہوا اور بہت سے عذر خواہی کی لوگوں نے رخصت طلب کی
اسنے بہت سے مہربانی اور عنایت سے ہر ایک کو رخصت کیا اور
وہ لوگ طرف اپنے اپنے وطن کے روانہ ہوئے اور شیر خدا کی حج
کے لئے جانے لگے جب وہ لوگ چلے گئے اور مکان عثمان کا خالی ہوا

تو مروان نے خلوت میں کہا کہ اس قدر بے تمیز کیوں ہو گیا ہے محمد بن ابی بکر کا
 تیسرے کب کر لگا وہ دعویٰ وراثت کا کہتا ہے اور علی کی دوستی کو ایمان
 جانتا ہے اور دوسرے یہ کہ جو عامل نئے تو نے علی کے کہنے سے کئے ہیں یہ ہرگز
 شخص سے نہ ڈرین گے جب عثمان نے یہ باتیں سنیں تو پھر شیطان اسکے سر پر ہوا
 ہوا اور وہ عہد و پیمان بٹلا دیا اور قضا الکی قریب آئی مروان سے عثمان نے
 کہا کہ تو اصلاح اس کام کی کر اور عاملان سابق کو نامہ لکھ کہ شور و غوغا اہل فساد کا
 اس حد سے گنداک میں لا علاج ہو گیا اور بھجوری مغرولی تمھارے کو لکھا کہ بے
 اسکے تسکین نہوتی تھی اس تدبیر سے اون لوگوں کو اپنے پاس سے دور
 کیا اونکو تم اپنی جگہ پر مقرر ہو اور میرے نزدیک اعتماد تمھارا پہلے سے
 زیادہ ہو گا اور عامل جدید جو پہونچے تو خون او سکا ٹھکوساچ ہے ہرگز ہرگز نہ کرنا
 فوراً سرتن سے او سکا جدا کرنا اور جو ریشیان قوم ہیں ہاتھ پیراؤ کی بھی
 جدا کرنا تاکہ پھر کوئی اپنے مقام سے جنبش نہ کرے خلیفہ نے اس بات کو مروان
 پسند کیا اور تقریر کو تحریر کیا اور محمد بن ابی بکر کے باب میں اور عاملوں سے زیادہ
 آتش افشانی کی اور یہ قتل نامہ لکھ کر اوپر ادا سکے مہر کر کے ہر طرف کو روانہ کئی
 اور قاصدون کو حکم دیا کہ عاملوں جدید سے پہلے پہونچنا اون قاصدون میں
 ایک اسکا غلام بہت معتبر تھا او سکو طرف مصر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے
 روانہ کیا اور نامہ کو موم سے چمیدہ کر کے ظرف آب میں چھپا دیا اور غلام
 وہ نامہ لے کر موافق کہنے اوسکے کے روانہ ہوا اور بہت جلد جاتا تھا
 چند روز کے اوس جگہ پہونچا کہ جہان محمد بن ابی بکر مولا اپنے ہرگز نہ کرنا

نیچے درختوں کے باہر ایک گاؤں کے اوترا ہوا تھا کچھ لوگ اس وقت تک
 اور کچھ جاگتے تھے کہ دیکھا کہ ایک شتر سوار تیز جاتا ہے ایک شخص نے اونہیں سے
 پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں اس تیز سے جاتا ہے شتر سوار نے کہا کہ میرے
 تین امیر المومنین نے پاس عامل مصر کے بھیجا ہے اور تاکید کی ہے کہ جلد
 اپنے تین ادسکے پاس پہنچا تا میں اسوجہ سے تیز جاتا ہوں جب اسکے
 زبان سے یہ کلام صادر ہوا تو سبہوں نے کہا کہ اسے احمق بے خبری
 عامل موجود ہے جو حکم ہوا و اسکو باواز بلند کہ خواہ چپکے سے شتر سوار نے کہا
 کہ مجھکو اس عامل سے کچھ کام نہیں میں عامل سابق کے پاس جاتا ہوں جب
 لوگوں یہ بات سنے تو چار طرف سے اسکو گھیر لیا اور تالا شے اسکے لینے لگے
 ایک شخص نے پانے کے ظرف کو ہلایا اور اسکو جھکایا تو ایک خط موم سے
 لپٹا ہوا اوسمیں سے نکل آیا پس اس غلام کو معہ اونٹ پاس محمد بن ابی
 بکر کے لئے گئے اوسنے اس موم کو چھوڑا یا تو ایک نامہ اوسمیں سے نکل آیا محمد
 بن ابی بکر اس حال سے حیران ہوا اور اس نامہ کو جو کہ لکڑیا تو پھر
 اپنے قتل کا و سر داران مصر یوں کا پایا اور سانسے بارون کے پھینک دیا
 جب سب اس مضمون سے آگاہ ہوئے تو شعلہ دلون سے نکلنے لگے اور
 اویس وقت گھوڑوں پر زمین رکھ کر سوار ہوئے اور راہ وطن کے چھوڑ کر
 مدینہ کے روانہ ہوئے پھر وہ ہی انبوه دروازہ پر جمع ہو گیا پھر آنا محمد بن
 ابی بکر کا ساتھ مصر یوں کے مدینہ میں اور جانا خدمت
 میں شاہ مردان کے اور ظاہر کرنا مکر عثمان کو اور

قلعہ بند ہونا اوس پیمانہ شکن کا اور پشلائے پلا ہونا جب

محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ مصریوں کے اوس غلام کو لئے ہوئے داخل شہر ہوئے
تو سب سے پہلے خود جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گئے حضرت نے
انکو دیکھ کر تعجب کیا اور پوچھا کہ کیوں پریشان حال تم پھر آئے ہو انہوں نے
باچشم ترغوض کیا کہ آپ کے فرمانے سے اہل بیت کو مینے قبول کیا تھا اسوجہ سے
کہ خلاف حکم آپ کے کرنا کفر ہے ورنہ عثمان کی تابعداری کرنا مجھ کو کیا ضرر تھا
دیکھئے کفار ہرین اوسنے کیا اعتبار کیا اور باطن میں ایک محضر میرے قتل کا
لکھا یہ کہہ کر اور وہ محضر حضرت کے روبرو رکھ دیا اس میں اور سب لوگ
بھی حضرت کی خدمت میں پھونچے اور داد بے داد کرنے لگے حضرت نے
سب کو تشفی دیکر اوس نامہ کو پڑھا اسوقت سب نے عرض کیا کہ ہم اب
اوسکے ہاتھ سے بہت تنگ آئے ہیں اور محمد بن ابی بکر نے عرض کیا
کہ اب آپ اس میں دخل نہ دیجئے اسوجہ سے کہ آپس میں اب یہ قرار پایا ہے کہ
ہم اوس سے سمجھ لیوں گے خواہ مار بن جاوین خواہ اوسکو قتل کریں پھر
نے ارشاد فرمایا کہ میں اتمام حجت کر لوں یہ کہہ کر اور نامہ لیکر عثمان کے پاس
گئے اور پیچھے حضرت کے وہ سب لوگ بھی چلے جب حضرت اوسکے
سکان پر پھونچے تو عثمان پر خفا ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہی تیرے دین
استھا تو پھر یہ عہد و پیمان کرنا کیا ضرورت تھا اوسکو شرمندہ گئے سے کچھ
نہ بڑا گہرا کر قسم کہانے لگا کہ اے ابوالحسن میں اس سزا سے آگاہ
نہیں ہوں شہر خدا نے یہ سن کر کہا کہ مجھ کو شرم نہیں آتی میرے

پشتر اور بہ غلام مالی تیرا ہے اور خطا تیری تیرے کا ہے اور مہر بھی تیری ہے
 اور اس قدر بے خبر سے بیان کرتا ہے کہ میں خبر نہیں رکھتا اب تو جان اور
 فریادی مجھ کو کچھ کام نہیں یہ کہہ کر حضرت وہاں سے اٹھ کر اپنے دولت سرا کو
 چلے آئے اور فریادی اس کی طرف مخاطب ہوئے اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں
 ہے کہ یہ فتنہ کس نے اٹھایا اور مسجد کی طرف چلا اور وہاں جا کر قسم کھائی کہ میں
 اس سے آگاہ نہیں ہوں اور سوقت ان سب لوگوں نے کہا کہ اگر تو سچا ہو
 تو تیرا رسول خدا کو ہمیں دیدے اس نے اس میں تامل کیا اس پر سب نے گالیوں
 دیں اور مار گڑھ شروع کی ڈھیلے اور لکڑے جو جسکے ہاتھ میں آتا تھا وہ
 اس کو مارتا تھا اور سوقت زمانہ اس کے آنکھوں میں اندیر ہو گیا تب غلاموں نے
 اس کے نیچے سپر کے کر کے پہرہ خرابی مکان تک اس کو پھونچا دیا جب داخل
 خانہ ہوا تو دروازہ بند کر لیا اور سب لوگوں نے چار طرف سے مکان کو
 گھیر لیا اور بکارتے تھے کہ اے قوم دروازہ بند جب تک دو باتوں میں ایک
 بات نہ کر دے گئے نجات نہ پاؤ گے اول یہ کہ خود ترک خلافت کرے دوسرے
 یہ کہ تیرا رسول کو ہمیں حوالہ کرے خلیفہ اس حال کو دیکھ کر نہایت پریشان
 اور سوقت اس نے مروان کو بلانا اور کہا کہ تیری رائے نے یہ فساد پکڑا
 اب تیری مصالحت کیا ہے اس نے بازوئے رز و کہا کہ عاملان قدیم کو معہ
 فوج یہاں بلانا چاہئے بلانا عثمان کا فوج کو معہ حکام کے اور جلدی
 کرنا انتقام میں عثمان نے حسب رائے مروان کے ہر ایک عامل کو نامہ
 لکھا کہ اپنے اپنے جگہ پر جائیں اپنا حصہ کر معہ فوج کے ہمارے پاس آؤ اور

سب میں سے عامل مصر و شام اور حاکم کو فرود بصرہ پہنچا ہوا اسے جمع کرنے سپاہ کے لیکن دیان کے لوگوں نے اپنے اپنے دوستوں کو خبر کی کہ عثمان نے جابجا سے فوج طلب کی ہے تم کو واسطے اپنے کام سے غافل ہواور کیوں اس قدر دیر کر رکھی ہے جب یہ خطا ان لوگوں کو آئے کہ جو عثمان کو گھیرے بیٹھ گئے بس پھر تو ان لوگوں نے ایسے شدت کرنا شروع کی کہ آب و طعام سب بند کر دیا اور تشنگی سے عثمان نہایت پریشان ہوا اپنے مکان کے کوٹھے پر چڑھا کہ جہاں مکان جناب امیر علیہ السلام کا معلوم ہوتا تھا اسنے اپنے کوٹھے پر سے پکار کر جناب امیر علیہ السلام کو پوچھا کہ حضرت مکان میں تشریف رکھتے ہیں تو ان لوگوں نے مکان سے حضرت کے جواب دیا کہ حضرت مکان میں نہیں ہیں کہیں ہر تشریف لے گئے ہیں جب حضرت تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ ابھی عثمان اپنے کوٹھے پر سے حضور کو پکارنا تھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی سے ارشاد کیا کہ جا کر دریافت کرو کہ کیا مطلب کہتا ہے جب عثمان کو یہ پیغام حضرت کا پھونچا تو اوہ سن کر ہلا بھگا کہ میں تشنگی سے بیٹھا عتاب ہوں اور جان لبوں پر پھونچے ہے حضرت نے جب یہ حال سنا تو قبر سے ارشاد فرمایا کہ تین شکین پانے کے پھونچا دو جب وہ پانے لیکر جانے لگے تو لوگوں نے منع کیا قبر نے کہا کہ تمکو منع کرنا چاہئے اس سبب سے کہ شہر خدا نے بھیجا ہے از بسکہ وہ لوگ آزر وہ دل تھے قبر سے کہا کہ تم اپنے غم سے پانی لئے جاتے ہو حضرت نے نہیں بھیجا ہے اور ہم اس پانی کو نبانے دیوین گے قبر کھرا لے اور جناب امیر سے یہ حال

بیان کیا حضرت نے اپنے حسن امام حسین سے فرمایا کہ تم جا کر اس پائے کو
 چھو جاؤ تو نور چشم رسول خدا حسب ارشاد شیر خدا کے پائے کی مشکین اپنے
 ہمراہ لے گئے جب اہل دین نے شہزادوں کو دیکھا تو نہایت شرمگین
 ہوئے حسین نے وہ مشکین پانی کے مکان میں عثمان کے چھو جائیں
 پائے کو دیکھتے ہی بیتاب ہو کر عثمان دور اور قبر نے بھی دہانہ مشک کا
 انہوں کو سب کو چھو پیراب کیا پھر توبہ مداحی شاہ ذوالفقار کرنے لگے
 درخلفہ نے کہا کہ اسے نور چشم رسول خدا شیر خدا سے کہئے گا کہ میں اپنے
 خطا پر نادم ہوں جو میں نے حکم حضرت کا نہ مانا ایک مرتبہ اور آپ اس کام میں
 قسم رکھتے اب میں قسم کہتا ہوں کہ اب آپ کے حکم سے اخراج نہ کروں گا
 امام حسن نے جواب دیا کہ اب خیال محال کرنا کیا ضرور ہے ہرگز اب
 حضرت اس مقدمہ میں دخل نہ دیں گے جب عثمان نا اسید ہوا تو ہر جا کر
 مروان کو برا کہنے لگا اور اوسط وہ لوگ جو گھیرے ہوئے تھے کہنے
 لگے کہ اب سستی کرنا اس کام میں اچھا نہیں ہے او دہر تو اسکی فوج
 طلب کی ہوئے آجاوے گے اور اوہر شیر خدا بھی رحم رکھتے ہیں شاید
 اسے نڈر کرانے پر خیال فرماوین اور بھگوانے کرین اس سے بہتر یہ ہے کہ
 اسکو جلد قتل کرنا چاہئے اس رائے پر سبہوں نے اتفاق کیا مصری
 اور بصری اور اہل عراق نے محمد بن ابی بکر کہ سردار لکاتھا اور
 دوسرے ظلمہ وزیر اور عبدالرحمان کہ محمد پاس اونکے گیا اور ایک بہت
 رتے یہ راز اویسے بیان کیا اونہوں نے کہا کہ اس سے بہتر اب فرصت کا

دفعہ ہاتھ نہ آوے گا یہ صلاح کر کے ہر ایک نے اپنے سہم بیان کو خبر دی
 کہ کل صبح کو کمر باندھنا چنانچہ سب اس بات پر ایک دل ہوئے اور صبح کو چہار
 طرف سے مکان کو عثمان کے گھیر لیا کمر باندھنا دلیروں کا اور قتل
 عثمان کے اور آگ لگانا دروازہ میں اور چھپنا عثمان کا غور
 توں میں اور مجروح ہونا مردان کا اور مارے جانا غلام، لکا
 جب صبح کو مکان عثمان کا گھیر لیا تو اوپر سے غلام عثمان کے پتھر مارتے تھے
 اور یہ دلیر تہرے دروازہ کو کاٹتے تھے چونکہ دروازہ زبردست تھا اس لیے
 نہ کٹتا تھا آخر کار آگ لگا دے جب دروازہ جل کر کھل گیا اور خلیفہ نے یہ حال
 دیکھا تو مہ غلاموں کے اندر زمان خانہ میں بھاگ گیا اور دیوان کا بھی
 دروازہ بند کر لیا اور جو لوگ کہ باہر دیوان خانہ میں تھے وہ مقابلہ کر گئے
 اوس میں سے چند آدمی مارے گئے اور باقی زخمی ہوئے لیکن یہ
 لوگ کب کسی کے رُوح کے سے رکتے تھے انہوں نے دروازہ میں حرم کے
 بھی آگ لگا دے اور توڑنا شروع کیا یہاں تک کہ ضرب تہرے زبرد
 زبرد کر ڈالا اور حرم میں خلیفہ کے گہنٹس گئے کہ محمد بن ابی بکر سب سے
 آگے تھے جب مردان نے انکو دیکھا تو تلوار نکالے جب سہرا یہاں ٹہر
 نے دیکھا تو فوراً بڑ بکر ایک ہاتھ تلوار کا مردان کے ایسا لگایا کہ اُس کا
 ہاتھ مٹہ تلوار کے کٹ کر گر پڑا اور مردان دیوان سے بھاگا اور عبداللہ بن
 عوام کہ عزیز قریب عثمان کا تھا اوسنے آکر کہا کہ اے دوستو یہ امام صحابہ
 اسکے ساتھ ایسا کرنا چاہئے آخر ایک روز خدا کو بھی منہ دیکھنا ہے

عبدالرحمان نے یہ سنکر تیغ کھینچے اور غصہ سے کہا کہ اے بے خبر تو رہنا
کو کیا جانے جسکو کہ ہم لوگوں نے امام بنایا ہے واسطے اپنے نفس
ظلم و جبر اٹھانے کے یہ کیکر ایک تیغ اوسکے ایسے لگائے کہ وہ خاک پر گر پڑا
اور یہ سب بہادر صحن میں زمانہ مکان کے گئے اوسوقت وہ غلامان زرین قبا
صف باندہ کرسد راہ ہوئے اور تلوار چلنے لگے اور ایسی لڑائی ہوئے

کہ ایک بھی اون غلاموں میں سے زندہ باقی نہ رہا پھر نچا محمد بن ابی
بکر و کتانہ و ہمراسیون کا عثمان تک اور زحنی اور قتل کرنا
اوسکو اور قتل اوسکے کے خوشے کرنا اور دفن ہوا عثمان
کا مقبرہ یہودیوں میں محمد بن ابی بکر سے آگے ایک تری

ہوئے آگے بڑھے ہوئے جاتے تھے کہ ناگاہ ناگاہ انکی خلیفہ پر پڑے انہوں
چھپ کر ڈار ہے خلیفہ جسے کی پکڑے اور کہا کہ اب کب تک تو دین ہو
میں بدعت کر لگا خلیفہ رونے لگا اور کہا کہ اے جوان اسقدر دیر میرے
قتل پر نہ ہو کہ یہ گناہ کبیرہ ہے محمد نے اوسکے جواب میں وہ آیا کہ جو غرق و خون
میں آبا تھاپڑا کر سنا با اور ایک وار لگایا اوسکے بعد کتانہ نے ایک گز
اوپر سر پشوا کے لگایا کہ عثمان صدر سے اوسکے اوپر زمین کے گر پڑا اور
فوراً ایک تیغ عمران نے اوسپر لگائے پھر تو ہر چار طرف سے سب نے
تلوار و خنجر و تیر سے زبرد کر ڈالا اور ساتھ ذلت و خواری کے لاشیکو
اوسکے ڈال دیا پھر کسے کو نہین مارا کہ مراد حاصل ہو گئے اور تین شبانہ روز
لاش اوسکے اوسے مکان میں ٹرے رہی اور کوئی مارے خوف کے

دفن کرنے نہ آیا چوتھی روز جب شیر خدا کو خبر ہوئی کہ عثمان کا لاشہ اوسپر سے
 پڑا ہوا ہے اوسوقت آپ نے فاتکو نسے اوسکے کہا کہ یہ بات اچھی نہیں اور سکو
 دفن کرنے دو حضرت کے کہنے سے وہ لوگ خاموش ہو رہے اور مردان
 خاص اوس شخصیت پناہ نے مجمع کر کے لاشہ انکا اٹھایا اور بہت سا
 گریہ و شیون کیا اور یہ گریہ واسطے اپنے تھا کہ جب حال پیر دستگیر ہمارے
 کا یہ سوا اب وقت دار دیگر کے کون دستگیر ہوگا اور اس بلے سامانی سے
 کہ دروازہ کے تختے کو غنیمت جان کر اوس لاش پارہ پارہ کیا اوسپر لٹا کر
 طرف جنت البقیع کے لئے چلے وہ گروہ قاتلین بانیہ ہوئے کہ یہ جگہ متقیوں
 کی ہے نہ ظالموں کے اور حد بقیع سے دور نکال آئے جہاں کہ مقبرہ ہوئے
 تھا وہاں بھی دفن نہ ہونے پایا منع کرنے سے یہودیوں کے آخر کار ویرانے
 میں ایک رات و دن وہ لاش اڑا رہا اور کوٹھے دگتے نوچتے رہے دوسرے
 روز مردان خاص نے ایک گڑھا کھود کر اوس میں دبا دیا نہ بار نہ دو گار نہ

سامان نہ مروان سامنا شکر و نیکر اور عذاب رستخیز کا ہوا آغاز و ہتان
 خلافت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام
 اور اشارہ اون آیات کا کہ جوشان میں اوس
 والا شان کے نازل ہوئیں تحقیق ساتھ حسن
 انتظام کے لکھا ہے مخلص ساتی بیا ساتی اسے خضر راہ نجات

بیا اے توسقائے آبجیات • بیا اے میجائے دل مردگان • بیا سیراہ
 کم کردگان • در آمد دلہ در درون زبان • کہ نام علی آمد اندر میاں

مرا نشا نام اگر کہہ دست بہ کہ این خاصہ ساقی گزراست کہ کنم آشکارا پندارم
 نہان یہ کہ مست افقند راز دل بر زبان مد حاصل مطلب یہ ہے کہ ہر ایک اپنے
 مذہب کو اچھا جانتا ہے کیا مسلم اور کیا مشرک اور کیا ترسا اور گبر اور کیا سنی
 و کیا شیعہ طرفہ یہ ہے کہ گروہ مسلمین میں بہتر فرقہ ہر ایک اپنے نسبت حق جانتا ہے
 اور دوسرے کو باطل تو اب ناحق اور ناصواب کون ہو تو اب عقل سے بہت
 ہوتا ہے کہ دھوٹے کرنے والوں کے دعوے میں حق نہیں ہے حق وہ ہے
 کہ حق تعالیٰ نے امت کو بواسطہ نبی کے حکم بھونچا یا کواصلے کہ جب لوگ آگاہ
 سنہون گے احکام اور ماجوسے سے تو روز جزا عذاب کرنا ظلم ہوگا اور سب فتون
 نزدیک ظلم کرنا خدا کو روا نہیں ہے پس فرض ہوا کہ حق نبی کے تین ظالم کرے
 اور نبی کو بھی واجب ہوا کہ اوپر حق کے پہچنائے تاکہ حجت روز حشر باقی رہے
 اس واسطے دے کہ مقرر کیا کہ بمصدق آیتہ فاذا فرغت فانصب واسے رکب
 فارغب یعنی جب کہ فراغت ہوئے تکو حجتہ الوداع سے پس علی کو اپنے
 مقام پر نصب و مقرر کر اور طرف رب اپنے کے رغبت کر مقرر ہونا دیکھا
 تو اسے ثابت ہوا اور تخصیص آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین
 یقیمون الصلوٰۃ ویتؤن الزکوٰۃ وہم را کون سے ظاہر اور آشکارا ہے اور
 آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کیا میں
 اور شہر آیا ہے اور آیہ مباہلہ قتل تعالوانیع ابنا دنا و ابناءکم و نساءنا
 و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبہل فنجعل لعنہ اللہ علی کاذبین بیان مشان
 امرا المؤمنین میں سوائے مسلمین گروہ کافرن برحمت روشن اور واضح ہے

اور آہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک و لاغ ذنبوا لاسینہ پر کینہ حاسدوں کا ساتھ تاکید تمام کے اوپر پیغمبر صلی اللہ علیہ کے آیا اور دل مفسدوں کا جلایا اور اس طرح آئے اول سورہ عنکوبت اور اول سورہ نجم میں جا بجا کہ دل حاسدوں کے اس مرتبہ نے جلائے الغرض شتر آیتوں سے سوا بیچ قرآن مبین کے شان امیر المؤمنینؑ نازل ہوئے ہیں اب شک اس میں کہان باقی رہا کہ علیؑ بعد نبیؐ کے دھماور جانشین بنیں اگر کوئے مدعی ہو تو جواب کاٹنے ہے کہ رسول خدا نے مجھے اپنے امت پر وصی ہونے کے خبر ہر وقت اور ہر مقام میں علیؑ ابن ابی طالب کے واسطے دی ہے کہ میرے بعد خلیفہ اور جانشین علیؑ ہیں بیان فضائل شاہ اولیا کا قبل پیدا ہونے کے حکم خالق ارض و سما سے اول یہ کہ ایام محل میں جب رسول خدا گھر میں تشریف لے جاتے تھے تو والدہ اوس شہر یار کی بے اختیار تعظیم کو کھڑے ہو جاتے تھیں ایک روز حضرت ابی طالب نے ازراہ نصیحت کے کہا کہ اے بانوئی! رجبند محمد کو شل فرزند کے پرورش کیا تم نے اور گرائے حمل سے بھی تو اضع کچھ ضرور نہیں ہے بانوئے محترم نے جواب دیا کہ محمد جب یہاں آتے ہیں تو یہ لڑکا جو بیٹ میں ہے بے اختیار میرے تئیں اٹھ اٹھاتا ہے اوہنوں نے اس بیان سے تعجب کیا بانوئے محترم نے کہا کہ تم اسکا امتحان کر لو ابو طالب خود بھی قوسے دست تھے پہلوانان چار میں اور ان سے زیادہ قوسے حمزہ نامدار تھے ابو طالب نے اونکو بلایا

جب رسول خدا آنے لگے تو ان دونوں صاحبوں نے دونوں جانب سے بازو
 بانوئے محترم کے دباکے تاکہ اپنے مقام سے نفیش نہ کریں جب نظر اونکی
 اوس نور مبارک پر پڑے تو بے اختیار اوشھ کھڑے ہوئیں اون دونوں
 پہلوانوں سے ایک لٹخت بھی روکا نہ گیا اوسوقت اون کے بیان کا یقین
 ہوا دوسرے یہ کہ جب دن ایام میں رسول خدا پاس مادر مہربان کے
 اگر سلام علیک اسے برادر فرماتے تھے تو شکم سے علیک السلام اسے رسول
 کے آواز آتے تھے اور جب زمانہ پیدائش کے قریب آیا تو دروزہ ایسا ہوا
 کہ بیتابی سے طرف کعبہ کے گئیں تاکہ دیوار کعبہ سے شکم کو مس کریں جب
 وہاں پہنچیں اور شکم کو دیوار سے مس کیا اور پروردگار سے دعا مانگی
 تو دیوار کعبہ شق ہو گئے اور ایک دروازہ نمودار ہوا اور آواز آئے انکی کان
 میں کہ اسے مادر افضل او صیاند رہا رہے مکان کے جن بانوئے محترم اندر
 حرم کے گئیں اور شیر خدا پیدا ہوئے یہ شرف خاص شاہ نجف کو ملا
 تیسرے یہ کہ جب پیدا ہوئے تو آنکھیں نہیں کھولیں والدہ حضرت کے پتا
 سے اندیشہ مند تھیں کہ رسول خدا تشریف لائے جب آواز رسول خدا کے
 کان میں شیر خدا کے گئے تو آنکھیں اپنے کھول دیں اور مونہ پھیر کر پہلے
 رسول خدا کو دیکھا اور راہ ادب سے سلام کیا حضرت نے جواب دیا اور
 بڑھ کر گود میں لیا جو کہ ولادت حرم میں ہوئے تھے اسوجہ سے غسل میسر ہوا
 تھا رسول خدا نے بشفقت تمام واسطے غسل کے پانی طلب کیا اور دست
 مبارک سے سر و سینہ دھوئے لگے تو وقت دھونے کے شیر خدا خود

کروٹ بدلتے جاتے تھے رسول خدا یہ دیکھ کر اشکبار ہوئے اور سوقت والدہ
 نے علیؑ کے پونچھا کہ اسوقت باعث رونے کا لیا ہے رسول خدا نے فرمایا
 کہ اسے مادرِ محمد بان جیسا کہ آج غسل دینے میں علی پہلو بہ پہلو پھرتے جاگے
 ہیں اسبطر جسے جب میں دنیا سے گذرون گا تو علی مجھ کو غسل دیں گے
 اور میں پہلو بہ پہلو خود بخود پھر رون گا یہ حال شکر سب رونے لگے انوفی
 بعد غسل کے والدہ نے شیر خدا کے چاہا کہ دودھ سے مونفہ کہولین اس
 لئے گو دین لیا شیر خدا رونے لگے اور مونفہ ہرگز نہ کہولا اور او کی خیر البشر
 سمجھے اور دوبارہ گو دین لیا اور زبان اپنے مونفہ میں دے حضرت
 نے زبان رسول کو چوسا گویا کہ چشمہ عالم سے آب زلال پیا اسکے بعد
 والدہ کا دودھ سیر ہو کر پیا دوسرے یہ کہ ابو جہل کا یہ قاعدہ تھا کہ جو لڑکا
 پیدا ہوتا تھا جہان میں تو بتوں کے پیر کے بیٹے لاکر اسکے آنکھ میں لگاتا
 تھا اس کو رباطن نے یہ طریقہ شیر خدا کے ساتھ بھی چاہا اور کیا تھا
 بڑپایا اور سوقت شیر الہی نے آنکھ میں بند کر لین اس جاہل مغرور نے
 چاہا کہ زور سے کھولے اور سوقت ید اللہ نے قہر و غضب سے ایسا ایک
 ہاتھ مارا کہ ابو جہل بے ہوش ہو کر گر پڑا اور پھر جو ہوش آیا تو گروین
 کچ پایا اور جب تک زندہ رہا کبھی گردن کی اس کے نہ گئے اور یہ بھی مشہور
 خاص عام ہے کہ حیدر نام اسوجہ سے ہے کہ اڑو ہے کو گہوارہ میں حضرت
 نے چر ڈالا تھا اون پر یہ عنایات پروردگار عہد طفلی میں تھی بیان
 اور فضائل کا کہ فضل خدا سے امیر المومنین علی ابن

امی طالب پر ہوئے ہیں پہلے یہ کہ روزِ بابت کے سب سے پہلے ایمان لائے تھے دوسرے شبِ ہجرت سیدائیا نے قصدِ سفر کیا تو اپنے فرش پر حکمِ خواب کا دیا اس واسطے کہ جو کوئے اور ہوگا تو وہ تبادلو اور علی نے جان نثار سے فرشِ رسول پر آرام کیا اس بات پر ناز کرتا ہی رب جلیل ساتھ جبرائیل و میکائیل کے بسبب شہرت کے دشمنوں کو بھی مجالِ انکار نہیں ہے تیسرے یہ کہ واسطے خیرِ الفسا کے خدا نے قبول کیا اور جبرائیل حسبِ ارشادِ رب جلیل پاسِ رسول مقبول کے پیام لائے کہ مہینے عرشِ پر علی اور فاطمہ کا نکاح کیا تم بھی زمین پر عقد کرو رسول خدا نے خود عقد اون دونوں صاحبوں کا ساتھ شاد سے دسرور کے پڑھا بعد عقد کے خدا نے مبارک باد دے اور سید المرسلین نے زہرا سے ارشاد فرمایا کہ اس خلقت بے شمار سے مجھ کو واسطے بنے ہوئی کے پسند کیا اور علی کو واسطے دے ہوئے کے پسند کیا اور کسے کا تخت و اعتبار مثل شوہر تمہارے کے نزدیک خدا کے نہیں ہے اور حکمِ اوئی کو مثل حکمِ خدا و رسول کے فرض جاننا اور پھر طرفِ ابنِ عم اپنے کے خطاب کیا اور کہا کہ یہ پارہ جگر میرے ہے اور بہترین نسا ہے تم ساتھ اسکے لطف سے بسر کرنا کہ مثل اسکے عالم میں نہ پاؤ گے بس اس طرح کے پردگی جانبِ خدا سے رسول مقبول نے کی اوسکو امت نے اپنے اجماع کو سند گردان کے سب بہلا دیا ابتدا میں تھے جب دروازہ مسجد کے طرف سے بند کرنا حکم دیا تھا تو سب کے

دروازہ بند ہو گئے تھے سوائے اوس ولے خدا کے پانچویں حالت خبیث میں
اندر سجدہ کے جانے کے اجازت سوائے نبی اور امیر عرب کے اور کسی کو
کے نہ تھے دوسرے لڑائیوں میں خیر الانام کو سوائے اوس امام کے بار
صاحب و فایده خواہوں میں اندیشہ جان سے چھوڑ دیتے تھے اور خود گزیران
ہوتے تھے شعر مگر صاحبِ رایت لافقاہ کہ سبکدہان برہم پیر خدا ایسی جان
بازے کرتے تھے کہ جنگ احد میں جبرئیل نے شان میں علیؑ کے اگر تھی سے کہا
شعر ندید و نہ بند دیگر روز گارید جو ان چون علیؑ تیغ چون ذوالفقار جنگِ اُترا
میں خود نبیؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ یہ ایک ضرب تیرے بہتر ہے اعمال امت سے
حشر تک خیر میں نبیؐ کو حکم خدا ہوا کہ علیؑ سے عذر کرو ہمارے جانب سے بھی
اور فتح حرم میں رسول خداؐ نے علیؑ کو اپنے کاندھے پر اٹھایا تھا کرم سے اور
جنگ کفار قریش انصاف اور حیرت سے کہتے تھے کہ مرد مثل علیؑ کے کوئی
جہان میں نہیں ہے دوسرے یہ کہ رسول خداؐ نے کسے کا محکوم کہے
نہیں کیا ہر وقت میں فوج کے سالار آپ ہوتے تھے اور طرہ یہ کہ انکا
کرنا حکم نبیؐ سے اور وقت مقرر کرنے جیش اسامہ میں عمر عاص وغیرہ کو
اور آزر دگے سے لعن کرنا نبیؐ کا اور سرکشوں کے پھر دعوے
کرنا مریدوں کا کہ کردار نبیؐ میں عمر عاص بھی کم نہ تھا بلکہ اوپاشیات اس
بات کے حدیث روایت کرتے ہیں زبانے عمر عاص کے کہ وہ مکار
میں مشہور خاص عام ہے اور طمع میں ایک غلوس کے جیسا کہ
شعث نے عبیدہ کو لکھا تھا سو جھوٹھ اور خدا و رسول کے نبائے ہیں

اساتول نامہ تکب سند ہونا ہے بیان خبر دینے حق سبحانہ تعالیٰ
 سید المرسلین کو تفاق امت سے اور نہ اسے مخالفت کو
 حکم کرنا اور حضرت کو مقرر کر کے امیر المؤمنین کو دلا
 خلافت و امامت کے پروردگار عالم دانا نے الضمیر پر ایک کلمہ
 بفرمایا ہے کہ اسباب کی بھی خبر دے تھی کہ بعد تمہارے نفاق باطنی کو
 امت ساتھ علیؑ کے بر ملا ظاہر کریں گے اور خلافت اوس سے چھین لیں
 اور آل تمہارے سے ساتھ دشمنی کے پیش آویں گے سو تم ہر وقت
 اور ہر جگہ پر سب لوگوں کو سنا دو کہ بعد میرے دھمے اور امان علیؑ ہے
 ناکہ حجت ہو قیامت میں اس سبب سے اکثر رسول خدا مرتبہ و عزت دلا
 اپنے کا بیان فرماتے تھے جب وقت دھمے ہونے کا قریب پہنچا تو حکم
 پروردگار سے خم غدیر میں علیؑ کو دے دیا جانشین کیا اور سبھوں نے
 بیعت کی اور عمر بن خطابؓ نے کہا کہ مبارک ہو تم پر یا علیؑ اور اون کے
 بعد عداوت سے یہ قرار دیا کہ بعد رسول خدا کے علیؑ کو خلافت سے منقول
 کریں نبیؐ کو خدا نے اس بات کے خبر دے کہ تم لشکر کو فلاں فلاں کو شریک
 کر کے روانہ کر دو حسب حکم حضرت نے اون لوگوں کو روانہ کر دیا اور جز
 زمانہ رحلت کے حضرت کو صغ آرائے منظور نہ تھے اسے واسطے لشکر
 میں اون لوگوں کو کہ جسے اندیشہ بغاوت کا تھا لشکر میں شریک کر کے
 جانب بتوک روانہ کیا تھا اور اون لوگوں نے حکم حضرت کے خلاف
 کیا اور راہ سے پھر آئے اور رسول مقبول نے مہر بر جا کر کہا کہ جو لشکر

اسامہ سے پھر آوے گا اور پھر لعنت ہے اس لعن کے بھی پروانہ کی دوسری
جب ذات و قلم طلب کے وہ بھی اندھے میسر زبان کی نسبت کے اور حضرت
کا موصفہ پھیر لینا غصہ سے اور اسکا بھی خیال نہ کرنا ابو جہر ریاست دنیا
سب بظاہر ہے اور سب قائل ہیں اور دوسرے ہونے میں خدا و نبی
نے کب کی کے تھے بلکہ جبرئیل نے اگر جانب رب جلیل سے حضرت سے
کہا تھا کہ تم غم نہ کہاؤ حرم و طبع نے اس قوم کے ہوش کیسے ہیں
میرے اور تیرے حکم کو یہ افراط طبع سے نہ مانیں گے اور اب سے
ظہور قائم آل عباسی طرہ سے باطل کو زور آور حق کو در رہے گا اگر
سعی کیجاوے کہ حق باطل پر غالب آئے لیکن یہ نہ ہوگا بلکہ فضالت یہاں
تک جہان کو گہیر لینگے کہ حق چھپ جاوے گا اور تمھارے علی اور بعد علی
کے شیعہ اس کے حق کو ہاتھ سے نہ دیونگے اور دشمنوں سے بہت صدمہ
اوٹھا دیں گے اور حق سے آپھر بن گے اور اس امت سے مومن
سوائے شیعہ ان علی کے کہ دین کو تمام ادنیٰ محبت میں علی علیہ السلام
کے کہا ہے اور جو کوئے اس حکم کو قبول کریگا وہ مطیع خدا و رسول ہوگا
اور بنے اس سے انکار کیا کفار سے بھی وہ گناہ میں زیادہ ہے اور
جگہ او سکے اسفل السافلین ہے کہ بعد اسلام کے طرف کفر کے پھرا
اور بہشت و حور و قصور و شراب ظہور اس شخص کو ملے گی
کہ جو اس حکم کو مضبوط پکڑے گا اور اس امر حق پر شبہ نہ ظہور قائم
آل عباسی قائم رہیں گے اور وقت ظہور کے نصرت کریں گے اور ہمارے

جان نثار سے کریں گے اور ایسے ہیرو سے کریں گے کہ زمین مشرکین سے پاک ہو جاوے گے جب یہ باتیں روح الامین کہہ چکے تو اور فضائل بیان سکئے کہ وہ روایتیں بھی منکر و نسے ظاہر ہوئے ہیں اور خدا و رسول نے ساتھ صدق و وفا کے تعریف کی ہے اور وقت ہجرت کے جو جان رسول خدا پر خدا کے اوس بارہ مین حدیث اور آیات جو نازل ہوئیں اوسکا بھی انکار نہیں کر سکتے کہ اوسکے راوے بھی اونہیں کے برابر ہیں جو کہ رسول نے اپنا اور علی کا ایک نور فرمایا ہے کون انکے مقابلہ میں اپنا مرتبہ بیان کر سکتا ہے نفس بنے کہا ہے خدا نے اور دوسرے یہ کہ جو امام زمان کو نبی نے وہ جاہل مر لگا اور اونہیں سرکشوں کے واسطے خدا جہنم پیدا کے ہے بعد رسول خدا کے کیا کیا یاران باوفا نے سرکشی حکم خدا کے جہان آفرین سے کی اور مسند رسول پر جہر سے بیٹھے اور دسے کرنے میں خدا نے نبی پر سب حکموں سے زیادہ تاکید کی تھی اور انھوں نے اپنے ابن عم کو خلیفہ کیا تھا سب نے اجماع کا غل مچا کر چھین لیا اور بیداد و ظلم جناب سیدہ پر کیا اور ایذا پہنچائے سب ریخون میں آفتاب سے زیادہ روشن تر ہے اور خدا کے مقرر کئے ہوئے کو تو قبول نہ کیا اور عمر و ابو بکر و ولید کے کئے ہوئے کو پسند کیا اور جب روز حشر میں خبر النساء رو برو خدا کے نالہ کریں گے اور فغان اونکی سے عرش لرزان اور دوزخ ترسان ہوگا کہ اون ظالموں کے موافق تو عذاب میرے پاس بھی نہیں ہے اور تمھارا جو شہین آدمی گا اور صحرائے عسریں سے

ایک جوش و خروش پیدا ہوگا کہ ایک قیامت پیدا ہوگے جب حکم ہوگا کہ ان ظالموں کو کھینچتے ہوئے مع انکی اعوان و انصار کے رنجیرین آتشین اور طوق آتشین اونکی ہاتھ سرون میں ڈالکر ملائیکہ کھینچتے ہوئے لاؤ گے اور کوئی عذر انکا قبول نہ ہوگا اور حکم ہوگا کہ تمہارے آئینوں کو بدل بدل کر اپنے مطلب کے موافق جاری کیا اور عترت رٹول بظلم کیا اور نام اوسکا عدل رکھا اور اون ظلموں سے کہ خمس و غصب خلافت و غنک میں یا گ لگا اور وارہ میں جناب سیدہ کے یالات مارا اور اسقاط حمل کا چوٹا یا بظلم حسن و حسین کو شہید کرنا یا اون کی اولاد کو مثل چوٹیوں کے پامال کرنا یہ سب گناہ گنہ جاوین گے جبکہ ظلم زیادہ ہے اوسکے مکافات بھی زیادہ ہونگے

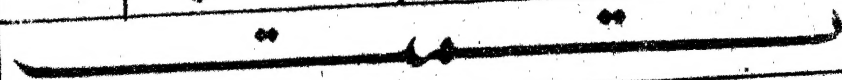
شعر

میں چہ اگر تیرے شہسوی بیچہ نقصان میں گر بد فرخ روی نہ کہ من ابن سخن بر تو سازم عیان نہ با سید سب و وزیریم زیان نہ دے جو بد شرط اسلام این نہ کہ خواند جو یہ ہم از سلیمین نہ ترا دم از گنہ گار اطلاع نہ کہ با خود بشیخی نوازی نزاع نہ کن غور از انصاف در این سخن نہ وز آن پس تو دانی بکن یا مکن نہ تمام شد نتایج فکر و نظر بلیغان جہان و سر تاج فصیحان زمان امیر کشور بلاغت و شاہ ابوان فصاحت سید و الاحسب عالی نسب میر بادشاہ علی صاحب سلمہ الوداہیب المختص بہ بقا تاریخ حجاز بہ صفری فرمودہ اند نہایت ہمت خواطر ناظرین فرحت طبع مومنین

مطبوع شد و ہوا اندا	
<p>دانش او تمام عالم شد نثر طائر نثر ریسیم شد حملہ حیدری مسترجم شد</p>	<p>جسندان سرخان والا شان این چہا ترجمہ بہ نثر نمود سال آتماش از بقا بشنو</p>
تاریخ گفتہ نقلی نثر علی صاحب	

<p>رکھے خالق او خفین اجاہ و توقیر کیا آرد و زبان بدین نثر نہور نامہ شاہ جہان گیر</p>	<p>میرے حسن جو حیدر زماں کتاب پاک رزم حیدری کو کمال دے لکھوا شہرت یارنج</p>
قطعہ تاریخ گفتہ سید کاظم حسین شہر قراچہ	

<p>والا لکھو دستے حیدر بجسر نفع جہان سراسر نقش ثانی بود چہ خوشتر سال طبعش گشت ظہور</p>	<p>عالی ہمد و اسیر ذیجہ اردو فرمودہ چہ حملہ چون زیور طبع برین آراست حرف معجزہ جو کن نثر اہم</p>
رنگ بدر و ہلال و اختر	ہاتف گفتا موز ناریخ



تمام شد بتاریخ ہفتم ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ ہجری بمقام لکھنؤ	محلہ زیر گنج حلیہ طبع پوشید
---	-----------------------------

اطلاع

یہ کتاب خاص واسطے لوگوں کے چھی ہو اور حضرات نہ دیکھیں